

خطبات اصغر

حوالہ جات کی تخریج اور وضاحتی حاشیوں کے ساتھ
مناظر اسلام و لیل احناف و عید الفطر
حضرت مولانا محمد امین صفدر روضی

رحمۃ اللہ تعالیٰ

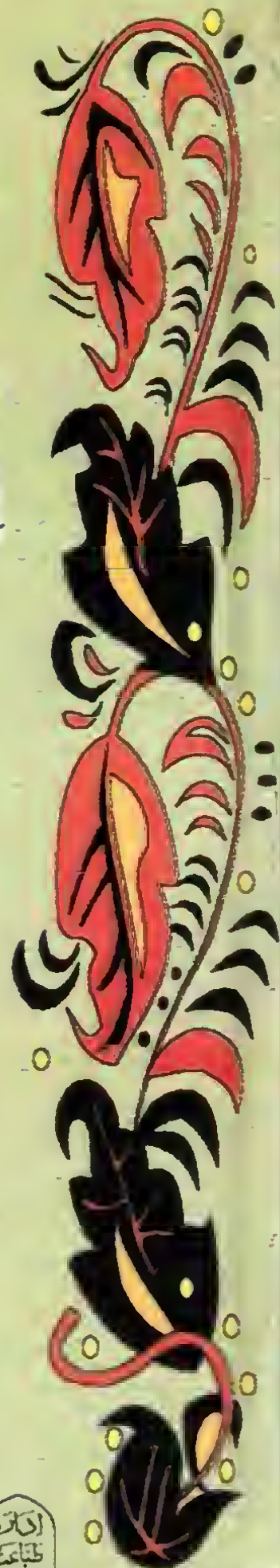
جلد اول

جمع و ترتیب

محمد ظفر اقبال

مکتبہ الحبیب

علامہ بنوری، ٹاؤن کراچی



خطبات اقصیٰ

حوالہ جات کی تخریج اور وضاحتی حاشیوں کے ساتھ

مناظر اسلام و کیل احناف و حیدر العصر
حضرت مولانا محمد امین صفدر روضی

رحمۃ اللہ تعالیٰ

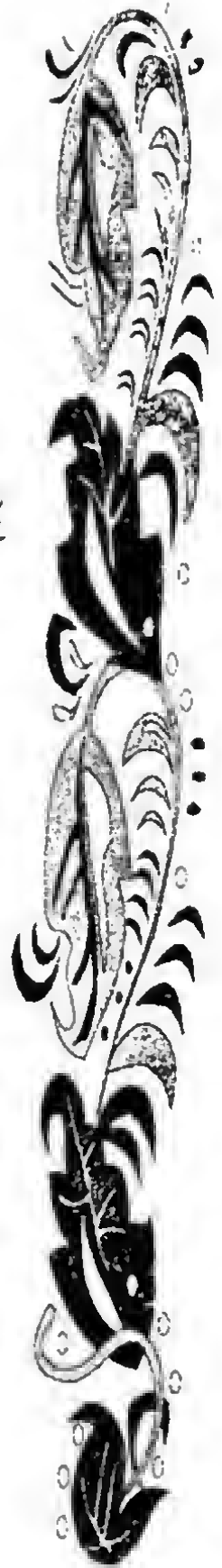
جلد اول

جمع و ترتیب

محمد ظفر اقبال

مکتبہ الحبیب

علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی۔



جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	خطبات امین
صاحب خطبات :	وکیل اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ
مرتب :	محمد ظفر اقبال
طبع اول :	اکتوبر ۲۰۰۲ء
تعداد :	۱۱۰۰
کمپوزنگ :	مولانا محمد امین الحق، جہشید روز نمبر ۱
ڈیزائن :	ملکتہ الحبیب، بنوری ٹاؤن، کراچی۔
قیمت :	
طالع :	یہ اردو طباعت، پتھنم آباد نمبر ۲ کراچی۔ فون 6683333 موبائل 0333-2136180

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الحبیب

نزد جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی-۵
e-mail: khutbat@hotmail.com

۱	انتساب	۲۷
۲	تقریظ	۲۹
۳	خطبات امین کیا ہے؟	۳۰
۴	عکس خیال	۳۱
۵	۱۰ مولوی احسان الحق طیب کا پینچ	۳۱
۶	۱۱ بہادر پور میں میراثی مسئلہ	۳۳
۷	۱۲ نظم نبوت کا جرنیل	۳۳
۸	۱۳ نوٹ	۵۰
۹	۱۴ امین صفدر	۵۱
۱۰	۱۵ امین صفدر	۵۲
۱۱	۱۶ صاحب خطبات کی مختصر حالات	۵۳
۱۲	۱۷ تہذیب	۵۳
۱۳	۱۸ چہ انش	۵۳
۱۴	۱۹ خاندانی حالات	۵۵
۱۵	۲۰ مولانا مرحوم کے تعلیمی مراحل	۵۸
۱۶	۲۱ مولانا محمود حسن	۶۳
۱۷	۲۲ اصلاحی تعلق	۶۵
۱۸	۲۳ حضرت لاہوری کے بعد	۷۳
۱۹	۲۴ تعلیمی و تبلیغی خدمات	۷۳
۲۰	۲۵ وفات	۷۹
۲۱	۲۶ اخلاق و عادات	۷۷
۲۲	۲۷ تعینات	۸۱
۲۳	۲۸ پسماندگان	۸۱
۲۴	۲۹ عظمت نوحید و رسالت	۸۳
۲۵	۳۰ تہذیب	۸۴

۸۳	حضرت باقرؑ اور تھکدہ صدیق اکبرؑ
۸۵	مدح صحابہ پرین و انس و اولیٰ سنت
۸۶	ذکر توبہ
۸۶	حکومت کی مثال
۸۷	حقیقی بادشاہت اللہ ہی ہے
۸۷	حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ
۸۹	حضرت ابوہریرہؓ کی فرمان
۸۹	مولانا رحمہ اللہ کا فرمان
۸۹	توہید کے بعد حضور ﷺ کا ذکر
۹۰	افضالیات حضرت محمد ﷺ
۹۰	غزوات میں علیہ السلام
۹۱	حضور اکرم ﷺ کا معجزہ
۹۲	معجزہ وحی علیہ السلام اور معجزہ حضور اکرم ﷺ
۹۲	انگریزوں کی سازش
۹۳	حضرت امام محمد قاسم العلوم و الخیرات کی دین سے محبت
۹۳	تمام ایمان کے منظر مہیوت
۹۴	حضرت قاسم العلوم و الخیرات کا شوق فطرت نبوت
۹۵	حضرت قاسم العلوم کی دلیل
۹۵	استنباط الہیہ ذکر
۹۶	امام نظم علیہ السلام کی پیشین گوئی
۹۷	نعت رسول مقبول ﷺ اور طیسان علیہ السلام
۹۷	محمد ﷺ کا ترجمہ
۹۷	نعمان کی جہ تسمیہ
۹۸	نعمان کا ایک اور معنی
۹۹	ایک اور معنی

۹۹	شاہدین اور حنیفوں کی بحث
۱۰۰	امام اعظمؑ کے صرف ایک شاگرد کا فیض
۱۰۱	حضرت وائیل علیہ السلام کا قصہ
۱۰۳	بادشاہ کا خواب اور اس کی تعبیر
۱۰۳	بادشاہ کا دوسرا خواب اور اس کی تعبیر
۱۰۴	بھاری تین باتیں
۱۰۴	تمام دنیا میں فتوحی غالب ہے
۱۰۵	ہر جگہ قانون اسلامی فتوحی کی شکل میں نافذ ہے
۱۰۵	حضرت سید عین حقیقی انیسویں فی تبلیغ
۱۰۶	حضرت امام علیؑ کا واقعہ
۱۰۶	ایک اور خواب
۱۰۷	عند اللہ قبولیت کا علم
۱۰۷	توہید چوں ہی حقیقت توحید
۱۰۸	توہید کی حقیقت
۱۱۱	حقیقت طاب و ثواب قبر
۱۱۳	دینی امور پر اہمیت لینے کی حقیقت
۱۱۳	عثمانی کا امام احمد بن حنبلؑ پر کفر کا فتویٰ
۱۱۶	محبت الہی کی نفسانی
۱۱۷	تسمیہ
۱۱۷	توحیدی حقیقت کا معنی
۱۱۸	دین و دنیا کا موازنہ
۱۱۹	حیثی علیہ السلام کا زندہ و ہوتا ختم نبوت کے خلاف نہیں
۱۱۹	دنیا میں توحید قبول ہونے کا علم
۱۲۰	کون اللہ کے ہاں مقبول ہے کون نہیں؟
۱۲۱	اولیٰ اللہ امام اعظمؑ کے عقائد

صفحہ	شیرازہ عنوان	صفحہ
۱۲۲	فاتحہ کے علاوہ امام کے پیچھے کیوں نہیں پڑتے؟	۱۲۲
۱۲۲	دوسرے لٹے والے کو جواب	۱۲۲
۱۲۳	خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا	۱۲۳
۱۲۳	امام کی قرآنہ مقتدی کی قراۃ ہے	۱۲۳
۱۲۵	امام ابوحنیفہ کے مقلدین دو شاخ ہیں	۱۲۵
۱۲۶	امام مالک کا فتویٰ فقہ حنفی کے مطابق	۱۲۶
۱۲۷	امام ابوحنیفہ امام اوزاعی کی نظر میں	۱۲۷
۱۲۹	ہندوستان فتح کرنے والے کو جنت کی خوشخبری	۱۲۹
۱۳۰	ہندوستان کے بڑے بڑے محدث حنفی مے	۱۳۰
۱۳۳	مولانا مہدیا آبادی غازی آبادی اور امام ابوحنیفہ	۱۳۳
۱۳۸	اللہ والوں کو جہنم کی سزا	۱۳۸
۱۳۹	عالمیہ کا مسئلہ	۱۳۹
۱۴۰	ایک اور واقعہ	۱۴۰
۱۴۱	ایک اور واقعہ	۱۴۱
۱۴۲	مولانا دکنیرونی کے ہاتھ پر غیر مقلد مولوی کی توبہ	۱۴۲
۱۴۲	آخر وجہ کیا ہے؟	۱۴۲
۱۴۵	جنت میں حنفیوں کی مانگھٹھیں	۱۴۵
۱۴۶	تمام فقہوں میں فقہ حنفی اور سلسلوں میں سلسلہ قادریہ کی مقبولیت	۱۴۶
۱۴۷	کیا گیا رحیموں دینی جانکڑ ہے	۱۴۷
۱۵۰	حجبات مسیح	۱۵۰
۱۵۱	تہنید	۱۵۱
۱۵۱	مسیح کی پیدائش خرق عادات	۱۵۱
۱۵۱	عادات اور خرق عادات	۱۵۱
۱۵۲	مسیح علیہ السلام کو عادات پر قیاس کرنا ناجائز ہے	۱۵۲
۱۵۳	مکملی اور غیر مقتدین خرق عادات کے منکر ہیں	۱۵۳

صفحہ	شیرازہ عنوان	صفحہ
۱۵۳	بریلویت کا حال	۱۵۳
۱۵۴	خرق عادات کی مثالیں	۱۵۴
۱۵۴	خرق عادات میں قیاس نہیں چل سکتا	۱۵۴
۱۵۵	خرق عادات میں افراط و تفریط	۱۵۵
۱۵۵	خرق عادات کے بارے میں چار نکات	۱۵۵
۱۵۵	خرق عادات میں احتیاط نہیں	۱۵۵
۱۵۵	میرا اپنا واقعہ	۱۵۵
۱۵۵	خرق عادات میں دوام نہیں	۱۵۵
۱۵۶	دوامت ہونے کی چند مثالیں	۱۵۶
۱۵۶	خرق عادات میں کسبت نہیں	۱۵۶
۱۵۶	ایک مثال	۱۵۶
۱۵۷	کرامات میں قطعیت نہیں	۱۵۷
۱۵۷	مسلم اور یہودی ذہنیت کا فرق	۱۵۷
۱۵۷	صاحب "الدیوبند" کی حیسانی ذہنیت	۱۵۷
۱۵۸	مکملی پارٹی و جہاں کی ایجنٹ ہے	۱۵۸
۱۵۹	مسئلہ حیات مسیح	۱۵۹
۱۶۰	ایک مناظرہ	۱۶۰
۱۶۱	مناظرہ میں مرزا کی کا سوال	۱۶۱
۱۶۳	باطل فرقوں کا شیروہ	۱۶۳
۱۶۳	ایک وسوسہ	۱۶۳
۱۶۳	صناعات بنیادوں مسیح علیہ السلام	۱۶۳
۱۶۳	مسیح بین الفریقین مسلم ہوتے تھے	۱۶۳
۱۶۵	ایک لطیفہ	۱۶۵
۱۶۵	مسیح مادل ہوں گے	۱۶۵
۱۶۶	قتل خنزیر	۱۶۶

نمبر شمار	نمبر شمار	صفحہ
۱۰۱	۱۰۱	۱۷۶
۱۰۲	۱۰۲	۱۷۶
۱۰۳	۱۰۳	۱۷۸
۱۰۴	۱۰۴	۱۷۸
۱۰۵	۱۰۵	۱۷۹
۱۰۶	۱۰۶	۱۸۰
۱۰۷	۱۰۷	۱۸۱
۱۰۸	۱۰۸	۱۸۲
۱۰۹	۱۰۹	۱۸۳
۱۱۰	۱۱۰	۱۸۵
۱۱۱	۱۱۱	۱۸۷
۱۱۲	۱۱۲	۱۸۸
۱۱۳	۱۱۳	۱۸۹
۱۱۴	۱۱۴	۱۹۰
۱۱۵	۱۱۵	۱۹۱
۱۱۶	۱۱۶	۱۹۱
۱۱۷	۱۱۷	۱۹۱
۱۱۸	۱۱۸	۱۹۲
۱۱۹	۱۱۹	۱۹۳
۱۲۰	۱۲۰	۱۹۳
۱۲۱	۱۲۱	۱۹۵
۱۲۲	۱۲۲	۱۹۵
۱۲۳	۱۲۳	۱۹۷
۱۲۴	۱۲۴	۱۹۷
۱۲۵	۱۲۵	۱۹۹
۱۲۶	۱۲۶	۱۹۹

نمبر شمار	نمبر شمار	صفحہ
۱۰۱	۱۰۱	۱۷۶
۱۰۲	۱۰۲	۱۷۶
۱۰۳	۱۰۳	۱۷۸
۱۰۴	۱۰۴	۱۷۸
۱۰۵	۱۰۵	۱۷۹
۱۰۶	۱۰۶	۱۸۰
۱۰۷	۱۰۷	۱۸۱
۱۰۸	۱۰۸	۱۸۲
۱۰۹	۱۰۹	۱۸۳
۱۱۰	۱۱۰	۱۸۵
۱۱۱	۱۱۱	۱۸۷
۱۱۲	۱۱۲	۱۸۸
۱۱۳	۱۱۳	۱۸۹
۱۱۴	۱۱۴	۱۹۰
۱۱۵	۱۱۵	۱۹۱
۱۱۶	۱۱۶	۱۹۱
۱۱۷	۱۱۷	۱۹۱
۱۱۸	۱۱۸	۱۹۲
۱۱۹	۱۱۹	۱۹۳
۱۲۰	۱۲۰	۱۹۳
۱۲۱	۱۲۱	۱۹۵
۱۲۲	۱۲۲	۱۹۵
۱۲۳	۱۲۳	۱۹۷
۱۲۴	۱۲۴	۱۹۷
۱۲۵	۱۲۵	۱۹۹
۱۲۶	۱۲۶	۱۹۹

نمبر شمار	نمبر ازہ عنوان	صفحہ
۱۰۱	قدیم کامر زانی کا خطبہ	۱۷۶
۱۰۲	پنڈت لیکھ رام کون ہے؟	۱۷۶
۱۰۳	کسر صلیب	۱۷۸
۱۰۴	یہودیوں سے حضور ﷺ کی گفتگو	۱۷۸
۱۰۵	جیسا انہوں سے، جیسا پاک ﷺ کی گفتگو	۱۷۹
۱۰۶	ایک لطیفہ	۱۸۰
۱۰۷	حیات و نزل سک پر انبیاء کا اجتماع	۱۸۱
۱۰۸	ایک مہجور	۱۸۲
۱۰۹	بائبل و ان کے کاتب	۱۸۳
۱۱۰	بائبل و ان کے کاتب	۱۸۵
۱۱۱	عقلمند سید احمد علی اعظم	۱۸۷
۱۱۲	تہذیب	۱۸۸
۱۱۳	قہار امام علی رضی اللہ عنہ	۱۸۸
۱۱۴	نام فہم	۱۸۹
۱۱۵	آیت کی وضاحت	۱۹۰
۱۱۶	تفسیر عثمانی اور عربوں کی حکومت	۱۹۱
۱۱۷	تفسیر عثمانی اور حدیث کرمہ آیت کی تفسیر	۱۹۱
۱۱۸	قرآن میں امام صاحب پر پیشین گوئی	۱۹۱
۱۱۹	شیخ احمدی کا فہم	۱۹۲
۱۲۰	فرمان نبوی ﷺ امام فہم	۱۹۳
۱۲۱	امام فہم پر پیکر	۱۹۳
۱۲۲	غیر مقلدوں کا اعتراض حقیقت	۱۹۵
۱۲۳	امام فہم کا تقویٰ اور بندہ انہوں	۱۹۵
۱۲۴	حقین اور منافقین کی بحث	۱۹۷
۱۲۵	ایک لطیفہ	۱۹۹

نمبر شمار	نمبر ازہ عنوان	صفحہ
۲۰۱	امام صاحب کی استفتاء	۲۰۱
۲۰۲	امام صاحب کی آخری دوستیں	۲۰۱
۲۰۳	فخر ضعیف مائیکہ رفتہ	۲۰۱
۲۰۴	تبیانی دوست کا کلام	۲۰۲
۲۰۵	نہم سچے اہل حدیث بننے کو تیار ہیں	۲۰۳
۲۰۶	چار مسئلے	۲۰۵
۲۰۷	مسئلہ فخر خلف الامام	۲۰۶
۲۰۸	فخر فخر کا اقد	۲۰۷
۲۰۹	فخر فخر پر مہجور	۲۰۷
۲۱۰	منظرہ راولپنڈی	۲۰۸
۲۱۱	بابائے غیر مقلدین کون؟	۲۱۰
۲۱۲	بابائے غیر مقلدین کا عقیدہ	۲۱۰
۲۱۳	ایک لطیفہ	۲۱۱
۲۱۴	غیر مقلدین کی ایک کچھ نماز	۲۱۳
۲۱۵	سجدوں کی روایت کی حقیقت	۲۱۴
۲۱۶	شرعاً و سنی حوائج کو مکمل نہ کرنا نہیں آتی	۲۱۵
۲۱۷	چیلنج	۲۱۵
۲۱۸	بخت نصر کا خواب	۲۱۶
۲۱۹	مجدد الف ثانی کا فرمان گمراہی	۲۱۷
۲۲۰	امام فہم کی کلام اقد	۲۱۷
۲۲۱	ایک لطیفہ	۲۱۸
۲۲۲	ایک لطیفہ	۲۲۲
۲۲۳	ایک اور لطیفہ	۲۲۲
۲۲۴	فخر الفخریات حضرت مولانا رشید احمد گیلانی قدس سرہ	۲۲۳
۲۲۵	تہذیب	۲۲۵

نمبر شمار	نمبر ازہ عنوان	صفحہ
۱۰۱	اہل سنت والجماعت کی نسبت	۲۲۵
۱۰۲	خیر القرون میں ہونے والے تین کام	۲۲۵
۱۰۳	منفیوں کے کارنامے	۲۲۶
۱۰۴	علمائے دیوبند	۲۲۷
۱۰۵	ایک لطیفہ	۲۲۸
۱۰۶	اقبال اور حزان	۲۲۹
۱۰۷	حسین سے بھی ظلم قرآن ہے	۲۲۹
۱۰۸	دیوبندیت شاہ شہید کے جہاد کا نام ہے	۲۳۰
۱۰۹	حانا کی قربانیاں اور اکمریز کے ستم	۲۳۰
۱۱۰	دارالعلوم دیوبند کے قیام کا مقصد	۲۳۰
۱۱۱	قطب الاقطاب حضرت گنگوہی کی علمی خدمات	۲۳۱
۱۱۲	علمائے دیوبند کا کام تعلیم و ترویج ہے	۲۳۱
۱۱۳	فقہوں کا تعاقب اور حضرت گنگوہی	۲۳۱
۱۱۴	بدعت کی مثال یعنی نوٹ کی ہے	۲۳۲
۱۱۵	سیرت حضرت گنگوہی	۲۳۲
۱۱۶	ایک عجیب واقعہ	۲۳۳
۱۱۷	ایک آدمی کی دعا حضرت گنگوہی کے دیالیت	۲۳۳
۱۱۸	حضرت گنگوہی اور عقیدہ مذاہب قبر	۲۳۳
۱۱۹	الفروق بین الحدیث والسنہ	۲۳۵
۱۲۰	تعمید	۲۳۶
۱۲۱	عوام کو دیا جانے والا دھوکہ	۲۳۶
۱۲۲	حدیث و سنت کا فرق	۲۳۶
۱۲۳	ایک مثال	۲۳۷
۱۲۴	سنت کا مطلب	۲۳۸
۱۲۵	ایک واقعہ	۲۳۹

نمبر شمار	نمبر ازہ عنوان	صفحہ
۱۲۶	اہل سنت اور اہل حدیث میں فرق	۲۴۰
۱۲۷	سنت علماء متواتر ہے	۲۴۱
۱۲۸	سنت سندوں کی محتاج نہیں	۲۴۱
۱۲۹	غیر مقلدوں کا دین ظنی ہے	۲۴۲
۱۳۰	علیمک ہستی فرمانے کی وجہ	۲۴۲
۱۳۱	سنت قائم رہتی	۲۴۲
۱۳۲	ایک عام فہم مثال	۲۴۲
۱۳۳	بریلویوں کی مثال	۲۴۳
۱۳۴	ہر ہر سنت قابل عمل ہے	۲۴۴
۱۳۵	ہر ہر حدیث قابل عمل نہیں	۲۴۴
۱۳۶	سنت اور حدیث کا فرق حدیث اور عرف دونوں میں ہے	۲۴۵
۱۳۷	ایک لطیفہ	۲۴۵
۱۳۸	حدیث و سنت کے فرق کی ایک مثال	۲۴۶
۱۳۹	ایک اور مثال	۲۴۸
۱۴۰	حدیث و سنت میں فرق اور احسان الہی ظہیر	۲۴۹
۱۴۱	ہم حدیث پر عمل میں فقہاء کے محتاج ہیں	۲۴۹
۱۴۲	فرض کا درجہ	۲۵۰
۱۴۳	سنت کا درجہ	۲۵۰
۱۴۴	مستحب کا درجہ	۲۵۰
۱۴۵	فرائض و نفل	۲۵۱
۱۴۶	سنت و نفل	۲۵۱
۱۴۷	مکمل دین	۲۵۱
۱۴۸	فقہ کی بنیاد	۲۵۲
۱۴۹	جامعیت فقہ	۲۵۳
۱۵۰	دور برطانیہ	۲۵۵

نمبر	نمبر ازاد عنوان	صفحہ
۶۵	مشق رسول کی نرائی مثال	۲۵۵
۶۶	عشق حدیث کی نرائی مثال	۲۵۶
۶۷	فتنہ کا فیصلہ	۲۵۶
۶۸	تطبیق بین الاماویہ	۲۵۶
۶۹	غیر مقلدین کی دن رات محنت	۲۵۷
۷۰	اہل حق کا کام	۲۵۷
۷۱	فتنہ کا دور	۲۵۸
۷۲	فیصلہ کا آسان طریقہ	۲۵۸
۷۳	بریلوی جھوٹے ہیں	۲۵۸
۷۴	غیر مقلد ہونے میں	۲۵۸
۷۵	اہل سنت و اہل بدعت کا مسئلہ افراط و تفریط سے پاک ہے	۲۵۹
۷۶	جمہوری فیصلہ	۲۵۹
۷۷	اجماع کسے کہتے ہیں؟	۲۵۹
۷۸	اجماع کن کا متر ہے؟	۲۶۰
۷۹	متواتر مذاہب	۲۶۰
۸۰	قرآن کا اتفاق	۲۶۱
۸۱	منکرین اجماع جہنمی ہیں	۲۶۱
۸۲	شادی اللہ کا فیصلہ	۲۶۲
۸۳	ایک سوال اور ایک جواب	۲۶۲
۸۴	افراط و تفریط کیا ہے؟	۲۶۳
۸۵	اعتدال کیا ہے؟	۲۶۳
۸۶	ایک سوال اور اس کا جواب	۲۶۳
۸۷	ایک سوال کا جواب	۲۶۳
۸۸	ایک واقعہ	۲۶۴
۸۹	حق و باطل کی پہچان	۲۶۴

نمبر	نمبر ازاد عنوان	صفحہ
۹۰	ایک سوال اور اس کا جواب	۲۶۴
۹۱	ایک دوسرا فرق	۲۶۵
۹۲	ایک سوال کا جواب	۲۶۶
۹۳	نارنجی غیر مقلدیت	۲۶۸
۹۴	تنبیہ	۲۶۹
۹۵	غیر مقلدوں کا انگریز کے سامنے پیش کردہ سپانامہ	۲۶۹
۹۶	امامی حکومت اور فتووں کی روک تھام	۲۶۹
۹۷	ملکہ و کنویریہ کا پاس کردہ قانون	۲۷۰
۹۸	مذہبی آزادی اور نواب صدیق حسن خان	۲۷۰
۹۹	قادیان کا حال	۲۷۱
۱۰۰	الطیفہ	۲۷۲
۱۰۱	مرزا یوں کی جنت	۲۷۴
۱۰۲	انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلدوں کی کوئی کتاب نہیں	۲۷۵
۱۰۳	انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلدوں کی کوئی مسجد نہیں	۲۷۵
۱۰۴	غیر مقلدوں کا دعوہ	۲۷۵
۱۰۵	کام میں جانے والا پہلا غیر مقلد	۲۷۶
۱۰۶	حدیث میں جانے والا پہلا غیر مقلد	۲۷۶
۱۰۷	موجودہ دور میں غیر مقلدوں کی سرچش	۲۷۶
۱۰۸	پاکستان کا حال	۲۷۷
۱۰۹	غیر مقلدوں کے فرستے	۲۷۸
۱۱۰	غربی اہل بدعت کے بے کی وجہ	۲۸۰
۱۱۱	پاکستان میں غیر مقلدوں کی بنیاد رکھنے والے	۲۸۱
۱۱۲	مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں غیر مقلدوں کا نظریہ	۲۸۱
۱۱۳	غیر مقلدوں کی روک تھام کا طریقہ	۲۸۲
۱۱۴	غیر مقلدوں کا موجودہ سرغنہ	۲۸۴

اصلی اہل سنت اور برسر و سبوں کی سرچان

۱۱ تمہید

۱۱ ایک قادیانی سے مناظرہ

۱۱ مناظرے کا نتیجہ

۱۱ میرا موضوع

۱۱ نبی ﷺ کے صحابہؓ نجوم ہدایت ہیں

۱۱ امام اعظمؒ چراغ ہدایت ہیں

۱۱ چراغ کا کام

۱۱ حدیث کا صحیح مطلب

۱۱ سنت کی قیمت

۱۱ اصلی اہل سنت کون؟

۱۱ کیا بریلوی اہل سنت ہیں؟

۱۱ کیا غیر مقلد سنت کے پابند ہیں؟

۱۱ سنت کی تعریف

۱۱ دو تفسیر احادیث میں سنت کون سی؟

۱۱ احناف کہاں رفع یدین کرتے ہیں؟

۱۱ سجدوں کی رفع یدین کی حقیقت

۱۱ رکوع کے رفع یدین کی حقیقت

۱۱ ایک عام مثال

۱۱ خطاب تقریب ختم بخاری

۱۱ تمہید

۱۱ حدیث اور فقہ میں واضح فرق

۱۱ سند اور احکام میں ہم فقہاء کرام اور محدثین کے ممتاح ہیں

۱۱ اصل دین احکام کا نام ہے

۱۱ حدیث اور فقہ ایک دوسرے کے مخالف نہیں

۱۱ تشکر طیبہ کے مقاصد

۱۵- فننہ ترک تقلید اور انکار حدیث

۱۱ تمہید

۱۱ اہل سنت والجماعت کے دلائل

۱۱ تشریحی دلائل

۱۱ قرآن کی دوسرے تہدوین کیوں؟

۱۱ امت میں فتوہ قطعاً پسندیدہ نہیں

۱۱ غیر مقلدیت ایک فتوہ ہے

۱۱ خیر القرون میں تقلید غیر شخصی بھی جائز ہے

۱۱ خیر القرون کے بعد اہل سنت والجماعت کا اجتماع

۱۱ کیا تقلید پوچھی صدی کی پیداوار ہے؟

۱۱ حضرت مولاناؒ غیر محمد صاحبؒ کی تحقیق

۱۱ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد

۱۱ خیر القرون کے بعد

۱۱ اسلام میں تقلید پہلے دن سے تواتر کے ساتھ

۱۱ صحابہ کرامؓ کے فتویٰ بلاذکر دلیل

۱۱ صحابہؓ اور تابعینؓ میں جمع احادیث کا طریقہ

۱۱ خیر القرون میں حدیث کے نسخے اور ضعیف ہونے کا معیار

۱۱ سمجھنے کی بات

۱۱ احادیث کو ضعیف بنانے کا فتوہ

۱۱ ضعیف کہہ کر انکار حدیث کا فتوہ اور اس کا سد باب

۱۱ حافظہ پر جرح

۱۱ اصل وجہ کیا ہے؟

۱۱ ضعیف کے بارے میں قانون

نمبر شمار	شیرازہ عنوان	صفحہ
۳۱۶	فقہ اور حدیث میں ایک فرقہ	۳۱۶
۳۱۷	انجمن مجتہدین شارح ہیں نہ کہ متارح	۳۱۷
۳۱۸	امام اعظم ابوحنیفہ کا مقام فقہاء مجتہدین سے اونچا ہے	۳۱۸
۳۱۹	امام یحییٰ بن معین مقلد ابوحنیفہ تھے	۳۱۹
۳۲۰	روایت حدیث کے دو طریقے	۳۲۰
۳۲۰	امام ابوحنیفہ نے بارہ جگہوں پر امام اکام استنباط فرمائے	۳۲۰
۳۲۰	ایک واقعہ	۳۲۰
۳۲۱	فقہ میں امام ابوحنیفہ کا کوئی شریک نہیں	۳۲۱
۳۲۲	امام اعظم روایت و روایت انہوں اقبار سے ثابت ہیں	۳۲۲
۳۲۲	امام اعظم کی مروجہ شہاس نظر	۳۲۲
۳۲۲	امام اعظم کی قوانین کرنے والا ہے انہوں نے	۳۲۲
۳۲۳	سیدنا امام اعظم اور بابا اللہ ابن مبارک	۳۲۳
۳۲۳	صحیح بخاری میں ۳۴۰۰ احادیث کی روایت ہیں	۳۲۳
۳۲۵	ہمارا نام ہی اہلسنت والجماعت ہے	۳۲۵
۳۲۵	جماعت سے کہنے والا گمراہ ہو جاتا ہے	۳۲۵
۳۲۶	بخاری شریف کی آخری حدیث کا ہر ہر راوی کوئی ہے	۳۲۶
۳۲۶	امام بخاری نے فقہ چیل پر بھی اور حدیث بعد میں	۳۲۶
۳۲۷	فقہ کی ضرورت حدیث سے مقدم ہے	۳۲۷
۳۲۷	چاروں ائمہ فقہاء چیل گزرے ہیں اور صحاح ستہ والے بعد میں	۳۲۷
۳۲۸	فقہ حنفی اعلیٰ ترین فقہ	۳۲۸
۳۲۸	اسے بونے کا صحیح مطلب	۳۲۸
۳۲۹	صحیح بخاری کا انتخاب چھ لاکھ احادیث سے کیا گیا	۳۲۹
۳۲۹	امام بخاری کی قبر مدینہ منورہ میں ریاض الجنہ ہے	۳۲۹
۳۳۰	اکابر علمائے دین کی قبروں سے جنت کی خوشبو	۳۳۰
۳۳۱	تمام محدثین کسی نہ کسی امام کے متقدم تھے	۳۳۱

نمبر شمار	شیرازہ عنوان	صفحہ
۳۳۲	غیر مقلدین کی جگہ نمبر	۳۳۲
۳۳۳	۱۰ تمہید	۳۳۳
۳۳۳	۱۱۔ تمہید نبوت	۳۳۳
۳۳۴	۱۲۔ ایک لطیفہ	۳۳۴
۳۳۶	۱۳۔ حکیمان دین	۳۳۶
۳۳۶	۱۴۔ نبوت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۳۳۶
۳۳۷	۱۵۔ قرآن کا فہم اور کافروں کا جبر	۳۳۷
۳۳۸	۱۶۔ حسانوں کا جبر	۳۳۸
۳۳۹	۱۷۔ حفاظت اسلام	۳۳۹
۳۴۰	۱۸۔ فقہ نبوت	۳۴۰
۳۴۰	۱۹۔ اہل سنت والجماعت	۳۴۰
۳۴۱	۲۰۔ حکیمان دین	۳۴۱
۳۴۱	۲۱۔ حاکمین دین	۳۴۱
۳۴۱	۲۲۔ تدوین دین	۳۴۱
۳۴۲	۲۳۔ عام فہم	۳۴۲
۳۴۲	۲۴۔ جہاد اور چھوٹا دار الفی	۳۴۲
۳۴۳	۲۵۔ اس سے ڈالنے کا طریقہ	۳۴۳
۳۴۴	۲۶۔ ایک اور انداز	۳۴۴
۳۴۴	۲۷۔ تفسیر دین	۳۴۴
۳۴۵	۲۸۔ عام فہم مثال	۳۴۵
۳۴۵	۲۹۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات	۳۴۵
۳۴۶	۳۰۔ اس سے ڈالنے کا انداز	۳۴۶
۳۴۸	۳۱۔ ایک مناظرہ کا واقعہ	۳۴۸
۳۴۹	۳۲۔ دھوکہ دینے کا انداز	۳۴۹
۳۵۱	۳۳۔ غیر مقلدوں کو لا جواب کرنے کا طریقہ	۳۵۱

۳۷۷	۱۰۔ کب تک غالب رہے گا؟
۳۷۷	۱۱۔ فقہ اور فقہاء کی حیثیت
۳۸۰	۱۲۔ اہل استنباط
۳۸۲	۱۳۔ کائنات کا جزو فرقہ
۳۸۲	۱۴۔ فقہ کی مثال
۳۸۸	۱۵۔ ایک لطیفہ
۳۸۹	۱۶۔ فقہ حنفی اور فقہ اہل حق کے فرق
۳۸۷	۱۷۔ دو ذر
۳۸۹	۱۸۔ مسئلہ تراویح
۳۹۰	۱۹۔ تراویح کے معنی
۳۹۵	۲۰۔ تحقیق اور صوفی تحقیق
۳۹۶	۲۱۔ تمہید
۳۹۶	۲۲۔ حق تحقیق کس کو؟
۳۹۷	۲۳۔ منافقوں کی عادت
۳۹۷	۲۴۔ حق تحقیق رسول اور اہل استنباط کو ہے
۳۹۸	۲۵۔ احسان خداوندی
۳۹۸	۲۶۔ منافق کے دل میں اخلاق و فتنہ جمع نہیں ہو سکتے
۳۹۹	۲۷۔ رسول سے حق تحقیق چھیننے والا فرقہ
۴۰۰	۲۸۔ قرآن پاک کی عملی تفسیر
۴۰۰	۲۹۔ قرآن کے بارے میں اہل سنت کا مقیدہ
۴۰۱	۳۰۔ منکرین حدیث کا جھوٹا
۴۰۲	۳۱۔ مجتہدین سے حق تحقیق چھیننے والا فرقہ
۴۰۳	۳۲۔ استنباط کسے کہتے ہیں؟
۴۰۳	۳۳۔ ایک واقعہ
۴۰۵	۳۴۔ ایک اور واقعہ

۳۵۲	۳۵۔ غیر مقلدوں کی دعا
۳۵۳	۳۶۔ حدیث کا مذاق
۳۵۴	۳۷۔ میرا جواب
۳۵۴	۳۸۔ چوتھا نمبر
۳۵۵	۳۹۔ پہلا نمبر
۳۵۵	۴۰۔ دوسرا نمبر
۳۵۶	۴۱۔ تیسرا نمبر
۳۵۶	۴۲۔ ایک لطیفہ
۳۵۸	۴۳۔ غیر مقلدوں کا حال
۳۵۹	۴۴۔ صلوات اللہ علیہ وسلم کا حال
۳۶۰	۴۵۔ چوتھا نمبر
۳۶۱	۴۶۔ پانچواں نمبر
۳۶۱	۴۷۔ غیر مقلدین کا مہیث سے انقض
۳۶۳	۴۸۔ چھٹا نمبر
۳۶۳	۴۹۔ غیر مقلدین کے جنازے
۳۶۵	۵۰۔ غیر مقلدوں کے فراؤ کا نیا طریقہ
۳۶۸	۵۱۔ ضرورت فقہ اور مسئلہ تراویح
۳۶۹	۵۲۔ تمہید
۳۷۰	۵۳۔ آیت میں فقہاء کا تذکرہ
۳۷۲	۵۴۔ فرقے کا مطلب
۳۷۳	۵۵۔ فقہ کی مثال
۳۷۴	۵۶۔ فقہ کی ایک اور مثال
۳۷۵	۵۷۔ تقلید اور ترک تقلید
۳۷۵	۵۸۔ فقہاء نبیوں کے کامل وارث
۳۷۷	۵۹۔ ایک واقعہ

۲۰۷	ایک اور واقعہ
۲۰۸	جو آدمی دین کی تحقیق نہیں کر سکتا
۲۰۹	کیا بخاری و مسلمین نے اس کا عمل کر لیا ہے؟
۲۱۰	جو نمازی مجتہدین سے سنت لیتا ہے
۲۱۰	غیر متقدموں کی مثال
۲۱۱	تخلیہ مابین دونوں
۲۱۱	سنا جائے تو فی بار بار نہیں
۲۱۲	فقہی سرف چوسنا پڑتا ہے
۲۱۲	حدیث موافقہ
۲۱۳	پورے ممالک میں سنت موافقہ کا فقدان
۲۱۳	حضرت پاک ﷺ کے زمانہ میں مسائل معلوم کرنے کے طریقے
۲۱۴	پورے ممالک میں صرف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ
۲۱۴	پورے ممالک میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا فتویٰ
۲۱۵	پورے ممالک میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ
۲۱۵	ساتھ میں بکرا اور
۲۱۵	غیر متقدموں کا کذب
۲۱۵	تخلیہ کی مثال حدیث سے
۲۱۷	ایک حکایت
۲۱۸	وقف بدلنے سے معنی بدل جاتا ہے
۲۱۹	حکایت مولانا عروم
۲۲۰	بروز قیامت غیر متقدموں کا حال
۲۲۰	چیلنج
۲۲۰	احناف کی سند متصل ہے
۲۲۱	فقیہین ہندو متی تھے
۲۲۲	غیر متقدمین کی بنیاد

۲۲۳	غیر متقدم کا سوال غیہ و تقلد کا جواب
۲۲۶	سنت اور حدیث میں فرق
۲۲۸	اہل حدیث کا اندازہ
۲۲۸	ایک مثال
۲۲۹	غیہ و تقلدوں کی مثالیں
۲۳۱	حقیقت محسوسانیت و غیر متقدمیت
۲۳۲	تقریب
۲۳۲	دو اتفاق باتیں
۲۳۲	کوئی مسئلہ عملی امتیازی نہیں ہے
۲۳۳	ایک حیرانی مسئلہ
۲۳۵	میری پیشین گوئی
۲۳۶	دوسرے پارہ کی بات
۲۳۶	اتفاق چنانچہ
۲۳۶	غیہ جواب
۲۳۷	ایک نظر اور بھی
۲۳۷	وکیلوں کی درخواست
۲۳۸	اہل مقلدہ
۲۳۸	پہلا مسئلہ
۲۳۸	ایک المیہ
۲۳۹	غیر متقدموں سے ہمارا سوال
۲۴۰	غیر متقدموں کو ایک مشورہ
۲۴۰	ایک واقعہ
۲۴۱	تعلیمی جماعت اور جماعت غیر متقدموں کا فرق
۲۴۲	یہی سچا اس لئے کہ ساتھ ہوا
۲۴۳	دھوکے کا جواب دھوکے سے

صفحہ	سیرۃ عنوان	صفحہ
۴۴۴	باقی اصل مسئلہ	۴۴۴
۴۴۴	چٹ کا جواب	۴۴۴
۴۴۴	الجواب	۴۴۴
۴۴۴	اس آیت کی تشریح سیدنا عبداللہ ابن عباس سے	۴۴۴
۴۴۵	چیلنج	۴۴۵
۴۴۶	عبداللہ ابن عباس سے اس آیت کی تشریح	۴۴۶
۴۴۷	عبداللہ ابن عباس سے اس آیت کی تشریح	۴۴۷
۴۴۷	کوفہ کی حیثیت تھی	۴۴۷
۴۴۸	حضرت عبداللہ بن مغفل سے اس آیت کی تشریح	۴۴۸
۴۴۸	ابن مفسرین کے نزدیک	۴۴۸
۴۴۸	عام فہم مثال	۴۴۸
۴۴۹	حالت میں بحث	۴۴۹
۴۵۰	جج کا حکم	۴۵۰
۴۵۰	اصل مسئلہ	۴۵۰
۴۵۰	میرزا سوال	۴۵۰
۴۵۱	روایتی حدیث کا فرمان	۴۵۱
۴۵۱	فقہ قرأت ہے	۴۵۱
۴۵۲	سیدنا ابو ہریرہؓ کو منسوب حدیث کا قسم	۴۵۲
۴۵۲	سارے قرآن کا مسئلہ	۴۵۲
۴۵۲	کرمیہ میں حنفی کی کتاب کا حال	۴۵۲
۴۵۱	روایتی چٹ	۴۵۱
۴۵۱	الجواب	۴۵۱
۴۵۲	الجواب	۴۵۲
۴۵۲	ایمانداری سے بتائیں	۴۵۲
۴۵۲	ایک مناظرے میں	۴۵۲

صفحہ	سیرۃ عنوان	صفحہ
۴۵۸	ہمارا جھگڑا	۴۵۸
۴۵۹	تیسری چٹ	۴۵۹
۴۵۹	الجواب	۴۵۹
۴۵۹	جنس عظمت شاد کا فیصلہ	۴۵۹
۴۵۹	دوسرا جواب	۴۵۹
۴۶۰	جنس مسعود الرحمن کا فیصلہ	۴۶۰
۴۶۰	جج نے غیر مقلدوں کو سنیوں سے خارج کر دیا	۴۶۰
۴۶۰	جج کا انکار جوتا	۴۶۰
۴۶۱	چوتھی چٹ	۴۶۱
۴۶۱	الجواب	۴۶۱
۴۶۱	پانچویں چٹ	۴۶۱
۴۶۱	الجواب	۴۶۱
۴۶۲	چھٹی چٹ	۴۶۲
۴۶۲	الجواب	۴۶۲
۴۶۲	ایک مثال	۴۶۲
۴۶۳	غیر مقلدوں کے بڑے بھائیوں کا حال	۴۶۳
۴۶۳	ہمارے ہاں حدیث کی پرکھ کا معیار	۴۶۳
۴۶۳	ساتویں چٹ	۴۶۳
۴۶۳	الجواب ۳	۴۶۳
۴۶۶	خلافت راشدہ کی وارثیت	۴۶۶
۴۶۷	آٹھویں چٹ	۴۶۷
۴۶۷	الجواب	۴۶۷
۴۶۸	غیر مقلدوں کی رفع یدین	۴۶۸
۴۶۹	بھکر	۴۶۹
۴۷۱	حکیم ہوا سوال	۴۷۱

صفحہ	شمار	موضوع
۴۷۱	۱۰	گیا بھاری پر بگہ مقدم ہے؟
۴۷۲	۱۱	ایک مسئلہ
۴۷۳	۱۲	فیہ مقلدین کا قیام کیا ضروری ہے؟
۴۷۴	۲۲	فتنہ رضا خانیت اور عبارات اکابر
۴۷۵	۱۳	تنبیہ
۴۷۵	۱۴	مقدمہ و اثبات ہیں؟
۴۷۵	۱۵	حاکم نے جو نہ کی کتب متنازعہ
۴۷۵	۱۶	چند انگریزوں نے جو نہ کی کتب متنازعہ
۴۷۵	۱۷	حاکم نے خلاف انگریزوں کی سازش
۴۷۷	۱۸	انگریزوں کی سازش اور احمد رضا کی رائے
۴۷۸	۱۹	احمد رضا نے جو نہ کی کتب متنازعہ میں
۴۷۹	۲۰	حاکم نے جو نہ کی کتب متنازعہ میں
۴۸۰	۲۱	ایک اصول
۴۸۰	۲۲	ایک اور مثال
۴۸۱	۲۳	ایک مزید مثال
۴۸۲	۲۴	یہی حال بدیلوں کا
۴۸۲	۲۵	حاکم نے جو نہ کی کتب متنازعہ میں
۴۸۲	۲۶	احمد رضا کی لفظی معنی و یا تفسیر
۴۸۵	۲۷	احمد رضا کا اقرار
۴۸۵	۲۸	حق باطل اور سید
۴۸۷	۲۹	احمد رضا کے جھوٹ کی مثال
۴۸۷	۳۰	غیرت خداوندی جوش میں
۴۸۹	۳۱	عبارات مذکورہ نہ انت میں
۴۸۹	۳۲	احمد رضا کا اقرار
۴۹۰	۳۳	چند نکتہ پر ایک نظر

صفحہ	شمار	موضوع
۴۹۰	۱	پہلا اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۰	۲	دوسرا اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۰	۳	تیسرا اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۱	۴	چوتھا اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۳	۵	احمد رضا خاں کی گفتگو میں
۴۹۳	۶	پانچواں اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۵	۷	علوم کون سے؟
۴۹۵	۸	حضرت تھانویؒ کا بیان
۴۹۵	۹	چھٹا اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۶	۱۰	ساتواں اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۷	۱۱	آٹھواں اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۷	۱۲	نواں اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۹	۱۳	دسواں اعتراض اور اس کا جواب
۴۹۹	۱۴	گیارہواں اعتراض اور اس کا جواب
۵۰۱	۱۵	بارہواں اعتراض اور اس کا جواب
۵۰۱	۱۶	تیرہواں اعتراض اور اس کا جواب
۵۰۲	۱۷	حاصل بحث
۵۰۳	۱۸	رضا خانیت کا مسلم لیگ پر کفر کا فتویٰ
۵۰۳	۱۹	تکفیر کی فقہ کا سبب
۵۰۵	۲۲	حیاتیات جاویداں
۵۰۶	۲۳	تنبیہ
۵۰۶	۲۴	فضیلت اللہ کے ہاتھ میں
۵۰۷	۲۵	حضور پاک ﷺ کی فضیلت
۵۰۷	۲۶	جسم اور روح لازم و ملزوم ہیں
۵۰۸	۲۷	امام علیؑ کی فرمان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انساب

حضرت اقدس وحید المصطفیٰ من ظہر اسرارہ وکیل فتنہ حنفی، امام اعظم مولانا محمد
ایمان شہید راہکار رفی رحمہ اللہ کے نام:

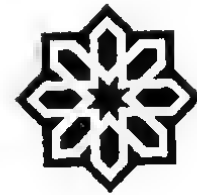
مجھے خبر ہے دو انسانیت کا پیلا تھی
مجھے خبر ہے دو مہم، فعل کا منظر تھا
مجھے خبر ہے دو عشق، وفا کا محور تھی
مجھے خبر ہے دو سب سے والوں سے اندر تھی

وہ اس کے چاہنے والوں کے نام اس کی کتاب
بے نڈر ایسے کہ جیسے ہوں چاہتوں کے کتاب

حضرت والا کی حیات مستعار میں تو ہم ان سے کہا حق سب فیض نہ کر لے
وہ ان کا وہاں نہیں بار بار مخاطب کرتا تھا کہ

وہی سب مصروف نہیں ہے میری ذات
ایک قورہ بھی آکر آکر ہو گیا
تا ابد مقرر کرے گھر خجانات

- | | |
|-----|--------------------------------------|
| ۵۰۹ | حضور ﷺ کی نیند لوگوں سے مختلف ہے |
| ۵۱۰ | حضور ﷺ کی وفات بھی لوگوں سے مختلف ہے |
| ۵۱۱ | نیند میں آجی زندگی پر وہ ہیں بوقی ہے |
| ۵۱۱ | نیند میں روح کو اولیت حاصل ہے |
| ۵۱۲ | خواب میں روح جسم کا کتان نہیں |
| ۵۱۲ | ایک عام فہم مثال |
| ۵۱۳ | ایک چٹ |
| ۵۱۳ | الجواب |
| ۵۱۴ | حیات الہی ﷺ |
| ۵۱۶ | متواتر حدیث کیا ہے؟ |
| ۵۱۷ | برود میں انہی مناسبات نے مختلف انداز |
| ۵۱۸ | حیات شہداء |
| ۵۱۸ | بہمیں شعور کیوں نہیں؟ |
| ۵۱۹ | انبیاء کے جس جنتی خواہش رکھتے ہیں |



نقرہ

(یہ ایک غلط فہمی ہے جو بالکل احمقانہ اور بے بنیاد ہے)

پایان سخن

[illegible][illegible]

Age Group	Percentage
18-29	85
30-49	75
50-69	80
70+	88

[illegible]

یونہی! اب تیار ہوا تمہیں تقدیر کا ہے

تجربہ: فوٹو: ۱۔ چائے بنائیں: بولے

[illegible]

• • •

خطبات امین کیا ہے؟

خطبات امین	تقاریر عامیہ کا مستند مجموعہ ہے۔
خطبات امین	مذہب و مہارف کا دلیلیہ ہے۔
خطبات امین	امثال و بحر کا خزینہ ہے۔
خطبات امین	مستدراک احناف کا مہر آئینہ ہے۔
خطبات امین	بزاروں شجرات کا مسکت جواب ہے۔
خطبات امین	نقد نفی کی پہ ہے۔
خطبات امین	امدنیوں کے مہلک ہواغ ہے۔
خطبات امین	فارجین اس سنت پر ضرب حق ہے۔
خطبات امین	فیہ مقلدیت یلکے سماقت آسانی ہے۔
خطبات امین	کئی مجمل مبرات کا حل ہے۔
خطبات امین	خسرت اور زوری کی یاد ہے۔
خطبات امین	سنت اور عرفی کے دل کی نیا ہے۔
خطبات امین	برامت اقدسین کا آپریشن ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عکس خیال

الحمد لله الذى له البقاء و كتب على غيره الفناء
والصلاة والسلام على خاتم النبيين و سيد الرسل
الاتقيا محمد وآله الاصفياء و صحبه الاذكياء مادام
تهسى العيون بالبكاء و تسلى القلوب بالعزاء و بعد

ہمارے ایمان و تہذیب و آداب کا محفل میں بہت چرخ چاٹنے والے رہ گئے ہیں

باللاسف! کہ اہل علم اہل قلوب اہل نظر اور صالحین کے قافلے پر ہی
مرمت سے منزل دم کی طرف رواں دواں ہیں دنیا ظلم و فتن کے پیکروں سے روز
بروز ایران اور تاریک دہلی جاری ہے اور روز بروز کراؤوں کو حضور ﷺ کا دم ارشاد
گرامی بار بار یاد آ رہا ہے کہ

يذهب الصالحون الاول فالاول و يبقى حفالة كحفالة
الشعير او التمر لا يبالينهم الله بالة

(شکوہ ۱۰ ص ۱)

ترجمہ: ”صالح لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے جائیں گے اور پیچھے انسانوں کی
تکلیف روجائے گی جیسے کھجور یا جو کی تلچٹ دہلی ہے اللہ تعالیٰ کو انکی
پیچھے بھی پروا نہ دے گی۔“

ایک اور حدیث میں اللہ تبارک و تعالیٰ رب العزت کے پاک نبی ﷺ کا ارشاد ہے

ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من قلوب العباد ولكن

يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذ

الناس رؤسا جهالا ففسلوا فافتنوا بغير علم ففصلوا واصلوا

(مکتوبہ المصباح، باب العلم، الفصل الاول، ص ۳۳)

ترجمہ: "اے شک حق تعالیٰ شانہ ان حکموں میں قبض نہیں فرماتا کہ بندوں کے قلب سے تعین کے بلکہ قبض حکم کی صورت یہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ عالم و احسان تبارک و تعالیٰ یہاں تک کہ ایک عالم بھی باقی نہیں چھوڑے گا تو اب جاہلوں کو پیشوا بنائیں گے ان سے سوالات ہو گئے وہ بغیر جانے ہوئے فتویٰ دینا خود بھی گمراہی ہو گئی اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔"

ابھی اچھم قلم سے شاذ ورن و تقویٰ کے چکر لاریت کے امن غلبہ امام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی مدنی نور اللہ مرقدہ دنیا کے افق سے غائب ہوئے۔ ان کے چلے جانے کا زخم ابھی تازہ تھا کہ اس زخم کو ایک ہچکچاہٹ اور لٹکا کہ ختم نبوت کے حدی خواں انجمن تھنڈ ختم نبوت کے امیر گلستان دہلوی کے گل سرسبد علم و معرفت کے بزرگوار مرشد العلماء و المجاہدین انھوں مسلمانوں کی نبوت و محبت کے مرکز حکیم احمد فقیہ اعظم حضرت سیدی و مرشدی سندھی و مولائی مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ چند اسلام دشمنوں کی ناپاک سازش کا نشانہ بنے اور ہمارے زخمی دل کو مزید زخمی کر کے خود شہادت کی خدمت فائزہ و بہن کریم سے جدا ہو گئے ہم یتیم ہو گئے زندگی بچھڑی ہے کیف ہوئی۔

ابھی ان زخموں سے خون غم رس رہا تھا کہ ہمارے اس زخم کو جس سے ہم پہلے ہی جاں بلب تھے ایک کچھو کہ اور لگا۔ امام المناظرین حافظ الدینا مخزن محاسن اخلاق ناشر عقیدۃ الاکابر جامع العلوم العقلیہ و الفنون العقلیہ، المجد الفاروق الفہم البابر فخر المقلدین فاتح عیسائیت و قادیانیت وغیر مقلدیت فقیہ النفس صاحب البصیرۃ

التمامہ وحید العصر حضرت اقدس لاہوری کی حکمت کے راز و ان معلوم انور کی کے وارث حضرت اقدس مولانا محمد امین صندھ اور کازمی نور اللہ مرقدہ رسالت فرماتے عالم ہوا ان ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

ان الله ما اخذ ولد ما اعطى وكل عباد باحل مسمى اللهم

اغفر له وارحمه وعافه وعنه واكرم ذراعه ووسع مدخله

وابدله دارا خيرا من داره واهلا خيرا من اهله ووزرا

خيرا من زوجة اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتنا بعده

مولانا محمد امین ختم نبوت کے جرنیل امام دین بندائے سنیائے حق و حق کے دلیل تھے ان سے خائف لاندہب گمراہ امر ہے دلیل تھے ان کا قدمیہ روی کے ساتھ دوزخ رکات مانوی آفتوں میں مہم کیا کا رہنے کے الہی و وقت آن کے شیعائی حدیث کے فدائی تھے ان کی سوچ فائنات بات عالمانہ لہجہ مناظرانہ تحلیل مافانہ مزاج ظریفانہ تھا ان کے افکار میں گہرائی گفتار میں رہنمائی تدبر میں رحمانی طبیعت میں سائنسی ظہر میں بروائی قیاس و قلم سے مکمل آشنائی تھی۔ وہ تو حمید سے سرشار شک سے بیزار مہبان اسلام کے لئے شجر سایہ دار و شمعان اسلام کے لئے شجر خار دار اندہیوں کے لیے رہنما تھے وہ صدق رہا، مذہم، اشداء علی الکفار تھے وہ علم کا عزیز معرفت کا تمیز دماغ فکر کا مہم آگین تھے ان کا زبان بھی سادہ مزاج بھی سادہ مگر چہرے پر ب نیازی کی قناعت تھی وہ سلامت و ثبات کے امام تھے ملت اسلامیہ کے نگہبان ختم نبوت کے پاسبان تھے وہ سنتی مبدلتار صاحب مدظلہ اور مولانا حنیف صاحب جالندھری مدظلہ کے محترم رفیق ہمارے اور جامعہ خیر المدارس کا مرکز و مدار تھے۔

جناب کے القاب میں جیہاں ہے قلم

نسبی ایسی شخصیت کے متعلق قلم کو جنبش دینا جس کے ساتھ اللہ تبارک و

تعالیٰ رب العزت کا خاص احباب کی عطا کی فوازش معاملہ ہو تو ان کی دعا سے زیادہ تیرا
آگ سے زیادہ گرم اور انتہائی کھٹکن مرحلہ ہے۔ یونکہ اس نے ناواقف قارئین کو
مبالغہ آمیزی کا نشان دہا ہے۔ اس نظر کو تطہیت اور کوتاہ بینی کی شکایت رہتی ہے بہرہ
حاسدین و منافقین کے دلوں پر شمارے کوب رہے ہوتے ہیں۔ اور انہی یہ حالی ہے

بجہ چہرہ اچھی بزم محل کے روانے دل وہ چلے بسے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی
سے خانہ بے دیوان کوئی ہام نہیں ہے رندوں کی چہرہ بزم میں اسے نام نہیں ہے
ملفوظ کی رتی ہوں نبضیں ہیں بتاتی جو بیچ شربت وہ کوئی عام نہیں ہے

حق تعالیٰ شانہ کی منایات ازلیہ نے میرے حضرت اقدس اور ربانی قدس
وہ وقوف تھی سے لئے مینارہ نور بنایا تھا ان سے وہاں سے وہاں سے علم و رحم اور فہم و
لی سندیں اتوار تھیں۔ میرے حضرت اقدس نے سینہ سپر لینے میں مانتے مزید اور
بذات صالح کے ساتھ فقہ حنفی اور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی آتش محبت
بڑی تیزی اور شدت کے ساتھ بھڑک رہی تھی۔ میرے حضرت اقدس اپنے علمی تجربہ
قوت مافکہ طبابت و تقویٰ عبادت و ریاضت اور فقید المثال مناظرہ ہونے کی حیثیت
نے مسر حاضہ کے لئے "دوریکانہ" تھے۔ یوں تو حضرت اقدس کو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے
بڑی خوبیوں سے نوازا تھا مگر چند خوبیاں بڑی عجیب تھیں۔

ایک دنیا کی نمود و نمائش اور جہ و مال سے انہیں کوئی محبت و دلچسپی نہیں تھی۔
اپس و خوراک جو کہ انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات ہیں میرے حضرت اقدس
اس معاملہ میں بھی بڑے سادہ واقع ہوئے ہیں۔

دوسری یہ کہ میرے حضرت اقدس ریاضت و مجاہدہ کے خوراک نہ گئے تھے، وفات
تک اس میں ذرا بھر بھی فرق نہ آیا۔ یہ انسانی ضعف و اشمال کے باوجود
مرگوبہ حائیں آٹھ گھنٹے تک مسلسل بخار کے عالم میں درس دیتے رہے اور یہی انکا

آخری درس تھا۔

تیسرے یہ کہ میرے حضرت اقدس کو فن رجال سے قصہ صبی شغف اور اس میں
مبارت تمامہ حاصل تھی۔ بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ حضرت اقدس مولانا عبد الرشید
نعمانی علیہ الرحمۃ اور امام اہل سنت حضرت مرشدی مولانا محمد سرفراز خاں صدر
وامت برکاتہم کے بعد آپ کے پائے کا سما۔ الرجال کا ماہر شاید ہی کوئی ہو۔

چوتھے یہ کہ میرے حضرت اقدس کو صحابہ کرام خلفائے راشدین اور سادات
اہل بیت سے محبت و الفت کا خاص اختصاص تھا۔

علم حدیث کے ماہر فقہ حنفی اور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے
یہ حضرت کا عشق قابل دید تھا۔ میرے حضرت اقدس سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ
کے عاشق صادق ان کے مکمل اور ان کے مذہب کے بے اقلیہ وافی و موافق تھے۔
وہ حضرت امام اعظم پر معاصین اور اصاغر کی بے جا زبانیوں کا جواب دہ انداز
اندارت دیتے غم بایں ہمہ دامن اب ہاتھ سے نہ جاتا۔

میرے حضرت اقدس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مطالعہ کا خاص ذوق عطا فرمایا
تھا اور مطالعہ بڑی سرعت سے فرماتے اور اسکو ذہن میں محفوظ بھی فرمالیتے۔

میرے استاذ مکرم پیکر للہیت حضرت اقدس مولانا فصیح احمد صاحب مدظلہم فرماتے ہیں
کہ:

"حضرت اقدس ذاتہ حبیب اللہ مختار صاحب شبیہ نور اللہ مرقدہ نے ایک
اغنی پائے کی تصنیف "کشف الغاب" یادگار چھوڑی ہے۔ جس کی کل ۳۰
جلدیں ہیں (بدقسمتی سے اب تک ۵ جلدیں مطبوعہ ہیں باقی غیر مطبوعہ ہیں)
خدا کرے قارئین کی امانت جلد قارئین تک پہنچی جائے اور حضرت شبیہ کسینے
صدقہ جاریہ بنے۔ حضرت اقدس ابکار زوی نور اللہ مرقدہ روزانہ رات کو ایک
جلد بعد عشاء مطالعہ کیلئے لے جاتے اور صبح بعد نماز فجر واپس فرما دیتے۔ یعنی
حضرت اقدس شبیہ کی تیس سال کی محنت کو میرے حضرت اقدس ابکار زوی
نے تیس دنوں میں مطالعہ فرمالیا۔"

میرے حضرت اقدس اپنے درس میں بیٹھے ہوئے طلبہ کو یا تقریر سننے والے سامعین کو فقط روایتی تقریر کر کے فارغ نہ کرتے بلکہ انہیں عام فہم مثالوں کے ذریعے اور اپنی زندگی کے مناظرانہ واقعات طریقہ انداز میں سنا کر نہایت محفوظ فرماتے۔ ایک دفعہ ازراہ مزاح فرمایا کہ لوگوں کو "مانیجیا" کی بیماری ہوتی ہے۔ فیہ مقلدوں کو "ماسٹر غولیا" کی بیماری ہے۔ کیونکہ میرے حضرت اقدس اداکار مینی اسکولی ٹیچر تھے لہذا فیہ مقلد ان کو "ماسٹر امین" کہا کرتے تھے۔ اور یہ بھی میرے حضرت اقدس کی عیسیٰ و حقانیت کا زندہ اور جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ جہاں کوئی شخص غیر مقلدوں کو اجواب کرتا ہے تو غیر مقلدین بجائے اہل کا جواب اہل سے دینے کے حسب عادت گالیوں پر اتر آتے ہیں اور گالیاں بھی میرے حضرت اقدس کو (آپ و شاہدہ کر سکتے ہیں) اس لئے فرمایا کہ ان کو "ماسٹر غولیا" ہے۔

میرے حضرت اقدس کا حافظہ بھی عجیب تھا احادیث تو احادیث فقہ حنفی کی کتابوں حتیٰ کہ غیر مقلدین کی کتابوں نے کئی کئی حوالہ جات حضرت اقدس کو اذہر تھے۔ اسی لئے حضرت کے خاص رفیق کار قدردان شیخ الطہیر والحدیث حضرت اقدس مولانا مفتی زرولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ میرے حضرت اقدس کو "غانی انور شاہ" فرمایا کرتے تھے۔ میرے حضرت اقدس کی وفات کے وقت حضرت اقدس مفتی صاحب کے تاثرات یہ تھے کہ:

"آج امامہ انوار شاہ دوبارہ فوت ہو گئے ہیں۔"

میرے حضرت اقدس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حاضر جوانی کا خاص ملکہ عطا فرمایا تھا بلکہ بقول حضرت اقدس مولانا عبد الغفور ندیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کسی سوال کا جواب ان کے ذہن میں پہلے سے محفوظ ہوتا اور لبوں پر اُھر اُھتا تھا۔ اسکی صرف دو مثالیں عرض کرتا ہوں:

(۱) ایک مناظرہ میں جب میرے حضرت اقدس نے جب یہ حدیث پیش کی کہ باہتمام نماز میں امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہوتی ہے تو

غیر مقلد مناظر نے جواب دیا کہ یہ حدیث ہے؟ میرے حضرت اقدس نے فرمایا بالکل کہنے لگا میں قیاس کروں؟ میرے حضرت نے فرمایا کہ نہ، میرے امام نے منع کیا ہے کہ جب حدیث آجائے تو قیاس مت کرنا کہنے لگا میں کروں گا؟ میرے حضرت فرمایا کرو اپنے لئے ہمارے لئے نہ کرنا۔ (بات رونے کی ہے کہ اس کجخت نے قیاس کیا کیا؟) اس نے کہا کہ اگر امام ہی قرأت مقتدی کی قرأت ہوتی ہے تو پھر میرا قیاس ہے کہ امام (مداوی) کی بیوی بھی سب کی بیوی ہوتی ہے۔ میرے حضرت کھڑے ہوئے اور فرمایا دوستو! حضرت سیدنا امام اعظم نے وقت ضرورت قیاس کئے ہم اس پر عمل کرتے ہیں الحمد للہ۔ فیہ مقلدوں کو چاہئے کہ انکے مداوی نے آج زندگی میں پہلا ہی قیاس کیا ہے اس پر عمل ضرور ہو جائے۔"

(۲) اسی طرح شمشاد سلفی (پنجاب سے تہرانی فیہ مقلد) سے مناظرہ تھا۔ مناظرہ کے دوران اس نے اپنی "فطرت سلیمہ" سے مجبور ہو کر کہا کہ:

"چمکوں پر ساری نشیں (حنفی عورتیں) ٹٹلی ہیں۔"

"میرے حضرت نے جواب دیا! اللہ کی قسم کبھی اس کے پاس جانا نہیں ہوا مجھے ایسا مذہب نہیں معلوم۔ آپ خاصہ تجربہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کا دل توڑنا نہیں چاہتا چل کر پوچھ لیتے ہیں۔ اگر ایک کی بن کر رہتی ہے تو مقلد ہے اور جو آئے سوسا جائے تو غیر مقلد ہے۔"

میرے حضرت کی اس حاضر جوانی پر مجمع بے ساختہ ہنس پڑا اور شمشاد سلفی مہبوت ہو گیا۔

یہ بات تو سب ہی کو معلوم ہے کہ میرے حضرت اقدس کو اللہ تبارک و تعالیٰ رب العزت نے فرق باطلہ سے بحث و مناظرہ کا خاص ملکہ و سلطنت عطا فرمایا تھا لیکن میرے حضرت اقدس مناظرہ کے میدان میں بھی صبر و تحمل اور حلم و وقار کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے کوئی شخص انہیں لاکھ سختی سے کہے وہ مسکرا کر ہال جاتے تھے۔ لیکن جہاں کوئی بد طینت اسلام و اہل اسلام فقہ حنفی اور سیدنا

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ اچھا تا تو اسی کے اچھا لے ہوئے کچھ سے میرے حضرت اقدس اس کا منہ کا آکر دیتے (بھینسا کہ پیچھے شمشاد دانی کے حوالے سے گزر چکا ہے)۔ خصوصاً مناظر کے میدان میں فریق مخالف کے اعتراضات و شبہات کا ایسا مسلک و داندان شکن جواب دیتے کہ یہ ہے حضرت اقدس کے جواب پر بھینسا دوا جمع بلند آواز سے "سبحان اللہ" کہہ اکتا۔ جبکہ فریق مخالف کو فحالت و اندامت کے ساتھ راہ فرار اختیار کرنے میں خیریت معلوم ہوتی۔ میرے حضرت اقدس نے گواہی سے پیشامر تک ب شمار مناظر لے گئے۔ اور کسی مناظر سے تین ایک بار بھی بھگدندہ ایسا نہیں ہوا کہ میرے حضرت اقدس کو شکست دہنی ہو بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم اور شیخ المشائخ سند الہدایا حضرت ابوہریرہ قدس سے دہنی توجہ سے میرے حضرت اقدس کے میدان میں ملاحظہ و مشورہ رہے۔ اس بات کا اظہار میرے حضرت اقدس نے ایک جگہ فرمایا کہ:

"حضرت (ابوہریرہ) رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں اور

توجہات نے اس عاجز کو دین کا ایک سپاہی بنا دیا۔ مرزائی اہل بدعت (بریلوی) اور شیعہ کے علاوہ عموماً دور حاضر کے بدترین اہل بدعت جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور غیر مقلدین کے نام سے مشہور ہیں ان کے ساتھ کاپی سے پشاور تک الحمد للہ ایک مختار اندازے کے مطابق تقریباً ۱۰۰ مناظرہ ہوا جس میں اللہ پاک نے اپنے اکابر کے اس نام کو ہر جگہ سرخرو کیا۔ اور معتکفوں، بنگلہ بزاروں لوگ اہل باطل کے دوم فریب سے نکلے۔ اللہ پاک قبول فرمائے۔"

(تجلیات صندریہ ص ۱۳)

مناظروں میں عموماً شیخی و تعلیٰ اور حریف کی دلا زاری کے الفاظ نکل جاتے ہیں اس کے برعکس میرے حضرت اقدس کی گفتگو شیخی و تعلیٰ سب و شتم خورد رانی و خود نمائی سے مبرا و مصطفیٰ تھی حالانکہ حریف کی آج روی اور برا فرد گفتگی پر غصہ آنا ناگزیر ہے

مگر جب فریق مخالف میرے حضرت اقدس کے دلائل کی تاب نہ لا کر گالیوں پر اتر آتا تو میرے حضرت اقدس "ستکر آکر فرماتے"

"ان بے چاروں کے پاس گالیوں کے سوا بے حق نیا۔"

یوں تو میرے حضرت اقدس نے مختلف فصول سے مناظرے کے مگر جیسائیت، قادیانیت اور خیر مقلدیت ان کا خاص موضوع تھا اور پھر خصوصاً خیر مقلدیت پر تو میرے حضرت اقدس نقشہ من تھے۔ بدے بدے شیوخ الحدیث میرے حضرت اقدس کے پاس مشکل مسائل میں مشورہ کے لئے تشریف لاتے مگر ان تمام باتوں کے باوجود حق تعالیٰ شانہ نے میرے حضرت اقدس کو خود رانی و خود نمائی سے حدود و در رکھا ہوا تھا۔ میرے حضرت اقدس اپنے قدم نہ بقرے ایک جگہ خود توجہ فرماتے ہیں:

"صحیح یہی ہے کہ اپنا دامن تو عمر و نسل سے خالی بنے حضرت اقدس مولانا احمد علی ابوہریرہ قدس اللہ روحہ سے جو دینی نسبت جڑی ہوئی ہے وہ میرا سہارا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی برکات سے کوتاہیوں سے روک دے فرمایا میں۔ مجھے تو ایسی باتیں لکھنے کی حاجت نہ رہتی عزیز میری محمد الیاس (بن حضرت مولانا ظریف صاحب مدظلہ شیخ الحدیث دارالعلوم فیصل آباد رحمۃ اللہ تعالیٰ) کی پشت پر حضرت مولانا محمد عابد ام ظاہم نے ہاتھ رکھ دیا اور وہ ضد لہر کے دیکھ گیا کہ ضرورت تھوڑے سے حالات لکھ وہ اس لئے چند سطریں لکھ دی ہیں۔ مرنے من آئم کہ من وانم۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سے اپنے فضل و مغفوکہ معاف فرمائیں اور ان احباب کی مخالفت و عاقبت سے مجھے مستغید فرماتے رہیں"

(تجلیات صندریہ ص ۱۴)

یہ دس دس تھے جو بطور "عشرہ کاملہ" ارتجالا انسان قلم پر آ گئے۔ مرنے حضرت اقدس کی کن کن خوبیوں کا تذکرہ کروں؟ اور کیا کیا لکھوں؟ اور انکے کس کس گوشہ حیات و کمالات زندگی کو ضبط تحریر میں لایا جائے؟ اسے کس طرح شروخ کروں؟ کہاں سے شروخ کروں سمجھ میں نہیں آتا۔

عجب قیامت کا حادثہ ہے کہ اٹھک ہیں آستیں نہیں ہے
زمین کی رہنق چلی گئی ہے افق پر مہر ہمیں نہیں ہے
تری جدائی میں مرنے والے وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے

کئی دمانوں کا ایک انساں میں سوچتا ہوں کہاں گیا ہے
قلم کی عظمت اجڑ گئی ہے زباں سے زور بیاں گیا ہے
اتر گئے منزلوں کے چہرے میرے کیا؟ کارواں گیا ہے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے

یہ کون انھا کہ میرے عجب شکیرہ دل نہتے کوم پہنچا
جھٹکا کے اپنے دلوں کے پرچم خواص پہنچے عوام پہنچے
تیری لہ پر خدا کی رحمت تیری لہ کو سلام پہنچے
مگر تیری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے

اب میں حضرت اقدس کی زندگی کے چند واقعات بیان کرتا ہوں۔

غیر مقلدوں کے مشہور خطیب اور رائے مولوی احسان الہی ظہیر صاحب نے

ایک مرتبہ ساہیوال میں اپنی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ

"ہماری ملٹی پسماندگی کا یہ عالم ہے کہ پرائمری اسکول کا ماسٹر
(میرے حضرت اوجہ روی نور اللہ مرقدہ ان دنوں اوکاڑہ میں
پرائمری ٹیچر تھے) ہمارے بڑے بڑے شیوخ حدیث کی کسر سے
کپڑا اتار کر چھتر لگاتا ہے۔ ان پر یہ مقلدہ جو ان بلبلا اٹھے تو
جناب ظہیر نے کہا ہاں ہاں صحیح کہہ رہا ہوں آپ اپنے علمائے
کرام کو مطالعہ وغیرہ کے لئے مجبور کریں۔"

جناب ظہیر کا چیلنج

میرے حضرت اقدس نے خود بتایا کہ مولوی احسان الہی ظہیر (۱) نے حضرت
مولانا ضیاء القاسمی مدظلہ سے کہا کہ مولوی امین کیا چیز ہے؟ سنا ہے کہ وہ بڑا مناظر
ہے؟ قاسمی صاحب نے فرمایا ہاں۔ تو جناب احسان الہی ظہیر صاحب نے کہا میرے
ساتھ مناظرہ کرے تو پتا چلے۔ تو قاسمی صاحب نے وقت ملے کر لیا۔ انہیں دنوں مولانا

(۱) جناب احسان الہی صاحب ظہیر حضرات غیر مقلدین کے "محقق العصر" اور "خطیب بے بدل" اور "قائد
المجددین" اور "امام" جیسے بھاری بحکم القہات سے سائب ہیں۔ آپ نے اس اور میں غیر مقلدین کی گہنی ہوئی دیوار کو
سہارا دیا ہے۔ اقام الحروف سے ایک غیر مقلدہ مولوی صاحب نے کہا کہ ہم ماہر احسان الہی ظہیر کو "ظہیر" میں سما
نہرت ہیں اس کا رد کرتے جواب میں کہا کہ آپ نے اپنا کامل تلاش کیا ہے جس کا پیر و شری (اگرچہ تک سے مراد
نہیں ہے۔ نو مقلدہ ہونے کے باطن آپ بھی مقلدہ تھی اور سیدہ ام المصطفیٰ سے قلمبندی پر کہتے ہیں۔ توقف اور وہی
کرام سے جس آپ کو ناس نفرت ہے پتا چلے آپ نے اپنی وفات سے چند روز قبل تصوف اور دنیا سے خلاف حرکی میں
ایک کتاب "التصوف المسلم المصداق" لکھی اور اس کے چند روز بعد ہی "من غادی لی ولما بعد ادمہ بالحرث"
کا شمار ہوئے۔

آپ کا مبلغ علم کیا تھا؟ آپ نے اوراق تصوف کیسے لکھے؟ اور آپ کی کردار کے مالک تھے؟ ان سب
باتوں سے واقفیت کے لئے بہت روزہ الجحدہ سے ۳ اگست ۱۹۸۶ء کو مطالعہ کافی ہے۔
اس شمارہ میں صفحہ ۵ سے ۷ تک حاذق و بہادر جہان مدنی کا ضل مدینہ لاہوری کا ایک مضمون ہے جس کا
منو ہے

"احسان الہی ظہیر کے لیے چیلنج مہیا ہے"

اول میں اس مضمون کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔
"وہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اس شخص کی محبت میں نہیں بلکہ اس کے شر سے بچنے کے لیے اسے ملامت کرنے کی راہ دار ہے
چنانچہ اس کے پیچھے رہنے کا یہ مانگ ہے کہ بات بات پر قوم کو کانٹا دیتا ہے۔"

دو۔ "مقلدہ مقلدہ اس شخص کی طرح کسی اور کی کتبی کا کاروائی کی طرہ سے نہیں کہ اپنی تعریف میں خود ہی مضمون
تھوکر دے۔ وہ سنہ ۱۹۷۰ء میں سے کھڑا ہے اسے نام سے شائع ہوا اس سلسلے میں کسی غیر کی کوئی ہمت نہ تھی
نہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ میرے اپنے شمارہ میں ہر فرقہ وارانہ الہی ظہیر کے لیے عربی ادب میں لکھتے ہیں اور پھر
احسان الہی ظہیر ان کا نام دے دے بغیر اپنے نام سے یہ کتابیں شائع کر کے اپنی شہرت کا اعجاز پختہ ہے۔"

تین۔ "کیا دنیا میں تو جہت نہ کرنے کی کہ جو شخص اٹھ بی زبان نہ بول سکا وہ نہ پڑھ اور سمجھ سکا وہ اس کی مستقل کتابیں
انگریزی زبان میں اس کے نام سے شائع ہوں۔"

چار۔ "جہاں تک عربی دانی کا تعلق ہے اس کا بھی صرف مولوی ہی سے مدد اس کی مطلوبہ کتابوں کا شاید ہی کوئی صاحب
گورھریا بہن کی خطیوں سے پاک ہوگا چنانچہ عربی وہ حضرات اپنی جملوں میں احسان الہی ظہیر کی عربی کتب کے
سلسلہ میں ایسی باتوں کا اکثر ذکر کرتے ہیں جن کا یہ شکایت اس کی کتابوں میں (بقیہ من شیء اللہ) میں دیکھیں۔"

لاہور: اجانی شاہ: لیکن روف کی مسجد میں تشریف لائے تو مولوی احسان الہی ظہیر نے اپنے کسی ساتھی کے گھر بیٹھ کر مولانا کا بیان سنا سننے کے بعد (احسان الہی صاحب نے) قاضی صاحب سے فون پر مناظرہ سے معذرت کہلی۔ (الخیر ماہ دسمبر ۲۰۰۰ء)

(بقیہ عاشقہ سمنہ نہایت) اور ہر عربی اقوام کے علاوہ اسی کے علاوہ ہندوستان کے ہندوؤں نے بھی اس کتاب کو اپنا ہتھیار بنایا ہے۔

مسجد لاہور والی اور اصفیٰ گنجی سے جو حق و باطل مصلحتوں اور غیروں کی فتنیں ہوسکتی ہیں، یہ مجھے نہیں پتا ہے۔ چونکہ وہ اپنے ہاں زیادہ اوقات رہا کرتے ہیں۔ لہذا یہ کہتا ہوں کہ جو مجھے "عامہ" سمجھا کر اور اب بھی ان لوگوں نے اپنے ذات سے روک کر رکھی ہے، وہ ان کے ساتھ ہے۔ ان کے ساتھ ہے۔ عامہ "عامہ" کا کتاب اور ان کی زبان عامہ۔

[illegible]

(۱) یہ ایک نیا عمل ہے۔ اس طرف ترقی آتا ہے تو سچ ہے میں اس شخص کے قتل کی بات نہ کروں۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے۔
 = ”اے مہربان، یہ موت ہے یا نہ؟“ اور قیامت چاہئے۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا ہے۔“

[illegible]

(۳) ان فقہاء نے جو بے دلیل و بیوقوف اور حقہوں سے انین ناحقوں میں تقابول سے قطعاً مایوس
آئیں، ان کے عمل کے لیے جسے یہاں دین کے خلاف ہوا، وہاں ہے۔

(۴) اپنے گھر میں یہ یہ خوراکیں تھیں۔ وہ۔۔۔ میں میرا بھائی تھیں پھر جب۔۔۔

(۵) نعمت اللہ سے ملنے کے بعد جب اس کا رشتہ۔۔۔ میں نے اس سے۔۔۔

[illegible]

(۱) - "ہم نے یہ سب دیکھ لیا ہے۔ اب یہ وقت ہے کہ ہم اپنے ملک کی حالت میں ترقی کے کاموں پر توجہ دے دیں۔" - یہ بات وہ بڑے پختہ انداز میں کہہ رہے تھے۔

(۱) "ابو یوسف" کے عرب نام کے ساتھ عربی زبان میں لکھی گئی اس میں یہ ہے
 "یہ عربی نام کے ساتھ عربی زبان میں لکھی گئی اس میں یہ ہے"

[illegible]

(۹) ان لوگوں نے اپنے حصوں پر تھیں برائے مردان کے خلاف اسلام نامہ بارشیں کر لیں۔ یہاں نے سب سے
میں نظر نہ رہا۔

(۱۰) میں نے دہندہ کی بھی حیثیت سے اس کی طرف سے نوٹزداریہ روپے - قدامت سے ملاقات سے کس پروردگار

بہاءِ اپور میں عیسائی مسئلہ

اسی طرح ۱۹۸۰ء کی دہائی میں ون یونٹ کارونی میں مشتاق کارونی کے قریب سٹیپوں نے گر جالکھ بنانے کا پروگرام بنایا بلکہ اس کی تعمیر شروع کر دی۔ مقامی علماء نے تحریک چٹائی، ضرورت محسوس ہوئی کہ یہی عالم دین کو بابا کرکچر کا بندہ بہت کیا جائے۔ چنانچہ حضرت مولانا (امین عہدہ) سے درخواست کی۔ جسے موصوف نے نہ صرف شرفِ تہذیب سے نوازا بلکہ بہاولپور تشریف لائے۔ ون یونٹ کارونی کی جامع مسجد میں تبلیغی پروگرام رکھا گیا، موصوف نے تین گھنٹے یا نخل کو سامنے رکھ کر خطاب کیا جو مضمون کے مین مطابق تھا اور مضمون سے ہٹ کر ایک تہمہ بھی نہیں تھا، الحلف کی بات یہ ہے کہ اسٹیج سیکرٹری کے قوانین (ایڈ فیو ملٹلڈ نے انجام دیے۔) (ایسا)

ختم نبوت کا جرنیل

اسی طرح ختم نبوت کے معاملہ میں بھی میرے حضرت اقدس مجاہد کے بھی
 "عظیم جرنیل تھے ہر سال "آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس" چناب گمر" میں یہ
 حضرت اقدس کا درس اقدس ہوتا۔ میرے حضرت اقدس اس درس میں اپنے
 (قادیانوں سے ہونے والے) مناظروں سے انہیں ایسے چھوٹے چھوٹے عام فہم
 پٹکے سات جس سے سامعین شش عش کر اٹھتے۔

دلت کوئی اپنے ہنسا نہیں جس پر حیرت و تعجب کا اظہار کیا جائے جو شخص دنیا میں آیا ہے اسے ہر حال دنیا سے آخرت تک کا سفر کرنا ہے۔ سرائے عالم کا ہر مسافر ملک عدم کا راہ نور ہے۔ مگر جانے والوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو قافۂ ہستی کے لئے شعل ہدایت ہوتے ہیں جو زمین والوں کے لئے باعث نجات اور آسمان والوں کیلئے قابل رشک ہوتے ہیں جو حق و صداقت اور روایات سلف کے امین ہوتے ہیں ان کے مقدس وجود سے علم و دانش یقین و معرفت اور لذت کی راہیں استوار ہوتی ہیں ان کے چلے جانے سے انسانیت کا پرچم سرخوں میں بد جاتا ہے۔ میرے حضرت اقدس چلے گئے مگر آؤ! دل کا مکین بھی ساتھ لے گئے مسرتیں حسرتوں میں بدل گئیں۔

زمین و آسمان نوحہ کنائیں ہو گئے، مجلس تحفۂ ختم نبوت کا حامی مزید اور سائباں اٹھ گیا۔
جامعہ خیر المدارس کے تخلص فی الدعوة والارشاد کے دورہ دیوار میں زلزلہ آ گیا، رونق
مناظرہ اجڑ گئی، علم و فقہیت کی بساط الٹ گئی، ماہنامہ الخیر کے صفحات، فرق باطلہ کا رد
کرنے والی کتابوں کے لفظ لفظ، حرف حرف کسی کی راہیں نکلتے تھکتے تھکتے گئے سارا
عالم اسلام مغموم ہے کہ!

”زمین کے تاروں سے ایک تارہ فلک کے تاروں میں جا چکا ہے۔“

ایک دفعہ ایک عالم نے میرے حضرت سے کہا کہ حضرت آج کل حالات
خراب ہیں آپ چند لوگوں کو بطور حفاظت ساتھ رکھا کریں تو حضرت نے حسب
ماوت مسکراتے ہوئے فرمایا:

”اگر کوئی مجھے مار دے تو مرتبہ شہادت سے بڑھ کر مجھے کیا

چاہئے، ویسے بھی میں بہت وقت گزار چکا اب اللہ تعالیٰ سے

ملاقات کا مشتاق ہوں۔“

یہ جملہ میرے حضرت اقدس نے اپنی وفات سے چند روز قبل کہا تھا اور
بالکل سچ کہا تھا، اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب و مقبول اور مظفر و منصور اور کامیاب و
کامران بندوں کو موت کا غم نہیں ہوتا بلکہ وہ تو جیتے ہی موت کی خوشی میں ہیں کیونکہ
انہیں حضور ﷺ کا وہ ارشاد یاد ہوتا ہے کہ۔

تحفة المؤمن الموت

”مومن کا تھکنا موت ہے۔“

حق تعالیٰ شانہ نے میرے حضرت اقدس کو جس طرح حسن صورت، حسن
میرت، حسن معاشرت، حسن معاشرت، حسن تفہم، حسن جسم، حسن تحریر سے نوازا تھا اور
اس کے علاوہ انہیں جو ظاہری و باطنی کمالات عطا فرمائے تھے جس کے باعث میرے
حضرت علوم و معارف کا گنجینہ بن گئے تھے ان کا نہ صحیح اور اک ہو سکتا ہے اور نہ یہ اس
ناکارہ کے بس کی بات ہے۔ میرے حضرت اقدس جیسے لوگوں کے بارے میں اقبال

نے کہا تھا کہ:

خامی و نوری نہاد، بندہ مولیٰ صفات

ہر وہ جہاں سے فنی اس کا دل ہے نیاز

اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل

اس کی ادا و غریب اس کی شکوہ و نیاز

نرم دم، حقیقتاً، مکرر ہم، جتو

رزم ہو یا بزم، پاک دل، پاک باز

میرے حضرت اقدس اتنے کمالات کے حامل تھے کہ تھا اپنی ذات میں ایک
انجمن تھے۔ زہد و تقویٰ، فہم و دانش، علم و تدبیر، خشیت و اتاب، عزت و متانت، سیرہ
استقامت، عزیمت و توکل، محبت و محبوبیت، درخشاں و تاب، جود و سخا، و سخا و سخا، و سخا
ظرف ایسے کمالات ہیں جن کے بیان کیلئے کئی دفاتر درکار ہیں اور بہت سے کمالات
تو ہم جیسے نو نوجویں کی پہاڑ تھیل سے ارفع ہیں۔ ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ۔

”اگر تمام عالم و سامان نے اتحاد کیا، کسی ایک مجلس میں جمع ہوں اور بیک
وقت عیسائیوں، آریوں، عاتقہ تہذیب، بریوں، مرزائیوں، رافضیوں، لاسیوں، چلہادیوں،
منکر حیات انبیاء، (ماتریوں) بریادیوں، نیم مقلدوں، ہمارے المفسدین (مفسدین)،
عثمانیوں (توحیدی) سے ہر ایک سے بحث و مناظرہ کی نوبت آئے تو کیا اسے کسی اور
کو نے کا تو مجھے علم نہیں مگر پاک و ہند میں سوائے حضرت مولانا لال حسین اختر، مد
الرحمۃ حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری علیہ الرحمۃ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی
رحمہ اللہ اور حضرت علامہ ذاکر خاں محمود دامت برکاتہم کے صرف ایک ہی ہستی پیش
ہو سکتی ہے اور وہ ہیں میرے حضرت اقدس مولانا محمد امین صدور اکاڑہی نور اللہ
مرقدہ۔“

یوں تو ان ناکارہ کو اپنے مسلک کے ایک ایک بزرگ سے مشق کی حد تک
محبت ہے مگر ہمارے حضرات سے ایسا لگاؤ ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ حضرت مولانا
محمد منظور نعمانی نور اللہ مرقدہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہ حضرت

مولانا حق نواز جھنگوی شہید نور اللہ مرقدہ حضرت مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم حضرت شیخ کرم اللہم اہل سنت مولانا رفراز خان صاحب معتمد احوال اللہ حیاتیہ حضرت جامعہ ائمہ خاندانہ مولانا صاحب دامت برکاتہم (المدین) استاذ کرم حضرت مولانا مفتی احمد صاحب دامت برکاتہم (ابا) مولانا صاحب حبیب اللہ مختار شہید (امہ) حضرت سیدی مرشدی سندھی مولانا حضرت اقدس حکیم العصر شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ۔

مگر (کسی حد تک) مذہبی شعور کے بعد جس آنحضرت شخصیت کے غمالاتِ عالم و معارف سے میں جب سے زیادہ متاثر ہوا جن کی زندگی پر پند و نیک آیتا جن سے غائبانہ عقیدت تو تھی ہی اور ملاقات کے بعد ان کی اپنائیت پیارا محبت اور شفقت دیکھ کر عقیدت محبت میں اور وفات کے بعد محبت عشق میں بدل گیا وہ ہے یہ۔ حضرت مولانا محمد امین معتمد احوالہ فی قدس سرہ کی جامع الصفات اور بعد گیر شخصیت۔

نہ چاہتے ہوئے بھی مضمون خاصا طویل ہو گیا۔ امر چاہے اس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ حضرت اقدس اوکاڑوی کے برابر اس قدر حضرت مولانا محمد افضل صاحب مدظلہ العالی بڑی تفصیل کے ساتھ میرے حضرت کے حالات کو ذکر فرما چکے ہیں آپ میرے حضرت کے حالات کے تحت اس کو پڑھیں گے مگر پھر بھی میں نے اسی سے متصل اپنا مضمون لکھ کر گویا "مختل میں مات کی پیوند کاری" کی ہے۔ غرض حضرت اقدس ساری زندگی جس مقصد کے لئے جنے وہ یہ ہے۔ اللہ کے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

الکيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من

اتبع نفسه هواها وتمنى على الله.

ترجمہ: "عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو رکھے اور موت کے بعد کی حیات کے لئے تیاری رکھے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات کے تابع کر دے اور اللہ تعالیٰ پر (جہولی) تمنا کرے۔"

ماند ہے۔

آج کے بعد پھر کسی کی تعزیت کیلئے یہ قلم اٹھے گا مگر اب اس قلم میں وہ روز و گداز، وہ درد اور تڑپ نہ ہوگی۔ کیونکہ آج تو قلم خود شمیم ہو چکا ہے۔ آج فکر و نظر کا چراغ بجھ گیا، حروف و معنی کی شمع شوش ہو گئی، تقریر کا زمزمہ لٹ گیا، منہر و مخراب کی رونق چلی گئی، درس و تدریس کی پختگی فنا ہو گئی، منظرہ کا فن رخصت ہوا، خشیت کی آبرورخصت ہوئی، علمائے حق علمائے دیوبند کا مہتاب غروب ہو گیا۔

مجھ میں نہیں آتا کہ اس عظیم شخصیت کو جو رشد و ہدایت کا مہر منیر اور نعم و فضل کا آفتاب عالم تاب تھا الواو ادع کس طرح کیوں؟ اس عظیم سانحہ کے بعد ذہن پر ایسا جمود و قفل طاری ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ خامہ و قبر طاس سے آشنائی ہی نہیں ہے۔ خیر حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب قدس سرہ کی رحلت پر کسی شاعر نے جو: "اکیہ اور رقت آمیز، مرثیہ لکھا تھا اس میں اپنے دل کی آواز سمجھ کر اپنے حضرت کی نذر کرتے ہیں:

اے دنازد جادو ہائے وحش عظمت پر ہوا،

پھول برساتی ہے اس پر ہمت پروردگار

غیرت خورشید عالم ہے کفن ہے تار تار

اب کو ہر بار کے اندر ہیں در شاہ وار

نوحہ خواں ہیں مدت اور خانقاہیں سو گوار

آفتاب علم و تقویٰ چپ گیا زیر مزار

شیخ محفل بکھ گئی باقی ہے پرہانوں کی خاک

اب نہ تڑپے گی کبھی محفل میں دیوانوں کی خاک

يا ايها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية

مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي.

یہ میرے حضرت کے خطبات پر مشتمل کتاب جو بس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے میرے حضرت اقدس کے وسعت مطالعہ علم و عرفان اور علمی تبحر کا جیتا جاگتا ثبوت ہے ان خطبات کا ایک ایک لفظ اللہ اور اس کے رسول ﷺ صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اولیائے امت اور خصوصاً سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کے بغیر نہیں مارتے ہوئے سمندر میں غوطہ زن ہے اس کے مطالعہ سے آپ کی روح کو بالیدگی علم کو پختگی، عقائد کو درستگی، عمل کو وارفتگی، سوچ کو وسعت، نظر کو سہولت، دل کو نور اور اذہان و عمل کو دینی سرشاری و بیداری کی دولت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ نصیب ہوگی۔ اس کے مطالعہ سے شکوک و شبہات کے داغ دھلیں گے اور انشاء اللہ آپ عقائد و اعمال کی دنیا میں بیداری کا ثبوت دیں گے۔ ان خطبات میں جن فرق اور مذاہب پر کلام کیا گیا ہے یہ ناکارہ ان سے انتہائی مودبانہ عرض گزار ہے کہ وہ ان دلائل و احادیث سے سرحد نہ لگائے اور ”نفسہ شفا“ سمجھتے ہوئے نوش فرمائیں۔

”شفا بایست داروئے تلخ نوش کن“

لیکن ان تمام دلائل کہ باوجود ہمیں ان مسالک و مذاہب کے مہمنوں اور طلبہ داروں سے قطعاً قبول حق کی امید نہیں۔

”اے بسا آرزو کہ خاک شد“

البتہ سلیم الفطرت ہدایت کے طالب اور حق کے متماشیوں کے لیے یہ عجاہ نہ در مشعل راہ ثابت ہوگا:

مرور نور و وجد ہو جانے کا سب پیدا

مگر لازم ہے پہلے ترے دل میں ہو طالب پیدا

نہ گمراہی کی غلامت سے تو اے نور کے طالب

وہی پیدا کرے گا دن بھی کی ہے جس نے شب پیدا

اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اس کتاب کے طرز و استدلال میں کہیں کوئی سقم یا خامی محسوس ہو تو اسے مرتب ہی کی غلطی سمجھیں اور اس پر بجائے ہدف و ملامت کہ متانت اور سنجیدگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے متنبہ فرمائے ہمیں اور ہمارے اکابر کو حق کے تسلیم

کرنے میں نہ کبھی تاہل ہوا ہے اور نہ ہوگا (انشاء اللہ)۔

ان ارید الاصلاح ما استطعت و ما توفیقی الا باللہ

اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں سب سے پہلے اپنے محترم اور مخلص رفیق کار برادر عزیز جناب گل محمد صاحب سلم رکیم بھائی وقاص صاحب اور بھائی نعیم صاحب کا انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے اپنی گوں ناگوں مصروفیات کے باوجود بڑی جانکاہی اور تندہی کے ساتھ اس کتاب کے پروف چیک کئے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مفتی محمد انور اوکاڑوی و امت بزرگاتم کا ذکر خیر بھی بہت ضروری ہے کہ انہوں نے اس عجاہ کو اپنی تقریظ دلپذیر سے نواز کر اس کے وزن میں قابل قدر اضافہ فرمایا ہے۔ اور آخر میں اس شخصیت کا نام لینا بھی نہایت ضروری ہے جس کی شفقت و محبت کی بدولت ہی میں یہ کار خیر انجام دے سکا ہوں یہ شخصیت جانشین و امام ذاکر حبیب اللہ مختار شہید، تلمیذ حضرت اوکاڑوی پیلہ علم و عمل، میرے محبوب استاذ حضرت اقدس مولانا نصیح احمد صاحب و امت بزرگاتم کی ہے۔

میں آج جو کچھ بھی دینی کام کرنے کے قابل ہوں وہ توفیق الہی کے بعد حضرت اقدس ہی کی توجہات عالیہ اور مراحم خسروانہ کی بدولت ہے۔ اگر توفیق ایزدی کے بعد حضرت اقدس کا وجود مسعود نہ ہوتا تو یہ مسودہ فائلوں کی زینت ہی رہتا طالبان حق کی تشنگیوں کو بجھانے کیلئے مصعہ شہود پر نہ آتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے رحم و فضل سے حضرت اقدس کا سایہ تادیر قائم رکھے اور فیوض و برکات میں اختلاف مضاہفہ اضافہ فرمائے اور انہیں دارین کی کامیابی سے نوازے۔ (آمین)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ پاک اس کتاب کو حضرت وحید العصر مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور ہمیں ان کے مقدس مشن کو احسن طریقے پر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی صفوة البریة سید الکائنات

و خاتم النبیین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

نوٹ

حضرت اوکاڑویؒ کی وفات کے فوراً بعد ہی ہم نے انکے خطبات کو ترتیب دینے کا کام شروع کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ ایک ماہ کی مختلف مدت میں ان خطبات کو نوے سٹوں سے صفحات پر منتقل کر کے کمپوز بھی کروا لیا گیا، لیکن اشاعت کا کام مسلسل اتوار کی نذر رہ رہا یہاں تک کہ چھ ماہ سے زائد عرصہ بیت گیا۔ پھر اس ناکارہ کو خیال ہوا کہ جب کام میں ویسے ہی دیر ہو رہی ہے تو کیوں نہ تخریج کا کام بھی کر لیا جائے تاکہ اہل علم و حوالہ کی تلاش، جستجو میں وقت نہ ہو اور عوام الناس مطمئن رہیں، لہذا ابتدائی نکتہ میں جتنے حوالہ جات دسترس میں آ سکے ان کو بقید جلد و صفحہ درج کر دیا گیا ہے۔ بعض جگہ حاشیہ کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ سب تو فقیہ الہی حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت اور میرے شیخ امام اہل سنت مولانا سر فخر از خاں صفدر دامت برکاتہم کی نظر کرم اور خدمت اوکاڑویؒ کے روحانی فیض کی بدولت ممکن ہو سکا۔ ورنہ من انعم کہ من و انعم۔

(محمد ظفر بیٹا اللہ مند)

امین صفدرؒ

امین صفدرؒ کو روئے کا زمانہ بنا ہے جس کا جنت میں ٹھکانہ خواہی وقت کا رازی و دریاں جو تھا اک علم و حکمت کا خزانہ تیرے مرشد تھے وہ حضرت ابوہریرہؓ جو تھے قطب زماں غوث یگانہ تیرے استاد تھے وہ عبد (۲) حنان (۱) جس کو بیچ میں آشیانہ دنیا (۳) الدین بھی تھا تیرا ربیب بڑی تہی شان جس کی مالمانہ فدا کا امام اعظم سراپا افان ان کا تھا تیرا کرتار۔ حضور پاکؐ سے تیری محبت گواہ اس بات کا سارا زمانہ وصال قادیانی کا تعاقب دلیل علم و حکمت فاضلانہ غرض ہر شعبہ دین نہیں پر نظر تیری تھی نظر قائدانہ تجھے کیسے بسلاؤں گا میں بھائی! تیری شفقت تھی مجھ پر والہانہ خوشی جن کو امیں کی موت پر ہے طرز ان کا ہے طرز جابلانہ امیں صفدرؒ تو تھا استادِ علماء نہیں اس میں تعلق شاعرانہ مرگ تیری جہاں علم کی موت طرز زندگی تھا زاہدانہ خدایا! حضرت تو ان کی کردے دما افسان کی ہے یہ عاجزانہ

(۱) مولانا حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ ہیں۔

(۲) حضرت مولانا مہدی الحسن صاحب دہلوی فاضل دیوبند شاگرد رشید مولانا انور شاہ کشمیری دہلوی تھے۔

(۳) مولانا فیہ الدین صاحب اوکاڑویؒ ختم مدرسہ جامعہ محمودیہ عید گاہ اوکاڑہ۔

امین صفدر

جو تھا امین عظمت اسلاف چل بسا
امت کا وہ وقار تھا ملت کی شان تھا
لکار تا تھا وہ صفت انداء کو اس طرح
کہتا وہ یوں حدیث اور سنت پہ گفتگو
بخش تھی حق نے اس کو وہ کوارسی زباں
جات سے حق بیاں کیا حق کے غلام نے
دیتا تھا وہ کتب کے حوالے کچھ اس طرح
کہتا تھا اختلافی مسائل پہ جب وہ بات
عرفان کے موتیوں سے مزین بیان تھا
ملبس اس کا سادہ سا سادہ سی شکل تھی
مت خوش ہو اس کی بہت پہ تو اسے نہ دین
حق کے معاندیں پہ جھٹ تھا دوستو!
اللہ کا وہ بندہ تھا اللہ سے جامدا

وہ فخر و ناز مسکد احناف چل بسا
فکر ابو حنیفہ کا وہ تربیان تھا
بذیل میں کوئی شیر نہ جتا جس طرح
سب دم دبا کے بھاگتے تقلید کے عدو
جس سے نکھیرتا تھا وہ باطل کی دجیاں
باطل خنجر نہکا نہ سمجھی اس کے سامنے
بیسات تیں برقی تے باران جس طرح
دیتا غنائین کو وہ چکیوں میں مات
سینہ نہیں تھا اس کا جواب کی کان تھا
لیکن خن تھا ایسا کہ حیران عقل تھی
ہم میں گیا ہے چھوڑ کے وہ سیکڑوں امین
نعمان کی وہ زندہ کرامت تھا دوستو!
جنت کلین تھا اس لیے جنت میں جابسا

تمہید

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کچھ دوستوں کا اور چند ایک علماء کرام کا اصرار ہے کہ میں مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر بھائی ہونے کے ناطے کچھ تحریر کروں تاکہ اس نابغہ روزگار کی زندگی کے پوشیدہ گوشے عوام کے سامنے بے نقاب ہوں اور وہ ان کے حالات زندگی کو اپنے لئے مشعل راہ بنا کر دنیا و عقبیٰ میں کامرانوں سے ہمسار ہوں۔ لیکن میں اپنی کم علمی اور نالائقی کے پیش نظر اپنے آپ کو اس کام کے قابل نہیں سمجھتا۔ تاہم خطیب بے بدل مولانا عبدالکریم ندیم صاحب خان پوری کے شدید اصرار پر حسب استطاعت اس کام کو کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اگر اس سے کسی آدمی کو فائدہ پہنچے گا تو اس کا اجر مولانا عبدالکریم ندیم کو بھی ملے گا۔ بصورت دیگر تمام کوتاہیوں کا ذمہ دار یہ بندہ پر تقصیر ہوگا۔

پیدائش

میرے برادر بزرگ جناب مولانا محمد امین صفدر 4 اپریل 1934 کو میاں ولی محمد کے ہاں ریاست بیکانیر ضلع گڑگانگر میں پیدا ہوئے۔ ہمارا خاندان جالندھر شہر کی نواحی آبادی بستی غزاں کا رہائشی تھا۔ ہمارا تعلق آرائیں قوم سے ہے۔ اور ہمارا خاندانی پیشہ کئی پشتوں سے باغبانی تھا۔ ہمارے دادا جان میاں پیر محمد کی زرعی اراضی

صاحب خطبات کے مختصر حالات

از مولانا محمد افضل صاحب و امت برکاتہم العالیہ
برادر اصغر حضرت مولانا محمد امین صفدر اکاڑوی

غلاہل پور وٹوگڑی ضلع جالہ پھر میں تھی۔ انہوں نے اپنی محنت شاقہ سے تین مربع زمین ریاست بیکانیر کے ضلع جھنگر میں خریدی تھی اور اس زمین کو آباد کرنے کے لئے ہمارے والد صاحب کو وہاں بھیجا تھا۔ یہاں سکونت پذیر ہونے کے دوران براہِ محنت و کوشش پیداوار ہوئی۔ ہمارے دادا جان اور والد صاحب اس زمانہ کے پرائمری پاس مصلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے۔ بھائی صاحب کی پیداوار سے قبل والد صاحب کے تین بیٹے اور ایک بیٹی صغریٰ میں ذخیرہ آخرت ہو گئے تھے۔ صف چوٹھی کی بہن فاطمہ بی بی زندہ تھیں۔ والد صاحب ریاست بیکانیر جانے سے پہلے موجودہ ضلع فیصل آباد نے گاؤں چک نمبر 62 جہاں اس میں دادا جان کے حکم سے مسلمان ملازمت بانہانی اقامت گزریں تھے کہ وہاں ایک عالم باہل فاضل دیوبند مولانا سید شمس الحق شاد صاحب تشریف لائے۔ وہ انگریز حکومت کے باغی تھے اور اس کے شر سے بچنے کیلئے روپوشی کی زندگی گزار رہے تھے۔ والد صاحب چونکہ دین سے محبت رکھنے والے تھے۔ اس لئے آپ ان کے دست حق پرست پر محبت ہو گئے اور انکی خدمت میں شب و روز مصروف ہو گئے۔ والد صاحب نے ایک ان مناسب موقع دیکھ کر حضرات سے التماس کی کہ حضرت جی میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے فرید اولاد سے نوازے۔ کیونکہ میرے بچے صغریٰ میں فوت ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے دعا فرمائی اور بشارت دی کہ بلی محمد خدا تعالیٰ تمہیں سات بیٹے دے گا اور سب کے سب صاحب اولاد ہوں گے۔ مزید فرمایا کہ اپنے پہلے بیٹے کو عالم دین بنانا۔ والد صاحب نے ان سے وعدہ کر لیا۔ جب بھائی صاحب پیدا ہوئے تو انہی بزرگ کے حکم سے جی بھائی صاحب کا نام خدا امین رکھا گیا۔ اس خدارسید بزرگ کی پیش گوئی پوری ہوئی اور بھائی صاحب کے بعد والد صاحب کو خدا تعالیٰ نے مزید چھ بیٹے عطا کئے اور وہ سب کے سب صاحب اولاد ہوئے۔ اس وقت ہم پانچ بھائی زندہ ہیں۔ بھائی صاحب کی وفات سے ڈیڑھ سال پہلے مجھ سے بڑے ہمارے ایک بھائی میاں محمد اسلم صاحب جو رحیم یار خان میں اقامت پذیر تھے۔ قضائے الہی سے وفات پا گئے تھے۔ دعا ہے کہ ذات باری تعالیٰ ہمارے ان دونوں مرحوم بھائیوں کو غریقِ رحمت فرمائے۔

خاندانی حالات

ہمارے دادا جان میاں جیر محمد صاحب اور والد محترم میاں ولی محمد صاحب صوم و مصلوٰۃ کے پابند اور دین سے محبت کرنے والے بزرگ تھے۔ پاکستان بننے کے بعد ہمارے چچا جان میاں نور محمد اور میاں عبدالکریم دادا جان کے ہمراہ ساتھ ضلع فیصل پور کے مختلف علاقوں میں قیام پذیر ہو گئے۔ آبائی زمین چونکہ دادا جان کے نام تھی اس لئے انہوں نے اپنی اولاد کی خواہش کے برعکس پاکستان آکر ہندوستان کی مدد کے زرعی زمین کے بدلے زرعی اراضی لے لی۔ ضلع ہریہ غازیخان میں الاٹ کروالی اور خود چچا نور محمد کے پاس رجانہ کے نزدیک چک نمبر 336 گ ب میں رہائش پذیر ہو گئے۔ ہمارے والد ماجد پاکستان بننے کے بعد چک نمبر 55/2-1 ضلع منٹھری (حال ضلع اوکاڑہ) میں رہائش پذیر ہو گئے اور ذرا بعد روزگار اپنے خاندانی پیشہ بانہانی کو بنایا اور اوکاڑہ کے ذرائع میں چند ایک باغات لگائے۔ بعد میں چک نمبر 55/2-1 کے چودھری غلام قادر قادیانی کی ملازمت اختیار کر لی۔ اسی زمین میں باغ لگایا اور اس کے دیگر زرعی مربعوں کے مختار کار بنے۔

ہمارے والد صاحب کی حمیت دینی کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ آپ نے اٹھارہ سال تک ایک قادیانی کی ملازمت کی اور اس دوران اس کے گھر سے پانی کا گھونٹ تک پینا گوارا نہیں کیا۔ والد صاحب کو حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے والہانہ عقیدت تھی۔ اس لئے مجلس احرار اسلام سے تعلق رکھتے تھے۔ چودھری غلام قادر قادیانی کبھی کبھی والد صاحب سے کہا کرتا تھا کہ میاں ولی محمد تم میرے سب سے بڑے دشمن ہو۔ والد صاحب پوچھتے چودھری صاحب کیوں؟ تو وہ کہتا اس لئے کہ تم مجھے کافر کہتے ہو۔ والد صاحب بڑے اطمینان سے جواب دیتے کہ میں آپ کو اس لئے کافر کہتا ہوں کہ آپ واقعی کافر ہیں اور تمام مسلمان آپ لوگوں کو کافر ہی کہتے ہیں۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟ تو وہ لا جواب ہو کر خاموش ہو جاتا۔ بعض اوقات ترجمہ میں آکر کہتے کہ میاں ولی محمد تم میرے بڑے مخلص جن (دوست) ہو۔ والد

صاحب پوچھتے کیوں؟ تو وہ جواب دیتا اس لئے کہ تم میرے کام میں کسی قسم کی کوتاہی اور بددیانتی نہیں کرتے ہو۔ والد صاحب فرماتے چودھری صاحب! یہ تو میرا فرض ہے۔ آپ پر کوئی احسان نہیں۔ ہمارے گاؤں چک نمبر L-55/2 میں بڑے زمیندار زیادہ تر قادیانی تھے۔ انہیں والد صاحب اور چودھری غلام قادر کا تعلق ایک آنکھ نہ بھاتا۔ وہ وقتاً فوقتاً چودھری کے کان والد صاحب کے خلاف بھرتے رہتے اور والد صاحب کو ملازمت سے نکالنے کیلئے اس پر زور دیتے رہتے۔ لیکن وہ ان کی بات ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا اور ان کی خواہش پوری نہ کرتا۔

دوسری جانب والد صاحب کی خوداری کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی چودھری غلام قادر والد صاحب کو بلاتا (وہ اکاڑہ شہر میں رہائش پذیر تھا) تو آپ حساب کتاب کی کافی جیب میں ڈالتے اور چودھری سے ملنے چلے جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں ہر مرتبہ یہ فیصلہ کر کے جاتا ہوں کہ اگر چودھری نے کوئی بدتمیزی کی تو حساب کی کچنی اس کے منہ پر دے ماروں گا اور ملازمت ترک کر دوں گا۔ الغرض یہ تعلق اسی طرح چل رہا تھا کہ بھائی صاحب نو جوان عالم بن گئے اور قادیانیوں سے مناظرے شروع کر دیئے اور قادیانی ہر مناظرہ میں شکست فاش سے دو چار ہوتے۔ اب قادیانیوں نے چودھری غلام قادر کی شکایات مرزا بشیر الدین محمود تک پہنچانی شروع کر دیں کہ چودھری غلام قادر کے مالی کا بیٹا ہم سے مناظرے کرتا ہے اور ہمیں کافر بتاتا ہے۔ اسکے باوجود چودھری اپنے مالی کو ملازمت سے درخواست نہیں کرتا۔ لیکن چودھری غلام قادر ربوے کے دباؤ کو برداشت کرتا رہا اور کہتا کہ میاں ولی محمد میرا مختار کار ملازم ہے۔ قادیانیوں کی مسجد کا امام نہیں کہ اسکو ہر طرف کروایا جائے۔

مرزا بشیر الدین محمود کی وفات کے بعد چودھری بھائی صاحب کے مناظرے تیز ہو گئے۔ احرار ربوے والوں کے دباؤ میں اضافہ ہوا تو ایک دن چودھری غلام قادر نے والد صاحب کو بلایا اور کہا کہ میاں ولی محمد اب میری جماعت کا دباؤ میرے لئے حد برداشت سے زیادہ ہو گیا ہے اسلئے مناسب ہے کہ اپنے بیٹے محمد امین کو مناظروں سے روک دو بصورت دیگر میں آپکو ملازمت سے جواب دے دوں گا۔ والد صاحب نے

یہ سن کر کہا کہ میں ابھی ملازمت سے استعفیٰ دیتا ہوں۔ لیکن اپنے بیٹے کو نیک کام سے نہیں روکوں گا اور چودھری صاحب کی ملازمت تیاگ کر واپس آ گئے۔ اب چودھری صاحب نے باغ کی حفاظت کے لئے جو مالی رکھا وہ خوشامدی اور بزدل قسم کا تھا۔ گاؤں والوں نے دو سال کے اندر اندر باغ کو بطور ایندھن استعمال کیا اور اس کا ستیا تاس کر دیا۔ جو باغ چار ہزار روپے ٹھیکہ پر اٹھتا تھا۔ کوئی اس کا ہزار روپیہ دینے پر بھی تیار نہ ہوا۔ اتنا مالی نقصان دیکھ کر چودھری صاحب حواس باختہ ہو کر والد صاحب کے پاس آیا اور منت سماجت کر کے والد صاحب کو دوبارہ ملازمت پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ والد صاحب نے جواب دیا کہ کل پھر تمہاری جماعت تمہیں تنگ کرے گی۔ کیونکہ میرا بیٹا تو مناظرے کرتا ہی رہے گا۔ اس لئے میں تمہاری پیش کش کو قبول کرنے سے قاصر ہوں۔ اس پر اس نے کہا میاں ولی محمد! اس سلسلہ میں میں جماعت کی کوئی بات نہیں مانوں گا۔ میں اتنا مالی خسارہ برداشت نہیں کر سکتا۔ مزید برآں والد صاحب کی تنخواہ اور سابقہ مراعات میں کافی اضافہ کر کے والد صاحب کو دوبارہ ملازمت قبول کرنے پر آمادہ کر لیا۔ چودھری غلام قادر کی وفات تک والد صاحب اس ملازمت پر قائم رہے۔ اس کی وفات کے بعد والد صاحب نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ چودھری صاحب کے بیٹے جو بڑی بڑی سرکاری ملازمتوں پر فائز تھے۔ انہوں نے والد صاحب کو بڑی منت سماجت اور ترغیب و تحریص کے ذریعے استعفیٰ واپس لینے کو کہا۔ لیکن والد صاحب نے فرمایا کہ تمہارے باپ کے ساتھ تو میری بن جاتی تھی۔ کیونکہ وہ میری تلخ باتوں کو برداشت کر لیتا تھا لیکن تم میں اتنا حوصلہ کہاں۔ اس لئے میں تمہاری ملازمت میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ اس کے بعد والد صاحب لیہ والی زمین کو آباد کرنے کی نیت سے لیہ چلے گئے اور اس بنجر زمین کو چار پانچ سال میں گل و گلزار بنا دیا۔

والد صاحب کافی عرصہ سے دمہ کی مرض میں مبتلا تھے اور بہت کمزور ہو گئے تھے۔ اس کے باوجود اپنا رزق اپنی محنت سے ہی پیدا کرتے تھے اور کسی بیٹے کا محتاج ہونا بھی گوارا نہ کرتے تھے۔ ۱۹۷۱ء میں بیماری نے بہت زور پکڑا تو میڈیوں کے اصرار

پر بغرض علاج اکاڑو آگئے اور جون ۱۹۷۵ء کے آغاز میں چک نمبر 55/2-L میں وفات پائی۔ والد صاحب کا جنازہ گاؤں کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔ کسی شاعر کا یہ شعر والد صاحب کی زندگی کے حسب حال ہے۔

وہ مرد خدا مست نہ دولت تھی نہ لشکر
اس پر بھی یہ طرہ تھا کہ جھکتے تھے جہاندار

مولانا مرحوم کے تعلیمی مراحل

چونکہ مولانا مرحوم ایک عالم دین اور ولی اللہ کی دعاؤں کے طفیل منصف شہود پر آئے تھے اور ان کا نام بھی اس مرد قلندر نے ہی رکھا تھا اس لئے مولانا بچپن سے ہی ذہین و فطین تھے۔ مولانا اپنی کلاس کے ذہین اور مخفی طلباء میں شمار ہوتے تھے۔ مولانا مجھ بندہ ناچیز سے تقریباً ساڑھے نو سال بڑے تھے۔ اس لئے ان کی ابتدائی تعلیم کا کوئی نقشہ میرے ذہن میں نہیں ہے۔ اتنا یاد پڑتا ہے کہ جب میں نے اسکول جانا شروع کیا تو مولانا میٹرک کا امتحان پاس کر چکے تھے۔ یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے۔ والد صاحب نے اسکول میں بھائی صاحب کو عربی کا مضمون رکھوایا تھا تاکہ دینی علوم کے حصول میں یہ مضمون ان کا مدد و معاون ثابت ہو۔ بھائی صاحب نے ناظرہ قرآن مجید حافظ محمد رمضان صاحب سے پڑھا تھا جو کہ غیر مقلد تھے۔ ان کی صحبت میں بیٹھنے سے غیر مقلدیت کے جراثیم بھائی میں سرایت کر گئے تھے۔ جب نویں جماعت میں ہوئے تو عربی پر دسترس حاصل کرنے کے لئے مولانا عبد الجبار صاحب کھنڈیلوی سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں۔ یہ بھی ایک بہت بڑے غیر مقلد عالم تھے۔ ان کی صحبت میں رہ کر مولانا غیر مقلد بن گئے۔ جب والد صاحب سمجھانے کی کوشش کرتے تو اکثر غیر مقلدین کی طرح کوئی بات نہ سنتے۔ پھر والد صاحب نے بھائی صاحب کو راہ راست پر لانے کے لئے اپنے دوست مولانا محمد حسین صاحب کی خدمات حاصل کیں لیکن مولانا محمد حسین صاحب کی بھی بھائی صاحب کی ذہانت و فطانت کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور انہیں راہ راست پر نہ لاسکے ۱۹۵۳ء میں مولانا ضیا

المدین صاحب اکاڑوی کے مدرسہ جامعہ محمودیہ میں جو عید گاد میں واقع تھا بطور مدرس حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب فاضل دیوبند اور حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب فاضل دیوبند کا تقرر ہوا۔ مولانا عبدالقدیر صاحب کی محنت اور والد صاحب کی دعاؤں کے طفیل بھائی صاحب غیر مقلدیت سے تائب ہو کر جادو مستقیم پر گامزن ہو گئے اور پھر اپنی تعلیم کا سلسلہ ان دو حضرات کے ساتھ جوڑ لیا۔ ان دونوں بزرگوں نے جوہر قابل کو پہچانا اور اس کو نکھارنے میں بدعت منسروف ہو گئے۔ بھائی صاحب بھی ان اساتذہ کرام سے خدامندی خیال کرتے ہوئے تن من دھن سے ان پر فدا ہو گئے۔ ان بزرگوں نے اس جوہر قابل کو چمکانے اور تربیت کرنے میں شب و روز صرف کر دیئے۔

حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب (دفین بقیع) آپ پر اتنے شفیق تھے کہ اپنی بیماری میں اور پیرانہ سالی کو درخور اعتنائ سمجھتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ امین! اگر آدھی رات کے وقت بھی میرے پاس پڑھنے کے لئے آؤ گے تو میرا دروازہ تمہارے لئے کھلا ہوگا۔ استاذ کی اس حوصلہ افزائی سے بھائی صاحب نے خوب فائدہ اٹھایا اور دو سال کی قلیل مدت میں کتب حدیث تک رسائی حاصل کر لی اور اساتذہ کے لئے باعث فخر بن گئے۔ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب نے فرمایا امین عجیب آدمی ہے ہم زمین کی باتیں کرتے ہیں تو یہ آسمان کی باتیں سناتا ہے اور حضرت مولانا ضیا المدین سیوہاروی نے ایک مرتبہ اپنے چند دوستوں سے کہا کہ امین اتنا ذہین ہے کہ بعض اوقات مجھے احساس ہوتا ہے کہ یہ نور شاہ ثانی ہے۔

چونکہ بھائی صاحب ہم سب بھائیوں سے بڑے تھے۔ میٹرک کرنے کے بعد والد صاحب کی خواہش کے مطابق علم دین کے حصول میں شب و روز کوشاں رہتے تھے۔ ہم سب بھائی ابھی زیر تعلیم تھے اور گھر میں کمانے والے صرف والد صاحب تھے۔ ہمارے گھریلو اور تعلیمی اخراجات کا بار صرف والد صاحب اٹھاتے تھے۔ ۱۹۵۵ء میں بھائی صاحب نے والد صاحب کا ہاتھ بٹانے کا فیصلہ کیا اور والد صاحب کے مشورہ سے بے وی کلاس میں داخلہ لے لیا اور چھوٹ چلے گئے۔ اس معاملہ کو بھائی

صاحب نے حضرت مولانا عبدالحق صاحب سے بھی غلطی رکھا۔ مبارک حضرت صاحب (مولانا عبدالحق صاحب کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا) داخلہ لینے سے منع فرمادیں۔ جب بھائی صاحب چند دن تک غیر حاضر رہے تو حضرت صاحب کو تشویش ہوئی اور والد صاحب کو پیغام بھیج کر بلایا اور پوچھا کہ محمد امین آج کل کہاں رہتا ہے؟ پڑھنے کیوں نہیں آتا؟ والد صاحب نے دُرتے دُرتے کہا کہ حضرت جی میں کثیر العیال آدمی ہوں اور (کیا) کمانے والا ہوں۔ اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں اس لئے میں نے امین کو سب وہی میں داخل کرا دیا ہے۔ سب وہی کرنے کے بعد واپس آ جائے گا تو پھر آپ کے پاس ہی رہے گا۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میاں ولی محمد تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ تمہارے سات بیٹے ہیں۔ یہ ایک بیٹا تم مجھے دے دیتے تو دیکھتے میں اتے کیا بناتا۔ نیز پوچھا کہ جب محمد امین سب وہی کر کے آئے گا تو اسے گورنمنٹ کتنی تنخواہ دے گی۔ والد صاحب نے کہا کہ اسے اسی (۸۰) روپے ماہانہ تنخواہ ملے گی۔ حضرت صاحب نے فرمایا ولی محمد تم نے بڑے کھانٹے کا سودا کیا ہے۔ اگر امین میرے پاس مزید دو سال پڑھ لیتا تو عربی مدارس والے اس کے پیچھے پیچھے پھرتے اور ۵۰۰ روپے سے زیادہ تنخواہ دیتے۔ لیکن والد صاحب نے بعد منت و زاری حضرت صاحب کو ناراض نہ ہونے دیا۔

ادھر چنبوٹ میں بھائی صاحب فریڈنگ اسکول کے تمام ساتھیوں کی دینی تربیت کرنے لگے اور وہاں امامت و خطابت کے فرائض بھی اپنے ذمہ لے لئے۔ ان دنوں مولانا منظور احمد چنبوٹی (مدظلہ العالی) بھرپور جوان تھے۔ بھائی صاحب فارغ وقت میں ان سے ملتے اور ان سے ہر ممکن استفادہ کی کوشش کرتے اور مولانا منظور احمد صاحب بھی بڑے بھائیوں کی طرح بھائی صاحب سے شفقت کا سلوک کرتے اور یہ تعلق تا دم مرگ قائم رہا۔ بھائی صاحب سب وہی کرنے کے بعد جب واپس آئے تو شیعہ کاشن ہائی اسکول میں بطور ان ٹرینڈ عربی ٹیچر اپنی ملازمت کا آغاز کیا اور ساتھ ساتھ فرق باطلہ کا تعاقب شروع کر دیا۔ جن میں قادیانی، عیسائی، بدعتی اور غیر مقلدین خاص طور پر شامل تھے۔ اس دوران مولانا عبدالقدیر اور حضرت صاحب جامعہ محمودیہ

میدگاہ چیمبرز کر جامعہ عثمانیہ گول چکر اوکڑہ میں تشریف لے گئے۔ لیکن بھائی صاحب کا سلسلہ تلمذ ان کے ساتھ قائم رہا۔

۱۳۵۹ھ میں ہندو نے پرائمری کا امتحان پاس کیا تو والد صاحب نے مجھے جامعہ محمودیہ میدگاہ میں داخل کرا دیا۔ ان دنوں حضرت مولانا عبدالحمید سیتا پوری اس مدرسہ میں بطور صدر المدرسین تشریف لائے تھے۔ بھائی صاحب دن کو تبلیغ کاٹھن پائی اسکول میں ملازمت کرتے اور عصر کے بعد حضرت مولانا عبدالحمید صاحب سے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی کتب پڑھتے۔ جن میں ”تذکرۃ الناس“ اور ”آب حیات“ بھی شامل تھیں۔ مغرب کے بعد فارسی اور ابتدائی عربی کے طلباء کو چند ایک اسباق پڑھا دیتے۔ تاکہ حضرت مولانا عبدالحمید صاحب کے کام میں معاونت ہو جائے اور ان کے کام کا بوجھ کم ہو جائے۔ علی السبیل اٹھتے اور گھر پہلے جاتے اور نماز فجر گاہوں کی مسجد میں ادا کرتے اور بعد از نماز درس قرآن کریم دیتے جس کے ذریعے تمام فرق باطلہ کا رد فرماتے۔ خصوصاً قادیانی فتنے کا بڑے مدبر انداز میں اور بڑی حمت سے تعاقب کرتے۔

میرے بھائی مرحوم نے اپنے گھڑوں میں فی سبیل اللہ بیس سال تک درس قرآن دیا۔ گھڑوں میں قادیانیت کو بھٹکنے پھولنے کا موقع نہ دیا۔ ہمارے گھڑوں میں بچوں کے ناظرہ قرآن پاک پڑھانے کا بھی کوئی معقول بندوبست نہ تھا۔ گھڑوں کے مسلمان بھی صرف دنیا دار تھے۔ دین سے انکی دلچسپی نہ ہونے کے برابر تھی۔ جو تباری مسجد کے امام تھے وہ ناپیدا حافظ تھے۔ ان کی اہلیہ فوت ہو چکی تھی اسلئے بچوں کی تعلیم کا بھی کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں تھا۔ اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے والد صاحب نے ہمارے والدہ سے کہا کہ گھڑوں کے بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھا دیا کرو۔ ثواب کا کام ہے۔ والد صاحب کی اس خواہش کو والد صاحب نے باحسن و جود پورا کیا اور گھڑوں کی تین نسلیں (بچہ نند) قرآن پاک پڑھنے کے سلسلہ میں والد صاحب کی شاگرد ہیں۔ پڑھنے والے بچوں کے ساتھ قادیانیوں کے بچے بھی آ جاتے تھے اور والد صاحب انہیں بھی قرآن پاک پڑھا دیتی تھیں۔ وہ قادیانی بچے بچیاں ہمارے گھر کے دینی ماحول

سے بہت متاثر ہوتے تھے اور ان میں سے بہت سے بچے چچیاں پر۔ اور مسلمان ہو گئے۔ اور انہوں نے قادیانیوں کے رشتوں کو ٹکڑا کر مسلمانوں میں شامیں کیں۔ اس سلسلہ میں جہاں مروجہ بھائی کی دشمنیں باعث سد فخر تھیں۔ ایسے بچے چچیاں جب مسلمان ہو جاتے تو پھر بھائی صاحب انکی بدامنی کے مسلمان رشتہ داروں کو پورے پنجاب میں تلاش کر کے بڑی جگہ ۱۰۰ کے بعد ان نیکے مناسب رشتے تلاش کر کے ان بچوں کی شادیوں کا مسئلہ حل فرما دیتے۔

قادیانیوں کے ہاتھ اور صاحب شہادت ہونے کے باوجود ہمارے گھرانے میں آج تک کسی غریب مسلمان کا بچہ بچی بھی قادیانی نہیں ہوا۔ ہاں قادیانیوں کے پتھر بچے چچیاں نہ در مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ سب ہمارے مروجہ بھائی کے درس قرآن اور والد صاحب کی خدمت قرآن کی بدولت ہوا۔ (فللہ الحمد)

ہماری والدہ صاحبہ رحمہ اللہ تاحال حیات ہیں۔ ان کی عمر ۷۰ سال کے قریب ہے۔ اب نظر تقریباً ختم ہو چکی ہے اور بہت کمزور ہیں۔ اس کے باوجود ان کا کوئی روزہ کوئی نماز اب تک قضا نہیں ہوئی۔ (فللہ الحمد)

الغرض بھائی صاحب صبح درس قرآن دیتے۔ دن کو اسکول میں پڑھاتے۔ اسکول کے بعد حضرت مولانا عبدالحق خان اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب (حال شاخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور) سے تحصیل علم میں مصروف رہتے اور رات کے وقت چھوٹی کتابوں والے طلباء کو اسباق پڑھاتے تھے۔ اس زمانہ میں بندہ خاکسار نے مولانا کے غیر معتقدین کے ساتھ مناظرے کیے اور انہیں کتابیں چھوڑ کر بھاگتے ہوئے تھے دیکھا۔ اوکاڑہ میں بریلوی حضرات نے جب ہمارے اکابر کے خلاف تقاریر شروع کیں تو میں نے وہ وقت بھی دیکھا جب بھائی صاحب کے ساتھ چند ایک نوجوان ہوتے اور آپ بریلیوں کے کذب و افتراء کا جواب ان کے گلوں اور ٹیوں میں تقریر

(۱) حضرت اقدس کی رحلت کے تین ماہ بعد ۸ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ کی والدہ ماجدہ جن قضا و قدر کے فیصلہ سے

(محمد ظفر نعیمی)

تحت وفات پائیں۔ ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ لاہور میں۔

کی صورت میں دیتے اور جہاں بریلیوں کے معتقدین کو بھائی صاحب کے ہاتھ پر تائب ہوتے دیکھا وہاں ان کی جانب سے بھائی صاحب اور ان کے ساتھیوں پر سنگ باری کے منظر کا بھی مشاہدہ کیا۔

الغرض مولانا محمد امین صمد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے کسی مدرسے میں نہیں پڑھا۔ میں ان کی غلط فہمی دور کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء سے درس انکشاف کی کتابیں سوچا سوچا پڑھی تھیں اور حدیث میں ان کے استاد حضرت مولانا عبدالحق صاحب شاگرد رشید مولانا انور شاہ کاشمیری (فاضل دیوبند اور فہمین بقی) ہیں۔

مولانا محمود تھے

یہ ایک عجیب بات کہ بڑے آدمیوں سے ہمیشہ ان کے معاصرین نے حسد کیا ہے اور جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے اس کے حاسدین اور ناقدرین بھی اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں امام افظم رحمۃ اللہ علیہ کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ ان کے حاسدین آج تک وجود ہیں۔ میرے بھائی کے حاسدین میں غیر قضاوی شامل ہیں اپنے بھی اس سلسلہ میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ (طالی اللہ المشنکی)

اس سلسلہ میں مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے اوکاڑہ کے ایک نوجوان عالم جن کے اوکاڑہ قدم جمائے میں میرے بھائی نے شب و روز صرف کر دیئے تھے! صورت دیگر وہ اوکاڑہ چھوڑ کر بھاگنے کو تیار تھے۔ وہ بھائی صاحب کے معتقدین سے کہا کرتے تھے امین کو کیا آتا ہے؟ اسے مرزائیت اور عیسائیت تو میں نے پڑھائی ہے۔ وہ کوئی عالم تمہوڑا ہے۔ تم خواہ خواہ اس کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔ حالانکہ مجھے اب تک یاد ہے کہ ان موصوف نے بھائی صاحب کے حاشیہ والی بائبل لے کر اپنی بائبل پر نشان لگائے تھے۔ جب بھائی صاحب کو ان باتوں کی خبر ہوئی اور کوئی ذکر کرتا کہ فلاں صاحب یوں کہتے ہیں تو آپ حسب عادت مسکرا کر خاموش ہو جاتے۔

ایک مرتبہ وہ نوجوان علماء جو کہ حضرت مولانا عبدالحمید صاحب کے شاگرد بھی تھے مولانا سے شکوہ کرنے لگے کہ حضرت ہم آپ کے شاگرد بھی ہیں اور ہم نے دورہ حدیث بھی فلاں مدرسہ سے کیا ہے اور امین نے کسی مدرسہ سے دورہ حدیث نہیں کیا، آپ اسے ہم پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس پر آپ کی شفقت ہمارے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ یہ باتیں سن کر مولانا خاموش رہے۔ جب انہوں نے پھر اپنی حق تلفی کا ذکر کیا اور اصرار کیا کہ آپ امین پر شفقت و محبت ضائع نہ کریں۔ اس کے مستحق تو ہم ہیں تو مولانا نے جواب دیا ٹھیک ہے کہ امین نے تمہاری طرح کسی بڑے مدرسہ سے دورہ حدیث نہیں کیا۔ لیکن اسے ”آب حیات“ (حضرت نانوتویؒ کی کتاب) آتی ہے۔ تم اس کا ایک صفحہ پڑھ کر مجھے سمجھا دو تو میں امین کو چھوڑ دوں گا۔ اس پر دونوں حضرات مہبوت ہو گئے اور مولانا سے ناراض ہو کر چلے گئے۔ یہ بندہ ناچیز آج اس بات کا برملا اعتراف کرتا ہے کہ ابتداء میں مجھے بھی مولانا مرحوم سے حسد ہو گیا تھا۔ لیکن میں اس کا برملا اظہار نہیں کرتا تھا۔ اس بات کو دل ہی میں رکھتا تھا اور مولانا کی مقبولیت عامہ کو بغیر حسد دیکھا کرتا تھا۔

میں نے دورہ حدیث ۱۹۶۳ء میں جامعہ خیر المدارس سے کیا تھا۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ حضرت مولانا علامہ محمد شریف کشمیری صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحبؒ مرحوم میرے دورہ حدیث کے اساتذہ میں شامل تھے۔ خاندانی ذہانت کا کچھ حصہ مجھے بھی ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ملا تھا۔ دورہ حدیث کے دوران بندہ ان طلباء میں شامل تھا جو عبارت پڑھا کرتے ہیں۔ حضرت علامہ کشمیری صاحبؒ مجھ پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اس وقت وفاق المدارس کی عمر صرف ایک سال تھی اور طلباء کے لئے وفاق کا امتحان دینا لازم نہ تھا۔ میں ان چند طلباء میں شامل تھا۔ جنہوں نے وفاق المدارس کا امتحان دیا تھا۔ یہ امتحان بندہ نے درجہ علیاء میں پاس کیا اور خیر المدارس کے ساتھیوں میں دوسرے نمبر پر رہا۔ ایک سال تک سید نیاز احمد شبید صاحبؒ کے مدرسہ جامعہ قادریہ تلمبہ میں بطور صدر الدہریین کام کیا اور حسامی تک کے اسباق پڑھائے۔ اس وقت حافظہ بھی خاصا قوی تھا۔ شیطان کے

برکادے میں آ کر میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنے لگا تھا۔ میں بعض اوقات سوچتا کہ لوگ خواہ مخواہ بھائی امین صاحب کو اٹھائے پھرتے ہیں۔ حالانکہ وہ باضابطہ عالم بھی نہیں ہیں۔ میں لوگوں کی عقل پر ماتم کرتا کہ انہیں کھرتے کھولنے اور اصلی اور نقلی عالم میں تمیز ہی نہیں۔ خواہ مخواہ بھائی صاحب کو آسمان پر چڑھایا ہوا ہے چار پانچ سال تک یہ کیفیت رہی۔ لیکن اسکے اظہار کی جرأت کبھی نہ ہوئی۔ اسکے بعد میں جب علمی زندگی چھوڑ کر اسکول و کالج کی ملازمت شروع کر دی اور دیکھا کہ میں تو بھائی صاحب کی طرح کا ہو ہی نہیں سکتا تو پھر اللہ تعالیٰ نے میرے دل سے جذبات حسد ختم کر کے وہاں جذبات رشک پیدا فرما دیئے۔ میں بارگاہ ایزدی میں دعا میں کرتا کہ خدایا مجھے بھی مولانا محمد امینؒ جیسا بنا دے اور مجھ سے بھی کچھ کام لے لے۔ لیکن اللہ کے پاس میری یہ دعا میں بھی مستجاب نہ ہوئی۔ پھر پورے جوانی میں جب میری عمر بیس سال تھی اور میں گورنمنٹ ڈگری کالج پورے والا میں بطور ٹیچر کام کر رہا تھا تو مجھے شوگر جیسی نامراد بیماری نے دیوبند لیا اور آہستہ آہستہ حافظہ اور یادداشت متاثر ہوئی رہی اور مولوی امینؒ جیسا بننے کی خواہش بھی ہم توڑ گئی اور بفضل خدا اپنی نالافتی کا احساس بھی ہو گیا۔ پھر میں اپنے بھائی پر فخر کرنے لگا کہ میں مولانا محمد امینؒ جیسے لیگانہ روزگار کا برادر عزیز ہوں۔ الغرض بھائی صاحب کے بارے میں مجھ پر تین دور گزرے ہیں۔ پہلا دور بھائی صاحب سے حسد کرنے کا تھا دوسرا دور بھائی صاحب پر رشک کرنے کا تھا اور تیسرا دور بھائی پر فخر کرنے کا تھا۔ اور اب بھائی صاحب پر فخر کرنا ہی سرمایہ حیات ہے اور انشاء اللہ اعزیز ذریعہ نجات بھی ہوگا۔

اصلاحی تعلق

جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ میرے بھائی کچھ دیر غیر مقلد رہے۔ غیر مقلدیت سے تائب ہونے کے بعد بھی پیری مریدی اور بیعت مرشد کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اگر کوئی بیعت ہونے کی ترغیب دیتا تو اس کا مذاق اڑاتے۔ ایک مرتبہ اپنی بیعت ہونے کا واقعہ خود سنایا۔ فرمایا کہ میں ان دنوں عید گاہ میں مولانا مفتی

عبدالحمید صاحب کے پاس استفادہ کے لئے جایا کرتا تھا۔ یہ ۱۹۵۶ء کی بات ہے۔ ایک دن ایک بزرگ حضرت مولانا بشیر احمد پسرورٹی وہاں تشریف لائے۔ سب طلباء ان سے مصافحہ کرنے کے لئے امد آئے۔ میں بھی مصافحہ کرنے والے طلباء میں شامل ہو گیا۔ تمام ساتھی مصافحہ کر کے واپس چلے گئے۔ جب میں نے حضرت سے مصافحہ کیا تو حضرت نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ فرما کر بائیں ہاتھ سے پکڑ کر مجھے اپنے پاس بٹھالیا۔ جب تمام طلباء مصافحہ سے فارغ ہو کر چلے گئے تو میری طرف متوجہ ہونے نام پوچھا اور فرمایا یہ (بھائی صاحب) شخص ایک بہت بڑے ملائے کو سنبھال سکتا ہے اور مجھے بار بار بیعت ہونے کی ترغیب دی۔ میں جواب میں کہتا کہ بیعت کوئی ضروری چیز ہے لیکن حضرت کا اصرار بڑھتا رہا کہ تم ضرور حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو جاؤ۔ مولانا کے شدید اصرار پر میں نے بیعت ہونے کا وعدہ تو کر لیا لیکن پھر اسے بھول گیا۔

ایک دن حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا رسالہ خدام الدین پڑھ رہا تھا۔ وہاں حضرت نے ادارہ میں ظاہری اور باطنی آنکھوں کا تذکرہ فرمایا تھا اور لکھا تھا کہ جب آدمی کی دل کی آنکھ کھل جاتی ہے تو وہ حلال و حرام میں تمیز کر سکتا ہے اور اگر کسی قبر کے پاس سے گزرے تو اس پر صاحب قبر کے احوال منکشف ہو جاتے ہیں۔ فرمایا میں ان دنوں کمیٹی کے اسکول واقع کمپنی باغ اوکاڑہ میں مدرس تھا۔ ابھی میں حضرت لاہوری کے مذکورہ بالا دعویٰ پر غور ہی کر رہا تھا کہ ایک استاد جن کا نام رشید صاحب تھا تشریف لائے۔ ان کے ہاتھ میں پانچ روپے کا نوٹ تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ یہ حرام کے پیسے ہیں۔ اگر کسی نے لینے ہیں تو لے لے۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ نوٹ مجھے دے دو اس نے کہا یہ تو حرام کا مال ہے۔ تم اسے کیا کر دو گے۔ میں نے بتایا کہ میں حضرت لاہوری کا امتحان لینا چاہتا ہوں کہ آیا وہ حرام و حلال میں تمیز کرتے ہیں یا صرف دعویٰ ہی فرماتے ہیں۔ اس سلسلہ میں تین چار استاد اور بھی میرے ساتھ شامل ہو گئے۔ ہم نے ایک ایک روپیہ اپنی جیب سے نکالا۔ کچھ پھل حلال کے پیسوں کے خریدے اور کچھ حرام کے پیسوں سے اور حلال و حرام والے لفافوں پر نظر رکھی اور

ساتھیوں کے ساتھ عازم لاہور ہو گیا۔ جب حضرت سے ملنے کی باری آئی تو ہم نے وہ پھلوں کے لفافے حضرت کے سامنے پیش کئے۔ حضرت نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا حضرت ہدیہ ہے اسے قبول فرمائیں۔ آپ نے ناراض ہو کر فرمایا ہدیہ ہے یا امتحان لینے آئے ہو؟ ان پھلوں میں سے حرام و حلال علیحدہ علیحدہ کر کے رکھ دیا۔ ہم سب ساتھی بہت حیران ہوئے اور حضرت لاہوری سے درخواست کی کہ ہمیں بیعت فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا تم امتحان لینے آئے تھے تو وہ ہو گیا۔ جب بیعت کی نیت سے آؤ گے تو بیعت کر لیں گے۔ ہم سب ساتھی انٹیشن پر پہنچے تاکہ بذریعہ ریل اوکاڑہ واپس جائیں۔ لیکن میرے دل میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔ باقی ساتھی تو چلے گئے لیکن میں نے نکت واپس کر دیا اور رات گزارنے کے لئے اپنے ہم زلف کے پاس شاہدہ چلا گیا۔ تمام رات بے چین رہا۔ علی الصبح اٹھا اور نماز فجر شیر انوالہ آ کر پڑھی۔ بعد از نماز حضرت لاہوری کا درس سنا۔ جب حضرت درس سے فارغ ہوئے تو ان سے بیعت کی درخواست کی تو مسکرائے اور فرمایا اب تم بیعت کی نیت سے آئے ہو۔ اس لئے بیعت کر لیتا ہوں۔ بیعت کے بعد حضرت نے کچھ اوراد بتائے اور میں واپس اوکاڑہ آ گیا۔

جب میری بیعت کی خبر حضرت مولانا بشیر احمد پسروری رحمۃ اللہ علیہ کو ملی تو بہت خوش ہوئے اور حضرت لاہوری سے میرا تعارف اس معنی میں کرایا کہ محمد امین عیسائیت اور قادیانیت پر بہت گہری نظر رکھتا ہے۔ حضرت لاہوری کو جب اس کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور انجیل برنباس پر مقدمہ لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ حضرت کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے پچاس صفحات پر مشتمل ایک مقدمہ لکھا۔ جس میں بائبل کے حوالہ جات سے ثابت کیا کہ انجیل برنباس اناجیل اربعہ سے زیادہ صحیح ہے اور برنباس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مخالف حواری تھا۔ اس انجیل میں اب تک حضور اکرم ﷺ کے ذاتی نام "احمد" اور "محمد" موجود ہیں۔ جب حضرت لاہوری نے یہ مقدمہ پڑھا تو بھائی صاحب کی قوت استدلال سے متاثر ہوئے اور بھائی صاحب پر شفقتوں اور نوازشوں کی بارش کر دی۔ بھائی صاحب پر حضرت لاہوری کی شفقت و محبت کے ایک

وہ واقعات نظر قارئین ہیں۔ جن سے اندازہ ہوگا کہ بھائی صاحب صرف خانہ پر ہی کرنے والے مرید نہیں تھے بلکہ حضرت لاہوریؒ کی محبت و شفقت اور توجہات خاصہ کے مہبط بھی رہے ہیں۔

☆ بھائی صاحب نے بتایا کہ میں ہر ماہ میں ایک مرتبہ حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں ضرور حاضری دیتا تھا اور حضرت کی محبت و شفقت سے بہرہ اندوز ہوتا تھا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں لاہور گیا تو سوچا کہ اپنے لئے فتح القدیر خرید کر آؤں۔ حضرت لاہوریؒ سے ملاقات ہوئی تو میں نے فتح القدیر خریدنے کا ذکر کیا تو حضرت نے فرمایا ابھی فتح القدیر نہ خریدو۔ اس کی بجائے احیاء العلوم خریدو۔ لیکن میرا دل فتح القدیر میں اٹکا ہوا تھا۔ میں نے حضرت لاہوریؒ سے کہا جیسا آپ کا حکم ہوگا وہی کروں گا لیکن دل میں سوچا کہ جاتا ہوا فتح القدیر ہی خریدوں گا۔ حضرت کو کونسا پتہ چلا گا؟ ابھی میں یہ بات بولی ہی رہا تھا کہ حضرت نے فرمایا ابھی جاؤ اور اردو بازار سے احیاء العلوم خرید کر لے آؤ میں نے پھر عرض کیا کہ حضرت واپس جانا ہوا خرید لوں گا۔ لیکن حضرت نے فرمایا نہیں۔ ابھی جاؤ اور کتاب خرید کر میرے پاس لاؤ۔ اتنے روپوں میں آئے گی اور تمہارے پاس اتنے روپے تو موجود ہی ہیں۔ ہاں اوکاڑہ کا کرایہ میں اپنے پاس سے تمہیں دیتا ہوں۔ اور زبردستی اوکاڑہ کا کرایہ جو غالباً دواڑھائی روپے کے قریب تھا میرے رومال میں باندھ دیا۔ اب مجھے مجبوراً اردو بازار جانا پڑا۔ حضرت نے احیاء العلوم کی جو قیمت بتائی اتنے میں بی مل گئی اور میں اس کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ کتاب حضرت نے اپنی گود میں رکھی اور مسائل والی جلدیں اٹھا کر ایک طرف رکھ دیں کہ ان کے پڑھنے کی تمہیں ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم حنفی ہیں اور مسائل میں ہمارا امام غزالیؒ سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ پھر تیسری چوتھی جلد اٹھائی جو فضائل پر مشتمل ہے۔ فرمایا ان جلدوں کو ضرور پڑھ لینا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ گھر آ کر میں نے حضرت کے حکم کے مطابق احیاء العلوم کا مطالعہ شروع کر دیا۔ جب بات مہلکات اور منجیات تک پہنچی تو میں انہیں پڑھ کر بہت متاثر ہوا۔ مہلکات کے باب میں مناظرہ کرنے کے نقصانات کا تذکرہ بھی تھا کہ اس سے بندہ میں تکبر و غرور

پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات صرف جیتنے کی غرض سے مناظر آدمی قرآن و سنت کے صحیح مطالب کی جان بوجہ کر غلط تاویلات کرتا ہے۔ اس سے سوائے ایمانی تباہی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ الغرض امام غزالیؒ نے مناظرے کے مفاسد اُمّ شرح کر دیئے تھے۔ فرمایا میں نے سمجھا کہ حضرت نے غالباً مجھے یہ کتاب اسی لئے پڑھنے کا حکم دیا تھا تاکہ میں مناظرے کرنا چھوڑ دوں۔ چنانچہ میں نے اس دن سے مناظرہ نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا، بلکہ فرق باطلہ سے مناظرہ کرنے کے لئے میں نے اپنے لئے جو نوٹس تیار کئے ہوئے تھے وہ بھی سب کے سب جلا دیئے۔ ان حالات میں ایک دن کشمیر بک ڈپو کے مالک عبد المجید بٹ صاحب تشریف لائے اور ایک قادیانی مربی سے مناظرہ کرنے کو کہا تو میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اب کبھی مناظرہ نہیں کروں گا۔ چونکہ عبد المجید صاحب قادیانی کو چیلنج دے کر آئے تھے کہ ٹھہر ہم تمہاری خبر لیتے ہیں۔ اب بھائی صاحب کے انکار پر ان کی حوصلہ شکنی ہوئی تو انہوں نے حضرت لاہوریؒ کو غصہ سے بھرپور ایک خط لکھا جس میں یہ تک لکھ دیا کہ اوکاڑہ میں محمد امین بنی ایک آدمی تھا جو مرزائیوں اور عیسائیوں کا منہ بند کر سکتا تھا۔ آپ نے اس کو مناظرہ سے منع کر کے ہمیں ذلیل و رسوا کر لیا ہے۔ آپ کا مرید بننے سے بہتر تھا کہ وہ بے مرشد ہی رہتا۔ آپ نے اسے بگاڑ دیا وغیرہ وغیرہ۔ بھائی صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے پرگرام کے مطابق حضرت لاہوریؒ کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوا تو دوران ملاقات حضرت لاہوریؒ نے عبد المجید بٹ صاحب کا خط میرے سامنے رکھ دیا۔ میں نے پڑھنے کے بعد عرض کی کہ حضرت میں تو یہ سمجھا تھا کہ آپ نے مجھے احیاء العلوم کا مطالعہ کرنے کی ترغیب اس لئے دی تھی تاکہ میں مناظرے بازی سے باز آ جاؤں۔ حضرت نے فرمایا اگر تمہیں مناظرہ سے منع کرنا ہوتا تو میں زبانی کہہ دیتا۔ میرے مشورہ کے بغیر ترک مناظرہ کا جو فیصلہ تم نے کیا ہے صحیح نہیں ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے بنایا ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تم سے کام لینا چاہتا ہے۔ میری دعائیں تیرے شامل حال ہیں۔ ان شاء اللہ مناظروں والی بیماریاں یعنی تکبر وغیرہ سے تم بچے رہو گے۔ پھر فرمایا بہت جلد باز ہو بغیر مشورہ کے اتنے بڑے

فیصلہ کر لیتے ہو۔ آئندہ محتاط رہا کرو۔ میں نے وعدہ کیا تو فرمایا اچھا منظرہ نہ کرنے والی بات تو ٹھیک ہو سکتی تھی۔ لیکن تم نے اتنے قیمتی نوٹس کیوں جلا دیئے۔ میں یہ بات سن کر حیران رہ گیا۔ کیونکہ میرے نوٹس جلائے کا علم صرف مجھے ہی تھا اور خط میں بھی اس قسم کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد مجھے منظرہ کرتے وقت کبھی بھی ہچکچاہٹ نہیں ہوتی تھی اور میں محسوس کرتا تھا کہ حضرت لاہوریؒ کی توجہ میری پشیمانی بان ہے۔

☆ ایک مرتبہ بھائی صاحب نے بتایا کہ حضرت لاہوریؒ سے جب ملے گئے آپ نے خوش ہو کر دس روپے کا نوٹ مجھے عطا کیا۔ جب میں نے لینے سے انکار کیا تو فرمایا کہ پیروں کو ہدیہ ملتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی مرشد کو بھی اتنے مرید کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہئے۔ یہ ہدیہ ہے۔ اس کو قبول کرلو۔ اور یہ بات اتنی جاہل سے کہی کہ مجھے قبول کرتے ہی بن پڑی۔

☆ بھائی صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ سب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت مجھے علیحدہ کمرے میں لے گئے اور قیمتی نسخے سے مجھے نوازیں کئے۔ کچھ باتیں ایسی کہیں کہ کئی مرتبہ مجھ پر رقت طاری ہوئی اور میں رونے لگا۔ حضرت پھر تسلی دیتے اور مزید نصیحتیں فرمانے لگتے۔ پھر فرمایا محمد امین! شاید اس کے بعد ملاقات نہ ہو اس لئے میری باتوں کو پہلے باندھ لو۔ میں رونے لگا تو حضرت نے فرمایا امین! شاید تم کو میرا جنازہ بھی نصیب نہ ہو اس لئے اس ملاقات کو آخری سمجھو۔ میں نے عرض کی حضرت انشاء اللہ پھر ملاقات ہوگی۔ آپ اتنے زیادہ بیمار تو نہیں ہیں کہ میں مایوس ہو جاؤں! اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور شفا دے گا۔ تم سے نوازیں گے۔ اس پر حضرت مسکرائے اور فرمایا فیصلے اللہ کے ہاں ہوتے ہیں۔ تم اور میں فیصلہ کرنے والے نہیں۔ بھائی صاحب نے فرمایا اس کے بعد میں حضرت سے اجازت لے کر بادل خواستہ اوکاڑہ آ گیا۔ اپنے پروگرام کے مطابق جس دن مجھے لاہور جانا تھا، محکمہ تعلیم واپس نے کہا کہ اس دن تک تمام اساتذہ اپنے میڈیکل فنلنس کے سرٹیفکیٹ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر منٹمری (ساہیوال) سے ہوا کر دفتر میں جمع کروائیں۔ چنانچہ ان حالات میں

لاہور کا پروردگار مایوسی کر کے میں چند رفقاء کار کے ساتھ عازم منٹمری ہو گیا۔ وہاں پر مختلف ٹیموں اور دفتری کاروائیوں میں کافی دیر ہو گئی جب سرٹیفکیٹس ہمیں ملے تو ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔ میں نے سوچا کہ ظہر کی نماز جامعہ رشیدیہ میں جا کر پڑھتے ہیں وہاں علماء کرام سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ فرمایا جب میں جامعہ رشیدیہ پہنچا تو مدرسہ خالی خالی اور دیریں نظر آیا۔ چند چھوٹے چھوٹے طلباء سے ملاقات ہوئی ان سے پوچھا کہ حضرات علماء کرام کہاں ہیں؟ تو انہوں نے بڑی حیرت سے مجھے دیکھا اور کہا آپ کو اتنا علم بھی نہیں کہ حضرت لاہوریؒ وصال فرما گئے ہیں۔ ظہر کے بعد ان کا جنازہ ہے۔ تمام حضرات علماء کرام اور بڑے طلباء ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے لاہور گئے ہوئے ہیں۔ فرمایا یہ باتیں سن کر مجھ پر سکت ہو گیا اور مجھے حضرت کی آخری ملاقات والی باتیں یاد آئیں اور میں رونے لگا۔ سو کچھ نہ کر سکا۔ اور اس بات پر یقین کامل ہو گیا کہ ”قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید“ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد امین صاحب کو یہ مقام و مرتبہ اگر ملا تو یہ ان کے اساتذہ کرام کی دعاؤں اور حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور دیگر بزرگان دین کی توجہات کا صدقہ تھا۔ بصورت دیگر اگر انہیں کامل اساتذہ اور بزرگان دین کی توجہ حاصل نہ ہوتی تو اتنا ذہین آدمی ہمارے لئے ایک مستقل فتنہ کا روپ دھار کر کم از کم پرویز اور مودودی جیسا ضرور بن جاتا۔ لیکن بزرگان دین کی توجہات کی وجہ سے تحقیقی ذہن رکھنے کے باوجود آپ نے کبھی اپنی تحقیق کی پیچ نہیں لگائی۔ علماء دیوبند کے مسلک کی وضاحت ہی فرمائی۔ اپنی تحقیق سے کوئی نئی بات پیدا کرنے کی کوشش نہ کی۔ علمائے کرام اور بزرگان دین کی دعاؤں اور توجہات خاصہ کے ایک دو واقعات عرض کرتا ہوں۔

(۱) آج سے تقریباً بیس بائیس سال پہلے کی بات ہے۔ میں ان دنوں گورنمنٹ کالج بورن والا میں پڑھاتا تھا۔ کالج سے واپس آیا اور نماز ظہر پڑھنے کے لئے مدرسہ عربیہ اسلامیہ گیا تو پتہ چلا کہ میرے استاذ محترم حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحبؒ رائے پوری شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ تشریف فرما ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ایک کمرے میں آرام کی غرض سے لیٹے ہوئے تھے۔

میں ان کی ٹائیس دبانے لگا۔ باتوں کا سلسلہ چل نکلا تو حضرت نے اچانک پوچھا آپ کے بھائی مولوی محمد امین صاحب کا کیا حال ہے؟ میں نے غرض کی حضرت آپ کی دعاؤں سے بخیریت ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہماری دلی دعا کہیں تو ہر وقت اسکے شامل حال ہیں۔ پھر فرمایا کہ ہم نے بھی ان غیر مقلدین سے بہت مناظرے کئے لیکن یہ مانتے نہیں تھے۔ اب تمہارے بھائی نے ان کو ماننے پر مجبور کر دیا ہے۔ مجھے حضرت کی یہ باتیں سن کر شرم سی آ رہی تھی کہ اتنا بڑا آدمی کس انداز میں اپنے سے چھوٹے کو برا بناتا رہا ہے۔ یہی ہمارے اکابر کی شان تھی۔

(۲) تقریباً بیس سال پہلے کا ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ بندہ ایک دن مدرسہ عربیہ اسلامیہ میں گیا تو پتہ چلا کہ مولانا عبدالجید صاحب شیخ الحدیث باب العلوم کبر و پکا تشریف فرما ہیں۔ میں دفتر میں ان سے ملنے کی غرض سے حاضر ہوا تو بڑی خندہ پیشانی سے ملے اور بھائی صاحب کا حال احوال پوچھنے لگے۔ پھر اچانک فرمانے لگے کہ تمہارے بھائی کو اللہ تعالیٰ نے اتنا پیغمہ دیا ہے کہ بعض اوقات ہم حیران رہ جاتے ہیں۔ مولانا نے فرمایا اس سال میں نے ماہ رمضان کراچی میں گزارا۔ مولانا محمد امین کراچی میں علماء و طلباء کو پڑھا رہے تھے۔ میں نے مولانا کے تمام اسباق بالاحتیاج سنے ہیں۔ اگر کسی دن کسی ناگزیر وجہ سے میں درس میں شامل نہ ہو سکتا تو میں اپنے کسی شاگرد سے کہہ دیتا کہ مولانا کا سبق نوٹ کر لے۔ واپس آ کر میں اس سبق کو پڑھ لیتا۔ انہی میں حضرت کی یہ باتیں سن کر کچھ خجالت سی محسوس کر رہا تھا کہ حضرت مولانا نے فرمایا ”افضل بھائی مجھے حدیث کی کتابیں پڑھاتے ہیں سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ بعض اوقات مولانا محمد امین کسی حدیث سے جو نکات و مسائل نکال کر پیش کرتے ہیں تو میں دنگ رہ جاتا ہوں کہ یہ بات ہماری سمجھ میں کیوں نہیں آتی۔ فرمایا مولانا کی بہت سے باتیں تو الہامی معلوم ہوتی ہیں۔“ الغرض مولانا محمد امین صغیر کو بے استاذ اور بے مرشد کہنے والوں کو جان لینا چاہئے کہ اپنے اساتذہ سے اور بزرگان دین سے جس طرح کا فیض انہوں نے حاصل کیا وہ ناقدین حضرات کے بس کی بات نہ تھی۔ انہیں بزرگوں کے ادب و احترام اور خدمت نے انہیں وہ بلند مقام

• طمانیہ جسکی طرف دیکھنے سے حاسدین کی ٹوپیاں گر جاتی تھیں۔
- ایں سعادت بزور بازو نیست
تاناہ بخشد خداے بخشندہ

حضرت لاہوری کے بعد

حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے وصال کے بعد بھائی صاحب کے قلق و اضطراب میں بہت اضافہ ہو گیا۔ تجدید بیعت کی خاطر اپنے مرشد زادے حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضر ہوئے۔ لیکن آپ احسن طریقہ سے دل دیتے اور فرماتے کہ حضرت آپ کا تعلق اباجان سے تھا۔ اسے قائم رکھیں۔ آپ کو تجدید بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ بھائی صاحب نے اپنا اصرار جاری رکھا تو ایک دن مولانا عبید اللہ انور نے فرمایا کہ اگر آپ نے ضرور بیعت ہی کرنی ہے تو میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والوں کی بیعت کر لیں کیونکہ ان کا مقام بہت بلند ہے۔ وہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے مجاز ہیں اور اباجان (حضرت لاہوری) کے بھی بڑے خانہء میں سے ہیں۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کے اس صاحب مشورہ پر آپ نے فوراً منل کیا اور چکوال جا کر حضرت قاضی صاحب کے ہاتھ پر تجدید بیعت کر لی۔ حضرت قاضی صاحب نے بھائی صاحب کی اصلاح باطنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور دونوں میں پیار و محبت اور الفت کے گہرے تعلقات قائم ہو گئے جو بھائی صاحب کی وفات تک قائم رہے۔ حضرت قاضی صاحب کے ہر حکم کو بجالانا آپ باعث سعادت سمجھتے تھے۔ سال میں ایک دو مرتبہ تبلیغی جلسوں اور تربیتی اجتماعات میں حضرت صاحب بھائی صاحب کو بالالتزام بلایا کرتے تھے۔

تعلیمی و تبلیغی خدمات

بھائی صاحب نے سٹیج کائن بانی اسکول سے بطور آن ٹرینڈ عربی ٹیچر اپنی

مازمت کا آغاز کیا تھا۔ آپ نے اوٹی کا کورس نہیں کیا تھا بلکہ جے۔ وی نیچر تھے۔ میونسپل کمپنی اڈکارڈ میں ایک جگہ خالی ہوئی تو آپ نے بطور جے وی نیچر وہاں اپنی خدمات پیش کر دیں اور کمپنی کے مازم ہو گئے۔ آپ اپنی اس مازمت کے دوران دینی تعلیمی خدمات سے کبھی غافل نہ ہوئے۔ گاؤں میں ہر روز صبح کے وقت درس قرآن دیتے۔ اسکول سے چھٹی کے بعد مختلف دینی مدارس میں جا کر وہاں طلباء کو فرق باطلہ کی تردید اور احقاق حق کی فریاد دیتے۔ وقتاً فوقتاً عوامی اجتماعات سے بھی خطاب فرماتے۔

بزرگوں کی دعاؤں اور شیوخ کی نظرِ کرم سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیتِ عامہ سے نوازا تھا۔ مشکل سے مشکل دینی مسائل آپ عوام کے ذہنوں میں جاگزیں کرنے کا ملکہ رکھتے تھے۔ جہاں علماء کے ساتھ علمی انداز اپناتے وہاں عوام کے ساتھ سادہ طرز گفتگو کا انداز اپناتے۔ آپ کی قبولیتِ عامہ کا خط دن بدن وسیع ہوتا گیا اور پنجاب کی سرحدوں سے نکل کر پورے پاکستان میں پھیل گیا۔ آپ کا رمضان المبارک اکثر کراچی اور سندھ کے دوسرے شہروں میں گزرنے لگا۔ آپ اگر دس دن ایک مدرسہ میں علماء اور مفتی طلباء کو مناظرہ پڑھاتے تو اگلے پندرہ دن کسی اور جگہ یہ علمی محفل جمتی۔ ایک وقت ایسا آیا کہ آپ نے دیگر فرق باطلہ کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کا تعاقب کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی کہ تمام فتنوں کی بنیاد عدم تقلید اور خود رائی ہے۔ اصل دین وہی دین ہے جو صحابہؓ کی وساطت سے نسلاً بعد نسل ہم تک پہنچا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ غیر مقلدیت ایک بہت بڑا فتنہ ہے۔ باقی تمام فتنے اسی سے نکلے ہیں۔ آدمی غیر مقلد ہونے کے بعد کسی وقت بھی مکر حدیث، قادیانی، چکراوٹی، بھائی اور رافضی ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں شب و روز محنت کی اور آج یہ بات دیوبندی کہلانے والے علماء و طلباء پر واضح ہو چکی ہے کہ مولانا محمد امین صندھ صحیح فرماتے تھے اور تمام فتن حاضرہ کی جڑ بزرگانِ دین اور سلف صالحین کو چھوڑ کر اپنی رائے پر اصرار کرنا ہی ہے۔ مولانا کے طرز استدلال اور قوتِ گرفت کے سامنے بڑے بڑے مخالفین نہیں ٹھہرتے تھے۔ آپ کی

ان خوبیوں کو دیکھ کر اکثر علماء فرماتے کہ امین بھائی اسکول چھوڑ کر کوئی مدرسہ قائم کر لو۔ کیوں اپنا وقت اسکول میں ضائع کرتے ہو۔ آپ جواب میں فرماتے کہ بھائی مدرسہ تو میں بنالوں گا لیکن چند و کون مانتے گا۔ چند مانگتا میرے بس کا روگ نہیں۔ ایک مرتبہ جامعہ بنوری ناؤن کے مہتمم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب نے باصرار مطالبہ کیا کہ اب آپ اسکول کی نوکری چھوڑ کر میرے مدرسہ میں آ جائیں۔ اب میں آپ کا کوئی عذر نہیں سنوں گا۔ مولانا کی آد میں ایسا اثر تھا کہ بھائی صاحب نے نوکری چھوڑ دی اور عازم کراچی ہو گئے۔

وہاں پر بھائی صاحب کو شعبہ تخصص فی الدعوة والاشراف کا مدیر اعلیٰ بنا دیا گیا۔ وہاں آپ نے طلباء علماء اور عوام میں بہت کام کیا اور نئے نئے فتنوں کا خوب مقابلہ کیا۔ دارالعلوم بنوری ناؤن کی لائبریری سے آپ کو عشق تھا۔ کراچی کی آب و ہوا مزاج کے مطابق نہیں تھی۔ اکثر بیشتر بیمار رہنے لگے۔ ایک مرتبہ جنوبی افریقہ کے دورہ پر گئے۔ واپسی پر عمرہ بھی کیا۔ جنوبی افریقہ کے علماء نے آپ سے درخواست کی کہ ہمارے پاس آ جاؤ چھ ماہ یہاں رہنا چھ ماہ پاکستان۔ تنخواہ سال کی ملے گی۔ دیگر مراعات بھی دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک بنوری ناؤن کراچی کے مدرسہ کا کتب خانہ کھنگال نہ لوں گا کہیں اور نہیں جاؤں گا۔ اور اس قسم کی تمام پیشکشوں کو مسترد کر دیا۔ اور بیماری کے باوجود دارالعلوم بنوری ناؤن کو نہ چھوڑا۔ جب حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب کا وصال ہو گیا تو آپ کا دل ٹوٹ گیا اور اپنی بیماری کا غدر پیش کر کے وہاں کام کرنے سے معذرت کر لی۔ گھر واپس آئے تو بہت سے مدارس کی جانب سے آپ کو پیشکشیں ہوئیں۔ لیکن آپ نے حضرت محمد مولانا خیر محمد صاحب جالندھری مرحوم کے نبیرہ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری کی دعوت قبول کر کے مدرسہ خیر المدارس ملتان میں شعبہ الدعوة والاشراف کی صدر نشینی قبول فرمائی۔ ماہنامہ "الخیر" ہر شمارہ میں بھائی صاحب کا کوئی نہ کوئی مضمون ضرور شائع ہوتا جس سے علماء کے ساتھ عوام کو بہت فائدہ پہنچا اور "الخیر" کی اشاعت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ آپ اپنے وصال تک خیر المدارس میں ہی دینی خدمات سرانجام دیتے رہے۔

وفات

علمائے حرمین شریفین کے اصرار پر اس سال رمضان المبارک میں عمرہ پر جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ پاسپورٹ بن گیا اور غالباً ویزہ بھی لگ گیا تھا۔ وفات سے ایک ماہ قبل ہلکے ہلکے بخار میں مبتلا تھے۔ لیکن آپ اس قسم کی بیماریوں کو درخور اعتناء نہ سمجھتے تھے اور اپنے تعلیمی و تبلیغی اسفار کو ترک نہ فرماتے تھے۔ ۲۳ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو مدرسہ عزیز فضلیہ چک 181/9/L ضلع ساہیوال میں حضرت مولانا سید انور حسین نفیس شاہ صاحب لاہور والے تشریف لارہے تھے۔ مجھے بھی وہاں پہنچنے کی دعوت تھی۔ بندہ بھی حضرت شاہ صاحب کی زیارت کے لئے وہاں حاضر ہوا۔ وہاں پر برادر عزیز مولانا محمد انور صاحب اوکاڑوی جو کہ آج کل دارالعلوم کبیروالہ میں استاذ حدیث ہیں سے ملاقات ہوئی۔ ان سے بھائی صاحب کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ ہاں ہاں بخار رہتا ہے۔ لیکن آرام نہیں کرتے۔ جامعہ خیر المدارس میں تعطیلات کے بعد گھر آئے تو طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ سرگودھا میں دس دن پڑھانے کا پروگرام تھا۔ وہاں تشریف لے گئے۔ اور بیماری کی حالت میں بھی آٹھ آٹھ گھنٹے پڑھاتے رہے۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو مدرسہ والوں سے کہنے لگے کہ مجھے بس پر بٹھا دیں تاکہ میں گھر پہنچ جاؤں۔ انہوں نے دو ساتھی ساتھ بھیجے وہ آپ کو تیس اکتوبر ۲۰۰۰ء کی رات کے وقت گھر پہنچا گئے۔ اکتیس اکتوبر کا دن آپ نے گھر میں گزارا۔ دراصل آپ کو دل کی تکلیف ہوگئی تھی۔ لیکن آپ کا خیال تھا کہ مجھے سردی لگ گئی ہے۔ گھر والوں نے اسپتال لے جانے کو کہا تو نہ مانے اور فرمایا کہ مجھے بھائی حکیم محمد سلیم صاحب سے دوا لادیں میں وہ کھا لوں گا۔ چنانچہ بھائی محمد سلیم صاحب کی دوا سے کچھ افاقہ ہوا۔ عشاء کی نماز گھر پر پڑھی اور نو بجے کے قریب پھر دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ آپ اکتیس اکتوبر بروز منگل مطابق چار شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ کی رات بوقت نو بجے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بروز بدھ یکم نومبر ۲۰۰۰ء مطابق چار شعبان المعظم بوقت پونے چار بجے قبل العصر آپ کی نماز جنازہ

چک نمبر L-55/2 کے اسکول کے گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ ان کے مرشد قاضی مظہر حسین صاحب چکوال والوں کے صاحبزادہ مولانا قاضی فہرور الحسن صاحب نے پڑھائی۔ تمام پاکستان سے علماء اور طلباء جنازے میں شریک ہوئے۔ شرکائے جنازہ کی تعداد محتاط اندازے کے مطابق پچھ ہزار سے زائد افراد پر مشتمل تھی۔ کراچی سے شیخ الحدیث مولانا زرولی صاحب ساتھیوں کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ سپاہ صحابہ پاکستان کے عظیم رہنما جناب علی شیر حیدری مع احباب تشریف فرما تھے۔ مجاہدین کی کثیر تعداد بھی آپ کے جنازہ میں شریک ہوئی۔ شرکاء کی آنکھیں مولانا کی وفات پر پرہم اور اشک باری تھیں۔ اس دن لوگوں کو اندازہ ہوا اصل رشتہ دین کا رشتہ ہے۔

نماز جنازہ کے بعد چند ایک حضرات نے مختصراً تعزیت فرمائی۔ شیخ الحدیث مولانا زرولی صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج انور شاہ کشمیری دوبارہ وفات پا گئے ہیں۔ مولانا علی شیر حیدری نے فرمایا کہ میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر مجھے کوئی مسئلہ نہ آئے گا تو پاکستان میں میرے استاذ مولانا کے بعد کون سی ہستی ایسی ہے جو مجھے وہ مسئلہ بتائے گی اور سمجھائے گی۔ اس کے بعد حضرت مولانا کو قبل از مغرب گاؤں کے قبرستان میں والد ماجد میاں ولی محمد کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اخلاق و عادات

میرے برادر بزرگ حضرت مولانا محمد امین صفدر کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ جو بات کہتے تھے اس پر عمل پیرا بھی ہوتے تھے۔ جب ہمارے والد محترم کا وصال ہوا تو ان کی تدفین کے بعد ہم بھائیوں کے درمیان یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ کل لوگ جب افسوس کیلئے آئیں گے تو کیا ہم اس وقت دعا کیلئے ہاتھ اٹھائیں یا نہ اٹھائیں۔ مولانا اس وقت موجود نہیں تھے۔ ہم نے ان کی عدم موجودگی میں فیصلہ کیا کہ اگر کوئی دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے گا تو ہم بھی اٹھالیں گے۔ اگر نہ اٹھائے گا تو ہم بھی نہیں اٹھائیں گے۔ تھوڑی دیر بعد بھائی صاحب تشریف لائے تو ہم نے اپنے فیصلہ سے انہیں آگاہ

کیا تو فرمایا تمہارا فیصلہ غلط ہے۔ ہمارے گاؤں میں قادیانی بھی رہتے ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ یہاں دیوبندی بریلوی اختلاف پیدا کیا جائے۔ لیکن ہم نے انہیں اس بات کا کبھی موقع نہیں دیا۔ ہم ہمیشہ اپنے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہے۔ گاؤں میں جب کوئی مرگ ہو جاتی تو ہم ان کے اعزہ سے صرف اظہار افسوس کرتے تھے۔ فاتحہ کیلئے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ آج اگر ہم نے کمزوری کا اظہار کیا تو قادیانی لوگوں کو اکساتیں گے کہ دیکھ لیا تم نے جب تمہارے مریض مرتے تھے تو دعا نہیں کرتے تھے۔ آج ان کا اپنا باپ مر گیا تو دعا شروع کر دی ہے لہذا اپنے مسلک پر قائم رہو۔ اگر کوئی ہاتھ اٹھائے تو اسے بھی پیار سے مسئلہ سمجھا دو کہ بھائی آپ نے ہم سے اظہار افسوس کر کے ہمارا حق ادا کر دیا ہے۔ میت کا حق اسکی قبر پر جا کر یا اپنے گھر میں رہ کر تلاوت کلام پاک سے ادا کرو۔ دونوں چیزوں کو غلط مانتا نہ کرو۔ چنانچہ بھائی صاحب کی استقامت کی وجہ سے ہم سب بھائی صراط مستقیم کی طرف لوٹ آئے اور موت کی تمام رسومات سے بچ گئے۔

بھائی صاحب کے مزاج میں سادگی تھی۔ ریا کاری، مکاری اور شوبازی سے کوسوں دور رہتے تھے۔ کھانے پینے پہننے اور رہنے سہنے جیسے تمام معاملات میں تکلف کو پسند نہ کرتے تھے۔ ظاہری کربفر کے قطعاً قائل نہیں تھے۔ جو مل گیا کھالیا، جو مل گیا پہن لیا۔ ان تمام معاملات میں حتی المقدور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے تھے۔ ہمارے بھائی انتہائی نرم دل تھے۔ مصیبت زدہ لوگوں کی نغمساری ان کا شیوہ تھا۔ ہمارے والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ نے بڑے ہونے کے ناطے تمام بھائیوں اور بھتیجیوں سے حسن سلوک کا معاملہ فرمایا ہر کسی کے دکھ درد میں شرکت کرتے اور ان کی مشکلات کو دور کرنے کی حتی الوسع کوشش کرتے۔

بھلا اللہ میرے بھائی حب جاہ اور حب مال جیسی بیماریوں سے بچے ہوئے تھے۔ یہ ایسی مہلک بیماریاں ہیں جو آدمی کے ایمان کا ستیاناس کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اگر کوئی حسد کا مارا ہوا آدمی ان کے خلاف کوئی سازش کرتا اور آپ کو اس کا علم ہو جاتا تو آپ اس شخص سے کبھی جواب طلب نہ کرتے۔ بلکہ بڑی سے بڑی بات کو

نہیں کرنا دیتے تھے۔ آپ جب اسکول کی نوکری ترک کر کے بخوری ٹاؤن کراچی تشریف لے گئے تو مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب نے آپ کا بہت اکرام کیا اور پانے اساتذہ کے برابر آپ کی تحفہ مقرر کر دی۔ اس سے کچھ اساتذہ کو تکلیف پہنچی اور انہوں نے بنگالی طلباء کو اپنا آلہ کار بنایا اور ان کے ذہن میں یہ بات بٹھادی کہ مولوی محمد امین کوئی بانسابط عالم نہیں ہیں محض ایک اسکول ٹیچر ہیں اور انہیں معقولات سے کوئی مس نہیں ہے۔ نیز صرف و نحو بھی انہیں نہیں آتی۔ اس سب کے باوجود بہتم صاحب نے ان کی تحفہ ہمارے برابر مقرر کر دی ہے۔ وہ طلباء مفتی احمد الرحمن صاحب کے پاس گئے اور اس ناانسانی کا ذکر کیا اور کہا کہ مولوی امین صاحب کو تو کچھ نہیں آتا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس پر مفتی صاحب نے ان طلباء سے کہا کہ بھائی آپ خود جا کر مولانا محمد امین صاحب سے مل کر اپنے شبہات دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور معلوم کریں کہ آپ کے اعتراضات بجا ہیں یا بے جا۔ چنانچہ وہ طلباء بھائی صاحب کے پاس آئے اور اپنے اشکالات پیش کئے۔ آپ نے ان کے جواب بڑے دلنشین انداز میں دیئے۔ اب وہ طلباء مولانا کے پاس آتے اور مختلف علوم کے بارے میں اپنے سوالات پیش کرتے۔ شانی جواب پاکر اطمینان کی نعمت حاصل کرتے۔ چند دن بعد مفتی صاحب نے ان طلباء کو بلایا اور پوچھا کہ بھائی آپ نے مولانا محمد امین صاحب کے سامنے اپنے اشکالات وغیرہ پیش کئے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان سے بہت سے سوالات کئے اور شانی جوابات پائے۔ ہمارے جس استاذ نے ہمیں ان سے بدگمان کرنے کی کوشش کی تھی ہم نے وہ سالوں میں ان سے اتنا علم حاصل نہیں کیا جتنا مولانا محمد امین صاحب سے چند دنوں میں حاصل کر لیا ہے۔ یہ واقعہ بعد میں مفتی صاحب نے بھائی صاحب کے گوش گزار کیا تو بھائی صاحب صرف مسکرا کر رہ گئے اور اس پر کسی قسم کا تبصرہ نہ کیا۔

الغرض بھائی صاحب رواداری، وضع النظری، چشم پوشی اور درگزر کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اور مخالفین کے الزامات و اتہامات پر صرف مسکرا دیتے تھے۔ آپ کے اس رویہ کی وجہ سے مخالفین اکثر اوقات شرمندگی اور خجالت میں مبتلا ہو کر ایسی

ترکات سے باز آ جاتے۔ آپ چھپنے کی بجائے چھپنے کو ترجیح دیتے تھے۔ ابتدا میں جب آپ نے مختلف رسائل فرق باطلہ کے رد میں تحریر کئے تو بعض علمائے کرام نے ان کو اس شرط پر شائع کیا کہ کتاب پر ان کا نام بطور مصنف لکھا جائے۔ آپ نے اس شرط کو قبول کر لیا اور وہ رسائل کسی دوسرے کے نام سے شائع ہو گئے۔ ہمیں (مولانا کے بھائیوں کو) اس بات سے خاصہ دکھ پہنچا اور مولانا سے عرض کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اپنے رسائل اپنے نام سے چھپو! تو آپ نے جواب میں مسکرا کر فرمایا کہ میرا مقصد یہ ہے کہ یہ رسائل عوام تک پہنچیں اور لوگ ان سے فائدہ اٹھائیں، نام خواہ کسی کا ہو یہ مقصد پورا ہو رہا ہے۔ ہمیں تو کام سے غرض ہے نام سے کوئی غرض نہیں ہے۔

آپ مختلف مناظر کا جواب بھی ہمیشہ مسکرا کر دیا کرتے تھے۔ چہرے پر غصہ اور ناگہاری نے آثار بہت کم نمودار ہوتے تھے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی مشکلات و مصائب کے باوجود مسکرا کر اور مستلزا کر گزار دی۔ جن حسرات نے جنازہ کے وقت مولانا کا چہرہ دیکھا ہے وہ ان بات کے شاہد عدل ہیں کہ آپ مرنے کے بعد بھی ایسے ہی مسکرا رہے تھے جیسے زندگی میں مسکرایا کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ نیند میں مسکرا رہے ہیں اور تھوڑی دیر بعد اٹھ کر تقریر شروع کر دیں گے۔

خاموش ہو گیا ہے چمن بولتا ہوا

کے مصداق اب ہم ان کی آواز کو قیامت تک ترسیں گے۔ آخر میں تمام قارئین سے گزارش ہے کہ میرے بھائی میرے رہبر کو اپنی دعاؤں اور تلاوتوں میں شریک رہیں۔ تاکہ ان کی قبر وسیع کشادہ اور بخند ہو اور ذات باری تعالیٰ ان کے ساتھ رحمت کا حاملہ فرمائیں۔ اے ہمارے پیارے بھائی! تیری وفات پر ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ ہمارے والد صاحب دوبارہ وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خطاؤں سے درگزر فرمائے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں کشادہ جگہ دے۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی جمہانی کرے

تصنیفات

میرے بھائی کی تصنیفات چھوٹے چھوٹے رسائل اور مضامین کی شکل میں بے شمار ہیں جنہیں اب ان کے شاگردوں نے ”مجموعہ رسائل“ (چار جلد) اور ”تجلیات صفحہ“ (چار جلد) کی صورت میں اکٹھا کر دیا ہے۔ بقیہ جلدیں زیر ترتیب ہیں۔

پس ماندگان

حضرت مولانا نے اپنے پیچھے ایک بیوہ (ہماری بھابی) جو انتہائی سلیقہ شعار سکھڑ اور نیک خاتون ہیں کو سوگوار چھوڑا ہے۔ ہماری ان بھابیہ صاحبہ نے گھر کے تمام معاملات سنبھالے ہوئے تھے اور گھر کو احسن طریقے سے چلاتی تھیں۔ ان کے حسن انتظام کی وجہ سے بھائی صاحب کو گھریلو کاموں میں الجھنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ اور تمام خاندانی معاملات ہماری بھابیہ ہی سرانجام دیتی تھیں۔ اس وجہ سے بھائی صاحب کی ان تمام دینی خدمات میں بھابیہ صاحبہ کا برابر کا حصہ تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ بھائی صاحب کے پانچ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں صاحب اولاد ہیں۔ چار بیٹے اور دو بیٹیاں غیر شادی شدہ ہیں۔ دعا ہے کہ ذات باری تعالیٰ مولانا کے بچوں کا حامی و ناصر ہو اور تمام مشکلات میں ان کی مدد فرمائے اور انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ مولانا کے بیٹوں کے نام محمد صدیق، محمد عمر، محمد عثمان، محمد علی اور محمد معاویہ ہیں۔ تین صاحبزادے حافظ قرآن ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ مولانا کی کوششوں کے باوجود کوئی بیٹا تا حال عالم نہیں بن سکا۔

مولانا مرحوم نے اپنے پیچھے پانچ بھائیوں کو سوگوار چھوڑا۔ حکیم محمد سلیم صاحب اوکاڑہ، پروفیسر میاں محمد افضل ساہیوال، قاری محمد اشرف فاروقی صاحب لیہ، محمد اکرم ارشد صاحب کراچی، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی (سابق) دارالعلوم کبیروالہ (حال ریمس شعبہ تخصص فی الدعوة والا ارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان..... ناقل)۔ اس کے علاوہ مولانا نے بڑی تعداد میں نواسے نواسیاں

بہت ہی عجیبیاں ایک عدد پوتا اور مسلک دیوبند کے لاکھوں علماء، طلباء اور عوام کو اپنی جدائی اور فراق کے غم میں مبتلا کر دیا۔ جس کا اجر خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔

(انگلینڈ: مانتا۔ الخیر، ملتان)

(نمبر ۲۰۰۰: جنوری ۱۹۷۰ء)

عظمت توحید و رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

يسبح له ما فى السموت وما فى الارض الملك
القدوس العزيز الحكيم. هو الذى بعث فى الاميين
رسولا منهم بنلوا عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب
والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين. وآخرين
منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم ذلك فضل الله
يسوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم.
صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبي
الكريم ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين
والحمد لله رب العالمين رب اشرح لى صدرى ويسر لى
امرى واحلل عقدة من لسانى يفقهوا قولى رب زدنى
علما و ارزقنى فهما. سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا
انك انت العليم الحكيم. اللهم صلى على سيدنا و
مولانا محمدا وعلى آل سيدنا
و مولانا محمد و بارك وسلم وصل عليه.

تمہید

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہلسنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی کیونکہ مسلمان کہلانے والوں میں نجات پانے والی جماعت کا نام ”اہل سنت والجماعت“ ہے اور اہل سنت والجماعت میں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد بننے کی توفیق عطا فرمائی اس لئے ہم اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت ”حنفی“ کہتے ہیں۔

سورۃ جمعہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بڑی عام فہم ترتیب رکھی ہے جیسا سورۃ حشر میں صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہے۔

حضرت باقرؑ اور تقلید صدیق اکبرؑ

سیدنا امام باقر علیہ الرحمۃ ایک دن بیٹھے تھے عراق کے چند ساتھی آئے انہوں نے ایک مسئلہ پوچھا کہ حضرت اگر تلوار پر سونے کا پانی پھیر لیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ تاکہ خواہصورت لگے، تلوار پر سونے کا نکل ہو جائے پانی پھیر دیا جائے۔ فرمایا جائز ہے پوچھا کہ حضرت اس کے جائز ہونے کی دلیل کیا ہے۔ فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر سونے کا پانی پھیرا تھا اور صدیق اکبرؑ کا یہ فعل ہمارے لئے دلیل ہے۔ اب وہ شیخہ تھے انہوں نے جب صدیقؑ کا نام سنا ان کے تن بدن کو آگ لگ گئی کہنے لگے حضرت آپ ان کو صدیقؑ کہتے ہیں؟..... صدیقؑ کہتے ہیں؟ امام صاحبؑ نے فرمایا وہ صدیقؑ ہیں..... صدیقؑ ہیں..... صدیقؑ ہیں..... جو ان کو صدیقؑ نہیں مانتا وہ دنیا میں بھی جھوٹا ہے اور آخرت میں بھی جھوٹا ہے (۱)۔

(۱)..... کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ شیعوں کی مشہور و معروف کتاب ہے: عن عروۃ بن عبد اللہ قال سالت ابا جعفر محمد ابن علی علیہ السلام عن حلیۃ السیوف فقال لا بأس بہ وقد حلی ابوبکر الصديق رضى الله عنه سبعہ قلت فتنزل الصديق قال لو ثبت وثبه واستقبل القبلة قال نعم الصديق نعم الصديق نعم الصديق فمن لم یقل له الصديق فلا صدق الله له فولا فی الدنيا والآخرة.

مدح مہاجرینؓ و انصارؓ و اہل سنت

اس کے بعد حضرت امام باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن پاک مہکویا اٹھائیسواں پارہ سورۃ حشر کھولی اس میں پہلے مہاجرینؓ کا ذکر ہے لیسفہ سراء المہاجرین سے آیت شروع ہوتی ہے۔ اور یہ ساری آیت پڑھ کر مہاجرینؓ کا ذکر آپ نے سنایا اور ان سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی مہاجرینؓ میں شامل ہے ان (حاضرین) میں؟ جو اللہ کے دین کے لئے اللہ کے نبیؐ کے ساتھ گھر بھی چھوڑ کر آگئے اپنی ساری جائیداد اور مال بھی چھوڑ کر آگئے کیا تم میں کوئی مہاجر ہے؟ کہا جی نہیں پھر آپ نے انصارؓ والی آیت پڑھی جنہوں نے ان مہاجرینؓ کو جو گھر چھوڑ کر آگئے تھے رشتہ داریاں چھوڑ کر آگئے تھے آتے ہی گھر سے گھر مانگ کر دیا مال سے مال مانگ کر دیا اور ان کو اس طرح سنبھالا کہ آج تک ان کا نام انصارؓ ہے کہ انہوں نے اللہ کے نبیؐ اور نبیؐ کے ساتھی مہاجرینؓ کی مدد کی تھی۔ اور پھر پوچھا کہ کیا تم ان مدد کرنے والے انصارؓ میں شامل ہو؟ کہنے لگے نہیں۔ فرمایا دیکھو نجات پانے والی تین ہی جماعتیں قرآن نے ذکر کی ہیں۔

مہاجرینؓ: جنہوں نے اللہ کے دین کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا۔
انصارؓ: جنہوں نے ان کی پوری پوری مدد کی دین میں۔

اہلسنت والجماعت: اور تیسرے وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ان کے لئے دعائیں مانگتے ہیں کہ ”اے اللہ ان کے بارے میں ہمارے دل میں میل نہ آئے نہ مہاجرینؓ کے بارے میں نہ انصارؓ کے بارے میں“ تو امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تم نے اقرار کیا کہ تم مہاجرینؓ میں سے نہیں ہو تم نے یہ بھی اقرار کیا کہ تم انصارؓ میں سے نہیں اور اب میں کہتا ہوں کہ تم اس تیسری جماعت میں سے بھی نہیں ہو جو نجات پانے والی ہے اور اسی جماعت کو اہل سنت والجماعت کہا جاتا ہے۔ جن کا دل صحابہؓ کے میل سے پاک ہے بلکہ صحابہؓ کی محبت سے منور ہے۔ اس کی اگلی آیت میں مرتبین کا ذکر ہے تو امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب پتا چلا

کہ جب تم ان جماعتوں میں سے کسی میں بھی نہیں ہو نہ مہاجرین میں نہ انصار میں نہ ان کے لئے دعائیں کرنے والوں میں تو تم یقیناً چوتھی منافقوں کی جماعت میں شامل ہو۔

ذکر توحید

اسی طرح سورۃ جمعہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے عجیب ترتیب رکھی سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کا ذکر فرمایا:

يَسْبَحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (البقرہ: ۱)

یہ ہماری انسانوں کی فطرت ہے کہ کوئی عجیب چیز نظر آئے نا عجیب بات تو زبان سے فوراً ”سبحان اللہ“ نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”اے انسان صرف تو ہی میری قدرتوں پر حیران نہیں عرش سے فرش تک جتنی مخلوقات ہیں وہ ساری میری قدرتوں کو دیکھ کر ”سبحان اللہ“ ہی پڑھ رہی ہیں:

يَسْبَحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (البقرہ: ۱)

ترجمہ: ”سب چیزیں جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں (قالا یا حانا) اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں۔“

اور فرمایا آسمان و زمین کی ساری مخلوق سبحان اللہ پڑھ رہی ہے، الملک اللہ تعالیٰ بادشاہ ہیں، لیکن آگے فرمایا وہ قدوس بھی ہے کیونکہ جس کو تھوڑی سی قوت بھی مل جائے نا وہ پھر بعض اوقات ظلم پر اتر آتا ہے اللہ تعالیٰ کی حکومت اتنی زبردست ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکومت ظلم سے پاک ہے وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

حکومت کی مثال

اسی لئے علماء کرام نے حکومت کی مثال ”لاٹھی“ سے دی ہے اگر یہ لاٹھی عقلمند کے ہاتھ میں ہوگی تو وہ اس لاٹھی سے گھر کی حفاظت کرے گا، چوروں کو مارے گا، ڈاکوؤں کو مارے گا، کتوں کو مارے گا، جو گھر میں نقصان کرنے والے ہیں ان کو

مارے گا۔ اور یہی لاٹھی بچے کے ہاتھ میں آجائے تو گھر کے برتن توڑتا پھرے گا، کبھی وہ برتن توڑ دیا لاٹھی مار کر، کبھی وہ برتن توڑ دیا۔ اسی طرح جب حکومت کی لاٹھی عقلمندوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے تو وہ ملک کی حفاظت کرتے ہیں اور ملک کے دشمنوں پر لاٹھی چلاتے ہیں اور جب بے عقلاؤں کے ہاتھ میں آجائے تو وہ اپنے ہی ملک میں لاٹھی چلائی شروع کر دیتے ہیں۔

حقیقی بادشاہت اللہ کی ہے

فرمایا الملک اللہ تعالیٰ حقیقی بادشاہ ہے اور بادشاہی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے یاد رکھیں یہ ہماری بادشاہیاں کیا ہیں؟ ایک آدمی بادشاہ بن جاتا ہے فرض کرو سکندر کی طرح، بخت نصر کی طرح ساری دنیا کا بادشاہ بن جائے، اگرچہ اس کے دماغ میں ہوا بھر جائے گی کہ میں بہت بڑا بادشاہ ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے جسم کا بادشاہ بھی نہیں وہ اپنا پورا جسم تو کجا جسم کے ایک بال پر بھی اس کی حکومت نہیں علماء لکھتے ہیں کہ:

یہ جوانی کا سیاہ بال سفید ہونے لگ گیا ہے وہ اپنی پوری حکومت کی طاقت کو لگا کر جاتی ہوئی جوانی کو روک نہیں سکتا اور آتے ہوئے بڑھاپے کو روک نہیں سکتا، تو اس کی کیا حکومت ہے؟ ایک غرور ہے، تکبر ہے اس میں وہ تو اپنے ایک دانت کا بھی مالک نہیں، دانت ہے اس کے منہ میں اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں۔ ذرا اس کو یاد کرادئے درہ شروع ہو جاتا ہے، چننا ہے چلاتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہیں اس کے دانت کو شفا نہیں ہوتی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ

واقعہ یاد آیا حضرت سلیمان علیہ السلام ان کا تخت ہوا اڑا کر لئے پھرتی تھی ایک جگہ دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی بڑی محنت سے اپنی زمین میں کام کر رہا ہے، ہوا کو حکم دیا کہ ذرا تخت نیچے اتارو یہاں تخت نیچے اتارا، اب وہ بڑے میاں جو تھے وہ تو

بجھتے ہی جا رہے ہیں اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ یا اللہ میں کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں کہ اللہ کا متمن میری زمین پر اترتا ہے۔ بڑا شکر یہ ادا کر رہا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا اور اللہ کے نبی کا بھی شکر یہ ادا کر رہا ہے سلیمان علیہ السلام نے پوچھا بڑے میاں کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا نام سلیمان ہے اس کا نام بھی سلیمان تھا۔ کہنے لگے یا اللہ عجیب بات ہے مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ تو بھی سلیمان میں بھی سلیمان مجھے تو خدا نے اتنا دیا انسانوں پر بھی حکومت ہے جنوں پر بھی حکومت ہے پرندوں پر بھی بادشاہی ہے اور تو بھی سلیمان ہے اور یہ دو کنال زمین میں سرمر کر کام کر رہا ہے۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا اچھا مانگا جو مانگتا ہے۔ بابا میاں سلیمان کہنے لگے حضرت آپ نے مانگنے کے لئے ایک حق دروازہ دکھایا ہے کہ وہاں سے مانگا کرو اس لئے میں تو وہیں سے مانگتا ہوں (سلیمان علیہ السلام فرماتے لگے کہ) آج مجھ سے بھی کچھ مانگو بڑے میاں توحید میں پلے تھے کہا اچھا آپ سے بھی مانگوں؟ فرمایا ہاں۔ میری جو جوانی جا چکی ہے وہ واپس لادیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا یہ بات میرے بس میں نہیں ہے اور کچھ مانگو! جی پھر اور کیا مانگوں؟ آنے والی موت مجھ سے مل جائے مجھے موت نہ کبھی آئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بڑے میاں یہ بات بھی میرے بس میں نہیں ہے۔ جب یہ سنا تو بڑے میاں اجدے میں گر گئے اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ یا اللہ تیری نعمتوں کا میں شکر ادا نہیں کر سکتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا بڑے میاں کس نعمت کا شکر ادا کر رہے ہو؟ کہنے لگا حضرت! تین ہی زمانے ہیں ایک گزر گیا ہے۔ ایک آئے والا ہے۔ ایک یہ زمانہ حال ہے۔ گزرا ہوا زمانہ جو نکل گیا ہے اس کو نہ آپ واپس لاسکتے ہیں نہ میں واپس لاسکتا ہوں۔ آنے والا جو زمانہ ہے نہ اس کو میں ٹال سکتا ہوں نہ آپ ٹال سکتے ہیں اب یہ جو زمانہ حال ہے اس پر میں اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں کہ یا اللہ تیرے کس احسان کا شکر یہ ادا کروں کہ صرف دو کنال کا حساب میں نے دینا ہے۔ اور آپ نے ہمارے ملک کا حساب دینا ہے جا کے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرا حساب کتنا ہلکا پھلکا رکھا ہے۔

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

اس لئے میرے پیر و مرشد شیخ الشیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا توحید دو طرف سے ہوتی ہے ایک تو یہ یقین رکھنا کہ میرا اللہ کے سوا کوئی نہیں اور دوسرا یہ یقین بھی رکھنا کہ میں بھی اللہ کے سوا کسی کا نہیں۔ فرمایا یہ دونوں باتیں کچی ہوگئی تو اس کو توحید کہتے ہیں۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

معنی اللہ گفت است آں سیبویہ

یوحیون فی حوائجہم لدیہ

کہ لفظ اللہ کا معنی ہے امام سیبویہ نے بتایا ہے کہ وہ ذات ساری دنیا (جس کے پاس) اپنی حاجتیں لیکر حاضر ہو جائے ہر ایک کی حاجت پوری کر سکتی ہے سب کا حاجت روا سب مشکل کشا (صرف اللہ ہے) فرماتے ہیں:

انبیاء و اولیاء در وقت درد

جملہ نالائش پیش آں دیان فرد

انبیاء علیہم السلام کو دیکھیں ذرا مشکل آتی ہے تو اللہ کی بارگاہ میں ہاتھ کٹے کرتے ہیں اولیاء اللہ کو کوئی پریشانی آتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا مانگ رہے ہیں تو (متذکرہ آیت میں) پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کا ذکر فرمایا۔

توحید کے بعد حضور ﷺ کا ذکر

پھر توحید کے بعد آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر فرمایا:

هو الذی بعث فی الامم رسولاً منهم (الحجہ: ۲)

ترجمہ: ”وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا۔“

یہ وہی خدا کے آخری پیغمبر ہیں جن کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں کیونکہ ہم ان کے طریقہ پر مرثیہ کو اپنی دنیا اور آخرت کی نجات کا باعث سمجھتے ہیں۔ کامیابی کا باعث سمجھتے ہیں۔ تو حضرت پاک ﷺ کا ذکر فرمایا۔ اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ جس نے نبیوں کی تاریخ کا تھوڑا سا بھی مطالعہ کیا ہو اس کو حضرت پاک کی نبوت میں شک نہیں ہو سکتا۔

افضلیت حضرت محمد ﷺ

اگر یہودی اس لئے موسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتا ہے کہ ان کی لاشی لگی اور دریا کا پانی پھٹ گیا تو سیدہ آمنہ کے لال کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اگر یہودی یہ کہتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں کہ انہوں نے لاشی ماری پتھر پر اور:

فانفجرت منه اثنتا عشرة عینا (البقرہ: ۶۰)

ترجمہ: "بس فوراً اس سے بھوٹ اٹک بارہ چشمے۔"

بارہ چشمے جاری ہو گئے تو آمنہ کے لال کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے۔

معجزات عیسیٰ علیہ السلام

اگر عیسائی کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے نبی ہیں علی ازہر آیا اور اس کا جنازہ جاری تھا اسکی والدہ کا نام بھی مریم تھا علی ازہر کی والدہ کا۔ اس نے روتے ہوئے عرض کیا حضرت ایک ہی بیٹا تھا فوت ہو گیا۔ فرمایا رکھو جنازہ!

قم باذن اللہ

اللہ کے حکم سے اٹھ (کر) بیٹھ..... علی ازہر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

ایک کوڑھی آیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے سر پر یوں ہاتھ پھیرا اور جسم پر وہ تندرست ہو گیا۔ نائن کا اندھا آیا اور عیسیٰ علیہ السلام نے یوں آنکھوں پر مبارک ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ نے شفا عطا فرمادی یہ معجزے برحق ہیں ہم بھی مانتے ہیں

لیکن علی ازہر کا زندہ کرنا کیا تھا یہ روح (جان) جس جسم میں رہتی ہے اس سے محبت ہو جاتی ہے پھر اس کا نکلنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس لئے موت کے وقت کو نزع کا عالم کہتے ہیں نا کیونکہ فرشتہ اس کو نکالنا چاہتا ہے یہ چھپتی ہے کہ میں یہیں رہو گی اب عیسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی یا اللہ یہ روح اس جسم میں آ جائے۔ جس سے بڑی محبت اور پیار ہے اس کو تو روح فرشتے نے چھوڑی (وہ) آ گئی۔

حضور ﷺ کا معجزہ

لیکن حضرت رسول اقدس ﷺ ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے اس میں کبھی جان کا تصور ہی نہیں تھا۔ ایک بڑھیا نے عرض کیا بڑی اماں نے کہ حضرت آپ اس لئے وعظ کھڑے ہو کر فرماتے ہیں تاکہ آواز دور تک جائے تو اگر منبر بنا دیا جائے آپ اس پر بیٹھ کر وعظ فرمائیں تو دور تک آواز بھی چلی جائے گی اور آپ کے کھڑے ہونے کی پریشانی بھی ختم ہو جائے گی۔ منبر جب رکھا حضرت جب منبر پر تشریف فرما ہوئے تو رونے چیننے کی آواز آرہی ہے دیکھا تو وہ لکڑی کا ستون جیچ رہا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضرت ﷺ اترتے اور جا کر اس پر یوں ہاتھ رکھا تو جیسے بچہ سسکیاں لے کر رو رہا ہوتا ہے اور ماں اس کے سر پر ہاتھ رکھتی ہے تو بچہ دو سسکیاں لے کر خاموش ہو جاتا ہے۔ وہ دو سسکیاں لیکر خاموش ہو گیا فرمایا کیا بات ہے؟ بولا حضرت! آپ نے مجھ سے جدائی اختیار فرمائی یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا حضرت نے فرمایا پھر کیا کروں؟ دو چیزوں میں سے ایک مان لو یا تو میں دعا کرتا ہوں جنت میں تو درخت کر دیا جائے اور میری جنت میں رہے تو۔ اور یا ابھی دعا کروں کہ یہیں تو سرسبز درخت ہو جائے اور تجھے دو مرتبہ سال میں پھل لگا کریں۔ اب دیکھو ہم تو دنیا کو پسند کرتے ہیں جلدی مل جائے آخرت کا انتظار کون کرے اللہ تعالیٰ نے اس لکڑی میں کیسی چیز پیدا فرمائی کہ کہنے لگا حضرت میں آخرت کو پسند کرتا ہوں دنیا کے مقابلہ میں لیکن دنیا میں اتنی درخواست میری قبول فرمائیں کہ اپنے منبر کے نیچے دفن

کردیں تاکہ آپ کا قرب مجھے نصیب رہے۔

معجزہ عیسیٰ علیہ السلام اور معجزہ حضور ﷺ

اس اندھے کی جو آنکھ درست ہوئی تھی وہ اپنی جگہ پر ٹھیک تھی سارے اس کے کنکشن (Connection) صحیح تھے ہاتھ پھیرا آرام آ گیا لیکن حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ حضرت کے صحابی ہیں احد کے میدان میں پیاز کی پکڑوں نے گھیرا ڈالا ہوا ہے۔ کہیں سے پتھر آ رہے ہیں کہیں سے تیر آ رہے ہیں اور یہ سانسے کھڑے ہیں کبھی ہاتھ (آگے) کر دیتے ہیں کبھی سر آگے کر دیتے ہیں تاکہ حضرت پاک کی حفاظت رہے۔

اور جو تکلیف ہو مجھے ہو جائے ایک تیر آ کر کپٹی پر لگا اور اس تیر کی وجہ سے آنکھ کا ڈیلا نکل کر وہ دور جاگرا۔ لیکن انہوں نے ذرا بھر پروا نہیں کی کھڑے رہے۔ جب (جنگ) ختم ہو گئی اسکے بعد وہ سب (آنکھ کے) کنکشن ٹوٹ چکے تھے وہ اٹھا کر لائے اور لا کر عرض کیا حضرت میری آنکھ ضائع ہو گئی ہے۔ حضرت پاک نے وہ آنکھ وہیں رکھی لعاب مبارک لگایا اور فرمایا:

اللہم اکسها جمالا

”اے اللہ اسکے حسن و خوبصورتی میں فرق نہ آئے۔“

حضرت قتادہ بن نعمان فرماتے ہیں نہ یہ آنکھ کبھی دکھنے آئی اور نہ اس کی نظر میں کوئی کمزوری محسوس ہوئی۔ معجزہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بھی برحق ہے لیکن یہ معجزہ اس سے کم نہیں ہے۔ بہر حال یہ تو ایک وسیع مضمون ہے میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سارے نبیوں سے افضل ہیں۔

انگریزوں کی سازش

انگریز جب اس ملک میں آیا۔ اس نے دیکھا کہ یہاں مذہبی احساسات بہت تیز ہیں اس لئے ان کی مذہبی لڑائی کرواؤ۔ ہندو مسلم لڑائی کرواؤ آپس میں۔

تاکہ ان کی طاقت کمزور ہوتی رہے اور ہم حکومت کرتے رہیں اس کے لئے خود حکومت برطانیہ نے انگریز حکومت نے شاہ جہاں پور میں ایک بہت بڑا مناظرہ رکھا^(۱)۔ سارے دینوں کے نمائندے وہاں پہنچے۔

حضرت قاسم العلوم والخیرات کی دین سے محبت

مسلمانوں کی طرف سے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند۔ حضرت گو بنار ہے اور گھٹنے پر پھوڑا نکالا ہوا ہے۔ چل نہیں سکتے اچھی طرح اور جیب میں کرایہ نہیں مولانا ملک المنصور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا۔ فرمایا کہ ابوالمنصور چلو اور بتاؤ کہ محمد قاسم آ رہا ہے یہ نہیں کہا کہ میرے پاس کرایہ نہیں ہے پیدل چل دینے بنار بھی ہے درد بھی ہے جہاں بالکل گرنے والے ہو جاتے ہیں تو بیٹھ جاتے ہیں اور بیٹھ کر وہ نفل پڑھتے ہیں اور دعا کیا کرتے ہیں؟ یا اللہ! قاسم کے گناہوں پر نظر نہ کرنا قاسم تو گناہ گار بندہ ہے یا اللہ! ایسا نہ ہو کہ میری زبان میں کوئی رکاوٹ آ جائے میرے گناہوں کی وجہ سے۔ لوگ بیوقوف ہیں یہ سمجھیں گے شاید اللہ کا سچا دین جھوٹا ہو گیا ہے کیونکہ قاسم کی زبان نہیں چلی اے اللہ! اپنے سچے دین کی لاج رکھنا اے اللہ! اپنے سچے نبی کی لاج رکھنا قاسم کے گناہوں پر نظر نہ کرنا اپنے سچے دین پر نظر کرنا ایسا نہ ہو کہ میری زبان میں رکاوٹ ہو اور کافر یہ سمجھیں کہ اسلام سچا نہیں۔

تمام ادیان کے مناظر مبہوت

یہ پھر اٹھ کر چل دیتے چلتے چلتے وہاں پہنچے اب جتنے عیسائی یہودی پارسی مجوسی بڑے بڑے ان کے مناظر آئے ہوئے تھے جب دیکھا کہ مولانا پہنچ گئے ہیں سارے ڈرے کہ یہاں بات کون کرے گا حضرت کے سامنے سب مل کر سوچنے لگے

(۱) ... اس تمام مناظرہ کی روئید اور تفصیل ”مباحثہ شاہ جہاں پور“ میں ملاحظہ فرمائیے۔

کہ کیسے جان چھڑائیں۔ (طے ہوا کہ) یوں کرو کہ سارے مل کر حضرت کے پاس چلیں انکا شکریہ بھی ادا کریں اور درخواست بھی کریں کہ حضرت پہلی تقریر آپ کر لیں کیونکہ (اگر) حضرت کی تقریر آخر میں ہوئی تو یہ ہماری کی کرائی ساری باتوں کو توڑ کر رکھ دیگا۔ یہ پہلی تقریر کر لیں گے اس کے بعد (ہمارے) جو منہ میں آئے گا (ہم) کہتے رہیں گے یہ ڈر تو نہیں ہوگا کہ کوئی ہماری تردید کریگا بعد میں سارے اکٹھے ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت بڑی مہربانی شکر یہ بہت خوشی ہوئی آپ تشریف لائے۔ ہم سارے مل کر آپ کو ایک اعزاز دینا چاہتے ہیں وہ یہ کہ پہلی تقریر آپ فرمائیں۔

حضرت قاسم العلوم اور تشریح فلسفہ نبوت

حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا بھئی میں آخری نبی کا انتہی ہوں میری تقریر سب سے آخر میں ہونی ہے۔ میرے نبی پاک تو آخری نبی ہیں وہ سارے کہنے لگے حضرت دلیل سے آپ سے کون جیت سکتا ہے اسی بات کو تو ہم رو رہے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ تقریر پہلے کریں فرمایا کہ نہیں میرے نبی آخری ہیں مجھ سے پہلے عیسائیوں کی باری ہے ان سے پہلے یہودیوں کی باری ہے ان سے پہلے ہندوؤں کی باری ہے زرتشتوں کی باری ہے یہ سارے جب باری باری آجائیں گے میرے نبی پاک آخری نبی ہیں آخر میں میری تقریر ہو جائے گی۔ اب وہ سارے منتیں کریں کہ حضرت آپ ہماری درخواست قبول فرمائیں آخر حضرت نے فرمایا کہ میرے نبی اول النبیین بھی ہیں اور آخر النبیین بھی ہیں عالم ارواح میں سب سے پہلے نبوت میرے نبی پاک کو ملی ہے اور دنیا میں سب سے آخر میں آپ پیدا ہوئے ہیں۔ تو چونکہ آپ سارے نبیوں میں اول بھی ہیں اس لئے میں اول تقریر کروں گا اور چونکہ میرے نبی آخری ہیں انشاء اللہ وہی تقریر آخری ہوگی کسی کے لئے کچھ چھوڑ دینا نہیں کہنے کے لئے..... کہ بعد میں کوئی اٹھ سکے۔

حضرت قاسم العلوم کی دلیل

اور پھر مثال دیکر سمجھایا۔ دیکھو آپ پر کار رکھتے ہیں کاغذ پر دائرہ لگاتے ہیں نا۔ تو سب سے پہلے جو نقطہ لگتا ہے وہ مرکز ہے لیکن دائرہ لگتا رہتا ہے مرکز نظر نہیں آتا وہ نیچے چھپا ہوتا ہے پر کار کے۔ جب دائرہ مکمل ہو جاتا ہے تب پر کار اٹھتی ہے وہ نقطہ لگنے میں اول (ہے) اور نظر آنے میں آخر ہے فرمایا اسی طرح ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مرکز دائرہ نبوت ہیں دائرہ مرکز کا فیض ہوتا ہے مرکز دائرہ کا محتاج نہیں ہوتا اسلئے ہمارے نبی پاک جیسے ہمارے نبی ہیں سارے نبیوں کے بھی نبی ہیں۔

صحابہ کا ذکر

انکے بعد آپ ﷺ کے پاکباز صحابہ کا تذکرہ آیا سورۃ جمعہ میں اور صحابہ کے تذکرے کے بعد صحابہ کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ جس طرح ہمارے نبی پاک سارے نبیوں سے افضل ہیں ہمارے نبی پاک کے صحابہ (اور اہل بیت) سارے نبیوں کے صحابہ (اور اہل بیت) سے زیادہ شان والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے دین کے لئے قربانیاں بھی زیادہ لی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انکے درجات بھی بہت بلند فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا:

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ (البقرہ: ۱۰۰)

”اللہ ان سے راضی ہے اور یہ صحابہ اللہ سے راضی ہیں۔“

حالانکہ علماء حضرات بھی موجود ہیں۔ یہ رضا جنت میں داخلہ کے بعد آخری شرط فیکٹ ملے گا۔ جب سب لوگ جنت میں چلے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کچھ مانگو تو وہ مانگیں گے فرمایا ایک بات رہ گئی ہے وہ ہے میری رضا جو میں تمہیں دے رہا ہوں تو باقی ساری مخلوق کو تو رضا جنت میں ملے گی اور صحابہ کو یہ نعمت اللہ نے دنیا میں ہی عطا فرمادی۔

امام اعظمؒ کی پیشین گوئی

اس کے بعد:

و آخرین منهم لما یلحقوا بهم (البقرہ: ۳)

اس میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی ہے۔ نبی پاکؐ کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو ”اہلسنت“ کہتے ہیں۔ صحابہؓ گومانے ہیں اپنے آپ کو ”والجماعت“ کہتے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہؒ کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو ”حنفی“ کہتے ہیں۔ اسی ترتیب سے سورۃ جمعہ میں ذکر آ رہا ہے۔ تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کا اسم گرامی یہاں نہیں ہے۔ جیسے خلفائے راشدینؓ کی پیشین گوئی قرآن میں ہے لیکن نام نہیں ہے تو کیسے پتہ چلا کہ یہاں امام ابوحنیفہؒ مراد ہیں۔ دیکھو اوپر آیا تھا:

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم

تو نام حضرت کا نہیں آیا لیکن ایک لفظ ”امیین“ کا۔ اہل عرب میں جو رسول ہے رسول تو ۳۱۳ ہوئے ناقریباً۔ تو اہل عرب میں پیدا ہونے والے رسول ایک ہی ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔ اسی طرح یہاں لفظ آیا آخرین کا۔ جب امیین اہل عرب ہیں تو آخرین اہل عجم ہوئے۔ اب اللہ کے نبی پاکؐ کی سنت کو چار اماموں نے مرتب کیا ہے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ”امیین“ میں شامل ہیں آخرین میں نہیں کیونکہ یہ عرب کے ”شیبانی“ قبیلہ سے ہیں۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ بھی عرب ”طلحی“ قبیلہ سے ہیں یہ عجم سے نہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی عرب کے قبیلہ سے ہیں یہ آخرین میں سے نہیں ہیں۔ ایک امام ابوحنیفہؒ ہیں جو اہل عرب سے نہیں اہل عجم سے ہیں اور اہل فارس میں سے ہیں تو معلوم ہوا کہ اس آیت کے کامل ترین مصداق سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

نعت رسول مقبول ﷺ اور سلیمان علیہ السلام

دیکھئے ہمارے نبی پاکؐ کا اسم گرامی پہلے کسی نبی کا نام یہ نہیں تھا ”محمد“ ﷺ۔ محمد کا معنی کیا ہے؟ سراپا تعریف۔ بائبل میں سلیمان علیہ السلام کی کتاب ہے ”غزل الغزلات“ اس میں سلیمان علیہ السلام حضور پاک ﷺ کی نعت پڑھ رہے ہیں کہ وہ اللہ کا حبیب ہے وہ دس ہزار میں ممتاز ہے۔ حضرتؑ نے مکہ شریف فتح فرمایا تو پورے دس ہزار صحابہؓ ساتھ تھے نہ ایک زاد تھا نہ ایک کم تھا۔ تعریف کرتے آ رہے ہیں آگے عبرانی میں ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

”کہ میں جس محبوب کی تعریف کر رہا ہوں نعت پڑھ رہا ہوں“

ان کا نام نامی اسم گرامی محمد ہے ﷺ

اب جو عبرانی بائبل ہے اس میں آج بھی ”محمدیم“ کا لفظ موجود ہے لیکن اردو میں انہوں نے ترجمہ کر دیا:

محمد ﷺ کا ترجمہ

”وہ سراپا عشق انگیز ہے“ (غزل الغزلات ۱۶:۵)

ترجمہ تو ظالموں نے بڑا کمال کا کیا کہ سر سے لیکر پاؤں تک حسن ہی حسن ہے جہاں نظر پڑے وہیں عشق کرنے کو جی چاہتا ہے۔ جس ادا پہ نظر پڑے اس سے محبت کرنے کو جان قربان کرنے کو جی چاہتا ہے۔ تو ترجمہ انہوں نے کیا ہے لفظ محمد کا وہ سراپا عشق انگیز ہے۔ اور آپ خویوں والے ہیں اس لئے ہمارا اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے کہ خویوں اور حسن کا تعلق ہے ہی اللہ کے پاک نبیؐ سے جو کام اللہ کے نبیؐ سے ثابت ہو جائے وہ اچھا ہے۔ جو ان سے نسبت نہیں رکھتا وہ بدعت ہے۔ اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

نعمانؒ کی وجہ تسمیہ

اسی طرح ہمارے امامؑ کا نام کیا ہے نعمانؒ۔ کیا نام ہے

(نعمان .. سامعین) نعمان نعمت سے اسم مبالغہ ہے نعمت سے۔ یعنی بہت بڑی اللہ کی نعمت۔ تو اللہ کی بہت بڑی نعمت تو اللہ کا دین ہے:

اليوم اكملت لكم دينكم والتمت عليكم نعمتي

ورخصت لكم الاسلام دينا (المائدہ: ۳)

ترجمہ: ”آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا۔“

سب سے بڑی نعمت اللہ کا دین ہے اور امام ابوحنیفہؒ اسکو سب سے پہلے مدون کروانے والے لکھوانے والے تھے اس لئے ان کا نام نعمان ہوا کہ خدا کی نعمت کو قیامت تک کے لئے محفوظ کر لیا۔ ایک چیز بھی ضائع نہیں ہونے دی۔

دین اسلام کا جو دوسرا نام تھا اس کا دوسرا نام ملت خیف ہے:

و اتبع ملت ابراہیم حنیفاً (البقرہ: ۱۳۵)

ترجمہ: ”اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے۔“

اسلئے آپ کی نیت ابوحنیفہؒ ہوئی ابو کہتے ہیں باپ کو جو پہلے ہوتا ہے اولاد بعد میں آتی ہے تو چونکہ دین خیف کی تدوین امام صاحبؒ سے ہوئی اس لئے ان کی کنیت ابوحنیفہؒ قرار دے دی گئی۔ تو نعمان کہتے ہیں سب سے بڑی نعمت کو تو اس لئے آپ کا نام نعمان ہے۔ کیونکہ مکمل دین کو آپ نے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا۔

نعمان کا ایک اور معنی

نعمان کا دوسرا معنی لکھا ہے ابن حجر کی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الخیرات الحسان“ میں (۱) کہ نعمان اس خون کو بھی کہتے ہیں جو جسم میں گردش کر رہا ہے اب دیکھئے یہ خون

(۱) الخفق علی انہ العنان ولہ سرطانی الاصل النعمان الذم الذی بہ قوام البدن ومن ثمة ذهب بعضہم الی انہ الروح فانہ حیفة ورحمہ اللہ بہ قوام الفلک و بہ مشامدا وکہ و عو بصاۃ او بہت احمر طیب الزیج الشقیق او الارحوان بضم الهمزة لمانو حیفة ورحمہ اللہ طابت خللالہ و بلع الذیۃ کمالہ او جملان من النعمۃ لمانو حبہ اللہ علی خلقہ و لحداف ال عبد النکبر و البداء والامنافہ و حدفہا لبعبر ذلک نادر و قال ابن مالک حدفہا و البتہاسیان واعترض علی ان کتبہ ابو حیفة مولت حیف و ہو الناسک و المسلم مثل الی الذی الحق۔ (الخیرات الحسان فصل ۳ فی امر)

بالوں تک بھی پہنچ رہا ہے اسی لئے یہ بڑھ رہے ہیں نائتوں تک بھی پہنچ رہا ہے دل و دماغ تک بھی پہنچ رہا ہے۔ امام عظیم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے کتاب و سنت کا خون جو ہے یہ مستحبات مباحات تک پہنچا اور ایک ایک بات تک آپ نے سنت پہنچا دی اور سنت کی یو جی وضاحت فرمادی اس لئے آپ کا اسم گرامی نعمان ہے۔

ایک اور معنی

تیسرا معنی لکھا ہے کہ ”نعمان“ جو ہے عرب میں ایک گھاس ہوتی ہے سرخ رنگ کی جس کی خوشبو کئی میلوں تک پہنچتی ہے تو امام صاحبؒ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے نبی پاکؐ کی سنتوں کی خوشبو مشرق سے لیکر مغرب تک پہنچی ہے۔ اسلئے آپ کا اسم گرامی نعمان ہے۔

تو یاد رکھیں جس طرح ہمارے نبیؐ ہشت سارے نبیوں کے نبی ہیں ہمارے امام سارے اماموں کے امام ہیں۔

شافعیوں اور حنفیوں کی بحث

ایک دفعہ کچھ شافعی اور کچھ حنفی بحث کرنے لگے کہ بھی امام شافعیؒ کی شان زیادہ ہے یا امام ابوحنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک محدث بیٹھے تھے وہ آ بیٹھے فرمایا نجی میں بھی اس بحث میں شامل ہوتا ہوں کچھ باتیں میں آپ سے پوچھتا ہوں یہ بتائیے کہ خود آپ کے اماموں نے رائے دی ہے ایک دوسرے کے بارے میں کہ امام ابوحنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعیؒ کے بارے میں کوئی رائے دی ہو یا امام شافعیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں رائے دی ہو تو دونوں فریقوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہؒ نے امام شافعیؒ کو دیکھا امام شافعیؒ کی کتاب دیکھی کیونکہ ۱۵۰ ہجری میں ان کا وصال ہوا۔ یہ پیدا ہوئے اس نے کہا چہا تو امام شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہؒ کی کتابیں دیکھیں۔ کہا جی دیکھیں۔ انہوں نے کتابیں پڑھ کے کیا فرمایا کیونکہ امام کی رائے امام کی ہوگی نا۔ کہا انہوں نے کہا تھا:

من اراد ان يتبحر في الفقه فهو عيال ابى حنيفه

(درج بغداد ج ۱۳ ص ۳۶۶)

قیامت تک آنے والے لوگ جو ہیں وہ جب تک امام ابوحنیفہؒ کو "اباجی" نہ مانیں گے ان کی نسل نہ بنیں گے اس وقت تک دین کی سمجھ حاصل نہیں کر سکتے تو محدث نے کہا آپ شافعی ہیں آپکے امام نے جو امام ابوحنیفہؒ کے مارتے ہیں وہ آپ اسکو تسلیم کر لیں۔ پھر پوچھا آپکے امام کے استاذ کتنے ہیں دونوں بتائیں۔ انہوں نے بتایا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ۲۰۰ ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے استاذ کتنے ہیں؟ کہا کہ ۴۰۰۰ استاذ ہیں امام ابوحنیفہؒ کے۔ فرمایا کہ یہاں بھی امام ابوحنیفہؒ کا مقام بہت اونچا ہے۔ فرمایا درخت اپنے پھل سے بھی پہچانا جاتا ہے کہ اس کے شاگرد کیا کر رہے ہیں امام شافعیؒ کے کتنے شاگرد ہیں؟ اور کام کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا دو ہیں مویٹی اور مزنی۔ ایک ایک مدرسہ میں درس دے رہا ہے۔ سبق پڑھا رہا ہے جبکہ دوسرا دوسرے مدرسہ میں سبق پڑھا رہا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد وہ کیا کام کر رہے ہیں وہ کتنے ہیں؟ کہا سینکڑوں ہیں۔ کوئی عدالت خالی نہیں جہاں امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد جج نہ ہو پوری اسلامی حکومت میں کوئی مدرسہ نہیں جہاں امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد استاذ نہ ہو کوئی مسجد ایسی نہیں جہاں امام ابوحنیفہؒ کا شاگرد امام نہ ہو۔

امام اعظمؒ کے صرف ایک شاگرد کا فیض

ایک دفعہ ہارون الرشید کا دل چاہا کہ ذرا ملک کی سیر کریں۔ وہ Russia کے علاقہ کی طرف نکلا خراسان کے علاقہ میں جب پہنچا تو وہاں دیکھا کہ بڑی دنیا بیٹھی ہے بڑے لوگ بیٹھے ہیں بیگم بھی پاکی میں بیٹھی تھی اُس نے دیکھا کہ اتنی دنیا ان کے لباس الگ الگ ہیں، شکلیں الگ ہیں، بولیاں الگ الگ ہیں یہ یہاں کس لئے جمع ہیں۔ مارے ... (ہارون الرشید نے کہا) پتہ کر داتے ہیں پوچھا کیا ہو رہا ہے یہاں؟ (لوگوں نے کہا) یہاں امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں جن کا نام ہے علی بن عاصمؒ اور وہ اللہ کے نبیؐ کی حدیث پڑھا رہے ہیں بیٹھ کر۔ ملکہ نے کہا گنتی کراؤ کتنے آدمی ہیں؟

ایک رسالہ لیا بہت بڑا وہ ناپتے گئے ایک رسے کے جتنے سامنے آئے ان کو گنا اور سرکاری کتنی کا اندازہ یہ تھا کہ ایک لاکھ ساٹھ ہزار لوگ بیٹھے ہیں۔ درمیان میں سینکڑوں آدمی آواز آگے پہچانے والے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے ایک شاگرد کا فیض یہ ہے۔ ایک لاکھ ساٹھ ہزار لوگ وہاں اللہ کے نبی پاک ﷺ کی احادیث پڑھ رہے ہیں۔ جب میں نے تاریخ کا یہ واقعہ پڑھا تو مجھے تاریخ کا دوسرا واقعہ یاد آ گیا۔

سیدنا دانیال علیہ السلام کا قصہ

حضرت دانیال علیہ السلام اور "بخت نصر" کا قصہ۔ بخت نصر بہت بڑا بادشاہ ہوا ہے اس نے خواب دیکھے کچھ اور نجومیوں کو بلایا کہ میرے خواب کی تعبیر دو۔ اس نے کہا خواب بتاؤ ہم تعبیر دیتے ہیں۔ اس نے کہا میں خواب بتاؤنگا تم کچھ نہ کچھ بولنا شروع کر دو گے میں تعبیر اس کی مانوں گا جو اپنے علم کے زور سے میرا خواب بھی خود بتائے اور تعبیر بھی خود بتائے۔ کہا جی ہم تو نہیں کر سکتے۔ بادشاہ غصے میں آ گیا اس نے کہا ساری دنیا لوٹ لوٹ کے کھائی ہے کہ ہم غیب جانتے ہیں لوگوں کو بتاتے رہتے ہو اور میرا ایک خواب نہیں بتا سکتے۔ دو ہفتے کی مہلت ہے۔ اگر دو ہفتے میں خواب نہ بتایا تو سب کو قتل کر کے ٹکڑے کر کے پل میں پھینکا دوں گا۔ اب وہ جو بڑا نجومی تھا وہ نہ کھانا کھائے نہ کچھ۔ بنی بار بار پوچھے اباجی کھانا نہیں کھاتے۔ کہا بیٹی بس میں نے جو کھانا کھا وہ کھالیا۔ گھر والے سارے پریشان آخر بیٹی رونے لگی اباجی آپ بتائیں چار دن ہو گئے ہیں آپ نے کھانا نہیں کھایا۔ کہا بیٹی تجھے کیا بتاؤں تو بھی منکر پریشان ہو جائے گی چلو مجھے پریشان رہنے دو۔ کہا نہیں اباجی کہتے ہیں کہ دیوار سے بھی مشورہ کر لینا چاہئے۔ آخر باپ نے بتایا بادشاہ کو خواب آیا ہے وہ ہمیں کہتا ہے کہ خواب بھی خود بتاؤ۔ اب اگر نہ بتائیں یہ چار دن گزر گئے ہیں۔ گیارہ دن رہتے ہیں موت نظر آ رہی ہے روز سامنے۔

بیٹی نے کہا اباجی مسئلہ حل ہو گیا سمجھو۔ یہ تو کوئی مشکل ہی نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ کیسے حل ہو گیا۔ کہا اباجی میں کنوئیں پر پانی لینے جاتی ہوں۔ جہاں اس کنوئیں پر

وہ عورتیں بچیاں بھی آتی ہیں جو قید ہیں بنی اسرائیل کی۔ قید میں آئی ہوئی ہیں ان میں دو میری سہیلیاں ہیں۔ وہ بتاتی ہیں کہ میرے ابا جی اللہ کے نبی ہیں "دانیال علیہ السلام"۔ تو میں آج پانی لینے جاؤنگی میں روئنگی وہاں بیٹھ کے کہ آپ کے ابا جی نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خواب بتادیں نبی کو تو بتا دیں گے وحی کے ذریعے۔ میں جا کے روئنگی آج۔ خیر وہ گئی اس نے جا کے اپنی سہیلیوں سے کہا انہوں نے کہا ٹھیک ہے ہم ابا جی سے درخواست کریں گی۔ مہج یہ گئی انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا ابا جی نے رات دعا مانگی تھی اور صبح فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ نے خواب بھی وحی کے ذریعہ بتا دیا اور تعبیر بھی سمجھا دی۔ تم اپنی سہیلی کو کہہ دینا کہ بخت نصر مجھے بلالے، تو میں اس کو خواب بھی سناؤں گا اور تعبیر بھی سناؤں گا اس نے کہا (بادشاہ سے) تجوی کیا کہ آپ کا خواب اور تعبیر منقرت دانیال علیہ السلام سنائیں گے۔ بادشاہ کو ضرورت تھی۔ دانیال علیہ السلام کو بلانا۔ اب ہاں طریقہ یہ تھا کہ جو بابر کو گریٹ ہے وہاں سے جب بادشاہ نظر کرتا تو آتے دیکھتے تھے کہ میں کس طرح بادشاہ کے لئے۔ جب تک بادشاہ کا آدمی آکر سر نہ اٹھاتا۔ کہنے لگتا کہ کھینچ کر لے جائیں دو اٹھائیں۔ حضرت دانیال علیہ السلام (بغیر جد سے میں گئے) سیدھے آ رہے ہیں شورش گنیا جہد نہیں کیا۔ سجدہ نہیں کیا۔ فرمایا ہم تو یہ سجدے مناسبت کے لئے آئے ہیں۔ ہم تو ایک اللہ کو سجدہ کیا کرتے ہیں۔ اب درباریوں نے کہا چھوٹے نے کہا کہ حضرت آپ کی عزت بادشاہ ملاصرت ختم ہو جائے گی دوسرے نے بھی سجدہ نہیں کریں گے۔ بادشاہ کو غصہ آ گیا۔ کوئی ضرورت نہیں خواب پوچھنے کی۔ دانیال کو بھونکنے شیروں کے آگے پھینک دو شیر رکھے ہوئے تھے یہ بھی ایک سزا کا طریقہ تھا وہ (شیر) کئی دن بھوکے رہتے۔ پھر کسی کو بھیجتے وہ ایک ایک کوئی کر کے کھا جاتے۔ لے گئے اب ان کو (شیر کے پنجرے کے) احاطے میں داخل کیا دروازہ بند کیا پھر کمرے کے اوپر چڑھ کر چھت کا دروازہ اٹھایا جس سے شیر نکلتے تھے۔ اب شیر نکلے بھاگتے ہوئے آئے اور حضرت کے پاؤں چاٹ رہے ہیں کوئی دم بلارہا ہے کوئی آپ کے پاؤں چوم رہا ہے۔ انہوں نے آکر بادشاہ کو بتایا کہ حضرت شیر جو ہیں وہ تو بڑا پیارا کر رہے ہیں

ان کو۔ کہا کتنے دن کے بھوکے ہیں کہا میں پچیس دن کے بھوکے ہیں۔ تو پھر بھی نہیں کھا رہے؟ جی نہیں کھا رہے کہا میں خود جا کے دیکھتا ہوں۔ آیا اور آکر کہا کہ دانیال تیرا خدا بڑی قدرتوں والا نظر آتا ہے۔ تیرا خدا بڑا ہی طاقت ور ہے ان کو لے آئے پوچھا کہ پھر خواب بتائیں میرا۔

بادشاہ کا خواب اور اس کی تعبیر

انہوں نے بتایا کہ تو نے ایک بت دیکھا ہے جس کا سر آسمان کو لگا ہوا ہے اور سرس نے کا تھا بت کا سینہ جو ہے پتیل کا تھا اس کے دونوں بازو تانبے کے تھے اور یہ گھنٹوں تک لوہے کے تھے اور نیچے مٹی کا تھا۔ کہا ٹھیک ہے میں نے یہی دیکھا تھا پھر دیکھا کہ اوپر آسمان سے ایک پتھر گرا ہے اس نے اس بت پرست تو میں ہیں سونے کا سر تو دیا کہا بالکل میرا یہی خواب تھا فرمایا کہ بت بت پرست تو میں ہیں سونے کا سر تو ہے بت کا۔ یہ جو دونوں علاقے ہیں یہ اسرائیل کا علاقہ ہے یہ دونوں فارس اور بحریا ہیں۔ یہ علاقہ کن کا ہے یہ سارے علاقوں میں بت پرستی ہو رہی ہے وہ جو دیکھا پتھر اوپر سے گرا ہے وہ خدا تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن پاک آسمان سے نازل ہوگی جو یہاں سے بت پرستی کا جنازہ نکال دے گی۔

بادشاہ کا دوسرا خواب اور اس کی تعبیر

(اس نے کہا) ایک خواب اور دیکھا تھا کیا؟ کہ ایک بہت بڑا درخت اگا ہوا ہے میرے صحن میں اور ایک پتھر آیا اس نے اس درخت کو چورا چورا کر دیا اس کا ایک پتہ گرا اور دیگر کر ایک طرف پڑا ہاتھوڑی دیر کے بعد وہ پتہ سبز ہو گیا اور پھیلنا شروع ہو گیا اور پھر میں نے دیکھا کہ اتنا پھیلا کہ دنیا کی ہر قوم کے لوگ اس کے سائے میں کھڑے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ ہاں میرا خواب یہی تھا حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا کہ ۷۰ درخت تو ہے وہ جو پتہ ہے تیری نسل میں ایک شخص ہوگا جو آخری نبی ﷺ کی سنت کو مرتب کرے گا اس کا نام "ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ" ہوگا وہ

اور دنیا کے لوگ جو ہیں وہ اس کے تقلید میں آ کر اللہ کے نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کیا کریں گے۔ تو یہ علی بن عاصمؓ کا واقعہ جب میں نے پڑھا تو مجھے یہ بھی تاریخ کا واقعہ یاد آیا جو ”مقدمہ کتاب التعليم“ میں درج ہے تفصیل کے ساتھ۔

ہماری تین نسبتیں

تو سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یہ امام اعظم ہیں یہ ان کا لقب ہے کسبت آپ کی ابو حنیفہ ہے۔ اور آپ کا اسم گرامی نعمان ہے تو ہمارے یہ امام ہیں جن کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو ”حنفی“ کہتے ہیں۔ اب پھر سمجھیں ہم اللہ کے نبی کی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو ”اہل سنت“ کہتے ہیں صحابہ کی طرف نسبت کر کے ”والجماعت“ اور امام صاحب کی طرف نسبت کر کے ”حنفی“۔ ان تین نسبتوں کا فائدہ کیا ہے؟ اللہ کے نبی دین کے لانے والے ہیں کہہ دو دین کے (لانے والے..... سامعین) صحابہ دین کے پھیلانے والے اور امام ابو حنیفہ دین کے لکھوانے والے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں صحابہ نے وہی دین پھیلا جو اللہ کے نبی لیکر آئے تھے یا نیا بنا کر پھیلا (وہی پھیلا یا..... سامعین) امام نے وہی لکھوایا جو صحابہ سے ملا یا نیا بنا کر لکھوایا (وہی لکھوایا..... سامعین) جو کہتا ہے کہ صحابہ نے نبی کا دین بدلا وہ بڑا رافضی ہے جو کہتا اماموں نے نبی کا دین بدلا یہ چھوٹا رافضی ہے۔ نہ صحابہ دین بدلنے والے ہیں (بلکہ) وہ دین کے پھیلانے والے ہیں نہ ائمہ دین کے بدلنے والے ہیں (بلکہ) وہ دین کے لکھوانے والے ہیں۔ تو ہم اہل سنت والجماعت حنفی ہیں۔ سورۃ جمعہ میں ان تینوں کا ذکر تفصیل کے ساتھ آ گیا۔ نبی پاک کا بھی صحابہ کا بھی اور سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی۔

تمام دنیا میں فقہ حنفی غالب ہے

اس کے بعد فرمایا:

وآخرین منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم (البقرہ: ۲۵۵)

کہ اللہ بڑا غالب اور حسنوں والا ہے۔ دو صفتیں اللہ نے ذکر فرمائیں اس سے پتا چلا کہ یہ تینوں چیزیں دنیا میں غالب رہیں گی، اللہ کے نبی کی نبوت بھی غالب رہے گی، صحابہ کی عظمت بھی غالب رہے گی اور فقہ حنفی بھی غالب رہے گی۔ ہمیشہ دو تہائی اہل سنت حنفی رہے ہیں شروع سے۔

ہر جگہ قانون اسلامی فقہ حنفی کی شکل میں ہے

اور پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ دنیا میں جہاں بھی قانون اسلامی نافذ ہوا ہے وہ فقہ حنفی کی شکل میں نافذ ہوا ہے۔ صحابہ (کے دور) میں خلافت راشدہ تھی انہوں نے دین اسلام کو محفوظ رکھا۔ صحابہ کے بعد ان کی وراثت میں پھر جتنے بادشاہ ہوئے ہیں سارے کے سارے حنفی۔ عباسی خلافت ہے (جو) تقریباً ساڑھے تین سو سال رہی سب کے سب قاضی حنفی تھے۔ دو سو سال خوارزمی خلافت رہی سارے (قاضی) حنفی تھے دو سو سال سلجوقی رہے سارے حنفی تھے ساڑھے تین سو سال عثمانی خلافت (رہی) سارے کے سارے حنفی تھے۔ تقریباً بارہ سو سال حرمین شریف کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے حنفیوں سے کروائی۔ آج کل وہاں حنبلی ہیں وہ بھی اہل سنت والجماعت ہیں۔ تو مقصد یہ ہے کہ غلبہ دین اسلام کا جہاں بھی فتوحات ہوئیں صحابہ کے بعد جہاں بھی کوئی ملک فتح ہوا تو اس کے فاتح حنفی ہیں۔ یاد رکھیں اور یہ جتنی بھی آپ کو دین کی بہار نظر آ رہی ہے۔ الحمد للہ یہ حنفی بزرگوں کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔

حضرت سید معین چشتی اجیری کی تبلیغ

حضرت سید معین چشتی اجیری رحمۃ اللہ علیہ اکیلے راجستھان میں پہنچے اور جب حضرت کا جنازہ اٹھا تو ۹۰ لاکھ کافر آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ یہ ایک سنی (حنفی) بزرگ کی محنت کا نتیجہ ہے۔ جہاں بھی یہ دین پہنچا ہے اہل سنت والجماعت بزرگ وہاں دین کو لے کر آئے ہیں۔ اپنے وطن چھوڑ کر پہنچے ہیں۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کا واقعہ

سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنا واقعہ خود لکھتے ہیں اپنی کتاب ”کشف المحجوب“ میں ”میں دمشق میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر تھا قرآن پاک کی تلاوت بیٹھا ایک طرف کر رہا تھا جب تھک گیا نیند آگئی سو گیا تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں خانہ کعبہ شریف میں بیٹھا ہوا ہوں اور جناب نبی اقدس ﷺ ایک دروازے (باب بنی شیبہ) سے خانہ کعبہ میں داخل ہو رہے ہیں اور حال کیا ہے ایک بوڑھا آدمی ہے اور آپ ﷺ اس بوڑھے کو بچوں کی طرح (شفقت کے ساتھ) چلا رہے ہیں اس کا پاؤں اٹھا کر آگے رکھتے ہیں پھر دوسرا رکھتے ہیں پھر تیسرا۔ میں اٹھا خواب میں مصافحہ کیا۔ مصافحہ کر کے میں نے پوچھا حضرت ﷺ یہ بوڑھے کون ہیں؟ فرمایا

امامک و امام اہل دیارک ابو حنیفہ

یہ تیرے امام اور جس علاقے میں تو نے اسلام پھیلایا لاہور کے علاقے میں اس پورے ملک کے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ ہیں۔“ (کشف المحجوب ص ۱۳۳)

ایک اور خواب

ایک اور آدمی نے خواب دیکھا کہ حضرت پاک تشریف لے جا رہے ہیں۔ رسول اقدس ﷺ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کے پیچھے چل رہے ہیں۔ جہاں سے حضرت پاک اپنا قدم اٹھاتے ہیں امام بخاری اپنا قدم وہاں رکھتے ہیں۔ یہ خواب بھی سید علی ہجویریؒ نے اپنی کتاب میں لکھا اس کے بعد فرماتے ہیں:

”اس خواب اور اس خواب میں بڑا فرق ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادے سے قدم اٹھا کے رکھ رہے ہیں لیکن امام ابو حنیفہؒ نے اپنا ارادہ اللہ کے نبیؐ کے سامنے ختم کر دیا۔ جہاں اللہ کے نبیؐ قدم رکھتے ہیں وہ وہیں قدم رکھتے ہیں وہ ”فنائی الرسول“ کے مقام پر ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادے سے پیچھے چلے

جا رہے ہیں۔“

عند اللہ مقبولیت کا علم

اب دیکھئے وحی تو کوئی آتی نہیں کہ پتا چلے کہ کونسا (بندہ) اللہ کو زیادہ پیارا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک قاعدہ بتا دیا قرآن پاک میں:

ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن ودا

(مریم: ۹۶)

کہ اللہ تعالیٰ محبوبیت پیدا کر دیں گے دلوں میں۔ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ خود اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

”اللہ تعالیٰ جب کسی سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو فرماتے ہیں کہ

الہان اردو فلاں بندہ میرا محبوب ہے فرشتے بھی اس سے محبت کرنا

شروع کر دیتے ہیں اس کا اثر پھر زمین پر ہوتا ہے اللہ والوں کے

دل اس کی طرف کھینچ جاتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں۔“

اللہ والوں کے ہاں اس کا مقبول ہو جانا۔ یہ اللہ کے ہاں قبول ہونے کی دلیل ہے۔ اب دیکھئے صحابہؓ کی نسبت جو ہمارے دلوں میں ہے وہ اسی منادی کا نتیجہ

ہے نا اس اعلان کا اسی طرح ائمہ اربعہؓ کی جو محبت ہے وہ بھی اسی اعلان کا نتیجہ ہے کہ

یہ حضرات اللہ والوں کے یہاں مقبول ہیں۔ ب دلیل ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے

یہاں بھی مقبول ہیں اور ان سب میں زیادہ مقبولیت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ

علیہ کو ہے۔ اس لئے اس کی وجہ سے آپ سب سے زیادہ عند اللہ مقبول ہیں۔ اللہ

تعالیٰ ہمیں ان کی تقلید میں اپنے نبیؐ پاک کی سنتوں (پر عمل) کی توفیق عطا

فرمائے۔ (آمین)۔

توحیدیوں کی حقیقت توحید

سوال نمبر ۴: چند لوگ جو خود کو توحیدی کہتے ہیں باقی سب لوگ ان کی نظر میں مشرک

اس لائق ہے اس کو ”توحید“ کہتے ہیں۔“

تو وہ لوگ تو بے چارے نہ شرک کا معنی جانتے ہیں نہ توحید کا معنی جانتے ہیں۔

تعویذ کی حقیقت

سوال نمبر ۲: قرآنی آیات یا اسمائے حسنیٰ سے بنے ہوئے تعویذ کو پہننے والے کو شرک کہتے ہیں؟ آیا اس طرح کا تعویذ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ تو ان سے پوچھیں کہ آپ کو کس نے بتایا کہ قرآن (کی آیات) کا (بنا ہوا) تعویذ جو ہے وہ شرک ہے۔ ”صحیح ابن حبان“ میں حدیث ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہؓ کو دم کر رہی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کتاب اللہ سے دم کیا کرو۔ صحیح ابن حبان میں یہ روایت موجود ہے۔

اور یاد رکھیں کہ تعویذ جو ہے یہ دنیاوی طریقہ علاج ہے۔ یہاں ایک دفعہ میں۔ کہیں تقریر کی کسی علاقے میں تو ساتھ آٹھ آئے لمبی لمبی دازھیوں والے سر سے ننگے پاؤں سے ننگے۔

آ کر کہنے لگے۔ جی دین میں تعویذ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

میں نے بڑے غصے دین کے ساتھ تعویذ کا کیا تعلق ہے تمہیں دین کا معنی آتا ہے سے کہا: میں نے کہا بتاؤ کیا ہے؟ اب انہیں معنی نہ آئے

پھر میں نے سمجھایا: کہ دنیا اور دین دو لفظ ہیں۔ جو کام موت سے پہلے کے نفع نقصان کیلئے ہم کرتے ہیں اس کو دنیا کا کام کہا جاتا ہے اور جو اس لئے کرتے ہیں کہ اس کا عذاب یا ثواب موت کے بعد ملے گا تو یہ دین کا کام ہوتا ہے۔ میں نے سمجھایا اچھی طرح۔

ہیں یہ لوگ حنفی مسلک کے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے؟

جواب: یہ جو آپ کے کیاڑی میں توحیدی کہلاتے ہیں ان کو توحید کی تعریف ہی نہیں آتی۔ ایک افطاری میں ہم ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ عزیر صدیقی ہے ایک۔ اس نے روزہ ہمارے ساتھ افطار کیا نماز ہمارے ساتھ نہیں پڑھی۔ کھانا کھانے پھر آ بیٹھا۔

میں نے پوچھا: جناب کون ہیں؟

کہنے لگا: جی مجھے عزیر صدیقی کہتے ہیں۔

میں نے کہا: ایک تو سنا یہاں کوئی عزیر یزیدی بھی ہے کوئی؟

کہتا ہے: میں ہی ہوں۔

مجھے کہتا ہے جی توحید جو سمجھی ہے وہ کیپٹن عثمانی نے سمجھی ہے۔ میں نے کہا عثمانی کو توحید کی ”تا“ کے پہلے نقطے کا مطلب بھی نہیں آتا۔ میں نے کہا جا اس سے لکھو اگر لا۔ توحید کی تعریف کیا ہے؟ (اس وقت عثمانی زندہ تھا)۔ عثمانی نہیں لکھ سکتا۔ تین دن بعد میرے پاس آیا کہ جی اس کو توحید کی تعریف نہیں آتی۔ میں نے بتایا:

”یہ دنیا عالم اسباب ہے ہم اسباب میں بندھے ہوئے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ کی قدرت جو ہے قرآن اس کو ”کن فیکون“ کہتے ہیں۔ میں

نے یہ اپنے دستخط بھی کرنے ہوں تو کاغذ چاہئے سیاہی چاہئے قلم

ہاتھ میں چاہئے اتنے اسباب جمع ہو گئے تو ہم دستخط کریں گے۔ لیکن

وہاں ”کن“ کہنے کی ضرورت نہیں ارادہ ہوا سارے آسمان بن

گئے۔ تو ”ما فوق الاسباب“ کسی کو قادر مان کر اس کی جو تعظیم کی

جائے گی اس کو عبادت کہتے ہیں اور تعظیم تو باپ کی بھی ہم کرتے

ہیں لیکن اسکو ”ما تحت الاسباب“ مان کر کرتے ہیں چیر کی بھی کرتے

ہیں استاذ کی بھی کرتے ہیں یہ ”ما تحت الاسباب“ ہے۔ جس میں

”ما فوق الاسباب“ قدرتیں مانی جائیں اور پھر اسکی جو بھی تعظیم کی

جائے گی اس کو عبادت کہتے ہیں اور ایک ہی ہستی کو ماننا کہ ایک ہی

اب میں نے پوچھا: آپ ہی بتائیں کہ تعویذ لوگ اسلئے لیتے ہیں کہ قبر کا عذاب نہ ہو یا اسلئے لیتے ہیں کہ دردِ سر نہ ہو کیا خیال ہے؟ موت سے پہلے کے نفع نقصان کیلئے لیتے ہیں یا بعد کیلئے۔ تعویذ اسلئے لیتے ہیں کہ پلِ صراط سے آسانی سے گزر جائیں؟ یا اسلئے لیتے ہیں کہ بخار نہ ہو؟ تو یہ جس طرح موت سے پہلے کی بیماری جو ہے اس کیلئے طب ہے اس طرح ایک طریقہ علاج یہ (بذریعہ تعویذ) بھی ہے جس طرح طب کیلئے ہر ٹیکہ یا (نیملیٹ) کا نام حدیث میں نہیں کہ (Neurobean) کا نام حدیث میں آئے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ کیونکہ اللہ کے نبی پاکؐ نے فرمایا:

انتم اعلم بامور دیناکم

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۰۲ من الزم)

”کہ دنیا کے تجربات تمہیں زیادہ ہیں۔“

اس لئے جہاں دنیا دین سے ٹکرانے لگے گی آپ تجارت کرتے ہیں سارے جس طرح چاہیں کریں لیکن جہاں سود آجائے گا اب یہ آپ کی تجارت دین سے ٹکرائے گی وہاں شریعت روک دے گی کہ بھی اب ختم یہ طریقہ غلط ہے۔ آپ لباس پہنتے ہیں جیسے چاہیں پہنیں دنیا کا کام ہے۔ لیکن جہاں تہہ کافروں والا لباس آجائے گا وہاں شریعت روک دے گی کہ اب یہ نہیں ہے۔ اس طرح آپ دوا (استعمال) کرتے ہیں جو دوا آپ کو فائدہ مند ہو لیکن جہاں اس میں حرام کی ملاوٹ آجائے گی پھر شریعت روکے گی کہ یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح تعویذ ہے دم ہے جو جائز ہے آپ کرتے رہیں جہاں شرکیہ بات ہوگی اس کو شرک کہا جائے گا ورنہ اسکو شرک نہیں کہا جائے گا تو یہ ایک طریقہ علاج ہے۔ کہ جیسے یہودیوں کے احبار زہبان کا قرآن حدیث میں ذکر آتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جس چیز کو چاہے حال کہتے تھے جس کو چاہتے حرام کہتے تھے۔ یہ جو آپ کی ”عثمانی پارٹی“ ہے یہ یہودیوں کے علماء

کی طرح جس کو دل چاہتا ہے کافر و مشرک کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ انکے پلے میں کچھ نہیں یہ ان احبار زہبان کے وارث ہیں۔

حقیقت عذاب و ثواب قبر

سوال نمبر ۳: یہ لوگ قبر کے عذاب کے منکر ہیں کہتے ہیں عذاب برزخ دی جاتی ہے؟ جواب: اصل میں یہ قبر کے ہی منکر ہیں نا، ہم نے وہاں ایک پمفلٹ شائع کیا تھا کہ عثمانیوں کی قبر کہاں ہے؟ میں نے یہ لکھا تھا کہ:

”منکرین قرآن‘ قرآن کا انکار کرنے والا عثمانی فرقہ قرآن کو نہیں

مانتا‘ قرآن اسی قبر کو قبر کہتا ہے قتل الانسان ما اکفرہ‘ (میں ۷۱)

مارا جائے انسان کتنا ناشکرا ہے‘ خود اس عثمانی نے ”عذاب برزخ“

ص: ۳ پر یہ آیت لکھی ہے۔ یہ انسان جو ناشکری کرتا ہے اسی جسم

کے ساتھ کرتا ہے یا خواب والے جسم کے ساتھ کرتا ہے؟ من من ائی

ششی خلقه (میں ۱۸)، اللہ نے کس چیز سے پیدا کیا‘ من نطقه‘

ایک بوند سے تو بوند سے جسم یہ والا بنا ہے یا خواب خیال والا بنا

ہے۔ خلقه فقدوره‘ (میں ۱۹) اللہ نے ماں کے پیٹ میں بنایا اور

اندازے سے بنایا دیکھو دونوں آنکھیں ایک جیسی ہیں یا نہیں ایک

اتنی بڑی اور ایک اتنی چھوٹی دونوں بازو ایک جیسے ہیں۔ دونوں

نانگیں ایک جیسی ہیں تو ماں کے پیٹ میں جو جسم بنا یہ جسم بنایا خواب

و خیال والا بنا۔ ثم السبیل یسره (میں ۲۰) پھر ماں کے پیٹ سے

پیدائش کا راستہ آسان فرمادیا۔ تو ماں کے پیٹ سے یہ جسم پیدا ہوا

خواب و خیال والا۔ ثم اماتہ فاقرہ (میں ۲۱) پھر اس کو موت دی

تو موت اس جسم کو آتی ہے یا کسی اور جسم کو یہ جسم جہاں رکھا جاتا ہے

اس کو قرآن قبر کہتا ہے۔ ثم اذا شاء النشورہ (میں ۲۲) قیامت کو

یہی جسم اٹھے گا نا؟ کافروں کو یہی شبہ تھا نا کہ من یحبی العظام

وہی رمیم (نہیں ۷۸) کہ (بوسیدہ) مذہب کو زندہ کرے گا تو اگر یہ جسم نہیں ہوتا تو اللہ فرماتے ہیں کہ جسم نے تو اٹھنا ہی نہیں، قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ (۷۹)، اب دیکھو یہاں قرآن نے بتا دیا کہ جہاں یہ جسم رکھا جاتا ہے اس کو قبر کہتے ہیں اور اس کا عثمانی منکر ہے۔ قرآن میں ہے کہ لا تقم علی قبرہ (التوبہ: ۸۴)، حضرت ﷺ پاک کہیں سختیں میں نہیں چلے گئے تھے۔ منافق کی قبر پر کھڑے ہونے کے لئے ساتوں زمینوں سے نیچے اسی قبر پر کھڑے ہوئے تھے حتیٰ ذرئہ المقابر (الکافرون: ۲۰) تو یہ زیارت کرنے اسی قبر پر گئے تھے یا جبین غلین میں گئے تھے۔ اور جب یہ خود پڑھتے ہیں کہتے ہیں "لعلہ اللہ اور کعبہ" جو رسالہ ہے اس میں لکھتا ہے کہ قبروں پر چراغ جانا جائز نہیں تو لوگ کس قبر پر چراغ جلاتے ہیں اس پر یا کسی اور پر کہتا ہے کہ قبروں کو سجدہ کرنا جائز نہیں خود تو اسی کو قبر کہتا ہے لیکن جب عذاب قبر کی بات آتی ہے کہتا ہے کہ یہ قبر نہیں اب جس چیز کو قرآن قبر کہتا ہے یہ قرآن کا منکر اس کو قبر نہیں مانتا متواتر احادیث جس کو قبر کہتی ہیں یہ ان کو قبر نہیں مانتا فقہاء جس کو قبر کہتے ہیں یہ اس کو قبر نہیں مانتا یہ قرآن کا بھی منکر احادیث متواترہ کا بھی منکر فقہاء کے اجماع کا بھی منکر پوری امت کا منکر کافر تک اس کو قبر کہتے ہیں۔ وہ کو جو ہے نجاست کھانے والا وہ عثمانی سے زیادہ سیانا ہے۔ کیونکہ قرآن نے بتایا کہ قبر کا طریقہ یسحٹ فی الارض (المائدہ: ۲۱) ہے یا یسحٹ فی العلین سحیین ہے؟ فی الارض ہے نا اللہ کے نبی کا خچر اس عثمانی سے زیادہ سیانا تھا کیونکہ اس قبر کے ساتھ کا ہے اس کو یہاں سے قبر کے عذاب کی آواز سنائی (دے رہی تھی) اس لئے یہ عثمانی جو ہے اولنک کا لانعام بل ہم اضل (الاعراف: ۱۷۹) یہ جانوروں سے

بھی گیا گزرا انسان ہے۔ اب جب نہ قرآن کی ماننے نہ سنت کو ماننے نہ اجماع کو ماننے نہ کسی چیز کو مانے آخر ہم تنگ آ کے پھر کہتے کیا ہیں ہم دعا کرتے ہیں تم آمین کہو ان کو کہتے ہیں: "یا اللہ! جو ان قبر کو قبر نہیں مانتے ان کو یہ قبر نصیب نہ کرنا بالکل"۔ (آمین) پھر کہتے ہیں دیکھو جی ہمارے لئے بد دعا کرتے ہیں۔ اب یہ (عثمانی) اسی قبر میں پڑا ہوا ہے نا؟ جس کو یہ قبر نہیں مانتا تھا آخر اس کو کیوں وہاں پھینکا گیا ہے؟

دینی امور پر اجرت کی حقیقت

سوال نمبر ۴: کہتے ہیں ولا تشروا بآیاتنی ثمناً قليلاً امام کا دینی تعلیم پر پیسے لینا حرام ہے۔

جواب: یہ دیکھو آگے پیچھے سے قرآن کی آیت پوری پڑھتے ہی نہیں یہ تو ان کے لئے ہے یہودیوں کے لئے یکتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله (البقرہ: ۷۹) وہ تجھ کو فتوے لیکر "کمال عثمانی" کی طرح اس پر پیسے لے لیا کرتے تھے۔ ان کو کہا گیا تم جو کما رہے ہو۔ یہ کمائی تمہاری حرام ہے۔ اور یہ جو ہے حضرت فاروق اعظم کے زمانے سے وظیفہ مقرر تھا کتابوں میں موجود ہے میں نے ایک سے پوچھا۔ اے کا تھا "فداء الرمان" اس نے لکھا تھا دینی امور پر اجرت حرام ہے وہ اصل لینے کا ہے (پہلے یہاں رہتا تھا) آج کل وہیں رہتا ہے۔ تو مجھے جب ملا رسالہ لیکر آیا کہتا جی دیکھو قرآن نے کیا لکھا ہے:

ولا تشروا بآیاتنی ثمناً قليلاً (البقرہ: ۲۱)

"اللہ کی آیتوں کو تھوڑی رقم کے بدلے نہ بیچو"۔

میں نے کہا اب زیادہ تنخواہ دے لیا کریں ہمیں میں نے کہا تو نے یہ آیت کہاں سے لی ہے؟ کہنے لگا قرآن پاک سے میں نے کہا (قرآن کہاں) سے لیا تھا؟ اس نے کہا خریدنا تھا؟ میں نے کہا تو خود مجرم ہے۔ اللہ نے روکا تھا کہ آیتیں

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلواریں سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
استغفر الله تعالیٰ ربی من کفی ذنب واثوب الیه

(مت) خریدنا! تو تو خود قرآن کا منکر ہے۔ تو نے خود خرید کر کیوں لیا تو کہہ کہ یا اللہ جبرئیل کے ذریعے بھیج دیں مجھے کیونکہ خریدنا تو ناجائز ہے۔ اب یہ جو قرآن پاک جو لوگوں کو دیتے ہیں خرید خرید کے ولا تشسرو و بآیاتہی ثمنا قلیلاً کے مخالف ہیں یا نہیں۔ تو یہ خود تو قرآن کے منکر ہیں ہر بات میں۔ اس لئے بے چارے ابھر گئے ہوئے ہیں۔ اور پھر میں نے اس سے پوچھا۔ مولویوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں پرو فیسروں کے پیچھے کیوں نہیں لگے ہو؟ اسلامیات پر حاکم کے تنخواہ لیتے ہیں وہ بھی تو قرآن کی آیتیں پڑھاتے ہیں نا ہاں۔ ان کو آپ کیوں نہیں کہتے کہ آپ کی تنخواہ حرام ہے۔ مولوی کے پیچھے کیوں لگے ہو صرف؟ عربی ٹیچر جو ہیں انکلوں میں ان کو آپ کیوں نہیں کہتے تمہاری تنخواہ حرام ہے؟ اور یہ میں نے کہا صرف علماء کے پیچھے اب لگے ہوئے ہیں۔

عثمانی کا امام احمد ابن حنبلؒ پر کفر کا فتویٰ

سوال نمبر ۵: یہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو مشرک کہتے ہیں اور بتے ہیں کہ رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

جواب: تو انکے ہاں جیسے محاورہ ہے نا اردو میں کہ "ساوان کے اندھے" ہر ایسا جو سمجھتا ہے "ساوان میں ہر طرف ہریالی ہوتی ہے نا؟ تو جو ساوان میں اندھا ہو جائے اسکو ہر طرف ہریالی نظر آتی ہے تو ان مشرکوں کو ہر طرف مشرک ہی مشرک نظر آتے ہیں کیونکہ یہ خود مشرک ہیں۔ ان کو نہ توحید کی تعریف آنے نہ شک کی تعریف ان کو آتی ہے۔ تو اس لئے امام احمد بن حنبلؒ اگر ان کو مشرک نظر آتے ہیں تو وہ اس لئے کہ خود مشرک ہیں ان کی بینک ہی مشرکوں والی ہے۔ اور بینک رنگ کا ہے وہ امام احمد بن حنبلؒ کا رنگ نہیں ہے۔ رہا یہ کہ "رفع یدین" کے بغیر نماز نہیں ہوتی تو اس پر آپ ان سے پوچھیں:

"ایک حدیث لا دیں حضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ رکوع کی رفع یدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ ہم دس لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔"

محبت الہی کی نشانی

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

ان الذين آمنوا وعملوا الصالحات سيجعل لهم الرحمن ودا.
صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبي الكريم ونحن
على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب
العالمين . رب الشرح لي صدري ويسر لي امري . واحلل
عقدة من لساني بفقها اقبلي . رب زدني علما و ارزقني
فهما . سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم
الحكيم . اللهم صلى على سيدنا و مولانا محمد و على
آل سيدنا و مولانا محمد و بارك وسلم وصل عليه .

تمہید

دوستو بزرگو! میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی سورۃ مریم کی آخری
رکوع کی ایک آیت کریمہ تلاوت کی ہے۔۔۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کی
ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ شروع فرمایا سب سے پہلے نبی حضرت آدم
علیہ السلام ہیں اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

آپ کے بعد اب کوئی نبی اس دنیا میں پیدا ہونے والا نہیں ہے۔ باقی جتنے
انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں۔ حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک۔ ان سب کو نبی
مان لینے سے ایمان پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن رسول اقدسؐ کو صرف نبی ماننے سے
ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک آپ کو آخری نبی نہ مان لیا جائے۔

آخری نبی کا معنی

اس لئے ختم نبوت کا عقیدہ ہمارے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ آخری نبی کا
معنی کیا ہے۔ آج کل فتنوں کا دور ہے اس میں بھی لوگوں نے بحثیں شروع کر دیں کہ
خاتم کا کیا معنی ہے؟ (آخری سامعین)۔ آخری کا کیا معنی ہے؟ یاد رکھیں! ختم
نبوت کا مطلب جو علماء نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے نبی کا آنا حضرت محمد رسول
اللہ ﷺ کے بعد جس سے نبیوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے وہ ختم نبوت کے خلاف
ہے۔ مثلاً قرآن پاک کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ قرآن پاک کی کل کتنی
سورتیں ہیں؟ تو آپ کہتے ہیں کہ ایک سو چودہ (۱۱۴) پہلی سورت کوئی ہے؟ سورہ
فاتحہ۔ آخری سورت کوئی ہے؟ سورۃ الناس۔ اب پہلی ساری سورتیں بھی قرآن مجید
میں موجود رہیں تو پھر بھی اس سورۃ (والناس) کے آخری ہونے میں کوئی فرق نہیں
آتا۔

کیوں! اسلئے کہ پہلی ساری سورتوں کے قرآن مجید میں موجود ہوتے ہوئے
بھی اس سورت کا نمبر ایک سو چودہ ہوا ہے اور ان سورتوں کو ماننے سے سورتوں کی

تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی تعداد اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اگر دوبارہ تشریف لے آئیں تو نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہی رہتی ہے۔ اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر رسول اقدس ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو اور اس کو نبی مان لیا جائے تو پھر تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ایک ہو جائے گی۔ ایسے نئے نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف ہے۔

دین دشمنوں کا دھوکہ

عام طور پر دین دشمن دھوکہ دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے یہ دو عقیدے آپس میں متضاد ہیں۔

۱۔ سب سے طرف ان کا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے۔ جم مسلمان کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام پہلے انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں۔ آپ (عیسیٰ) نے آنے سے نبیوں کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔ یہ الفاظ ہم روزانہ استعمال کرتے ہیں۔

دیکھئے! آپ جمعہ پڑھنے کے لئے تشریف لائے جو آخر میں آکر بیٹھے گا ہم اس کے بارے میں کہیں گے کہ آنے والوں میں یہ آخری ہے۔ لیکن اس کے آخری ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جو پہلے آئے ہیں وہ تقریباً سب فوت ہو چکے ہیں۔ اسلئے اس کو آخری کہا جا رہا ہے۔ اس کے آخری ہونے کے خلاف وہ ہے جو اس کے بعد آیا اور جس کے آنے سے مسجد میں جتنے لوگ پہلے موجود تھے ان کی کثرت میں اضافہ ہو گیا۔ اس طرح اگر کوئی سورت ایک سو پندرہویں بن جائے تو وہ الناس کے آخری ہونے کے خلاف ہے لیکن پہلی ساری سورتیں بھی قرآن پاک میں موجود ہیں۔ یہ اس کے آخری ہونے کے خلاف نہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا ختم نبوت کے خلاف نہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کی دوبارہ آمد کا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ ہاں کوئی نیا نبی دنیا میں پیدا ہو جائے جو پہلے انبیاء کی فہرست میں شامل نہیں۔ اس کا آنا یقیناً ختم نبوت کے خلاف ہے۔ جب نبی اقدس ﷺ آخری نبی ہیں تو ظاہر ہے کہ اب کوئی وحی تو آسمان سے آنے والی نہیں۔ اب کیسے پتہ چلے کہ فلاں شخص اللہ کے ہاں مقبول ہے یا نہیں؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ایک اصول بتا دیا کہ جب وحی کا دروازہ بند ہو جائے۔ وحی دنیا میں آتی بند ہو جائے گی اس کے بعد یہ پتہ چلانا کہ کون خدا کے ہاں مقبول ہے اور کون نہیں۔ اس کا کیا طریقہ ہوگا۔

دنیا میں توبہ قبول ہونے کا علم

جیسے مولانا رومؒ سے کسی نے یہ سوال پوچھا کہ حضرت انسان گناہ کرتا ہے گناہ نے بعد وہ بچھتا ہے پھر وہ توبہ کرتا شروع کر دیتا ہے کیا دنیا میں انسان کو پتہ چل سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی توبہ قبول کر لی ہے یا نہیں؟ وحی تو کوئی نہیں آئے گی کہ جسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ بتا دیں کہ میں نے تیری توبہ قبول کر لی ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ ہاں دنیا میں بھی پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری توبہ قبول کر لی ہے یا نہیں۔ پوچھا کہ حضرت کیسے پتہ چل سکتا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر گناہ کی طرف سے مومن کے دل میں ایک نفرت رکھی ہوئی ہے۔

دیکھئے! خنزیر حرام ہے۔ اب مسلمان زبان سے بھی اس کا نام لینے کو عیب خیال کرتا ہے لیکن اسلام میں جتنا خنزیر حرام ہے اتنی ہی شراب حرام ہے۔ اب جس آدمی نے دنیا میں پہلی مرتبہ شراب پی۔ یقیناً اس کے خمیر نے اس وقت اس پر اہانت کی ہوگی۔ اس نے پیئے وقت ادھر ادھر دیکھا ہوگا کہ کوئی مجھے دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ لیکن شراب پینے کے بعد دوبارہ بارہ پی۔ تو اب اس کے دل سے شراب کی وہ

نفرت نکل گئی۔ اب وہ لوگوں میں بیٹھ کر فخر یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے شراب پی ہے اب اس نے اگر توبہ شروع کر دی تو بہ کرتا رہا۔ اس کے دل میں اگر شراب کی اتنی ہی نفرت پیدا ہو جائے جتنی خنزیر کی ہے تو یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کر لی ہے۔ اور اگر یہ نفرت دنیا میں رہتے ہوئے پیدا نہیں ہوئی تو پھر اسے مزید توبہ کرنی چاہئے کیونکہ ابھی اسکی توبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوئی۔

دیکھئے! ایک آدمی شراب پیتا ہے۔ اسی شراب پینے والے سے اگر آپ کہیں کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے کھالو۔ تو وہ آپ کا سر پھاڑنے کو آتے گا۔ حالانکہ شریعت میں دونوں کی حرمت برابر ہے کوئی فرق نہیں ذرا برابر بھی فرق نہیں پینے والے کی طبیعت میں فرق ہے کہ اس کے دل سے شراب کی نفرت نکل گئی ہے۔ جبکہ خنزیر کی نفرت ابھی اسی طرح باقی ہے۔ اس لئے دنیا میں یہ پہچان کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں توبہ قبول فرمائی ہے یا نہیں۔

مولانا رحمہ فرماتے ہیں کہ اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ گناہ جو پہلے کر چکا ہے اس کا دل میں خیال آئے تو دل میں جلیں پیدا ہو کہ یہ گناہ میں نے کیوں کیا تھا؟ ایسا مجھ سے کیوں ہوا تھا؟ جب گناہ کے بارے میں ایسی نفرت پیدا ہو جائے گی تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی ہے۔

کون اللہ کے ہاں مقبول ہے کون نہیں؟

اسی طرح دنیا میں یہ اصول کہ کون شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے اور کون نہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس سے محبت فرماتے ہیں اس کے بارے میں ضرورت جبرائیل علیہ السلام کو یہ حکم فرماتے ہیں کہ عرش پر اعلان کر دو کہ فلاں آدمی سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں اس کے بعد ساتویں آسمانوں پر ترتیب وار منادی کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں تو سارے آسمانوں کے فرشتے اس سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اسی منادی کے اثرات زمین پر آتے ہیں تو زمین پر رہنے والے

ایک لوگوں کے دلوں میں بھی اللہ تعالیٰ اس شخص کی محبت پیدا فرما دیتے ہیں۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ کے دل اس کی طرف جھک جاتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء کے دل اس کی محبت سے بھر جاتے ہیں۔ اور دنیا اس کی محبت کی طرف جھک جاتی ہے۔

دین دار طبقوں کا کسی کی محبت کی طرف جھک جانا۔ وحی ختم ہونے کے بعد اب یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے۔ اسی اصول پر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دین اور اپنے نبی پاک ﷺ کی سنت کو مرتب کرنے والوں میں سے چار اماموں کو اپنی مقبولیت عطا فرمائی کہ جن کی طرف اولیاء اللہ جھکے، محدثین جھکے، فقہاء جھکے، مفسرین جھکے، بادشاہ جھکے اور عوام بھی جھکے۔

ان چار ائمہ میں سے جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ مقبولیت عطا فرمائی وہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

اولیاء اللہ امام اعظم کے مقلد

حضرت داؤد طائی، بایزید بسطامی، سید علی، جویری، بابا فرید الدین گنج شکر، مجدد الف ثانی، خواجہ معین الدین چشتی، اجیرمی، بڑے بڑے اولیاء اللہ کے حالات کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو وہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مقلدین میں نظر آتے ہیں۔ امام اعظم کی تقلید سے باہر نکلنا بے دینی ہے۔

مجدد الف ثانی (جو مکتوبات امام ربانی کے ساتھ شائع ہوئی ہے) میں حضرت مجدد الف ثانی اپنا ایک عجیب واقعہ ذکر فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آتی تھی کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ اگر پڑھی لی جائے تو یہ زیادہ اچھا ہے نہ بت نہ پڑھنے کے کیونکہ پڑھنا پھر بھی ایک کام ہے اور کام کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ملے گا۔ اور نہ پڑھنا یہ کوئی کام تو نہیں ہے اس لئے اس نشی پر اللہ تعالیٰ سے کچھ ملنے کی امید نہیں۔ تو خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے جہاں کچھ ملنے کی امید ہو وہ کام کرنا زیادہ بہتر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ کئی سالوں تک یہ بات میرے دل

میں کھٹکتی رہی لیکن اس کے باوجود ایک دن بھی پوری عمر میں میں نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی۔ کیوں نہیں پڑھی؟ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مقلد ہوں اور آپ کی تقلید سے باہر نکلنے کو میں بے دینی سمجھتا ہوں دل میں جو یہ کھٹک پیدا ہوتی رہی اس پر میں کنٹرول کرتا رہا۔ جس طرح انسان مجاہدہ کرتا ہے مشقت برداشت کرتا ہے اسی طرح میں اس کو مجاہدہ سمجھتا رہا۔ اس مجاہدہ ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ بات کھول دی کہ واقعاً سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک قوی ہے۔ وہ حدیث مبارکہ بھی میرے سامنے آگئی۔ جس میں نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اجر ملتا ہے۔ اور جو سنتا ہے اسے اللہ تعالیٰ دو اجر عطا فرماتے ہیں۔

(مہاجر، اردو، ص ۱۵۷)

فاتحہ کے علاوہ امام کے پیچھے کیوں نہیں پڑھتے؟

پھر یہ۔۔۔ دل میں یہ بات بھی آئی کہ قرآن پاک کی سورتیں تو کل ایک سو پندرہ ہیں۔ ایک سو تیرہ سورتیں کوئی امام بھی (نماز والے) امام نے پیچھے پڑھنے کی اجازت دینے کو تیار نہیں ہے۔ تو اثر یہی قیاس کرنا ہے کہ پڑھنے پر کچھ ملے گا تو صرف فاتحہ کے بارے میں یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے بلکہ آگے بھی سوچ جاری رہنی چاہئے کہ ساری سورتیں امام کے پیچھے پڑھنی چاہئیں۔ جب قرآن پاک کی ایک سو تیرہ سورتوں کے بارے میں سب ائمہ کا اتفاق ہے کہ یہاں نہ پڑھنے پر بھی اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتے ہیں تو اس سورۃ کے بارے میں بھی یہی سوچنا چاہئے۔

وسوسہ ڈالنے والے کو جواب

ایک بات چلتے ہوئے عرض کر دوں۔ آج دوسووں کا دور ہے۔ لوگ دلوں میں وسوسے پیدا کرتے ہیں۔

میں ایک جگہ تقریر کیلئے گیا ایک نوجوان میرے پاس آیا اس نے کاغذ پر لکھا

۱۸ تھا۔ کہ حنفی مذہب میں مسئلہ یہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے کہنے لگا۔ حضرت یہ آپ کا مسئلہ ہے نا؟ اور کہنے لگا کہ میں بھی حنفی ہوں اس مسئلہ کی ایک حدیث مجھے کاغذ پر لکھ دیں۔ میں نے کہا کہ یہ ہمارا مسئلہ ہی نہیں۔

کہنے لگا کہ آپ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں پڑھتا۔ اس نے کہا کہ پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ ہمارا مسئلہ نہیں؟ میں نے کہا کہ یہ مسئلہ ہمارا نہیں ہے جو کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔

ہماری فقہ کی کسی کتاب میں یہ مسئلہ قطعاً مذکور نہیں ہے کہ بغیر فاتحہ کے نماز پوری ادا ہو جاتی ہے۔ ائمیں کوئی نقص نہیں رہتا۔ اس نے پوچھا کہ پھر مسئلہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ پہلے ہمارا مسئلہ سمجھو یہ لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالنے کا عجیب انداز ہے کہ ایک آدمی کسی نوجوان سے پوچھتا ہے کہ آپ نماز پڑھ آئے ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ جی پڑھ آیا ہوں۔

اچھا آپ نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھی تھی؟ کہتا ہے کہ میں نے تو نہیں پڑھی۔ پھر وہ خود سے لقمہ دیتا ہے کہ اس کا مطلب ہوا کہ آپ کے نزدیک فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ یہ خود ایک بات اسے بتا کر۔ تاہم کرا لیتا ہے۔ اس کے بعد کہتا ہے کہ جاذب ایک حدیث لاؤ جس کا ترجمہ یہ ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ خود اس کا اپنا بنایا ہوا مسئلہ ہے ہماری فقہ کا یہ مسئلہ بالکل نہیں ہے آپ سوچیں گے کہ ہم فاتحہ پڑھتے تو نہیں پھر مسئلہ کیا ہے؟ میں عرض کرتا ہوں۔

خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا

اب آپ جمعہ کے لئے تشریف لائے ہیں۔ سنن کبریٰ تہذیبی... ج ۳ ص ۹۶ اور مدونہ کبریٰ... ج ۱ ص ۷۰ میں امام مالکؒ اپنی سند سے یہ روایت بیان فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں لا جمعة الا بخطبة۔ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا اور آپ سب اس بات کو مانتے ہیں کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ میں آپ سے

پوچھتا ہوں کہ آپ سب کو خطبہ جمعہ یاد ہے؟ (نہیں..... سامعین) تو پھر کیا ہم خطبہ جمعہ جیب میں ڈال کر لائیں۔ کہ جب خطیب صاحب خطبہ پڑھیں تو ہم اپنے پاس سے لکھا ہوا خطبہ اوپر دیکھ کر پڑھ لیں۔ یعنی خطیب زبانی پڑھے گا ہم ناظرہ پڑھ لیں گے۔ کیونکہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔

کیا آپ خطبہ نہیں پڑھیں گے؟ (نہیں..... سامعین)

جب آپ جمعہ پڑھ کر واپس تشریف لے جائیں گے آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ جمعہ خطبہ والا پڑھ کر آئے ہیں یا بغیر خطبہ کے آپ کیا کہیں گے؟ کیونکہ آپ نے خود تو خطبہ پڑھا نہیں ہوگا۔ اب اگر کوئی آپ سے کہے کہ آپ نے خود خطبہ نہیں پڑھا اس سے پتہ چلا کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ ہو جاتا ہے۔

تو آپ خود ہی بتائیں کہ کیا یہ آپ کا مسئلہ ہے؟ (نہیں..... سامعین) بالکل نہیں ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح ایک اذان ایک محلے کے لئے کافی ہے۔ ہم باجماعت نماز پڑھ کر گئے ہیں۔ اذان صرف ایک مؤذن نے کہی ہے۔ باقی ہم میں سے ہر ایک نے اذان اپنی دی نہیں۔

کبھی بھی ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم بغیر اذان کے نماز پڑھ کر آئے ہیں نماز باجماعت میں اقامت صرف ایک آدمی نے کہی ہے۔ سب نے تو اپنی اپنی اقامت نہیں کہی نا؟

ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ اقامت ساری جماعت کے لئے ہے۔ قد قامت الصلوٰۃ۔ اب کوئی ہم سے پوچھے کہ آپ نے خود اقامت کہی تھی؟ ہم یہ کہیں گے کہ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی اقامت نہیں کہی تھی۔

اب اس کا نتیجہ اگر کوئی کاغذ پر یہ لکھ دے کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کا مسئلہ یہ ہے کہ اقامت کے بغیر جماعت ہو جاتی ہے اذان کے بغیر جماعت ہو جاتی ہے۔ تو اس نے آپ کے ذمہ الزام لگایا ہے۔ کیونکہ یہ آپ کا مذہب یا مسئلہ نہیں ہے۔ اسی طرح ہمارا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ فاتحہ اور سورۃ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ اکیلے آدمی کی نماز بغیر سورۃ فاتحہ کے نہیں ہوتی۔ ہاں امام کے پیچھے امام

کی پڑھی ہوئی سورہ فاتحہ سب کی طرف سے ہو جاتی ہے جس طرح:

☆..... مؤذن کی اذان سب کی طرف سے ہوگئی۔

☆..... اقامت کہنے والے کی اقامت سب کی طرف سے ہوگئی۔

☆..... خطبہ دینے والے کا خطبہ سب کی طرف سے ہوگیا۔

اس طرح امام کا پڑھا ہوا قرآن پاک (سورۃ فاتحہ اور دیگر سورتیں) سب کی طرف سے ہوگیا۔

اب ہمارے مسئلے کو کوئی اس طرح لکھ دے کہ آپ یہ حدیث دکھائیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا چونکہ امام کی پڑھی ہوئی قرأت سب کی طرف سے ہو جاتی ہے۔ تو بات واضح تھی۔ ہم یہ حدیثیں پیش کرنے کو تیار ہیں۔ یہی ہمارا مسلک ہے۔

امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

من كان له امام فقرأه الامام له قراءة.

(بخاری - ج ۱، ص ۲۲۹، مسند احمد - ج ۲، ص ۲۲۹)

(موطا امام محمد - ص ۹۶، مسند امام اعظم - ص ۶۱)

”جس کا امام ہو تو امام کی پڑھی قرأت ہی اس مقتدی کی قرأت ہے۔“

جو ہمارا مسئلہ ہے۔ وہ تو بالکل حدیث کے الفاظ مبارک میں آرہا ہے۔ لیکن ایک مسئلہ خود گھڑ کر ہمارے ذمہ لگا دینا۔ اور اس پر یہ کہنا کہ یہی الفاظ ہوں۔ حالانکہ یہ مسئلہ نہ ہماری فقہ میں ہے اور نہ ہی ہمارا یہ مسئلہ ہے۔ آج کل وسوسے ڈالنے کا بھی ایک عجیب انداز ہے۔

بہر حال میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اس وقت عند اللہ مقبولیت کی جو دلیل ہے وحی کے نازل نہ ہونے کے بعد وہ یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کا جھکاؤ جس طرف ہو جائے۔ بڑے بڑے اولیاء اللہ بڑے بڑے محدثین بڑے بڑے فقہاء کا جھکاؤ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے مقلدین دو ٹکٹ ہیں

حضرت مجدد الف ثانیؒ ہی فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلدین دو ٹکٹ مسلمان ہیں^(۱)۔ یعنی تمام مسلمانوں کے اگر تین حصے کئے جائیں تو دو حصے مسلمان صرف اور صرف امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلدین ہیں۔ جن میں بڑے بڑے اولیاء اللہ بھی ہیں۔ نبی اقدس ﷺ نے ایک حدیث پاک میں فرمایا دین کے غلبہ کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں میری امت میں اس وقت تک دین غالب رہے گا جب تک جہاد اور فقہ فی الدین رہے گا۔ (بخاری ج ۱، ص ۸۔ مسلم ج ۲، ص ۱۳۲)

آپ حیران ہوں گے کہ ان دونوں باتوں میں امامت اور پیشوائی کا مقام صرف حنفیوں کو ہی حاصل ہے۔ کیونکہ جہاد بادشاہ اور خلیفہ کی ماتحتی میں ہوتا ہے۔ تاریخ اسلامی اٹھا کر دیکھیں کہ ہزار میں سے ۹۹۹ نو سو ننانوے بادشاہ حنفی گذرے

(۱) حضرت امام ربانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واسے ہزار واسے از صہبائے بارہ ایٹان وار نظر ہائے قاسد ایٹان۔ بانی فقہ ابو حنیفہ است۔ وہ از فقہ اور مسلم داشت اند۔ و در بلع باقی ہم شرکت دارند باوے۔ در فقہ صاحب خانہ است و دیگران ہمہ عیال و سنے اند۔ باوجود انتظام اس مذہب مرابا امام شافعی کو یا محبت ذاتی است و بزرگ میدانم لبذ اور بعض اعمال ناقہ تھلید مذہب آدمی نمایم۔ اماچہ کھم کہ دیگران را باوجود نور و کمال تقویٰ در جب امام ابی حنیفہ در کجک ظلالاں ی باہم۔ والا مرانی اللہ سبحانہ۔

(مکتوبات شریف۔ مکتوب نمبر ۵۵، دفتر دوم)

ترجمہ: "انہوں! ہزار انہوں! ان کے تعصب بارہ اور ان کی نظر قاسد پر فقہ کے بانی ابو حنیفہؒ ہیں اور ملائے فقہ کے تین حصے آپ کے لیے مسلم رکھے ہیں اور باقی چوتھائی میں دوسرے حضرات آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ فقہ میں صاحب خانہ وہ ہیں اور دوسرے ان کے عیال ہیں۔ مذہب حنفی کے التزام کے باوجود امام شافعی کے ساتھ مجھے گویا ذاتی محبت ہے اور ان کی عظمت اور بزرگی کا قائل ہوں۔ اس لیے بعض نقلی اعمال میں ان کے مذہب کی تھلید کرتا ہوں۔ لیکن کیا کروں دوسرے حضرات کو نور و کمال تقویٰ کے باوجود امام ابو حنیفہؒ کے مقابلہ میں بچوں کے رنگ میں پاتا ہوں۔"

ایک مقام پر مزید فرماتے ہیں:

سوار اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان۔ (مکتوبات شریف۔ ص ۱۳، دفتر دوم)

ترجمہ: "اہل اسلام میں سے سوار اعظم مقلدین ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جماعت ہے۔" (محمد ظفر مغل عتد)

ہیں۔ ہزار میں سے نو سو ننانوے ننانوے فیصد میں نہیں کہتا۔ اس کا مقصد یہ ہو کہ ان بادشاہوں اور خلفاء نے جہاں جہاں بھی جہاد کیا۔ وہ جہاد دین کی سر بلندی کیلئے تھا اور جب ہم فقہ کو دیکھتے ہیں تو فقہ کے باقی امام بھی یہ بات مانے کیلئے تیار نظر آتے ہیں کہ اس فن (فقہ) میں ہمارے پیشوا امام سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ ہی ہیں۔

امام مالکؒ کا فتویٰ فقہ حنفی کے مطابق

امام مالکؒ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے زمانہ میں ہیں۔ آپ مدینہ منورہ میں بیٹھے ہیں۔ امام لیث بن سعدؒ جو پورے مصر کے بہت بڑے مفتی تھے یہ حضور کے روضہ پاک کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ روضہ رسول ﷺ کی حاضری کے بعد امام مالکؒ کی طرف گئے۔ امام مالکؒ فتویٰ دے رہے تھے۔ امام لیثؒ دیکھتے ہیں کہ امام مالکؒ نے جتنے فتوے دیئے ہیں وہ سب فقہ حنفی کے موافق تھے۔ امام مالکؒ سے کہنے لگے کہ آپ تو بالکل عراقی بننے جا رہے ہیں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی ائمہ پر فتوے دے رہے ہیں۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ مجھے امام صاحبؒ کی فقہ کے سائے ہزار مسائل پہنچے ہیں میں ان پر فتویٰ دیتا ہوں۔ امام مالکؒ نے فرمایا اے لیثؒ بن سعد ابو حنیفہؒ کے لئے اللہ تعالیٰ نے علم کے دروازے کھول دیئے تھے اس لئے علم ان کے پاس تھا۔

امام ابو حنیفہؒ امام اوزاعیؒ کی نظر میں

امام اوزاعیؒ شام کے ملک میں رہتے تھے۔ امام عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں جب علم حاصل کرنے کے بعد اپنے ملک شام میں پہنچا تو امام اوزاعیؒ نے پوچھا کہ عبد اللہ تم بہت عرصہ باہر رہے ہو۔ کہاں گئے ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت میں دین کا علم حاصل کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔ کہنے لگے کہاں کہاں گئے؟ میں نے بتایا کہ مکہ مکرمہ رہا۔ مدینہ منورہ رہا کوفہ میں رہا بصرہ میں رہا اور دین کے علم کی تکمیل کرتا رہا۔ امام اوزاعیؒ نے فرمایا عبد اللہ سنا ہے کہ کوفہ میں ابو حنیفہؒ نامی

کوئی شخص ہے اور وہ قیاس سے دین میں مسائل داخل کرتا ہے کہیں تم اس کے پاس تو نہیں گئے تھے؟ امام عبداللہ بن مبارکؒ تو شاگرد ہی امام اعظم ابو حنیفہؒ کے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب میں نے امام اوزاعیؒ کی زبان سے یہ بات سنی تو چونکہ امام اوزاعیؒ بھی بہت بڑے امام تھے۔ مجتہد تھے اسلئے میں انکی بات سن کر خاموش رہا۔ واپس گھر آ گیا۔ جب میں نماز ادا کرنے کے لئے گیا تو میں اپنے ساتھ فقہ حنفی کے چند اوراق ساتھ لے گیا۔ ان اوراق پر ہر مسئلہ کے شروع میں لکھا تھا۔ قال نعمان۔ کہ نعمان نے یوں فرمایا۔ میں جب مسجد میں جا کر وہ اوراق پڑھنے لگا تو امام اوزاعیؒ نے پوچھا عبداللہ کیا پڑھ رہے ہو؟ میں نے کہا دینی مسائل ہیں۔ فرمانے لگے ذرا مجھے بھی دکھاؤ۔ میں نے امام اوزاعیؒ کو وہ کاغذ دے دیئے۔ امام اوزاعیؒ ان کو پڑھنے لگے۔ دو تین مسئلے پڑھنے کے بعد پوچھنے لگے کہ عبداللہ یہ نعمان کون بزرگ ہیں؟ میں نے کہا حضرت میں علم حاصل کرنے گیا تھا وہاں ایک بزرگ تھے میں نے ان سے علم حاصل کیا ہے امام اوزاعیؒ پھر پڑھنے لگے اور پھر کہا کہ یہ بزرگ کہاں رہتے ہیں؟ وہ مسائل جو کئی سالوں سے میرے ذہن میں کھنک رہے تھے دل کسی ایک طرف مطمئن نہیں ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس (نعمان) کے لئے علم کا دروازہ ایسے کھول دیا ہے کہ اس نے وہ مسائل بڑے صاف کر دیئے ہیں۔ پھر میں نے یہی کہا کہ حضرت یہ ایک بزرگ تھے جن سے میں پڑھتا رہا۔ فرمایا عبداللہ! اگر ان کے اور مسائل بھی آپ کے پاس ہیں تو مجھے ضرور دینا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ اگلی نماز کے لئے جاتے وقت میں کچھ اور مسائل ساتھ لے گیا۔ اسی طرح تین دن تک ہوتا رہا۔ امام اوزاعیؒ وہ مسائل پڑھتے بڑی تعریف فرماتے بار بار پوچھتے کہ یہ بزرگ کہاں رہتے ہیں؟ ان کا تعارف کیا ہے؟

کہتے ہیں کہ تیسرے دن میں نے عرض کیا کہ حضرت! یہ وہی ابو حنیفہؒ ہیں جن کے بارے میں آپ سخت ست فرما رہے تھے۔ اب دیکھئے وہ زمانہ خیر القرون کا ہے ان لوگوں کے دلوں میں تعصب نہیں تھا۔ جب امام اوزاعیؒ نے عبداللہ بن مبارکؒ کی زبان سے یہ الفاظ سنے کہ یہ نعمان تو وہی ابو حنیفہؒ ہیں تو انہوں نے جلدی

سے وہ کاغذات جو وہ پڑھ رہے تھے۔ ایک تپائی پر رکھے اور خود دو رکعت نفل نماز کی نیت باندھ لی نفل نماز ادا کرنے کے بعد انہوں نے ان الفاظ میں دعا کرنی شروع کی کہ ”اے اللہ تعالیٰ مجھے کسی نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے بارے میں غلط اطلاع دی تھی جو کچھ آج تک میں نے ان کے بارے میں اپنی زبان سے کہا ہے۔ اے اللہ! میں معافی مانگتا ہوں۔ اے اللہ! تو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے درجات اور بلند فرما اور ان کے علم میں اور برکت عطا فرما۔“

وہ مسائل جو ہمارے ہاں سال ہا سال سے حل نہیں ہو رہے تھے وہ مسائل ان کے ہاں حل شدہ ہیں۔ دیکھئے! ان لوگوں میں ضد اور تعصب بالکل نہیں تھا۔ بڑے بڑے محدثین اور فقہاء اس طرف مائل تھے۔

یہ جو حضرت رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک ہے کہ دو چیزوں کی برتری سے دین اسلام کی برتری رہے گی۔ کیونکہ مجاہدین کا کام ہوتا ہے ملک گیری۔ وہ ملک کافروں سے چھین کر اسلامی حکومت میں شامل کرتے ہیں۔ اب جب وہ علاقہ اسلامی حکومت میں آ گیا۔ اب ضرورت ہے کہ وہاں اسلامی قانون نافذ کیا جائے اور اسلامی قانون نافذ کرنے والے فقہاء اسلام ہوا کرتے ہیں اس لئے اسلامی قانون جہاں نافذ ہوگا وہاں ہی اسلام کی برتری ہوگی۔ نبی اقدس ﷺ نے برتری کے لئے جو دو باتیں ارشاد فرمائیں ان دونوں میں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مقلدین کو امامت اور پیشوائی کا مقام حاصل ہے۔

ہندوستان فتح کرنے والے کو جنت کی خوشخبری

پھر خاص طور ہمارے علاقہ کے لئے۔ نسائی شریف صحاح ستہ کی کتاب ہے اس میں ایک باب ہے۔ اس کا نام ہے باب ”غزوۃ الہند“۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ ہندوستان کو فتح کرنے والے جو لوگ ہونگے ان کو اللہ تعالیٰ جنت کی بشارت عطا فرماتے ہیں^(۱)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر جہاد کا یہ واقعہ میری زندگی میں ہوا تو میری خواہش ہے کہ میں ضرور جہاد میں شریک ہوں گا۔ تاکہ نبی اقدس ﷺ کی جس طرح اور بہت سے بشارات میں نے پوری ہوتی دیکھیں ہیں اس میں بھی میں حقدار ہو جاؤں اور حصہ وار بن جاؤں اور اگر میرے بعد ایسا واقعہ پیش آیا تو ان لوگوں کو میری طرف سے مبارک دے دیتا۔

اب آپ اندازہ لگائیں کہ کتنے بادشاہوں نے اس ملک کو فتح کیا ہے (خواہ) وہ غوری خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ ایک خاندان سے تعلق رکھتے ہوں مقلد خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ سوری خاندان سے تعلق رکھتے ہوں یہ سب کے سب حنفی تھے ان میں سے ایک بھی غیر حنفی نہیں تھا۔ آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث پاک جو مسند امام احمد میں سولہ سندوں سے اور سنن نسائی میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ اس سے یہ پتہ چلا کہ اس ملک کا جہاد اور جو مجاہدین و فاتحین ہیں ان کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے خصوصی طور پر بشارت فرمائی تھی اور اس ملک کے فاتحین نہ رافضی ہیں اور نہ غیر مقلدین ہیں۔ نہ منکرین حدیث ہیں نہ کسی اور فرقے والے ہیں بلکہ اس ملک کے فاتحین صرف اور صرف حنفی ہیں۔ ان آیات اور احادیث سے حقیقت کی عند اللہ مقبولیت کا پتہ چلتا ہے۔

ہندوستان کے بڑے بڑے محدث حنفی تھے

اپنے تو اپنے بیگانے جو بظاہر مخالف ہیں ان لوگوں کے سامنے بھی جب

(۱) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

عسا بنان من امتی اخر ذہما اللہ من النار عصابة تغز والہند و عصابة تكون مع عہسی بن مرہم

(مسند احمد۔ ج ۲، ص ۲۲۹ : نسائی ج ۲، ص ۶۳) (محمد حنفی من)

ایسی چیزیں آئیں تو انہوں نے بھی اقرار کیا۔

تاریخ اہل حدیث مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے جو سیالکوٹ میں بیٹھ کر لکھی۔ اس میں میاں نذیر حسین دہلوی سے پہلے محدثین کا ذکر آیا ہے۔ سید علی حسینی ہوں شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہوں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہوں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ہوں شاہ رفیع الدین محدث دہلوی ہوں شاہ عبدالقادر محدث دہلوی ہوں یہ جتنے بزرگ گزرے ہیں۔ جنہوں نے اس ملک (برصغیر) میں حدیث نبوی کی خدمت کی ہے۔ یہ سارے کے سارے حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔

دو (غیر مقلد مولوی) اپنا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ امرتسر میں (اس وقت ابھی پاکستان نہیں بنا تھا) آل انڈیا الہدیت کانفرنس ہوئی تھی۔ تین ماہ پہلے ہی ہمیں مضامین بھیج دیئے گئے کہ کس کس مضمون پر تقریر کرنی ہے۔ ہمارے دوستوں کا جلسہ عموماً اختلافی مسائل پر ہی مبنی ہوا کرتا ہے۔ مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ مجھے مضمون یہ دیا گیا۔ کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے یا نہیں؟

کہتے ہیں کہ اس مضمون کو تیار کرنے کے لئے میں الماری سے کتابیں نکال کر تیاری کرنے لگا۔ اب جوں جوں میں کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہوں میرے دل میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کے طرف سے میل اور کدورت پیدا ہوتی جا رہی تھی میں سوچتا ہوں کہ قرآن کی آیت میں تو آ رہا ہے کہ ایمان بڑھتا ہے اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ایمان نہیں بڑھتا نہ گھٹتا ہے۔ آخر قرآن پاک کے خلاف امام اعظم ابو حنیفہؒ نے مسئلہ کیوں بیان فرمایا؟ میرے دل میں یہ بات بڑھتی جا رہی تھی اور امام صاحبؒ کے لئے میرے دل میں کدورت پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ حالانکہ (اس میں قصور امام صاحبؒ کا نہیں تھا۔ مولانا کی اپنی سمجھ کا قصور تھا امام اعظم ابو حنیفہؒ نے جو مسئلہ بیان فرمایا ہے اس میں فقہ اکبر میں ساتھ ہی یہ الفاظ موجود ہیں کہ ایمان باعتبار مومن بہ کے نہ گھٹتا ہے نہ بڑھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جتنی چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے اس بارے میں نبی اور امتی سب برابر ہوتے ہیں۔

مثلاً نبی ایک خدا کو مانتا ہے تو ولی بھی ایک ہی خدا مانے گا۔ تین نہیں مانے

گا۔ محدث بھی ایک ہی خدا کو مانے گا دو کو نہیں مانے گا گنہگار آدمی کو بھی ایک ہی خدا پر ایمان رکھنا ہے۔ یہ نہیں کہ بڑے لوگ ایک خدا مانیں اور چھوٹے دو خدا مانیں۔ یا بڑے لوگ چار خدا مانیں اور چھوٹے دو خدا مانیں ایسا نہیں ہوتا۔

اسی طرح اگر نبی اقدس ﷺ اور باقی سارے نبی فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو سب اولیاء اللہ کو بھی فرشتوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے اور گنہگاروں کو بھی فرشتوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ امام صاحبؒ کا مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ ایمان جتنی چیزوں پر رکھنا ضروری ہے ان میں سب برابر ہیں۔

ربانیہ مسئلہ کہ قرآن پاک میں جہاں یہ آتا ہے کہ ایمان بڑھا اس کا کیا مقصد ہے؟ امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ ایمان والی باتیں آہستہ آہستہ نازل ہوئیں۔ مثلاً پہلے توحید و رسالت پر ایمان رکھنا ضروری تھا۔ لیکن پانچوں نمازوں کی فرضیت ابھی نازل نہیں ہوئی تھی۔ جب پانچوں نمازوں کی فرضیت نازل ہوگئی تو اب ایمانیات میں ایک چیز بڑھ گئی نا۔

اس کے بعد روزوں کی فرضیت کا حکم آگیا تو اب ایمانیات میں ایک چیز اور بڑھ گئی۔ یہ اس دور کے اعتبار سے ہے کہ جب ابھی ایمانیات کے مسائل نازل ہو رہے تھے۔ لیکن جب دین کامل ہو گیا اور وہ فہرست مکمل ہوگئی اب اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

امام صاحبؒ کا مسئلہ یہ تھا جس کو مولانا ابراہیم میرسیالکوٹی سمجھ نہ سکے اور اس کو انہوں نے قرآن اور حدیث کے مخالف سمجھنا شروع کر دیا۔ ان کے دل میں مائل آیا۔ فرماتے ہیں کہ دوپہر کا وقت ہے۔ آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا بھی موجود نہیں۔ لیکن میرے کمرے میں گھپ (سخت) اندھیرا چھا گیا۔ میرے کمرے میں کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ میں حیران تھا کہ باہر سورج ہے روشنی ہے اور میرے کمرے میں بالکل تاریکی چھا گئی۔

میرے دل میں اس وقت یہ ڈالا گیا کہ یہ اس کدورت اور میل کی نحوست ہے جو تیرے دل میں امام اعظم ابوحنیفہ کے بارے میں پیدا ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ

جب یہ بات میرے دل میں آئی تو میں نے رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنی شروع کر دی۔ میں نے کہا اے اللہ تبارک و تعالیٰ تیرے کامل ولی اور اولیاء اللہ کے امام کے بارے میں آئندہ کبھی بھی اپنے دل میں میل نہیں لاؤں گا۔ اس بار مجھے معاف کر دیا جائے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ میں رو رہا تھا۔ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر رہا تھا۔ اندھیرا دوڑ دوڑ کر باہر لکھا جا رہا تھا۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسا نور چمکا کہ جسکے سامنے دوپہر کے سورج کی روشنی ماند پڑ گئی۔ میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی عقیدت کا نور ہے اسکے بعد فرماتے ہیں کہ اب کوئی امام اعظمؒ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ حاشیے پر لکھتے ہیں کہ جو صحابہؓ کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ بزار انصاری (شیعہ) ہے اور جو ائمہؒ کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ چھوٹا انصاری (شیعہ) ہے۔

جب یہ کتاب شائع ہوئی۔ "تاریخ الہدیث" جس میں مولانا نے یہ سب کچھ لکھا تو غیر مقلدین نے مولانا سے کہا کہ اس کتاب تاریخ الہدیث کو شائع کرنے پر آپ کے کتنے روپے خرچ ہوئے ہیں تاکہ وہ سارا معاوضہ آپ کو دے دیں اور اس کتاب کو جلا دیا جائے۔ آئندہ جب دوسرا ایڈیشن اس کتاب کا شائع ہو تو اس میں یہ واقعہ آپ بالکل نہ لائیں۔

مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی نے فرمایا کہ آپ اگر دہلی سے لیکر سیالکوٹ تک سونے کے ڈھیر لگا دیں تو پھر بھی میں یہ واقعہ اپنی کتاب سے نکالنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ القسما رونہ علی مایوی۔ فرمایا میں نے جو کچھ عالم بیداری میں دیکھ لیا ہے اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔ اندازہ لگائیں کہ جن لوگوں کے دل کی حس بیدار ہے ان کو پتہ چلتا ہے کہ ائمہؒ کی شان میں گستاخی کرنا کتنی بڑی نحوست ہے۔

مولانا عبدالجبار غزنوی اور امام ابوحنیفہؒ

مولانا داؤد غزنوی کی سوانح عمری لاہور ہی سے شائع ہوئی ہے ان کے بیٹے ابوبکر غزنوی نے شائع کی ہے۔ اس میں واقعہ موجود ہے کہ یہ غزنوی خاندان پہلے امرتسر میں آباد تھا مولانا داؤد غزنوی کے والد مولانا عبدالجبار غزنوی دیں رہتے تھے آپ کا مدرسہ تھا اس مدرسہ میں ایک بڑی عمر کا طالب علم بڑی کتابیں پڑھنے والا رہتا تھا اس کا نام عبدالعلی تھا۔

جیسے عام طور پر مدارس میں یہ ہوتا ہے کہ جو بڑے طالب علم ہوتے ہیں وہ مدرسہ میں سبق بھی پڑھتے ہیں اور کسی قریبی محلے کی مسجد میں نماز بھی پڑھا دیتے ہیں۔ اگر تقریر کر سکتے ہوں تو کہیں جہد بھی پڑھا دیتے ہیں امرتسر محلہ تیلیاں والا کی ایک مسجد میں یہ طالب علم عبدالعلی نماز بھی پڑھا کرتا تھا اور جمعہ کو تقریر بھی کرتا تھا۔ اس نے جمعہ کی تقریر میں یہ بات کہی کہ امام ابوحنیفہؒ سے میں زیادہ عالم ہوں۔ کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کو صرف سترہ (۱۷) حدیثیں یاد تھیں اور مجھے بہت سی حدیثیں یاد ہیں۔ اب یہ اپنا اپنا ذہن ہوتا ہے۔ یہ اوگ (غیر مقلد) سمجھتے ہیں حنفی حدیثیں اس کتاب میں آئی ہیں شاید اتنی ہی اسکو یاد تھیں۔

(چنانچہ غیر مقلدین کے ایک اور آدمی گذرے ہیں عبدالحق بناری جو اس فرقہ کے اصل بانی ہیں۔ انہوں نے ایک دن یہ بیان کیا کہ صحابہؓ کے علم سے ہمارا علم بہت زیادہ ہے۔ لوگوں نے پوچھا کیسے؟ کہنے لگا کہ حدیث کی کتابیں اٹھا کر دیکھ لو کسی صحابیؓ سے پانچ حدیثیں مروی ہیں۔ کسی سے سات کسی سے دس۔ کسی سے بارہ۔ اور ہم نے سینکڑوں حدیثیں پڑھی ہیں۔ اس لئے ہمارا علم حدیث صحابہ کے علم سے زیادہ ہے۔

اسی طرح امام عبدالعلی نے بھی یہ گستاخی کی کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کو تو صرف سترہ (۱۷) حدیثیں آتی تھیں۔ اور ہمیں بہت سی حدیثیں یاد ہیں۔ جو لوگ اس مسجد میں جہد پڑھ رہے تھے۔ ان میں غیر مقلدین بھی تھے۔ ان میں بعض لوگوں کو یہ بات

پسند نہ آئی۔ چنانچہ انہوں نے آکر مولانا عبدالجبار غزنوی کے پاس شکایت کی کیونکہ یہ عبدالعلی کے استاد تھے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کے شاگرد نے جمعہ کی تقریر میں امام صاحبؒ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ پوچھا کیا گستاخی کی ہے؟ انہوں نے کہا کہ حضرت اس نے یہ کہا ہے کہ امام صاحبؒ کو تین حدیثیں آتی تھیں اور ہمیں تو بہت سی حدیثیں آتی ہیں

دعا کرو اللہ تعالیٰ ہمیں گستاخی سے محفوظ رکھے (آمین)

پرسوں کی بات ہے کہ میں گوجرانوالہ میں تھا۔ ایک آدمی میرے سامنے آیا ایک ڈاکٹر صاحب ہیں وہاں جو کہ غیر مقلد ہیں۔ کالج کے تین چار لڑکے اس سے دوائی لینے گئے۔ تیار تھے اس نے دوائی دی اور ان لڑکوں سے پوچھا کہ آپ نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں جی نماز تو پڑھتے ہیں۔ لڑکیاں وغیرہ سر پر تھیں۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ بھی ان طلباء کا تعلق تھا۔

اس ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کی تو نمازی نہیں ہوتی۔ اور فقہ حنفی کی کتاب پر پیشاب کرنا جائز ہے۔ یہ اس ڈاکٹر کے الفاظ تھے۔ انہوں نے کہا کہ فقہ پر پیشاب کرنا جائز ہے کیا نبی اقدس ﷺ نے فرمایا ہے؟ ہم تو اتنے بڑے عالم نہیں ہیں لیکن ایک حدیث ہم نے کالج کی کتاب میں بھی پڑھی تھی حضرت ﷺ کا فرمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے فقیہ بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ تو فقہ کو برا اچھا سمجھتے ہیں آپ اس پر پیشاب کرنے کو کیوں تیار ہیں؟ اس نے کہا کہ فقہ حنفی پر پیشاب کرنا جائز ہے۔ اب ان طلباء کو اس بات پر بڑا دکھ ہوا۔ وہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں گئے۔ وہاں جا کر مولوی صاحب سے ملے اور انہوں نے کہا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ کوئی ہم سے بات نہیں کر سکتا۔ میں نے اتنے مولویوں کو بھگایا ہے۔ وہ بھاگ جاتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ جا کر اس ڈاکٹر سے لکھوا لاؤ۔ اب جب یہ لکھوانے گئے۔ چونکہ کالج کے لڑکے تھے اس کے سر ہو گئے کہ ہمیں لکھ کر دو۔ اس نے بات یہ لکھی کہ فقہ حنفی کی کتاب قدوری میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ کوئی جانور سے برائی کرے تو اس پر حد نہیں ہے۔ ایسی کتاب جس

میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہوا اس پر پیشاب کرنا بالکل جائز سمجھتا ہوں۔

مدرسہ میں مشتاق علی شاہ صاحب ہیں۔ وہ فقہ کی کتاب قدوری اور حدیث کی کتاب ابن ماجہ ترمذی وغیرہ ترجمہ والی لیکر چلے گئے اب وہاں اور بھی لوگ اکٹھے ہو گئے۔ انہوں نے لوگوں کو بتایا کہ فقہ حنفی کی کتاب قدوری وہ کتاب ہے جو قرآن پاک کی آیت سے شروع ہو رہی ہے۔ اب اس کتاب پر جو پیشاب کرے گا تو کیا قرآن پاک کی اس آیت پر پیشاب نہیں جائے گا؟ سب نے کہا کہ یقیناً جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس نے جو یہ لکھا ہے کہ قدوری پر پیشاب کرنا جائز ہے۔ تو کیا اس سے قرآن کریم کی گستاخی نہیں ہوئی؟ انہوں نے کہا کہ بالکل گستاخی ہوئی۔ مشتاق شاہ صاحب نے قدوری میں نبی اقدس ﷺ کی احادیث دکھائیں اور پوچھا کہ جب کوئی آدمی قدوری پر پیشاب کرے گا تو کیا ان احادیث پر پیشاب نہیں پہنچے گا؟ سب نے کہا کہ یقیناً پہنچے گا۔

شاہ صاحب نے کہا کہ جس مسئلہ کی بنیاد پر اس نے یہ بات کہی ہے وہ مسئلہ بعینہ حدیث کی کتاب ابن ماجہ میں بھی موجود ہے تو کیا اگر اس مسئلہ کی بناء پر اس کتاب پر یہ پیشاب کرنا چاہتا ہے تو حدیث کی کتاب پر بھی پیشاب کرے گا؟ وہاں بھی یہ الفاظ ہیں۔ من اتی بہیمۃ فلاحہ علیہ۔

یہی مسئلہ صحاح ستہ کی کتاب ترمذی شریف..... ص ۲۲۹ اور ابن ماجہ..... ص ۱۸۷ میں بھی ہے۔ من اتی بہیمۃ فلاحہ علیہ۔ اصل بات یہ ہے کہ ان بے چاروں کو فقہ کی سمجھ تو ہے ہی نہیں۔ شریعت اسلامیہ میں گناہ کبیرہ کی دوسرائیں ہیں۔ ایک حد۔ دوسری تعزیر۔ جہاں حد نہ ہو وہاں تعزیر لگتی ہے۔ حد نہ ہونے کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ کام جائز ہے یا کوئی بھی سزا نہیں۔ مثلاً فقہ اور حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی شراب پی لے تو اس پر (۸۰) کوڑے حد لگے گی۔ کتنے کوڑے؟ (۸۰ کوڑے..... سامعین) اب کسی حدیث کی کتاب میں آپ کو یہ نہیں ملے گا کہ اگر کوئی پیشاب پی لے تو کتنے کوڑے حد ہے۔ آپ کو کہیں بھی ایک کوڑا حد نہیں ملے گی۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ پیشاب پینا جائز ہے؟ (بالکل نہیں..... سامعین) کسی

حدیث کی کتاب میں یہ نہیں ملتا کہ اگر کوئی مسلمان کہلانے والا خنزیر کا گوشت کھالے تو کتنے کوڑے حد جاری ہوگی۔ لیکن کیا اس کا مطلب ہے کہ یہ جائز ہے؟ (نہیں..... سامعین) اس کو تعزیر لگے گی اس نے گناہ کیا ہے۔

فقہ میں تو یہ اصول لکھا ہے کہ من ارتکب بہیمۃ جس نے کوئی ایسا گناہ کیا ایس فی حد مقرر۔ جس میں کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ فیعذر اس پر تعزیر لگائی جائے گی۔ یہ قدوری سے لیکر ہدایہ تک میں موجود ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ دیکھو۔ ذاکر صاحب تم نے یہ جو بات کہی ہے۔ اب تم بتاؤ کہ ترمذی شریف پر تو پیشاب کرنے کے لئے تیار ہو؟ ابن ماجہ شریف جو حدیث کی کتاب ہے اس پر پیشاب کرنے کے لئے تیار ہو؟ لوگوں نے اس ذاکر کو گھیر لیا کہ تو رات دن یہاں گستاخیاں کرتا رہتا ہے فقہ کے بارے میں۔

آخر کار اس نے معافی مانگنی شروع کر دی اور تحریری طور پر یہ لکھ کر دیا کہ میں نے جو بات کہی تھی وہ غلط تھی اور میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔

یہ ٹھیک ہے کہ اس نے خدا سے ڈر کر نہیں بلکہ لوگوں سے ڈر کر یہ بات لکھی لیکن لوگوں کا ذہن تو ایسا ہی ہوتا ہے نا کہ یہ گستاخیاں کرتا ہے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے تحریر کر دیتے ہیں بعد میں پھر وہی گستاخیاں شروع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اس عبدالعلی نے بھی گستاخی کی کہ مجھے امام اعظم ابوحنیفہؒ سے زیادہ احادیث یاد ہیں۔ جب اس کے استاد مولانا عبدالبجار کے پاس یہ بات پہنچی تو انہوں نے فوراً ناظم مدرسہ کو بلایا اور فرمایا کہ عبدالعلی کا نام فوراً مدرسہ سے خارج کر دو (یہ مولانا عبدالبجار غیر مقلد مولانا داؤد غزنوی غیر مقلد کے والد تھے) اور آج کے بعد عبدالعلی مدرسہ میں پڑھنے نہ آئے۔ ہم اسے پڑھانے کے لئے تیار نہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہو کر مرے گا مولانا کے کہنے پر اس کو مدرسہ سے نکال دیا گیا مسجد سے نکال دیا گیا اور مولانا کے کہنے کے مطابق وہ ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا، مرزائی ہو گیا جب لوگوں نے مولانا کی بات پوری ہوتے دیکھی تو لوگ مولانا کے پاس آئے اور آکر کہا کہ حضرت یہ بات تو واقعی پوری ہو گئی ہے لیکن غیب کا علم تو

اللہ تعالیٰ کو ہے آپ کو کیسے پتہ چلا؟ فرمایا جب تم لوگوں نے عبدالعلی کی گستاخی کا ذکر میرے سامنے کیا تو میرے ذہن میں فوراً بخاری شریف کی حدیث قدسی آگئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب جس شخص نے میرے ولی کو دکھ پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے۔

(داؤد فزنوی..... ص ۱۹۱-۱۹۲)

اللہ والوں کو ستانے کی سزا

حضرت مجدد الف ثانی "بیٹھے تھے۔ اللہ والوں کے مخالف بھی بہت ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کسی عورت کو بھیجا اس نے مجدد صاحب کو آکر گالیاں دینا شروع کر دیں بہت مرید بیٹھے ہیں۔ اب ان مریدین کو غصہ آ رہا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے ان کو روکا۔ فرمایا اس کو کچھ نہیں کہنا وہ پھر اجازت مانگتے ہیں کہ حضرت یہ گالیاں بک رہی ہے۔ فرمایا اجازت نہیں ہے۔ اس کے بعد بیٹھے بیٹھے فوراً ایک آدمی کو فرمایا کہ اٹھ کر اس کے منہ پر زور سے تھپڑ مارو۔ اس نے اٹھنے میں دیر کر دی۔ آسمان سے بجلی گری اور وہ عورت مر گئی۔ مجدد صاحب نے مرید کو ڈانٹا فرمایا۔ دیکھو تم نے دیر کر دی۔ میں اس عورت کو معاف کر رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آ گیا۔ اب میں اس جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے چاہتا تھا کہ میری طرف سے میرا مرید اسکو مار دے تاکہ اس طرف سے بدلہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے قہر میں یہ نہ پکڑی جائے اب تیری اس دیر کی وجہ سے یہ سزا اس کو ملی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی غیرت کو جوش آتا ہے کہ جب کوئی اللہ والوں کو ستاتا ہے۔ مولانا عبدالجبار فرماتے ہیں کہ جب یہ حدیث میرے ذہن میں آئی تو میرے ذہن میں یہ بات حدیث پاک کے موافق بالکل جم گئی کہ اب اس شخص کے خلاف اللہ تعالیٰ نے اعلان جنگ کر دیا ہے۔ اور جنگ کے موقع پر ہر فریق کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ دوسرے فریق کا زیادہ سے زیادہ نقصان کرے۔ بڑے سے بڑا اس کا نقصان کرے اور مسلمان کے پاس ایمان سے زیادہ کوئی قیمتی چیز نہیں ہے۔ میرے ذہن

میں یہ بات آئی کہ اب اس کا ایمان سلامت نہیں رہے گا۔

حلالہ کا مسئلہ

اسی طرح کا ایک اور عبرت ناک واقعہ شامی شریف کی تیسری جلد باب التہذیر میں مذکور ہے۔

آج کل بھی ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں ایک آدمی کے بارے میں آتا ہے کہ وہ آیا اور کہتا ہے کہ بیوی کو تین طلاق سمجھانے والا لاکھ سمجھائے کہ ایک طلاق دے لو۔ اگر تم بہت ہی غصے میں ہو تمہیں بھی سوچنے کا موقع مل جائے گا۔ اس میں تم رجوع بھی کر سکتے ہو۔ بعد میں نکاح بھی کر سکتے ہو۔ لیکن غصہ میں کہتا ہے کہ نہیں میں نے تو تین ہی طلاقیں دینی ہیں۔ کم تو دینی ہی نہیں اب جب تین طلاقیں دے دیں۔ اب اس کے بعد بھاگتے ہیں کوئی خفی عالم اس کو یہ فتویٰ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ یہ بیوی تم رکھ سکتے ہو بغیر شرعی نکاح حلالہ کے۔

اب وہ غیر مقلدین کے پاس بھاگتے ہیں۔ وہاں جاتے ہیں ان سے فتویٰ ملتا ہے کہ یہ بیوی جائز ہے۔ یہ تو بالکل حرام حلالہ کا مسئلہ ہے۔

ایک غیر مقلد مولوی صاحب مجھے ایک دن کہنے لگے کہ آپ کے مذہب میں حلالہ ہے؟ میں نے پوچھا کون سا۔ ہمارے ہاں تو حلالہ بالکل مکروہ تحریمی ہے۔ حلالہ اس نکاح کو کہا جاتا ہے کہ نکاح کے اندر یہ شرط ہو کہ میں اس شرط پر یہ عورت تیرے نکاح میں دے رہا ہوں کہ تو ایک دفعہ صحبت کے بعد اس کو طلاق دے دینا اور وہ قبول کرنے والا کہے کہ میں واقعتاً اس شرط پر اس عورت کو قبول کر رہا ہوں۔ اس کو نکاح حلالہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہمارا کوئی بھی نکاح خواں ایسا نکاح نہیں پڑھتا آپ خدا جانے حلالہ کس کو کہتے ہیں۔

کہنے لگا کہ یہ پھر بھی ہے تو حلالہ۔ میں نے کہا آپ جو ساری عمر لوگوں سے "حرامہ" کرواتے ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کا زنا۔ کہنے لگا کہ اصل میں ہم تو فتویٰ اسلئے دے دیتے ہیں کہ چلو کچھ نہ کچھ تو ہو جائے گا۔ آخر اس نے اپنی بیوی لے لی تو جانی ہے

اگرچہ ہم فتویٰ نہ دیں۔ اسلئے ہم فتویٰ دے دیتے ہیں کہ چلو کچھ نہ کچھ تو ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ کچھ نہ کچھ نہیں بلکہ بہت کچھ ہو جاتا ہے۔ کہنے لگا کیا؟ میں نے کہا کہ آپ فتویٰ بھی نہ دیتے پھر بھی وہ میاں بیوی کی طرح رہتے تو کم از کم ساری عمر انکا ضمیر ان کو ملامت تو کرتا کہ گناہ کر رہے ہیں اور وہ اس گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتے۔ گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنا گناہ ہے لیکن گناہ کو حلال سمجھ کر کرنا کفر ہے۔ انسان کا ایمان چلا جاتا ہے۔ تم نے بیوی تو اس کے ساتھ بھیج دی لیکن ایمان تو دونوں کا برباد کر دیا۔

ایک اور واقعہ

ایک واقعہ آتا ہے کہ امام ابو بکر جرجانی جو امام ابو حفص کبیرؒ کے شاگرد ہیں۔ امام ابو حفص کبیرؒ امام محمدؒ کے شاگرد ہیں۔ اور امام محمدؒ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ ان کے سامنے ایک فتویٰ آیا کہ ایک حنفی نے کسی شافعی المذہب سے رشتہ طلب کیا۔ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر لڑکی کا رشتہ دوں گا کہ تم رفع یدین کرنا شروع کر دو اور امام کے پیچھے فاتحہ شریف پڑھا کر دو۔ اس نے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ اس نے رفع یدین بھی شروع کر دی اور امام کے پیچھے الحمد شریف بھی پڑھنی شروع کر دی اور نکاح ہو گیا۔ فتویٰ پوچھا گیا کہ یہ نکاح ہو گیا ہے یا کہ نہیں؟ شای شریف میں لکھا ہے کہ امام ابو بکر جرجانیؒ نے تھوڑی دیر سر جھکا کر غور فرمایا اور اس کے بعد فرمایا کہ نکاح ہو گیا۔ لیکن سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ مرتے وقت اس شخص کو ایمان اور کلمہ نصیب نہیں ہوگا۔ یہ بات سن کر تمام حاضرین کانپ اٹھے کہنے لگے حضرت یہ کیسے؟ فرمایا وہ جس مسلک کو حق سمجھتا تھا اس کو اس نے مردار دنیا کے لئے چھوڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کی اس طرح ناقدری جو کرے اور نعمت کی ناشکری کرے۔ اللہ کا قانون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی وہ نعمت چھین لیا کرتا ہے۔ یہ نہایت خطرناک بات ہے مولانا عبد الجبار غزنوی نے بھی عبد العلی طالب علم کے بارے میں یہی فرمایا کہ اس حدیث قدسی کی وجہ سے میں نے کہا تھا کہ یہ شخص اب مرتد ہو کر مرے گا اور ایسا ہی ہوا۔ عبد العلی مرتد ہو کر مرا۔ (داؤد غزنوی..... ص ۱۲۹)

ایک اور واقعہ

اسی طرح کا ایک واقعہ العدل ۱۳ مئی ۱۹۳۵ء کے اخبار میں میں نے پڑھا۔ یہ اخبار گوجرانوالہ سے شائع ہوتا تھا۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ مولانا محمد ابراہیم جو کہ صوبہ بہار کے تھے۔ آرا شہر ہے صوبہ بہار میں۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی۔ وہ بھی غیر مقلد تھے اور اسی علاقے کے بہت بڑے ولی کامل۔ حنفی المسلمک حضرت مولانا محمد علی صاحب منکیرؒ کی گزرے ہیں۔ بہت بڑے ولی بھی تھے اور بہت بڑے عالم بھی تھے صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے ان کے بڑے عجیب و غریب واقعات آتے ہیں۔

جب قادیانیت کا فتنہ پھیلنے لگا تو حضرتؒ نے اپنے تمام خلفاء کو یہ لکھ دیا تھا کہ آج کے بعد قادیانیت کی تردید فرض ہے اگر تبہ رہ جاتی ہے تو رہ جائے۔ نوافل و وظائف میں کمی ہو جاتی ہے تو بے شک ہو جائے لیکن قادیانیت کی تردید بہت ضروری ہے۔

وہیں مونکیر میں ایک قادیانی ڈاکٹر تھا حضرتؒ نے جب تقریر فرمائی تو اس نے بھی سنی بڑی مؤثر تقریر تھی۔ وہ روتا ہوا آیا اور کہنے لگا حضرت بات یہ ہے کہ میں قادیانی ہوں آپ کی تقریر سے میرا دل بڑا بے چین ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ اطمینان قلب کے لئے کوئی اور بات بھی سامنے آجائے تاکہ میں پورے اطمینان سے اس مسلک کو چھوڑ دوں فرمایا عقائد میں اطمینان تو کتاب و سنت میں ہوتا ہے کشف و کرامات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس نے کہا حضرت صرف اسلئے تاکہ اطمینان ذرا قوی ہو جائے۔ فرمایا اچھا تمہارے پاس مرزا قادیانی کی کوئی کتاب ہے اس نے کہا جی بہت سی کتابیں ہیں۔ فرمایا کوئی کتاب لے آؤ۔ پھر حضرت نے اس کتاب کو ہاتھ میں پکڑ کر واپس کر دیا فرمایا کہ آج یہ کتاب رات کو تیکے کے نیچے رکھ کر سو جانا۔ تو وہ تیکے کے نیچے رکھ کر سو گیا تو کہتا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں وہی کتاب پڑھ رہا ہوں۔ جہاں جہاں مرزا قادیانی اپنا ذکر کرتا ہے۔ وہاں وہاں مثلاً وہ ”میں“

لکھتا تو "میں" کا لفظ نہیں بلکہ خنزیر کی شکل بنی ہوئی ہے۔

جو صفحہ التثابہوں میں یہی کیفیت ہے کہ جہاں جہاں مرزا قادیانی کا ذکر ہے اس کتاب میں۔ وہاں خنزیر کی شکل بنی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی وقت میری آنکھ کھل گئی میں نے اٹھ کر اللہ کی بارگاہ میں رونا شروع کر دیا۔ یہ بہت بڑے ولی کامل تھے۔

مولانا مونگیروی کے ہاتھ پر غیر مقلد مولوی کی توبہ

مولانا مونگیرویؒ حج کے لئے تشریف لے گئے اسی سال مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی بھی حج کے لئے تشریف لے گئے۔ وہ جو غیر مقلد عالم تھے تو لکھا ہے کہ آپ مکہ مکرمہ میں حرم پاک میں حجرا اسود کے پاس کھڑے تھے یعنی حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیرویؒ تو مولوی محمد ابراہیم صاحب آروی جو انہی کے صوبہ کے تھے۔ انہیں کے علاقہ کے تھے۔ یہ روتے ہوئے مولانا محمد علیؒ کے پاس آئے اور آکر مولانا محمد علیؒ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے کہ حضرت میں آج آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنے آیا ہوں آج تک جو کچھ میں نے امام ابوحنیفہؒ اور حنفیت کے بارے میں کہا ہے میں توبہ کرتا ہوں اور میں مسلک حنفی آپ کے ہاتھ پر یہاں حرم پاک میں حجرا اسود کے پاس کھڑے ہو کر قبول کرتا ہوں۔ مولانا محمد علیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دو تین مرتبہ اسے دیکھا کہ یہ وہ شخص ہے کہ ہمارے پورے صوبہ بہار میں سب سے زیادہ فقہ حنفی کے خلاف بولنے والا ہے اور سب سے زیادہ امام ابوحنیفہؒ کے خلاف دوسرے ذالنے والا ہے۔ آج یہاں حرم پاک میں روتا ہوا آرہا ہے۔

آخر وجہ کیا ہے؟

مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو وہ کہنے لگا حضرت میں مدینہ منورہ سے آرہا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ اس توبہ کا پس منظر کیا ہے تم کیوں توبہ کر رہے ہو؟ تم تو امام ابوحنیفہؒ کے سخت مخالف تھے۔ مولانا محمد ابراہیم آرویؒ نے بیان کیا کہ حضرت میں روضہ اطہر پر حاضر ہوا وہاں میں بیٹھا صلوٰۃ و سلام عرض

کرتا رہا کافی دیر تک میں وہاں بیٹھا رہا مجھے وہاں بیٹھے بیٹھے اونگھ آگئی میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ بہت عالی شان باغ ہے اور اس میں ایک بہترین مکان ہے اس میں تخت بچھا ہوا ہے اور آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس تخت پر تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ کے دائیں طرف چاروں خلفاء بالترتیب بیٹھے ہیں۔ اگے بالکل ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں دوسرے نمبر پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ تیسرے نمبر پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور چوتھے نمبر پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور آپ ﷺ کے بائیں طرف چاروں ائمہ ترتیب کے ساتھ بیٹھے ہیں آپ کے بالکل قریب سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ ہیں دوسرے نمبر پر امام مالکؒ ہیں تیسرے نمبر پر امام شافعیؒ ہیں اور چوتھے نمبر پر امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔ میں نے خواب میں یہ ترتیب دیکھی ہے۔ جملہ معترفہ کے طور پر غرض کرتا ہوں۔

آپ ﷺ دین کی تکمیل کا اعلان کرنے والے۔ یہ چاروں خلفاء ہیں جنکے ذریعے دین کو تکمیل نصیب ہوئی:

ولیمکن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم۔ (النور: ۵۵)
اور جس دین کو (اللہ نے) ان کے لیے پسند فرمایا (یعنی اسلام) اسکو ان کے (نفع آخرت کے) لیے قوت دے گا۔

یہ چاروں ائمہ وہ ہیں جنکے ذریعے دین کو تدوین نصیب ہوئی انہوں نے مسائل کو کتابوں میں مرتب کروا دیا تاکہ اللہ کے نبی کی سنت پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

مولانا محمد ابراہیم آرویؒ کہتے ہیں کہ لوگ قطار بنا کر جا رہے ہیں اور آپ ﷺ سے مصافحہ کر کے باہر آتے ہیں۔ میں جب سامنے دروازے پر بیٹھا تو مجھے سامنے سے ہٹا دیا گیا اور اندر جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اب میں پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ کا چہرہ انور جب نظر آیا تو میں نے رد کر کہا کہ حضرت میرا کیا گناہ ہے؟ کہ آپ کے در دولت پر حاضر ہو کر بھی مصافحہ سے محروم ہوں۔ تو آپ ﷺ نے جلال سے چہرہ انور دوسری طرف موڑ لیا۔ میں وہاں کھڑا روتا رہا۔ کافی دیر کے

بعد پھر حضرت کا چہرہ انور سامنے نظر آیا تو میں نے پھر رو کر عرض کی کہ حضرت اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ وہ کونسا گناہ مجھ سے ہوا ہے جس کی وجہ سے آپ مجھ سے ناراض ہیں تو میں اس سے توبہ کر لوں۔ میں گنہگار ہوں آپ کو اللہ نے رحمتہ للعالمین بنایا ہے انسان کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو آپ تو رحمتہ للعالمین ہیں۔ آپ مجھے بتا دیں تاکہ میں توبہ کر لوں۔ حضرت نے پھر چہرہ انور جلال سے یوں پھیر لیا کہتے ہیں میں روتا رہا۔ لوگ جاتے رہے مصافحہ کرتے رہے۔ پھر تھوڑا سا خلا ہوا تو میں نے چہرہ انور پر نظر ڈالی اور میں نے رو کر کہا حضرت آپ مجھے فرمائیں کہ کون سی وجہ ہے۔ جس وجہ سے مجھے مصافحہ کی اجازت نہیں۔ بلکہ اندر آنے کی بھی اجازت نہیں ہو رہی۔ حضرت نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ تم سے ناراض ہیں۔ جب آپ ﷺ نے یوں فرمایا۔

مولانا ابراہیم آروٹی کہتے ہیں کہ میں نے یوں ہاتھ باندھے ہوئے تھے میں نے وہی ہاتھ امام صاحب کی طرف پھیر دیئے۔ میں نے کہا حضرت! اللہ نے آپ کو اتنا بڑا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ اور بڑوں کا حوصلہ بھی بہت بڑا ہوتا ہے آج تک میں نے جو کچھ آپ کی شان میں بکا ہے میں بالکل توبہ کرتا ہوں اور آپ مجھے معاف فرمادیں آئندہ میں کبھی اس قسم کی گستاخی نہیں کروں گا۔ آج میں نے جو آپ کا مقام دیکھا ہے۔ اس مقام کے بعد تو دیے بھی زبان آپ کے خلاف نہیں چل سکتی۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اچھا میں نے معاف کر دیا تو جب امام ابو حنیفہؒ نے یہ فرمایا تو پھر مجھے اندر جانے کی اجازت ہوئی اور میں نے نبی اقدس ﷺ سے مصافحہ کیا۔

کہتے ہیں کہ اسی وقت جب میری آنکھ کھلی تو میں مدینہ منورہ سے سیدھا یہاں آ رہا ہوں اور آپ کے ہاتھ پر میں غیر مقلدیت سے توبہ کرتا ہوں۔ پچھلا جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دیں۔ آپ بھی میرے لئے دعا فرمائیں۔ آئندہ کبھی میں ایسے لوگوں کی شان میں بالکل بدزبانی نہیں کروں گا۔ (کمالات... ۱۷)

ایک کتاب میں میں نے عجیب بات پڑھی۔ فرمایا کہ بعض نیک لوگوں میں

بھی بعض اوقات آپس میں کوئی رنجش ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں دونوں کے دونوں بخشے ہوئے جنتی ہوتے ہیں۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ آخرت میں سب کی بخشش ہوگی۔ دنیا میں تھوڑا سا بدلہ ہو جاتا ہے۔

وہاں لکھا ہوا تھا کہ جن لوگوں نے امام اعظم ابو حنیفہؒ کے خلاف کچھ لکھا ان میں اگر کوئی بڑا آدمی تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ دنیا میں اس کی تقلید جاری نہیں ہونے دی۔ اب یہ تقلید جاری ہوتا تو بہت بڑا فیض ہے نا۔ خود نبی اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میں سب نبیوں پر فخر کروں گا۔ بعض نبی اس حالت میں تشریف لائیں گے کہ اکیلے کھڑے ہوں گے ایک آدمی بھی اس پر ایمان نہیں لایا ہوگا۔ ایک بھی امتی نہیں ہوگا۔ کسی کے ساتھ ایک امتی ہوگا کسی کے ساتھ دو کسی کے ساتھ پانچ کسی کے ساتھ سات اور سب سے زیادہ امتی میرے ساتھ ہوں گے جو جنت میں جانے والے ہوں گے۔ اس لئے میں سارے نبیوں پر فخر کروں گا۔

جس طرح نبیوں کو اپنی امتوں پر فخر ہوگا اسی طرح ائمہ کو اپنے مقلدین پر فخر ہوگا۔ ہم فقہ حنفی کے موافق جتنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ جتنا اجر اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرما رہے ہیں اتنے ہی درجات امام اعظم ابو حنیفہؒ کے بھی بلند فرما رہے ہیں۔

جنت میں حنفیوں کی ساٹھ صفیں

خواجہ محمد پارسا بزرگ گذرے ہیں انہوں نے کشف میں دیکھا کہ حدیث پاک میں جو آتا ہے کہ میدان قیامت میں جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ میں نے حالت کشف میں دیکھا کہ میدان قیامت قائم ہے اور جنت میں جانے کے لئے لوگوں نے صفیں بنالی ہیں۔ میرے دل میں آیا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنتیوں کی صفیں ایک سو بیس ہوں گی آج کتنی ہی کر لیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے جب کنتی کی تو واقعتاً ایک سو بیس صفیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان میں چالیس صفیں پہلے سارے نبیوں کے امتیوں کی ہوں گی اور اسی (۸۰) صفیں صرف امت محمدیہ ﷺ کی ہوں گی۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہ بھی کنتی کی کہ واقعتاً چالیس صفیں پہلے امتیوں کی ہیں اور

اسی (۸۰) صفیں حضرت پاک ﷺ کی امت کی ہیں۔

کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ ان میں سے یہ پتہ چلائیں کہ حنفیوں کی کتنی صفیں ہیں۔ کیونکہ حنفیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اسی (۸۰) صفوں میں سے ساٹھ صفیں حنفیوں کی ہیں اور بیس صفیں باقی ائمہ کے مقلدین کی ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ جن لوگوں نے امام صاحبؒ کے خلاف کوئی بات لکھی۔ آخرت میں اللہ نے ان کو کوئی سزا نہیں دینی لیکن دنیا میں یہ ہوا کہ ان کی تقلید جاری نہیں ہوئی اور یہ اتنا بڑا فینش جو تھا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کو یہ اتنا بڑا اجر جمل رہا ہے۔ ایسے اجر سے وہ لوگ محروم کر دیئے گئے۔

دیکھئے : حکومت کسی پر خوش ہو اور اسے دس مربے زمین الاٹ کر دے۔ کہ یہ دس مربے زمین تیری ہے۔ دوسرے آدمی کو دو مہینے قید نہ ہی کرے۔ لیکن جب اس کو کچھ بھی نہ ملے مگر یہ حسرت تو ہوگی کہ اس کو اتنا انعام ملا ہے اور مجھے یہ انعام نہیں ملا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اور صحیح بخاری شریف کی حدیث پاک میں جو قانون بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ جب وحی بند ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی وحی نازل نہ ہو تو یہ پتہ چلانا کہ کون اللہ کے ہاں مقبول ہے اور کون مقبول نہیں ہے اس کا ایک ہی قاعدہ قرآن و حدیث میں مذکور ہے کہ اللہ کے نیک بندے یعنی اولیاء اللہ کا دل جس آدمی کی طرف مائل ہو جائے یہ اللہ کے ہاں مقبولیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ حدیث پاک کے مطابق یہ مقبولیت زمین پر بعد میں آتی ہے عرش پر پہلے ہوتی ہے۔ آسمانوں پر اس مقبولیت کا اعلان پہلے ہوتا ہے۔ جب عرش سے لیکر فرش تک اس کی مقبولیت ثابت ہوگئی۔ اب اس میں شک نہیں کرنا چاہئے۔

تمام فقہوں میں فقہ حنفی اور سلسلوں میں سلسلہ قادریہ کی مقبولیت

اس لئے بعض نے یہ عجیب بات لکھی ہے کہ فقہ میں فقہ حنفی اور سلسلوں میں سلسلہ قادریہ ان دونوں کو پروردگار نے مقبولیت بخشی ہے۔ سلسلہ قادریہ سب سے

زیادہ دنیا میں پھیلا ہے۔ فقہ کے مسلکوں میں سب سے زیادہ مسلک حنفی پھیلا ہے ہم جیسے گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہم مسلک حنفی ہیں اور سلسلہ ہمارا قادری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فقہ کو اتنی مقبولیت عطا فرمائی کہ اس فقہ کے مطابق ساری دنیا میں نمازیں پڑھی جا رہی ہیں۔ فقہ کے مسائل کو دیکھ کر روزے رکھے جا رہے ہیں۔ لوگ فقہ کے مسائل کو دیکھ کر حج کر رہے ہیں۔ فقہ کے مسائل دیکھ کر لوگ زکوٰۃ دے رہے ہیں۔ فقہ کے مطابق ورثتیں تقسیم ہو رہی ہیں۔ تمام زندگی کے مسائل کا حل فقہ میں موجود ہیں۔ روح کی صفائی دل کی صفائی حضرت غوث الاعظم پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ کے طریقہ کار کے مطابق لوگوں کی اصلاح ہو رہی ہے جہاں دونوں نعمتیں اکٹھی ہو جائیں۔ وہاں کہتے ہیں۔ نور علی نور۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے ہم اس بارے میں شکر گزار ہیں کہ ہم مسلک حنفی ہیں اور ہمارا سلسلہ بیعت سلسلہ قادریہ ہے اور یہ دونوں اللہ کے ہاں مقبول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کی تابعداری کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

کیا گیارہویں دینی جائز ہے

حضرت مولانا بشیر احمد پسروروی نے فرمایا کہ کسی نے مجھ سے یہ پوچھا کہ حضرت گیارہویں دینی جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ نماز پڑھنی جائز ہے؟ اس نے کہا کہ نماز کا کون انکار کرتا ہے۔ نماز پڑھنی تو جائز ہے۔ فرمایا اگر نمازی قبلہ کی طرف سے منہ بنا کر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو پھر؟ کہنے لگا پھر تو غلط ہے۔ فرمایا جس طرح نماز جیسی عبادت بھی صحیح طریقے سے کرے تو صحیح ہے اور اگر نماز جیسی عبادت کو غلط طریقے سے کرے گا تو غلط ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بزرگوں کا ایصال ثواب بھی اگر صحیح طریقے سے کیا جائے تو صحیح ہے اور اگر اس میں کوئی غلطی آجائے تو غلط ہو جائے گا۔ اب اس نے پوچھا کہ حضرت اس میں صحیح طریقہ کیا ہے اور غلط طریقہ کیا ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا کہ دیکھو اس ملک میں پنڈت نہرو اور دوسرے پنڈت گزرے ہیں جو سیاسی طور پر بڑی اہم شخصیات تھیں اور لوگ سمجھتے تھے کہ سیاسی طور پر یہ لوگ بڑے عقلمند ہیں۔ لیکن یہ دونوں دینی طور پر اتنے بے وقوف ہیں کہ صبح اٹھ کر سورج کے سامنے پانی چھڑکا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سورج آج ہمارے سامنے ٹھنڈے رہنا۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ کائنات کا نظام سورج کی وجہ سے چل رہا ہے۔ آج سورج کے سامنے چار چھینٹے مار دینے سے ہمارا دن ٹھنڈا رہے گا دینی طور پر یہ لوگ اتنے بے وقوف تھے۔

ہمیں اگر اسلام کی نعمت آج نصیب ہے تو اس میں دو بزرگوں کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔ ایک سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کا اور دوسرے حضرت غوث الاعظم پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ کا۔

ان لوگوں کی محنتوں سے یہ دین کی نعمت ہم تک پہنچی ہے اب جب کوئی آدمی احسان کرتا ہے تو خواہ مخواہ دل چاہتا ہے کہ اس کا کچھ نہ کچھ بدلہ دیا جائے۔ حضرت پسرورئیؒ نے فرمایا کہ ہم اپنا پورا گھر اللہ کے نام پر خیرات کر کے ان دونوں بزرگوں کو ثواب پہنچا دیں تو یقین کریں کہ پھر بھی ہم نے ان کا حق ادا نہیں کیا۔ کیونکہ ہم نماز پڑھ رہے ہیں تو یہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے مدون کی ہے۔ ان سے ہمیں نماز پڑھنے کے مسائل ملے ہیں۔ فرمایا ان بزرگوں کے ہم نے حالات پڑھے ہیں۔ انہوں نے دین کی اشاعت میں کبھی سال کے بعد یا مہینے کے بعد کوئی دن مقرر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ بھی چاہتے ہیں کہ ان کو ایصال ثواب زیادہ سے زیادہ ہوتا رہے کوئی تاریخ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دن رات کے چوبیس گھنٹے یہ دروازہ کھلا رکھا ہے۔ جس قدر آپ کو توفیق ہو اللہ کے نام پر دیکر اس کا ثواب حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کو بخشیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً قبول فرمائیں گے۔ تمہارے بھی اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ یہ طریقہ تو درست ہے۔

اس نے پوچھا کہ غلط طریقہ کیا ہے۔ فرمایا غلط طریقہ یہ ہے کہ کوئی یہ سمجھے (معاذ اللہ) کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے عرصے سے یہ دنیا بنا رکھی ہے اب اللہ تعالیٰ کچھ

کمزور ہو گئے ہیں۔ سارے کام خود نہیں کر سکتے اس لئے کچھ کام تقسیم کر دیئے ہیں۔ کہ بارش تم برسا دیا کرنا۔ اور بیٹے تم دے دیا کرنا۔ اس نیت سے کوئی نذر دے یا قربانی کرے تو یہ غلط ہے۔ کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے۔ یہ ایسے لوگوں کا حق نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوئی اس نیت سے کرتا ہے تو یہ طریقہ غلط ہے۔ ہاں اس نیت سے کہ ان لوگوں کی محنتوں سے دین کی نعمت ہم تک پہنچی ہے۔ اور آج ہمیں کلمہ نصیب ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت نصیب ہے۔ نماز پڑھنی نصیب ہے۔ اللہ کا نام لینا نصیب ہے۔ یہ بات دل میں رکھ کر پھر اللہ کا نام لیکر ان کو ثواب بخشا جائے تو یہ یقیناً درست طریقہ ہے۔ اس لئے فرمایا کہ بخل نہیں کرنا چاہئے۔ جتنا زیادہ ہو سکے اللہ تعالیٰ کے نام پر انسان کو خرچ کرنا چاہئے اور اپنے محسنوں کے احسان کا کچھ نہ کچھ بدلہ دینا چاہئے۔ خلاصہ اس آیت کریمہ کا جو میں نے پڑھی تھی یہی ہے کہ عند اللہ مقبولیت کی جو دلیل کتاب و سنت میں موجود ہے۔

نیک لوگوں کے دلوں کا کسی طرف جھکاؤ یہ مسلک حنفی اور سلسلہ قادریہ میں سب سے زیادہ پائی جاتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اسی مسلک اور سلسلہ سے وابستہ رکھے اور ان کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفیض فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ.

(بشکر یہ مجموعہ خطبات اکابر)

تمہید

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کا جو مسئلہ ہے یہ اصل میں چار دینوں سے متعلق ہے۔ یہودیت، عیسائیت، اسلام اور قادیانیت۔ چاروں دین یہ مانتے ہیں کہ دوسخ آنے والے ہیں ایک جھوٹا مسخ ہوگا جس کو ”دجال“ کہتے ہیں اور ایک سچا مسخ ہوگا۔ اب یہودی یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ مسخ علیہ السلام یعنی عیسیٰ علیہ السلام دجال تھے۔ کیونکہ یہ بات بھی چاروں مذہبوں میں تھی کہ سچا مسخ قتل نہیں ہوگا جھوٹا قتل ہوگا اب وہ کہتے ہیں چونکہ ہم نے صلیب پر مار دیا ہے مسخ علیہ السلام کو مریم کے بیٹے کو اس لئے وہ دجال تھا وہ سچا مسخ نہیں تھا۔ عیسائی ان کی بات مانتے ہیں۔ اکثر فرقے عیسائیوں کے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوئے صلیب پر پھر دوبارہ زندہ ہوئے۔ مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ صلیب پر مرے۔

مسخ علیہ السلام کی پیدائش خرق عادت ہے

تو اصل میں پہلی جو بات ہے یہاں سوچنے والی وہ یہ ہے کہ مسخ علیہ السلام ہیں انسان ہی لیکن ان کی پیدائش خرق عادت ہے۔ اس لئے ان کے حالات کو عام انسانوں پر قیاس کر کے سمجھنا مشکل ہے۔

عادت اور خرق عادت

تو پہلے عادت اور خرق عادت کی بات ذہن نشین ہو جانی چاہئے۔ ایک عادت اللہ ہے ایک اللہ کی خاص قدرت ہے خرق عادت۔ عادت یہی ہے کہ سانپ سہنی کے انڈے سے پیدا ہو۔ اور خرق عادت یہ ہے کہ مثلاً یہ لاشی سانپ بن جائے۔ اب یہ اگرچہ خرق عادت بنا ہے۔ لیکن یہ ہے سانپ ہی خدا نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ جی چونکہ عام عادت سے الگ ہے اس لئے خدا ہے یا خدائی میں کچھ حصہ دار ہو گیا ہے۔ وہ ہے سانپ ہی لیکن خرق عادت ہے۔ آدم علیہ السلام خرق عادت میں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے حضرت حوا خرق عادت ایک مرد سے پیدا ہوئیں اور

حیات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام

الحمد لله وحده و الصلوٰۃ والسلام على من لا نبي بعده ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد! فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبي الكريم ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين رب اشرح لي صدري ويسر لي امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدني علماً و ارزقني فهماً. سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم. اللهم صلي على سيدنا و مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد و بارك وسلم وصل عليه.

تنبیه

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کا جو مسئلہ ہے یہ اصل میں چار دینوں سے متعلق ہے۔ یہودیت، عیسائیت، اسلام اور قادیانیت۔ چاروں دین یہ مانتے ہیں کہ دوسخ آنے والے ہیں ایک جھوٹا مسیح ہوگا جس کو ”دجال“ کہتے ہیں اور ایک سچا مسیح ہوگا۔ اب یہودی یہ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ مسیح علیہ السلام یعنی عیسیٰ علیہ السلام دجال تھے۔ کیونکہ یہ بات بھی چاروں مذہبوں میں تھی کہ سچا مسیح قتل نہیں ہوگا جھوٹا قتل ہوگا اب وہ کہتے ہیں چونکہ ہم نے صلیب پر مار دیا ہے مسیح علیہ السلام کو، مریم کے بیٹے کو اس لئے وہ دجال تھا وہ سچا مسیح نہیں تھا۔ عیسائی ان کی بات مانتے ہیں۔ اکثر فرقے عیسائیوں کے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوئے صلیب پر پھر دوبارہ زندہ ہوئے۔ مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ صلیب پر مرنے۔

مسح علیہ السلام کی پیدائش خرق عادت ہے

تو اصل میں پہلی جو بات ہے یہاں سوچنے والی وہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام
ہیں انسان ہی لیکن ان کی پیدائش خرق عادت ہے۔ اس لئے ان کے حالات کو عام
انسانوں پر قیاس کر کے سمجھنا مشکل ہے۔

عادت اور خرق عادت

تو پہلے عادت اور خرق عادت کی بات ذہن نشین ہو جانی چاہئے۔ ایک عادت اللہ ہے ایک اللہ کی خاص قدرت ہے خرق عادت۔ عادت یہی ہے کہ سانپ سہنی کے انڈے سے پیدا ہو۔ اور خرق عادت یہ ہے کہ مثلاً یہ لائٹھی سانپ بن جائے۔ اب یہ اگر چہ خرق عادت بنا ہے۔ لیکن یہ ہے سانپ ہی خدا نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ جی چونکہ عام عادت سے الگ ہے اس لئے خدا ہے یا خدائی میں کچھ حصہ دار ہو گیا ہے۔ وہ ہے سانپ ہی لیکن خرق عادت ہے۔ آدم علیہ اسلام خرق عادت میں بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے، حضرت حوا خرق عادت ایک مرد سے پیدا ہوئیں اور

حيات مسيح عليه الصلوة والسلام

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده ولا

نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ.

بسم الله الرحمن الرحيم.

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبي
الكريم و نحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين
والحمد لله رب العالمين رب اشرح لي صدري ويسر لي
امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدني
علما و ارزقني فهما. سبحانك لا علمنا الا ما علمتنا
انك انت العليم الحكيم. اللهم صلى على سيدنا و
مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد و بارك
وسلم وصل عليه.

عادات کو عادات پر قیاس کرتے ہیں جبکہ خرق عادات پر قیاس چلتا ہی نہیں۔

خرق عادات کی مثالیں

دیکھئے مثال کے طور پر اب عادت یہ ہے کہ آدمی نابینا ہو گیا، جھلی آگئی، آپریشن سے جھلی بنا دی جائے یا دوائیوں سے وہ دوبارہ دیکھنے لگے۔ خرق عادت یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کی قمیض رکھ دی جائے اور یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ پھر جائے اور مریض کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ یہ خرق عادات چیزیں ہیں اللہ کے اختیار میں ہیں۔ ان (لوگوں) کے اپنے اختیار میں یہ نہیں ہیں۔

خرق عادات میں قیاس نہیں چل سکتا

اب آپ دیکھو اس میں قیاس نہیں چل سکتا۔ یعقوب علیہ السلام یقیناً باپ ہیں جبکہ یوسف علیہ السلام بیٹے ہیں۔ اور باپ کا مقام اونچا ہوتا ہے۔ یعقوب علیہ السلام یقیناً اپنا چہرہ انور ہاتھوں سے دھوتے ہوئے لیکن ان کے مبارک ہاتھ لگنے سے بھی بینائی نہیں آ رہی اور یوسف کی قمیض رکھنے سے بینائی آ گئی تو یہاں قیاس نہیں ہو سکتا۔ سیدہ مریم ولیہ ہیں اور زکریا علیہ السلام نبی ہیں اب ولیہ کو بے موسما پھل مل رہا ہے اور نبی کو نہیں مل رہا۔ نبی اس کو دیکھ کر جوش میں آ گئے ہیں کہ جب اس کو بے موسما پھل مل سکتا ہے تو مجھے بھی بے موسما پھل مل سکتا ہے اب اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرما رہے ہیں ان کو بے موسما پھل دے رہے ہیں۔ یہاں قیاس بالکل نہیں چلتا۔ یہ یقینی بات ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں اور سیدہ عائشہؓ ان کی محبوبہ ہیں لیکن سیدہ عائشہؓ کو خاندن ہوتے ہوئے بیٹی بھی نہیں دی اللہ نے اور سیدہ مریم کو بغیر خاندن کے پیدا دیا ہے۔ اب کوئی یوں کہے کہ سیدہ عائشہؓ کا مقام بہت اونچا ہے اس لئے ہم نہیں مانتے کہ سیدہ مریم کو بیٹا بغیر خاندن کے ملا ہوگا۔ تو خرق عادات میں قیاس نہیں چلتا۔ تو ایک تو یہ بات خرق عادات قیاس میں نہیں آتی عادات قیاس میں آتی ہے۔

خرق عادات میں افراط و تفریط

دوسرا خرق عادات میں آج کل جو افراط اور تفریط ہو رہی ہے ایک فریق تو سرے سے انکار کر رہا ہے کہ ہو ہی نہیں سکتا دوسرا فریق کتابیں لکھ رہا ہے ”زلزلہ“ لکھ دی کسی نے کسی نے ”الدیوبندیہ“ لکھ دی کہ دیکھو جی یہ سارے مشرک ہیں یہ یوں مانتے ہیں یوں مانتے ہیں۔ یہ دونوں طرف سے افراط و تفریط ہو رہی ہے۔

خرق عادات کے بارے میں چار نکات

خرق عادات کا بارے میں چار لفظ یاد ہو جائیں تو پھر کوئی شبہ ہی نہیں رہتا۔

☆ خرق عادات میں اختیار نہیں

خرق عادات میں نبی یا ولی کا اختیار نہیں ہوتا۔ بالکل اسکی مثال خواب ہے۔ چونکہ کشف کا تجربہ ہر آدمی کو نہیں ہوتا خواب کا تجربہ ہر آدمی کو ہوتا ہے اب خواب جو آتا ہے اس میں خواب دیکھنے والے کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔

میرا اپنا واقعہ

میں سنایا کرتا ہوں (اپنا واقعہ کہ) چھٹی جماعت کا امتحان تھا سالانہ۔ ریاضی کا پرچہ تھا۔ (امتحان سے ایک رات پہلے) خواب میں پورا پرچہ نظر آیا۔ اسی طرح ترتیب سے۔ پھر میں دسویں تک استخارہ پڑھتا جاؤں امتحانوں تک کہ یا اللہ نظر آجائے مگر بالکل نظر نہیں آیا۔ تو خواب (خرق عادات) میں اختیار نہیں ہوتا۔

☆ خرق عادات میں دوام نہیں

اسی طرح دجی میں الہام میں کشف میں کرامات میں معجزہ میں دلی یا نبی کا اپنا اختیار نہیں ہوتا اور اس میں دوام نہیں ہوتا کہ اگر ایک خواب آج نظر آ گیا اگر کسی اور دن ضرورت پڑے گی تو پھر نظر آ جائیگا۔ اس میں دوام نہیں ہوتا۔ اللہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔

دوام نہ ہونے کی چند مثالیں

وہ دن بھی ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے اور چودہ سو صحابہؓ سیراب ہو گئے اور وہ بھی ہے کہ حضرت ﷺ تیمم فرما رہے ہیں حالانکہ جس کے اختیار میں ہو اس کے لئے تیمم کرنا جائز تو نہیں ہے نا۔ تو دوام نہیں ہے اللہ تعالیٰ چاہیں تو مکہ میں حضرت ﷺ تشریف فرما ہیں اور بیت المقدس نظر آ رہا ہے اور جب اللہ تعالیٰ نہ دکھانا چاہیں تو چند میلوں پر حضرت عثمانؓ کے بارے میں خبر آئی کہ ان کو شہید کر دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر کو مان کر بیعت لے رہے ہیں جہاد کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں نہیں دکھایا چند میلوں کے فاصلہ پر۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے نہ اس میں دوام ہوتا ہے نہ کشف میں اختیار ہوتا ہے۔

☆ خرق عادات میں کلیت نہیں

اس میں کلیت نہیں ہوتی کہ اگر ایک ولی کے لئے کچھ ظاہر ہوا ہے تو سب ولیوں کے لئے مان لیا جائے کہ یہی کچھ ہوگا۔ (یہ غلط ہے)

ایک مثال

اب دیکھئے اس کی ایک مثال بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ: ”بھیڑ یا انسان کی طرح بات کر رہا ہے؟ تیل انسان کی طرح بات کر رہا ہے۔“ اب تیل کے لئے تیل کی طرح بولنا اس کے اختیار میں ہے لیکن انسان کی طرح بولنا اس کے اختیار میں نہیں۔ پھر یہ کہ اس کے یہ بھی اختیار میں نہیں کہ جب چاہے تیل کی طرح بولے جب چاہے انسان کی طرح بولے دوام بھی نہیں پھر ایک بھیڑیے اور تیل کا سن کر یہ مان لینا کہ سارے بھیڑیے اور تیل انسانوں کی طرح بولتے ہیں یہ کلیت ہے۔ تو خرق عادات میں نہ اختیار ہے نہ دوام ہے نہ کلیت ہے۔

☆ کرامات میں قطعیت نہیں

اور خاص طور پر کرامات میں تو قطعیت بھی نہیں ہوتی، معجزہ اگر قطعی الثبوت ہوگا تو اس میں قطعیت آجائے گی لیکن کرامات وغیرہ میں قطعیت بھی نہیں ہوتی۔ تو یہ چار باتیں ہوں ذہن میں تو پھر یہ سارے نکتے ختم ہو جاتے ہیں۔

مسلم اور عیسائی ذہنیت کا فرق

اب اس کی عام فہم مثال عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں۔ قرآن پاک یقیناً عیسائیوں کے گمراہ ہونے کے بعد دنیا میں نازل ہوا ہے اور عیسائیوں کی گمراہی میں معجزات عیسیٰ کا بڑا دخل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے معجزات قرآن سے نکالے نہیں کہ اس وجہ سے گمراہ ہوئے تھے لہذا انہیں نکال دیا جائے کیونکہ اس میں نہ تو خدا کا کوئی قصور تھا (معاذ اللہ)۔ نہ عیسیٰ علیہ السلام کا قصور تھا، قصور تو عیسائی ذہنیت کا تھا۔ اب یہی جب معجزات مسلمان پڑھتے ہیں تو چونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ معجزہ اللہ کی قدرت ہے اس لئے ان کو ہر معجزہ دلیل توحید نظر آتا ہے۔ ہر معجزہ اللہ کی قدرت دکھائی دیتا ہے تو ان کی توحید پختہ ہوتی ہے۔ یہی معجزہ جب عیسائی بیان کرتا ہے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کا اقتدار ثابت کرتا ہے تو وہ ہر معجزے سے شرک نکال رہا ہے۔ تو قصور معجزہ کا نہیں بلکہ عیسائی ذہنیت کا ہے۔

اب وہ ”زلزلہ“ والا یا غیر مقلدین جتنی بھی کتابیں لکھ رہے ہیں دیوبندیوں کے خلاف خواہ تبلیغی نصاب (فضائل اعمال) کے خلاف ہوں یا دوسری کتابوں کے خلاف اس میں اور کوئی بھی بات نہیں (سوائے ذہنیت کے فرق کے)۔

صاحب ”الدیوبندیہ“ کی عیسائی ذہنیت

جب ”الدیوبندیہ“ کتاب میرے پاس لائے اور میں نے دیکھی تو میں نے کہا کتاب میں تو کوئی بات ایسی نہیں جو قابل جواب ہو۔ البتہ جو باہر (نائٹیل پر) نام لکھا ہوا ہے (مصنف کا) یہ قابل اصلاح ہے کہ طالب حسین کی جگہ طالب مسیح لکھا

ہوتا۔ تو بس سادہ جواب یہی ہے کیونکہ ہم اپنے بزرگوں کی کرامات کو پڑھتے ہیں اسلامی ذہن سے۔ اس لئے خدا کا فعل سمجھتے ہیں تو ہمیں ہر ہر کرامت اللہ کا فعل نظر آتی ہے۔ خدا کی قدرت نظر آتی ہے اللہ کی توحید نظر آتی ہے۔ اس نے چونکہ ہمارے بزرگوں کی کرامات کو عیسائی ذہن سے پڑھا ہے تو قصور اس کی عیسائی ذہنیت کا ہے۔ اس کا علاج ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذہن کو عیسائیت سے ہٹا کر اسلام پر لے آئے تو پھر یہی کرامات اس کو دلیل توحید نظر آئیں گی۔

عثمانی یارٹی دجال کی ایجنٹ ہے

چونکہ قیامت قریب ہے دجال نے آنا ہے۔ اس لئے کینین عثمانی دجال کا ایجنٹ بن گیا ہے پہلے کہا ایسا نہیں ہو سکتا، نہیں ہو سکتا۔ بس اب جب دجال آئے گا اس کے ہاتھ پر خوارق ظاہر ہونگے استدراج کے طور پر تو پھر عثمانی کہیں گے کہ ہمارا اللہ میاں آ گیا ہے۔ دیکھو نا! یہ وہ کام دکھا رہا ہے جو عام انسان نہیں دکھا سکتے تو سارے اسکے مرید بن جائیں گے جا کے۔ تو اس لئے اسدی ہڈیا عثمانی ہو یہ سارے دجال کے ایجنٹ ہیں اس کے آنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ ذہن سازی ہو رہی ہے کہ دجال آئے تو اس کو فوج تیار مل جائے۔ تو خیر یہ بات تو ضمنی طور پر آگئی (اب میں موضوع سے متصل ہوتا ہوں)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو ہیں ان کی پیدائش چونکہ خرق عادات ہے اس لئے ان کو عام حالات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ کہنا بھی غلط ہے کہ چونکہ خرق عادت سے پیدا ہوئے ہیں تو وہ معاذ اللہ خدائی میں شریک ہیں نہ یہ اونٹنی خدائی میں شریک ہے نہ وہ سانپ خدائی میں شریک ہے۔ کوئی بھی خرق عادات چیز خدائی میں شریک نہیں۔ قدرت ساری اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہے اور چونکہ ان میں نفع جبرئیلی کا اثر

ہے فنفعنا فیہا من روحنا (الانبیاء: ۹۱)

”اور پھر ہم نے ان میں (بواسطہ جبرئیل) اپنی روح پھونک دی۔“

تو اس لئے نفع جبرئیلی کے اثرات تھے کہ آپ پھونک مارتے تھے تو اللہ تعالیٰ زندگی

عطا فرمادیتے چونکہ جبرئیل روح القدس ہیں نا۔ تو مریم کی وجہ سے والدہ کی وجہ سے ان کو دنیا میں رہنا بھی ضروری تھی اور پھر جبرئیل کے مقام پر بھی جانا ضروری تھا۔ کیونکہ جبرئیل کی عمر تو بہت لمبی ہے تو اگر ان کو لمبی عمر ملی ہے تو وہ بھی خرق عادات جبرئیل کی وجہ سے کہ جبرئیل کے نقشہ کا یہاں اثر ہے۔

مسئلہ حیات مسیح

اب رہا یہ مسئلہ کہ وہ اس وقت حیات ہیں یا نہیں؟ تو یہودی اور عیسائی تو ان کی وفات کے قائل ہیں صلیب پر قرآن پاک ان کے بعد نازل ہوا ہے عیسائی اب کہتے ہیں کہ وہ زندہ موجود ہیں۔ قرآن پاک جب بعد میں آیا تو اس نے عیسائیوں کی اصلاح کی عیسائیوں کے جو بھی غلط عقیدے تھے وہ کہتے تھے خدا تین ہیں قرآن نے صاف کہا:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثہ (المائدہ: ۷۳)

”بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے۔“

وہ کہتے ہیں مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں قرآن نے کہا:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم (المائدہ: ۷۵)

”بے شک وہ لوگ کافر ہو چکے جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ مسیح ابن مریم ہیں۔“

صلیب کا اقرار کرتے تھے قرآن نے صاف کہا کہ صلیب نہیں ہوئی۔ اگر اس حیات کا عقیدہ بھی غلط ہوتا تو قرآن صاف لفظوں میں اس حیات کو رد کر دیتا۔ جس طرح عیسائیوں کے باقی غلط عقائد کو رد کیا۔ قرآن پاک جو آیا ہے آخر میں سب میں فیصلہ دینے کے لئے اس لئے قرآن پاک نے فیصلہ میں بتایا:

وما قتلوه

”مسیح علیہ السلام کو کسی نے جان سے نہیں مارا“

انگریزی میں لفظ "kill" اور عربی میں "قتل" دونوں ہم معنی ہیں۔ کسی کو جان سے مار دیا جائے گلا گھونٹ کر مار دو تلوار سے سے کلڑے کر دو آگ میں جلاؤ پانی میں

غرق کر کے مار دیا اس کو انگریزی میں Kill کہتے ہیں عربی میں "قتل" کہتے ہیں۔
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسی نے جان سے نہیں مارا۔ اس کا رد کر دیا قرآن پاک
نے آگے ترقی کر کے فرمایا کہ جو ذریعہ بتاتے (مسیح علیہ السلام کے) قتل کا فرمایا:

وما صلیبہ

"ان کو سرے سے لکڑی پر لٹکایا ہی نہیں گیا۔"

میں گے تو تب جب صلیب پر لٹکیں گے۔

اب دیکھو قادیانی قرآن نہیں مانتا باطل دو کہتا ہے دو چوراہوں کے درمیان صلیب پر
لٹکایا گیا یہودیوں کی بات مانتا ہے اور وہ (یعنی مسیح) صلیب پر اداہ مرا ہو گیا۔ اب
قرآن نے بتایا:

وما قتلہ

"مسیح علیہ السلام کو کسی نے جان سے نہیں مارا۔"

وما صلیبہ

"اور کسی نے مسیح علیہ السلام کو سرے سے لکڑی پر لٹکایا ہی نہیں۔"

اب یہ شور تھا کہ یہ جو سب یہودی، عیسائی کہہ رہے ہیں کہ صلیب پر فوت ہوئے تو یہ
کہاں سے ہوا؟

ایک مناظرہ

چنانچہ ایک مناظرہ میں ایک پادری مجھ سے کہنے لگا کہ تواتر ہر دین میں
جنت ہے اور قرآن نے تواتر کا انکار کر دیا ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں دونوں میں یہ
بات متواتر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مرے۔

میں نے کہا: آپ نے تواتر کا لفظ کسی مولوی سے سنا تھا معنی بھی پوچھ لینا تھا۔ یہ تواتر
نہیں تھی افواہ تھی جس کو انگریزی میں (Base less) کہتے ہیں بے بنیاد بات۔
افواہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ ہر ایک کے منہ پر ہے۔ بات پھیل جاتی ہے فرق یہ ہوتا
ہے انگریزی میں اس کو (Base less) کہتے ہیں اس لیے کہ اس کی کوئی بنیاد نہیں

ہوتی۔ جبکہ تواتر کی بنیاد ہوتی ہے کہ جہاں مسیح علیہ السلام کو صلیب دیا گیا اتنے لوگ
اس کو دیکھنے والے ہوئے اور پہچاننے والے ہوئے اور اگر بیان کرتے تو پھر تو ہوتا
تواتر۔ اور وہاں تو مسیح کو پہچاننے والا کوئی ہے ہی نہیں کیونکہ جو گرفتار کرنے گئی ہے وہ
روی پولیس ہے وہ مسیح کو جانتی ہی نہیں تھی اس لئے اس کے شاگرد کو رشوت دینی پڑی
کے بتاؤ مسیح کون ہے؟ اور باقی شاگرد سارے بھاگ گئے تھے۔ تو مسیح کے پہچاننے
والا آدمی وہاں سرے سے کوئی ہے ہی نہیں۔ اس لئے تواتر تو کہا یہاں کم از کم دو گواہ
دیکھنے والے چاہئیں وہ بھی نہیں ہیں جو جانتے ہوں کہ یہ مسیح ہے تو اس لئے اللہ تعالیٰ
نے بتایا یہ نہیں کہا کہ صلیب نہیں ہوئی واقعہ صلیب متواتر ہے لیکن اس صلیب پر جو مرا
ہے۔ وہ مسیح ہے یہ افواہ ہے تواتر نہیں ہے فرمایا:

وما قتلہ وما صلیبہ اب "لکن" آیا "لکن" سے پہلے جس بات کی نفی ہوتی ہے
"لکن" کے بعد اثبات ہوتا ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ کیا آج ڈاکٹر علامہ خالد محمود
صاحب آئے ہیں یہاں جامعہ مسجد الفلاح میں؟ آپ کہیں نہیں لیکن مفتی رشید
صاحب اب کیا مطلب ہوا کہ (علامہ صاحب تو نہیں آئے لیکن مفتی صاحب) آئے
ہیں جس طرح نفی پہلے ہے اسی طرح اثبات ہوا۔

(انصار ۱۵۷)

وما قتلہ وما صلیبہ ولکن شبہ لہم

"حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو
گیا۔"

کہ کسی کو مارا ضرور ہے صلیب پر لیکن وہ مسیح نہیں تھا "مثیل مسیح" تھا میں ترجمہ مثیل کیا
کرتا۔ دس کہ وہ مسیح سے ملتی جلتی ایک شکل تھی وہ کوئی "مثیل مسیح" تھا اب یہ بات تو
ذہن میں صاف ہو گئی کہ مسیح علیہ السلام جو ہیں ان کو صلیب پر مارا نہیں گیا وہ مسیح علیہ
السلام سے ملتی جلتی شکل تھی جس کو صلیب پر مار دیا گیا۔ اب لوگوں میں یہ افواہ پھیلا
دی گئی تاکہ لوگ یہ سمجھیں مسیح علیہ السلام مار دیے گئے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے صاف فرما
دیا کہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح علیہ السلام مرے ہیں صلیب پر وہ من علم ان
کا نام و نشان تک کہیں نہیں۔ اور تواتر کی بنیاد علم پر ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ایک افواہ

ہے جو انہوں نے پھیلا دی تھی غلط افواہ تھی۔ اب یہ بات تو صاف ہوگئی کہ مسیح علیہ السلام تو صلیب پر نہیں مرے بلکہ کوئی ”مثیل مسیح“ صلیب پر مرا تھا۔ لیکن مسیح علیہ السلام کو کسی نے دیکھا نہیں کہ گئے کہاں؟ فرمایا:

وما قتلوه یقینا بل رفعہ اللہ الیہ (انساء: ۱۵۷-۱۵۸)

”اور انہوں نے ان کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدائے تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔“

مسیح علیہ السلام کو یقیناً کسی نے نہیں مارا قتل کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اب بسل کے بعد دفع کا لفظ آیا ہے۔ رفع ماضی کا میض ہے۔ یعنی جس وقت وہ کسی ”مثیل مسیح“ کو سولی دے رہے تھے اس سے پہلے مسیح اٹھائے جا چکے تھے۔ اب اس سے پہلے زمانہ ماضی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے جا چکے تھے۔

مناظرہ میں مرزائی کا سوال

ایک مناظرہ میں مجھے

مرزائی کہنے لگا: جی رفع کے کتنے معنی ہوتے ہیں؟ میں نے کہا: دس کر دے ہونگے۔

لیکن یہاں ایک ہی معنی بنتا ہے یہاں کوئی اور معنی نہیں بنتا۔ دنیا میں کوئی زبان ایسی نہیں جس میں حقیقت اور مجاز کا مسئلہ نہ چھڑتا ہو۔ لفظوں کے حقیقی معنی بھی ہوتے ہیں مجازی معنی بھی ہوتے ہیں۔ لیکن یہ سارا جھگڑا اسی وقت تک ہے جب آپ لفظ کو آیت سے نکال کر الگ رکھ کر بحث شروع کر دیں۔ اب ایک لفظ ”شیر“ ہے میں کہتا ہوں یہاں اس سے ”درندہ“ مراد ہے۔ لکھا شیر ہے آگے پیچھے کچھ نہیں لکھا اور آپ مجھے کہتے ہیں کہ یہاں اس سے ”بہادر آدمی“ مراد ہے۔ اب میں بھی شیر پڑھ رہا ہوں اور آپ بھی شیر پڑھ رہے ہیں ہم ساری عمر بھی پڑھتے رہیں تو فیصلہ کوئی نہیں ہوگا کیونکہ یقیناً وہ ہزاروں شیروں میں مجازی طور پر بھی استعمال ہوا ہے اور حقیقی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔

باطل فرقوں کا شیوہ

تو ان باطل فرقوں کا دھوکا یہی ہوتا ہے کہ یہ سیاق و سباق سے لفظ الگ رکھ کر بحث شروع کر دیتے ہیں اگر دو سیاق و سباق میں رہیں تو پھر جھگڑا ہوتا ہی نہیں اب یہی لفظ شیر ہے اب میں فقرہ لکھتا ہوں کہ: یعنی:

”چڑیا گھر میں شیر کا پنجرانوت گیا اس نے دیکھنے والے پر حملہ کر دیا وہ بے چارہ اسپتال پہنچنے سے پہلے دم توڑ گیا۔“

یہاں سب سمجھ جائیں گے کہ شیر بمعنی درندہ مراد ہے۔ لاکھوں جگہ بھی شیر بمعنی بہادر آدمی آیا: دو تو یہ پورا فقرہ سننے کے بعد وہ سارے یہی کہیں گے کہ: یعنی یہاں شیر بمعنی درندہ مراد ہے یہاں بہادر آدمی مراد نہیں۔ اب میں نے دوسرا فقرہ لکھا کہ:

”کہ بجٹی انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں ہمارا شیر غسل کر کے اسٹج پر پہنچ چکا ہے ابھی بیان شروع کرے گا۔“

اب کروڑوں جگہ شیر بمعنی درندہ آیا ہو لیکن یہ سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ یہاں بہادر آدمی مراد ہے درندہ مراد نہیں کیونکہ وہ (شیر درندہ) تقریر نہیں کرتا، لیکچر نہیں دیتا۔

تو میں نے کہا کہ مجازی و حقیقی معنی ہر زبان میں ہوتے ہیں لیکن سیاق و سباق سے معنی متعین ہوتا ہے لفظ کو وہاں سے اٹھا کر اس کمرہ میں لے جائیں اور پھر بحث شروع کر دیں تو ساری عمر بھی بحث کرتے رہیں تو کوئی فائدہ نہیں۔

اب جو کچھ یہاں ماحول ہے اسی کو آپ سامنے رکھیں کہ ہم یہاں بیٹھے ہیں دو آدمی آتے ہیں بڑے پریشان کیا بات ہے؟ جی وہ چودھری صاحب تھے نا؟ دشمن آج ان کو قتل کرنے آگئے تھے۔ انہوں نے گھبرا کر لیا عین موقع پر ان کا ایک دوست آیا وہ ان کو کار میں اٹھا کر لے گیا اب یہاں کوئی بچہ کوئی پاگل بھی نہیں کہے گا کہ بھی چودھری کو تو قتل کر دیا تھا ان کا دوست ان کی روح کو کار میں رکھ کر لے گیا

اس کو قتل کر دیا تھا چونکہ دو شیخ الحدیث صاحب تھے ان کی صفت شیخ الحدیث کو کار میں رکھ کر لے گئے کیونکہ وہ ایم پی اے تھے لہذا ان کو قتل کر دیا لیکن ان کی ایم پی اے صفت جو تھی اس کو کار میں رکھ کر لے گئے کوئی پائل بھی دنیا میں ایسا نہیں ملے گا جو اس بات کا انکار کرے کہ وہ جس جسم کو قتل کرنے آئے تھے اسی جسم اور روح کو زندہ کار میں بٹھا کر لے گئے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی مطلب کسی کے ذہن میں آ سکتا ہی نہیں ہے تو میں نے کہا رفع کے لاکھوں معنی بھی ہوں لیکن یہ سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ یہاں رفع سے مراد جسمانی رفع ہے اسی لئے مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہاں "جسمانی رفع" مراد ہے اب یہ بات بھی پوری ہو گئی کہ مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔

ایک وسوسہ

اب ایک وسوسہ رہ گیا کہ جب وہ اٹھائے گئے تو:

کل نفس ذائقة الموت (آل عمران: ۱۸۵)

"ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔"

آخر یہ تو سب کے لئے وعدہ ہے نا۔ اب یہ وعدہ ان کے لئے بھی پورا ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو وہیں ہونا ہے یا پھر وہ زمین پر آئیں گے؟ یہ ابھی سوال ذہن میں باقی ہے اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:

وان من اهل الكتاب الا لينؤمنن به قبل موته (اتساء: ۱۵۹)

"اور نہیں ہے کوئی اہل کتاب میں سے مگر وہ ایمان لائیں گے ان پر ان کی موت سے پہلے۔"

اب اہل کتاب زمین پر بستے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ یقیناً ضرور ضرور یہاں نازل ہوں گے جہاں اہل کتاب بستے ہیں تو یہاں ان کا آنا ثابت ہو رہا ہے زمین پر اور یہاں یہ ایک ہی آیت قرآن میں ہے جہاں ان کے لئے لفظ موت آیا ہے لیکن اس زمانہ کو قبل موت کا زمانہ کہا جا رہا ہے اس پر اس مناظر نے مجھے کہا کہ یہ عموم کا صیغہ ہے تو جتنے اہل کتاب مرتے جا رہے ہیں اب عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئے تو ان کا کیا

بنے گا؟ میں نے کہا آپ کو نہ بات کرنے کا سلیقہ ہے نہ بات سمجھنے کا سلیقہ ہے ایک آدمی کہتا ہے کہ قاری صاحب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا دے تو میں پورے مدرسہ کے اسٹاف کی دعوت کروں گا قاری صاحب نے دعا فرمادی اب دس سال کے بعد بیٹا ہوا اس دعا کا مطلب یہ نہیں کہ جس دن دعا ہوئی ہے اس دن سے دس سال تک نہ یہاں کوئی نیا استاد آئے نہ پرانا جائے، نہ کوئی نیا پیدا ہو نہ کوئی پرانا فوت ہو بلکہ جس دن یہ بیٹا پیدا ہوگا اس دن جو یہاں کا اسٹاف ہوگا اس کی دعوت کرنی ہوگی۔ اور سارے اس کا مطلب یہی سمجھیں گے تو جب مسیح علیہ السلام وہ بارہ نازل ہوں گے اس کے بعد یا جہاد یا اسلام اور کچھ باقی نہیں رہے گا اس وقت لوگ ان پر ایمان لائیں گے اب وہ کب نازل ہوں گے؟ یہ اس آیت میں ذکر نہیں دوسری آیت میں ہے:

انه لعلم للساعة (الزفر: ۱۱)

"کہ بیشک عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامات میں سے ہیں۔"

اس سے یہ پتہ چلا کہ وہ قیامت کے قریب نازل ہوں گے تو قرآن پاک نے نیسائیوں، یہودیوں کے خلاف جو فیصلہ سنایا ہے اس میں ان کے رفع کو بالکل ممانعت ہے زندہ مانا ہے۔

یہاں میں ایک بات عرض کر رہی ہوں جس سے میرا مناظرہ ہوا تھا اس کا نام محمد منشا تھا (پہلے وہ غیر مقلد تھے بعد میں) مرزا کی بنا۔ ان کا مبلغ تھا پوری زندگی وقف تھی اس کی۔ انجیل برنباس پہنچے ہمارا ایک ساتھی چلا گیا ربوے تو یہ اس کے ساتھ کہنے لگے مناظرہ کر لو وہ کہنے لگا مجھے کرنا آتا نہیں آپ ادا کاڑا آ جائیں کراہی میں دے دوں گا آنے جانے کا وہ آ گیا (اور آ کر کہنے لگا) کہ میں نے حیات مسیح پر اکتیس مناظرے کئے ہیں آج بتیساں ہے میں نے کہا اللہ خیر کرے گا میں نے کہا آپ ایسا کریں آپ وہاں اپنے مربی کے پاس جائیں جیس جیس آدمی ساتھ لائیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں مجھے کہیں کہ میں اکیلا تھا ذرتا رہا جتنے آدمی آپ لائیں گے ہم اس سے دو کم بٹھائیں گے تاکہ تجھ پر کوئی رعب نہ ہو ہماری مجلس کا۔ ہم مسجد میں بھی نہیں بیٹھیں گے بلکہ دوکان پر بیٹھیں گے بیٹھ گئے۔

میں نے کہا: دیکھو عوام بیٹھی ہیں بات اس طرح کریں کہ ان بے چاروں کا فائدہ ہو۔ اس بات کو ہم دونوں مانتے ہیں کہ مسیح نے آنا ہے البتہ اختلاف یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں جو مسیح پہلے آئے تھے انہوں نے ہی آنا ہے مرزا کہتا ہے کہ وہ (مسیح) فوت ہو گئے ہیں اب کوئی مثیل مسیح آئے گا۔

کہنے لگا: جی بالکل ہم یہی کہتے ہیں۔

میں نے کہا: دیکھئے اس کو مثال سے سمجھیں ایک آدمی جا کر عدالت میں درخواست دیتا ہے کہ زید فوت ہو گیا ہے میں اس کا وارث ہوں اس کی جائیداد میرے نام پر منتقل کرو بجائے تو عدالت اس سے دو چیزیں مانگے گی (۱) زید کی موت کا سرٹیفکیٹ لاؤ اگر وہ فوت ہو گیا ہے تو (۲) تو کیا لگتا ہے اس کا؟ اب تمہارے ذمہ بھی دو سرٹیفکیٹ ہیں۔ آخر عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ مرزا کو بٹھانا ہے یا نہ؟ تو پہلے تو یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں ماضی کا صیغہ ہو اور یہ کہ وہ فوت ہو چکے ہیں جس عدالت میں رکھ دی جائے وہ آیت یا حدیث وہ حج مانے کہ یہ موت کا سرٹیفکیٹ ہے دوسرا سرٹیفکیٹ یہ کہ مرزا مسیح علیہ السلام کا کیا لگتا ہے؟

مولانا جالندھری فرما رہے تھے کہ میں ایک مرتبہ سفر میں تھا تو ایک مسجد تھی میں نے سوچا چلو نماز پڑھ لیس دو رکعت۔ وضو تو ہے ہی تین آدمی بیٹھے ہیں ایک آدمی کہنے لگا عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں دو آدمی کہتے ہیں نہیں ہوئے ہیں وہ کہتا ہے ہو گئے ہیں وہ کہتے نہیں ہوئے ہیں (بس اتنی سی بات) فرمانے لگے کہ میں سلام پھیر کر قریب ہو گیا ان آدمیوں کے کیونکہ ان میں ایک آدمی بے ایمان لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا: کون فوت ہو گیا ہے؟

کہنے لگا: عیسیٰ علیہ السلام۔

میں نے کہا: اچھا مجھے پتہ ہی نہیں چلا دعا کرو میں نے ہاتھ اٹھائے اور منہ پر پھیر لیا پھر میں نے کہا: اگلی بات کرو اب کیا ہے؟ وہ تو کام ہو گیا ہے ہم نے دعا مانگ لی ہے۔

کہنے لگا: مرزا جی مسیح موعود ہیں۔

میں نے کہا: کیسے؟

کہنے لگا: اور کون مسیح موعود ہے؟

میں نے کہا: میں

کہنے لگا: آپ کیسے مسیح موعود ہیں؟

میں نے کہا: میں مسلمان مسیح نہیں بن سکتا اس کا فر نے ہی مسیح بننا ہے؟

جب مولانا نے اتنی بات کی وہ مرزائی اٹھ کر بھاگے مولانا اس کو پکڑیں وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی جاننے والا آ گیا ہے میں نے جب اس سے یہ کہا کہ یہی دو سرٹیفکیٹ پیش کریں اب اس نے جو سرٹیفکیٹ پیش کیا پہلے آیت پڑھی:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران: ۱۳۳)

”اور محمد نرے رسول ہی ہیں“ آپ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ میں نے کہا: سرٹیفکیٹ اچھا ہے نام ہی نہیں ہے عیسیٰ علیہ السلام کا اس میں آج تک ایسا سرٹیفکیٹ دیکھا نہیں کہ جس کا سرٹیفکیٹ ہو اس کا نام ہی نہ ہو۔ (اب وہ مرزائی ترجمہ کرتا ہے):

”نہیں ہیں محمد مگر رسول“ مرچکے آپ سے پہلے سارے رسول“

اب وہ دوکان کتابوں کی تھی۔ میں نے کہا بھئی جس کا وضو ہے قرآن ترجمہ والا اٹھاؤ۔

میں نے کہا: یہ ”سارے“ کس کا ترجمہ کیا ہے؟

کہنے لگا: یہاں جمع کا صیغہ نہیں ہے؟

میں نے کہا: جمع تو تین پر بھی آتی ہے۔ قرآن میں ہے:

يقتلون النبيين بغير الحق (البقرہ: ۶۱)

”اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق“

تو کیا سارے ہی نبی قتل ہوئے۔ ایک بھی طبعی موت نہیں مرا؟ اور موت کس کا ترجمہ کیا ہے؟

کہنے لگا: خلت کا۔

میں نے کہا: واذا خلوا الى شياطينهم (البقرہ: ۱۳) کا مطلب کیا ہے؟

کہنے لگا:

(اپنا ترجمہ اٹھایا) اور گزر چکے آپ سے پہلے کئی رسول۔

میں نے دیکھا:

یہاں (لفظ) ”کئی“ ہے ترجمہ میں۔ اب سب نے آنکھوں سے دیکھا ترجمہ میں یہاں ”سب“ نہیں ہے۔

کہنے لگا:

(جلدی سے) کل نفس ذائقة الموت۔ کیا یہ موت کا شوقیت نہیں ہے۔

میں نے کہا:

اچھا ہر کی موت کا شوقیت ہے؟

کہنے لگا:

جی ہاں سب کا۔

میں نے کہا:

بس ایک دفعہ پڑھ لی ہے دوبارہ نہ پڑھنا میرے سامنے۔

کہنے لگا:

کیوں؟

میں نے کہا:

میں تیری بیوی کو لکھ کر بھیج رہا ہوں کہ تیرا شوہر مر گیا ہے تو آگے نکاح کر لے اور جائیداد پر قبضہ کر کے بیٹھ جا۔

کہنے لگا:

کیوں؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔

میں نے کہا:

جب تیری موت کا شوقیت نہیں ہے تو یہ عیسیٰ علیہ السلام کی

موت کا شوقیت کہاں سے بن سکتا ہے۔ اور میں نے کہا وہ تو وعدہ موت ہے

کہنے لگا:

اچھا جی میں وہ آیت پڑھتا ہوں جس میں نام ہوگا عیسیٰ علیہ السلام کا۔

میں نے کہا:

پڑھو۔ یہی تو ہم چاہتے ہیں وقت نہ نالغ نہ کرو۔

کہنے لگا:

واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی

(آل عمران: ۵۵)

یہ آیت پڑھ کے لوگوں کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ دیکھو مولوی بڑے ضدی

ہوتے ہیں کچھ بات کا ماننا ان کی قسمت میں ہوتا ہی نہیں۔ ہر شہر میں ہر گاؤں میں

ایک رجسٹر چوکیدار کے پاس ہوتا ہے موت اور پیدائش کا رجسٹر۔ اس میں لکھا ہوتا ہے

متوفی فلاں، متوفی فلاں، متوفی فلاں۔ آپ بتائیں کہ اس مطلب کیا ہوتا ہے۔ لوگوں

نے کہا مرا ہوا۔ تو آپ سارے مان رہے ہیں کہ معنی مرا ہوا ہے لیکن مجال ہے کہ یہ مولوی مان جائیں یہ بالکل نہیں مانیں گے۔ بچے بچے کو پتہ ہے کہ اس کا معنی مرا ہوا ہوتا ہے لیکن یہ مولوی بالکل نہیں مانیں گے۔

میں نے کہا: میں تو مانتا ہوں۔

کہنے لگا: آپ مانتے ہیں۔

میں نے کہا: بالکل۔

کہنے لگا: پھر سرٹیکٹ بن گیا یا نہیں؟

میں نے کہا: بن گیا۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا نہیں بنا۔

کہنے لگا: پھر کس کی موت کا بنا ہے؟

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی موت کا بنا ہے۔

کہنے لگا: وہ کیسے؟

میں نے کہا: ترجمہ کرو۔

و معنی اور اذ معنی جب قال اللہ کہا اللہ نے (اللہ کہہ رہے ہیں) یا عیسیٰ اے عیسیٰ، انی متوفیک، بے شک میں مرا ہوا ہوں۔ کیونکہ تو نے تو چوکیداروں والا معنی لگنا ہے ناں۔ لہذا اللہ کی موت کا شوقیت بن گیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا سرٹیکٹ نہیں بنا ہے۔

کہنے لگا: میں نے اکتیس بتیس منظرے کئے ہیں کہیں کبھی مجھے یہ جواب دیا ہی نہیں۔

میں نے کہا: اب تو جواب ہو گیا نا۔

کہنے لگا: یہ اسم غافل ہے۔

میں نے کہا: اب ترجمہ کر یہ تو مستقبل ہو گیا۔ یہاں ہے موت دو ٹوک یہ تو میں

بھی مانتا ہوں کہ قیامت سے پہلے موت ان کی آئی ہے۔ ابھی

یہ سرٹیکٹ نہیں بنا میں نے کہا: دیکھو اب اس آیت کا ترجمہ

مجھ سے سنو۔ اس سے پہلے کیا ہے:

و مکروا و مکروا للہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران: ۵۴)

”اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ بہترین تدبیر کرنے والے ہیں۔“

یہودی مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے تیار ہیں اور انہوں نے قتل کی تدبیر بھی شروع کر دی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کی تدبیر کر رہے ہیں۔ لازمی بات ہے کہ اللہ کی تدبیر بہترین تدبیر تھی۔ ان یہودیوں کی تدبیر میں چار چیزیں تھیں:

(۱)..... مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنا ہے۔

(۲)..... مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھانا ہے۔

(۳)..... پھر ان کی لاش کو ذلیل کرنا ہے۔

(۴)..... ان تینوں کا مقصد کیا تھا کہ آپ کا ماننے والا کوئی نہ رہ جائے۔

اب جو ترجمہ قادیانی کرتے ہیں یا منکرین حیات مسیح کرتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟

واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک

عیسیٰ علیہ السلام بیٹھے ہیں، یہودی قتل کرنے آرہے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ تسلی دے رہے ہیں کہ عیسیٰ نکر نہ کر (تجھے) میں ماروں گا تو اللہ تو یہودیوں کے ساتھ مل گیا، یہودیوں کے ذمہ کوئی کام تو نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ تسلی دے رہے ہیں کہ یہودیوں نے کیا مارنا ہے میں مارتا ہوں تجھے۔

میں نے کہا: یہ نہیں، پہلی بات تھی کہ یہودی مسیح کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ نے کہا: انی متوفیک

میں تجھے اپنے قبضہ میں لے لوں گا وہ تجھے گرفتار کرنا تو کجا تیرے قریب بھی نہیں آسکیں گے۔ سورۃ مائدہ میں آیت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام پر احسان جتائیں گے:

واذ کففت بنی اسرائیل عنک (المائدہ: ۱۱۰)

”اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے (یعنی تمہارے قتل و ابلاک سے) بعض رکھا

تھا۔“

”عن“ عربی زبان میں Preposition (حرف عطف ہے) یہ Both (دونوں) کے لئے آتا ہے۔ کہ ان کو قریب بھی نہیں آنے دینگے ان کو دور ہی رکھیں گے کہ قریب آ کر مسیح کو گرفتار ہی کرتے تو اللہ تعالیٰ احسان جتلاینگے کہ میں نے ان کو تیرے قریب بھی نہیں آنے دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضہ میں لے لیا:

اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک (آل عمران: ۵۵)

”جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لے لوں گا تجھ کو۔“

اب وہ جسم اور روح کو قتل کرنا چاہتے تھے تو اسی جسم اور روح کو اللہ نے اپنے قبضہ میں لے لیا اب گرفتاری کے بعد وہ صلیب پر چڑھانا چاہتے تھے اللہ نے کہا میں آسمان پر چڑھاؤں گا:

ورافعک الی

میں تمہیں اپنی طرف اٹھاؤں گا اب یہ تدبیر ہے نا ان کی تدبیر کامیاب نہیں ہو سکی اللہ کی تدبیر کامیاب ہو گئی اللہ نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ان کی تدبیر تھی کہ مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھائیں گے اور اللہ کی تدبیر یہ تھی کہ آسمان پر چڑھائیں۔

ورافعک الی ومطہرک من الذین کفروا (آل عمران: ۵۵)

”اور اٹھاؤں گا اپنی طرف اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنے والا ہوں جو منکر ہیں۔“ وہ جو صلیب پر آپ کی نفخ خراب کرنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے پاک رکھا اور ان کے گندے ہاتھ اوپر پہنچے ہی نہ سکے اور سارا وہ کھیل یہ کس لئے کھیل رہے تھے کہ آپ کے نام لیوا دنیا سے مٹ جائیں تو فرمایا:

وجا عل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ (آل عمران: ۵۵)

”اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں ان کو غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ منکر ہیں۔“

میں تیرے تابعداروں کو ہمیشہ ان یہودیوں پر غالب رکھوں گا۔ تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کی تدبیر جو یہودیوں کے مقابلہ میں تھی اب اس میں وہ شور یہی کرتے ہیں کہ جی

منسوب ایک کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ تو وہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ایک لفظ کے دو دو تین تین معنی ہوتے ہیں لیکن جب تک اس لفظ کو الگ کر کے دیکھیں گے تو آپ کی لڑائی کبھی بھی ختم نہیں ہوگی جب کسی (سیاق و سباق) کے ساتھ رکھیں گے تو جن لوگوں سے آپ متوفی کے معنی کے اختلاف نقل کرتے ہیں ان سب کا اتفاق ہے والہعکس میں رفع جسمانی مراد ہے 'زندہ' ان کو اٹھا لیا گیا۔ اس لئے جس معنی میں اتفاق ہے اس میں اتفاق رہنا چاہئے جس میں اختلاف ہے اس میں کوئی ایسا معنی لیا جائیگا جس سے اختلافی معنی ختم ہو جائے اس لئے جنہوں نے جو بھی معنی کیا لیکن انہوں نے اس اتفاق کو نہیں چھوڑا۔ یہ جو باطل پرست ہوتے ہیں یہ اتفاق کو چھوڑ دیتے ہیں اختلاف کو لے کر شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ دیکھو ایک کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے رفع یدین کی ایک کہتا ہے نہیں کی۔ اب کوئی کہے کہ آپ نے سرے سے نمازی نہیں پڑھی یہ تو بات غلط ہے نا۔ حالانکہ جو کہتا ہے رفع یدین کی وہ بھی کہتا ہے کہ نماز پڑھی آپ ﷺ نے۔ جو کہتا ہے رفع یدین نہیں کی وہ بھی کہتا ہے کہ نماز پڑھی آپ ﷺ نے۔ نماز پڑھنے پر اتفاق ہے دونوں کا لیکن اس کی صفت میں اختلاف ہے۔ اسی طریقے سے اختلاف یہ ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو جب جبریل امین لے جا رہے تھے اس وقت آپ کی حالت کیا تھی؟ بعض کہتے ہیں کہ اس وقت آپ بیدار تھے بعض کہتے ہیں کہ آپ پر نیند کی حالت طاری کر دی گئی تھی۔ تاکہ آپ پریشان نہ ہوں کیونکہ آدمی عجیب بات دیکھ کر محسوس کرتا ہے نا، بعض کہتے ہیں وقتی موت طاری کر دی گئی تھی پھر وہاں جا کر زندہ کر دیا گیا۔ اسی لئے متوفی کے تینوں معنی لیتے ہیں۔ اب جو کہتے ہیں کہ متوفی کا معنی ہے کہ آپ کو زندہ رکھا گیا اس کا تو میں نے ترجمہ کیا اسی طرح پھر آپ کو جبریل اٹھا کر لے گئے۔

والہعکس الی

جو کہتے ہیں آپ پر نیند کی حالت طاری تھی یہاں ایک معنی ہو سکتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اٹھا کر لے جا رہے تھے تو آپ نیند کی حالت میں تھے لیکن وہ نقص حیات جسمانی کے قائل ہیں۔

جو کہتے ہیں کہ اس وقت موت طاری کر دی گئی تھی وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ وہاں جا کر آپ زندہ ہیں تو جنہوں نے متوفی کے معنی بیان کئے ہیں انہوں نے حیات اور رفع کا مسئلہ نہیں چھوڑا۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ تو اب اختلافی لفظ کو لینا اور اتفاقی کو چھوڑنا یہ کسی دین و دنیا کا اصول نہیں۔ اس لئے ہماری بنیاد والہعکس پر ہے بل دفعہ اللہ الہ پر ہے اور پھر یہ جو رفع ہے اس میں نے پھر اس کے بعد آیت و ما قتلوه و ما صلبوه سنائی تھی۔

میں نے کہا: دیکھو اس نے تشریح کی تھی چوکیداروں کے رجسٹر سے 'میں تشریح کرتا ہوں صحیح بخاری شریف سے۔

صفات و نزول مسیح علیہ السلام

حضرت ﷺ نے فرمایا:

ان من اهل الكتاب الا ليسو منن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليكم شهيدا۔ (ترمذی، ۱۵۹)

اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ رہے گا مگر وہ حضرت عیسیٰ پر ان کی موت سے پہلے ضرور ایمان لائے گا اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہی دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ: یہ آیت پڑھ رہے ہیں کہ اس آیت سے مسیح علیہ السلام کا زندہ ہونا ثابت ہے اور یہ زمانہ قبل موت کا زمانہ ہے۔ وہ پوری میں نے حدیث پڑھی:

والذی نفسی بیدہ لبوشکن^(۱)

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ اتنے سچے ہیں کہ کافر بھی آپ کو صادق اور امین

(۱) سیدہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لبوشکن ان یزول لہکم ابن مریم حکماً عدلاً یبکسر الصلب و یقتل العور و یبع العرب۔

(صحیح بخاری - ص ۴۹۰، ۴۹۱)

(محمد ظفر عظمیٰ مد)

کہتے ہیں۔ وہ بغیر قسم کے بھی بات ارشاد فرمائیں تو اس کے سچا ہونے میں ذرا بھر شک نہیں ہو سکتا اور جہاں اللہ کے پیغمبر قسم کھا رہے ہیں اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

ان بنزل فیکم عیسیٰ بن مریم

”ضرور بالغرور نازل ہو گئے تم میں عیسیٰ ابن مریم“

اور قرآن و سنت میں یہی فرق ہوتا ہے۔ ایک چیز قرآن واضح کرتا ہے دوسری چیز سنت واضح کرتی ہے۔ رفع دہاں قرآن میں آگیا تھا نزول یہاں آگیا۔ اب دونوں مل کر کیا ہوگا بھئی؟ رفع کس کا ہوا تھا؟ عیسیٰ ابن مریم کا اور نزول بھی عیسیٰ ابن مریم کا ہوگا۔ تو رفع اور نزول کا ایک پہلو قرآن بیان کر رہا ہے۔ دوسرا پہلو متواتر حدیثیں بیان کر رہی ہیں تاکہ بات پوری کی پوری سمجھ میں آجائے:

ان بنزل فیکم عیسیٰ بن مریم

تم میں ضرور نازل ہو گئے عیسیٰ۔ مرزا قادیانی نہیں۔ بن مریم۔ بن گھسٹی نہیں۔ مرزا کی والدہ کا نام گھسٹی تھا تا پھر سسرال میں آ کر چراغ بی بی رکھ لیا تھا۔ والدین کے ہاں گھسینی تھا۔

مسیح بین الفریقین مسلم ہو گئے

جب وہ آئیں گے تو حکم بن کر آئیں گے۔

اب لفظ حکم پر غور کریں حکم وہ ہوتا ہے جو مسلم بین الفریقین ہونہوں نے حکم بنتا ہے عیسائیوں، یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان۔ مرزے کو تو عیسائی حکم نہیں مانتے نہ یہودی حکم مانتے ہیں نہ مسلمان حکم مانتے ہیں۔ تو وہی مسیح ہونا چاہئے جو اسرائیلیوں میں سے ہوتا کہ فریقین ان کو حکم مانیں تو مسیح علیہ السلام جب نازل ہو گئے دوبارہ تو وہ حکم بن کر آئیں گے اور حکم مسلم بین الفریقین ہوتا ہے اس لئے مرزا جو ہے یہ تو بالکل مسیح نہیں بن سکتا۔

ایک لطیفہ

ماستر تاج انصاری تقریر کر رہے تھے یہ لوگ بعض لطیفے بڑے عجیب سناتے ہیں کہ گاؤں کا نمبردار آ رہا تھا اس زمانہ میں نمبردار کی بڑی قدر تھی آج کل تو کونسلر بن گئے ہیں نا۔ وہ لوگ سارے سلام کر رہے ہیں چودہری صاحب! السلام علیکم! ایک میراثن جاری تھی ساتھ اس کا بچہ تھا اس نے دیکھا کہ اس آدمی کی بڑی عزت ہے تو بچہ ماں سے پوچھتا ہے امی یہ کون ہے؟ ماں نے کہا بیٹا یہ نمبردار ہے۔ بچے نے کہا: امی جب یہ نمبردار مرجائیگا پھر کون نمبردار بنے گا۔ ماں نے کہا: اس کا بیٹا۔ بچے نے کہا: اگر بیٹا مر گیا پھر۔ ماں نے کہا: اس کے خاندان میں سے کوئی۔ بچے نے کہا: امی اگر اس کا سارا خاندان مر گیا پھر۔ اب ماں سمجھی کہ بیٹا یہ بننے کا خواب دیکھ رہا ہے۔ تو ماں نے کہا: بیٹا ساری دنیا کے نمبردار بھی مرجائیں تو میراثن کا بیٹا نمبردار نہیں بنے گا۔

مسیح عادل ہو گئے

تو فرمایا اسی طرح مسیح نے تو حکم بن کر آتا ہے۔ مرزا نے تو حکم بننا ہی نہیں نہ مسلمان مانیں نہ یہودی مانیں نہ عیسائی مانیں یہ حکم کیسا ہے؟

حکماً عدلاً

”اور وہ بالانصاف ہوگا“

یہ نہیں کہ ۵۰ جلدوں کی قیمت لے کر ۵ جلدیں دے دے۔ (مرزا نے کہا) بھئی دیکھو صفر کا فرق ہے اور صفر کی کوئی قیمت نہیں۔ اس لئے کسی قادیانی کی پہچان کرنی ہو کہ سچا ہے کہ منافق ہے تو اس کا ایک لاکھ روپیہ لے کر ایک روپیہ واپس کر دو کہ صفر کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اگر وہ خوشی سے قبول کر لے تو کم از کم قادیانی تو سچا ہے اور اگر وہ قبول نہ کرے تو کہنا کہ:

”کجنت تو تو کا فر بھی پکا نہیں ہے۔“

قتل خنزیر

یقتل الخنزیر

"تو مسیح علیہ السلام خنزیروں کے قتل کا حکم دے دیں گے۔"

کیونکہ توریت وانجیل میں لکھا تھا کہ خنزیر حرام ہے انہوں نے خنزیر کو حلال کر لیا اس لئے مسیح علیہ السلام حکم دینگے سب خنزیر ختم کر دیئے جائیں پھر کوئی خنزیر دنیا میں باقی نہیں رہے گا۔ اس لئے میں کہا کرتا ہوں کہ قادیانیوں نے ہم سے کیا مناظرہ کرنا ہے ایک خنزیر ہی ان کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہے کہ اگر تمہارا مرزا مسیح ہوتا تو میں دنیا میں نہ ہوتا تو دنیا میں جتنے خنزیر ہیں ایک خنزیر ہی مرزے کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔

خنزیر کا مرزائی مطلب

مجھ سے ایک مرزائی کہنے لگا خنزیر کا مطلب کیا ہے؟ میں نے کہا: مرزا قادیانی بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ خنزیر سے مراد ہے "پنڈت لیکھ رام"۔ وہ تادیلیں یہی کرتے ہیں نا۔ لہذا میں نے کہا مرزا قادیانی بھی ہو سکتا ہے۔

کہنے لگا: پنڈت لیکھ رام مرزا کی پیشین گوئی سے مر گیا تھا۔

میں نے کہا: یہ بات بالکل غلط اور جھوٹ ہے بلکہ مرزا پنڈت لیکھ رام کی پیشین گوئی سے مرا ہے۔

پنڈت لیکھ رام کون ہے؟

پنڈت لیکھ رام ایک ہندو تھا پشاور میں مرزا یہ کہتا تھا کہ اسلام ایک زندہ دین ہے باقی ادیان مردہ ہیں۔ اسلام کے زندہ دین ہونے کی دلیل کیا ہے؟ کہ اس میں نبی اور ولی پیدا ہو رہے ہیں۔ ہندوؤں میں کوئی ولی اور نبی نہیں آ رہا اس لئے کرامت اور معجزے ظاہر ہو رہے ہیں۔ لہذا ہمارا دین زندہ ہے۔ تو پنڈت لیکھ رام نے کہا کہ میں آپ کا کوئی معجزہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ مرزا نے کہا دو سال رہو میرے پاس آ کر اور دو سال کا خرچہ بھی جمع کر آؤ اگر دو سال میں کوئی معجزہ ظاہر نہ ہوا تو پھر میں

تجھے دو سال کا خرچہ واپس دے دوںگا اور معجزہ ظاہر ہوا تو پھر تجھے قادیانی ہونا پڑیگا۔ پنڈت نے کہا ٹھیک ہے اس نے دو سال کا خرچہ بینک میں جمع کرا کے رسید ایک امین کے پاس رکھوا دی۔ اور خود چلا گیا اب وہ آ کر اس چوک پر تقریر کر رہا ہے اس چوک پر تقریر کر رہا مرزا کے خلاف۔ مرزا نے جو کتاب لکھی تھی براہین احمدیہ کہ ۵۰ جلدیں لکھوونگا اور اسلام کی صداقت پر تین سو دلائل ہونگے۔ جس کا کوئی کافر توڑ نہیں کر سکتا اور لکھیں پتلی پتی چار جلدیں۔ لیکھ رام نے اس کے رد میں پوری مشکوٰۃ کی حتمی کی باریک خط والی کتاب لکھی ہے "تکذیب براہین احمدیہ" کوئی مرزائی آج تک اس کا جواب نہیں لکھ سکا۔ پھر دوسری کتاب اس نے لکھی "کلیات آریہ مسافر" اس میں اس نے قرآن پاک پر بھی اعتراضات کئے لیکن مرزا اس کا جواب بالکل نہیں دے سکا۔ "تکذیب براہین احمدیہ" میں نے اس کا مطالعہ کیا تھا پھر ور میں مولانا بشیر احمد صاحب پسروری کی لائبریری میں ہے۔ اور "کلیات آریہ مسافر" جو ہے یہ بہاولپور میں جو اوقاف کی لائبریری ہے اس میں ہے۔ میں نے دیکھی ہیں دونوں کتابیں تو وہ لیکھ رام ہندو تھا وہ اس (مرزا) کو بات نہیں کرنے دیتا تھا اس لئے اس (مرزا) نے پیشین گوئی کی کہ لیکھ رام جو ہے وہ بہت بڑھ رہا ہے تو اس پر عذاب نازل ہوگا۔ لیکھ رام نے پیشین گوئی کی کہ مرزا ہیضہ کو عذاب کہتا ہے خدا کا یہ بیٹے سے مر گیا۔ یہ میری پیشین گوئی ہے اب وہ تو مرزے کے تجویز کردہ عذاب سے نہیں مرا اسکو قتل کر دایا گیا قتل تو ہوتے رہتے ہیں لوگ لیکن مرزا یقیناً بیٹے سے مرا ہے۔ اب یہ کہتے ہیں کہ مرزا ہیضے سے نہیں مراد ایسے ہی دست اور تے آ رہی تھی۔ ہیضہ نہیں تھا۔ لیکن یہ ایسی عجیب قوم ہے کہ اپنے نبی کی آخری بات بھی نہیں مانتی۔ مرزا کا جو سر تھا غیر مقلد میر ناصر نواب اس نے اپنی Autobiography (خودنوشت سوانح حیات) لکھی ہے خود "حیات ناصر" چھوٹی سی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ:

"جب لاہور میں مرزا صاحب بیمار تھے تو میں وہاں بیمار پرسی کے لئے گیا تو میں نے پوچھا کہ مرزا صاحب طبیعت کیسی ہے؟ تو مرزا نے جواب دیا کہ مجھے "دبائی ہیضہ" ہو گیا ہے۔ (مزید نواب میر ناصر لکھتا ہے کہ) یہ آخری بات تھی جو

مرزا صاحب کی زبان سے نکلی اس کے بعد مرزا کی زبان بند ہو گئی اور کوئی بات نہ نکلی اور وہ فوت ہو گئے۔“

(حیات ناصر..... ص ۱۳)

مرزائی اپنے نبی کی آخری بات بھی نہیں مانتے۔ (خیر ہم اس موضوع پر چل رہے تھے)

کسر صلیب

حدیث شریف میں ہے کہ:

فیکسر الصلیب

”صلیبوں کو توڑ دینا“

اب آج بھی دیکھو مگر جوں پر عیسائیوں کے گھروں پر قبروں پر صلیبیں بنی ہوئی ہیں تو یہ ایک ایک صلیب اس بات کی دلیل ہے کہ ابھی تک مسیح علیہ السلام فوت نہیں ہوئے۔ پھر کسی کے فوت ہونے کا جو مسئلہ ہوتا ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ حیات مسیح کے مسئلہ کا تعلق یہودیوں کے ساتھ بھی ہے عیسائیوں کے ساتھ بھی ہے مسلمانوں کے ساتھ بھی ہے۔

یہودیوں سے حضور ﷺ کی گفتگو

جب یہودیوں سے بات ہوئی حضور پاک ﷺ کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ان عیسیٰ لم یمت واند راجع الیکم قبل یوم القیامۃ

(الدر المنثور..... ج ۲ ص ۳۳۳..... ج ۲ ص ۳۶۶)

”کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے وہ واپس قیامت سے پہلے تمہاری طرف آنے والے ہیں“

مرزا قادیانی اپنی کتاب ”انجام آیتہم“ میں لکھتا ہے کہ مسیح کے لئے نزول کا لفظ ہے اور نزول کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ نزول مہمان کو بھی کہتے ہیں۔ اگر کوئی مولوی کسی حدیث میں مجھے ”رجوع“ کا لفظ دکھا دے تو میں اپنی ساری کتابوں کو آگ لگا دوں گا اور میں جھوٹا ہوں۔ لیکن در منثور..... ج ۲ ص ۳۳۳ پر جہاں نجران کے پادریوں کا

ہے وہاں یہ حدیث ہے کہ:

ان عیسیٰ لم یمت واند راجع الیکم قبل یوم القیامۃ

تو یہودیوں کو بھی حضور پاک ﷺ نے یہی فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوئے اور وہ تمہارے پاس واپس آنے والے ہیں۔

عیسائیوں سے رسول پاک ﷺ کی گفتگو

جب عیسائیوں سے حضور پاک ﷺ کا مناظرہ ہوا پادریوں سے۔ تو حضور پاک ﷺ تو محکمت پیش کر رہے تھے کہ بھئی عیسیٰ علیہ السلام کھاتے پیتے تھے خدا کا پتا نہیں ہے۔ اور وہ (عیسائی) تشابہات پیش کر رہے تھے کہ بھئی دیکھو عیسیٰ ح اللہ لکھا ہے کبھی کہتے کہتم اللہ لکھا ہے ان کے پاس تشابہات تھی اللہ کے نبی کے پاس محکمت تھی اسی گفتگو میں حضور نے فرمایا:

ان اللہ حی لا یموت

اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

ان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء (الدر المنثور..... ج ۲ ص ۳۳۳)

حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام اگر فوت ہو چکے ہوتے تو آپ ﷺ صاف فرماتے کہ وہ تمہارے خدا کی قبر ہے دیکھو۔ یہ بہت بڑی دلیل تھی ناں۔ لیکن یہ نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ زندہ ہیں ان پر موت نہیں آئیگی اور ان عیسیٰ یاتی علیہ الفناء کہ عیسیٰ علیہ السلام پر موت آئے گی۔ پھر آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی تائید بھی فرمادی کہ:

ثم یموت ویدفن معی فی قبری (مشکوٰۃ..... ج ۲ ص ۳۸۰)

”کہ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر میرے روضہ میں بنے گی“

کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ نازل ہونگے:

ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون.

(مسند احمد..... ج ۲ ص ۳۰۶ ابوداؤد..... ج ۲ ص ۵۹۳)

پھر مسلمان ان کی جنازہ پڑھیں گے اور ہم یہاں سے چار انہیں گے میں 'ابو بکر' مرثیہ اور عیسیٰ علیہ السلام^(۱)۔ اب دیکھو یہ کتنی واضح بات ہے ہم نے ابکارہ میں ایک دفعہ پمفلٹ شائع کیا تھا کہ:

”عیسیٰ علیہ السلام کی موت و حیات کا فیصلہ نہایت آسان ہے کہ قبر مسیح کا فیصلہ ہو جائے۔“

قبر مسیح علیہ السلام کے بارے میں احادیث میں خود مرزا نے بھی یہ مانا ہے کہ:

”عیسیٰ علیہ السلام حضور پاکؐ روضہ میں دفن ہوئے۔“ (کشتی نوح ص ۱۵)

ایک لطیفہ

ایک دفعہ میں بازار میں گیا۔ اب کشتی نوح تھی بالکل پاکت سائز کی ایک مرزائی کی جیب میں رکھی تھی وہ مجھ سے کہنے لگا جی آپ مرزا کو مسیح نہیں مانتے میں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا میں اس وقت مانو گا مسیح کو فوت شدہ جب ان کی قبر آپ مجھے مدینہ منورہ میں دکھا دیں گے۔ اس وقت مان لوں گا کہ وہ فوت ہو گئے۔ جیسے ہم حضور پاکؐ کا روضہ پاک وہاں دکھاتے ہیں صدیق اکبرؐ کا روضہ پاک وہاں دکھاتے ہیں فاروق اعظمؓ کی قبر مبارک وہاں دکھاتے ہیں اسی طرح جب چوتھی قبر آپ ہمیں وہاں دکھا دیں گے اس دن ہم مان لیں گے کہ بھی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور مسلمانوں کا اس مسئلہ پر کتنا اتفاق ہے۔ امہات المؤمنینؓ ہیں، کتنے صحابہؓ ہیں اب کس کا دل یہ نہیں چاہتا تھا کہ اللہ کے نبیؐ کے پاس جگہ باقی ہے اور یہ جگہ مجھے مل جائے۔ لیکن سب کا یہ یقین تھا کہ یہ جو جگہ بچی ہے یہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔

(۱)..... عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ ينزل عيسى ابن مريم الى الارض فينزل في ربيع و يمسك خمسا و اربعين سنة ثم يموت فيلحق معي في قبري لا قوم انا و عيسى ابن مريم في قبر واحد بين ابى بكر و عمر.

(رداد ابن الجوزي في كتاب البقا كتاب الاذان... ص ۱۷۱: مکتوبہ... ص ۲۸۰) (محمد ظفر عفی عنہ)

تھے بڑے بڑے سلاطین اسلام گزرے ہیں کیا ان کا دل نہیں چاہتا تھا کہ یہ جگہ جو ان کے لئے ہے یہ مجھے مل جائے کس کی خواہش نہیں تھی لیکن سب کو یہ پتہ تھا کہ یہ جگہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے۔ اتنا قطعی اور یقینی اجماع اس بات پر ہے میں نے کہا مرزا مکی مانتا ہے کہ عیسیٰ کی قبر وہاں بنے گی۔

ذائقہ کہنے لگا: مجھے دکھاؤ؟

وہ پاکت سائز تھی چھوٹی سی کشتی نوح باریک لکھائی والی میں اسکو یوں یوں دیکھوں مجھے صفحہ نہ ملے وہ مرزائی شور مچائے غلط ہے لاؤ دے دو کتاب۔

میں نے کہا: نہیں مل جائیگا انشاء اللہ۔ ایک دفعہ میں ساری نظر پھیرتا گیا مگر نہیں ملی۔ پھر میں نے دوسری مرتبہ نظر پھیری مگر نہیں ملی۔

مرزائی نے کہا: جھوٹ بولتا ہے تو نہیں ہے اس میں۔

میں نے کہا: ہے اس میں۔ تیسری دفعہ میں نے ذرا غور سے دیکھا تو حوالہ مل گیا میں نے کہا دیکھ یہ ہے۔ مرزائی نے دیکھا اور کتاب جیب میں ڈال لی میں نے کہا اب مانتا کیوں نہیں ہے؟

تو حیات وفات مسیح کے مسئلہ کا فیصلہ تو اللہ کے نبیؐ نے ایسا بتا دیا ہے ہم اسی دن مانیں گے مسیح علیہ السلام کی وفات جس دن مدینہ منورہ میں روضہ پاک میں عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہمیں دکھا دی جائے۔

حیات و نزول مسیح پر انبیاء کا اجماع

پھر معراج کی رات حضور پاکؐ نے جو جماعت کرائی انبیاء علیہم السلام کو وہاں جو گفتگو ہوئی وہاں یہ سوال بھی آیا کہ قیامت کب آئے گی۔ تو سب نبیوں نے کہا کہ قیامت کا خاص علم ہمیں نہیں ہے۔ مسند احمد میں یہ حدیث ہے۔ تو سب نے کہا اس کا پتہ نہیں تو اس سے پتہ چلا کہ انبیاء عالم الغیب نہیں ہوتے اس پر تمام انبیاء کا اجماع ہے۔ البتہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

مجھے اتنا بتایا گیا ہے کہ میں قیامت کے قریب (دجال کے قتل کے لیے) دنیا میں

نازل ہوگا۔ اور مجھے اللہ نے علامات قیامت میں سے قرار دیا ہے^(۱)۔

تو سب نبیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کو تسلیم کیا لہذا اس پر بھی تمام نبیوں کا اجماع ہے۔

ایک دھوکہ

یہاں ایک دھوکہ عام طور پر دیا جاتا ہے چونکہ اس زمانہ میں دھوکے زیادہ ہیں جو بھی کسی مسئلہ کا انکار کرتا ہے تو باطل فرقے والے کہتے ہیں تم حنفی ہونا۔ تو حضرت امام ابو حنیفہؒ سے دکھاؤ امام شافعیؒ سے دکھاؤ۔ حالانکہ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا اختلاف عقائد میں نہیں ہے فروعی مسائل میں ہے جو مسئلہ اہلسنت والجماعت کی عقائد کی کتابوں میں آگیا وہی مسلک امام ابو حنیفہؒ کا ہے وہی امام مالکؒ کا ہے وہی امام شافعیؒ کا ہے وہی امام احمدؒ کا ہے۔ اس لئے اب چونکہ یہ فروعی مسئلہ نہیں (بلکہ عقائد کا مسئلہ) ہے لہذا فروعی کتابوں میں اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ اب وہ کہیں گے جی ابو حنیفہؒ سے دکھاؤ۔ حالانکہ امام ابو حنیفہؒ سے دکھاتے ہیں ”فقد اکبر“ میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوئے گئے^(۲)۔

(۱)۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

عن عبد اللہ بن مسعود وحسب اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال لقيت ليلة اسرى بي ابراهيم وموسى وهنئى قال فلما اكروا امر الساعة فردوا امرهم الى امرهم فقال لا علم لي بها فردوا الامر الى موسى فقال لا علم لي بها فردوا الامر الى عيسى فقال اما وحبتنا فلا يعلمها الا الله تعالى ذالك وفيما عهد الى ربي عز وجل ان الدجال خارج قال ومعى لحيان فاذا راني ذاب كما يلوب الزحاص قال فبهلكم الله (وفى رواية ابن ماجه: قال: فانزل لا قلله)

(ابن ماجہ... ۳۶۹ ص: سند احمد... ج ۵ ص ۳۵۵: متدرک حاکم... ج ۲ ص ۲۸۸: فتح الباری... ج ۱۳ ص ۷۹)

(۲)۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وخروج الدجال وماجوج وماجوج وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسى ابن مريم عليه السلام من السماء وسانر علامات يوم القيامة على ما وردت به الاخبار الصحيحة حق كائن والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم. (شرح فقہ اکبر ص ۱۳۹) (بحر تفرغی ص ۷)

لیکن یہ میں نے مثال اس لئے بتائی کہ بعض اوقات ایسے مطالبے کرتے ہیں جو غلط قسم کے مطالبے ہوتے ہیں۔ بعض عقائد کے مسئلوں کے لئے عقائد کی کتابوں سے حوالہ پوچھو۔ فروعی مسئلہ کے لئے فروعی مسئلہ کی کتاب سے حوالہ پوچھو۔ تو اس لئے جب یہ عقائد کا مسئلہ ہے تو اس میں اہلسنت والجماعت کی عقائد کی کتابوں کا حوالہ ہونا چاہئے۔

یہ بات ہے حیات و نزول مسیح پر تمام ائمہ اور تمام صحابہؓ کا اتفاق ہے۔ ”تلفیص الخبیر“ میں عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر ابن حجرؒ نے جو عبارت نقل کی ہے وہ بڑی جامع مانع اور اجماع پر بڑی واضح عبارت ہے اور بھی عبارتیں مولانا لدھیانویؒ نے ”تحفہ قادیانیت“ میں نقل فرمائی ہیں۔ تو بہر حال یہ مسئلہ بالکل اجماعی مسئلہ ہے۔ المتصفی امام غزالیؒ کی کتاب ہے اصول کی۔ فروع الرحموت کے ساتھ چھپی ہے تو اس میں اجماع کی بحث کے شروع میں انہوں نے بڑی عجیب بات لکھی ہے جو اس زمانہ میں نہایت اہم بات ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:

”دلائل کی ترتیب کیا ہے؟ مجتہد کے لئے دلائل کی ترتیب ہے کتاب اللہ‘ سنت رسول اللہ‘ اجماع امت اور قیاس۔ لیکن ہمارے لئے دلائل کی ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے دیکھا جائیگا کہ مسئلہ پر اجماع ہے کہ نہیں۔ اگر اس مسئلہ پر اجماع ہے ہمارے لئے پہلی ترتیب یہی ہے۔ کیونکہ قرآن کی آیت میں نسخ کا احتمال ہے حدیث میں نسخ کا احتمال ہے‘ اجماع میں نسخ کا کوئی احتمال نہیں ہے۔ ان میں کوئی تاویل ہو سکتی ہے جبکہ اجماع میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔ تو فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسئلہ میں اجماع مل جائے اب اگر کسی آیت کا مطلب آپ کو ایسا سمجھ میں آ رہا ہے کہ یہ اجماع کے خلاف ہے تو آپ پر یقین کر لیں کہ آپ کی سمجھ غلط ہے۔ کیونکہ اجماع ”معصوم عن الخطاء“ ہوتا ہے۔ اگر آپ کو کسی حدیث کا ایسا معنی ذہن میں آ رہا ہے جو اس اجماع کے خلاف ہے تو یقین کر لیں کہ میری سمجھ غلط ہے اجماع غلط نہیں ہے۔“

تو اس لئے قرآن کی آیت اجماع سے نہیں ٹکرائے گی بلکہ آپ کا فہم ٹکرائے گا۔ تو آپ اپنے اس فہم کو اجماع کے مطابق کریں کیونکہ اجماع معصوم ہے

جبکہ آپ کا ذہن معصوم نہیں ہے۔ تو یہ قاعدہ اس دور میں پہلے تو فروعات پر اختلافات ہوتے تھے آج کل اجماعی مسائل کا انکار شروع ہو گیا ہے تو یہ قاعدہ جو ہے نہایت اہم قاعدہ ہے اس کو سامنے رکھنا چاہئے۔ کیونکہ جب اجماع ہو گیا تو یہ حجت قاطعہ ہے اس میں اب کسی نئی بحث کی ضرورت ہے ہی نہیں۔ اگر کوئی قرآن کی آیت یا اس اجماع کے خلاف بیان کر رہا ہے تو پکا یقین ہے کہ یہ آیت حدیث کا غلط مطلب بیان کر رہا ہے کیونکہ یہ معصوم نہیں اجماع معصوم ہے۔

باطل فرقوں کا شیوہ

ان کی ایک بڑی بیماری یہ ہوتی ہے باطل فرقوں میں کہ وہ اپنے عقائد کی مکمل کتاب نہیں لکھتے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جس عقیدہ میں انہوں لڑائی کرتی ہے وہاں انہوں نے عجیب و غریب شرطیں لکھنی ہوتی ہیں جی قرآن کی آیت ہو قطعی الدلالت۔ کسی نے ذرا بھر اس کی دوسری تاویل پیش نہ کی ہو وہ پیش کریں۔ اب اگر وہ دوسرے عقیدے بھی لکھیں تو پھر ہم ان سے کہہ سکتے ہیں کہ جو شرط آپ نے لکھی ہے اپنے پہلے پانچ عقیدے اس شرط پر ثابت کر کے دکھائیں ذرا۔

ایک آدمی تعلیم الاسلام پڑھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ جی فلاں عقیدہ آپ ثابت کریں قطعی الثبوت آیت سے۔ عقیدوں کے لئے قرآن ہونا ضروری ہے اور قطعی ہونا ضروری ہے میں نے کہا قرآن ہونا ہی ضروری نہیں قطعی ہونا ضروری ہے۔ یہ تعلیم الاسلام تو کیوں پڑھا رہا ہے؟ جس میں لکھا ہے کہ حضرت کے والد کا نام عبداللہ تھا یہ قرآن میں ہے؟ لکھا ہے کہ والدہ کا نام بی بی آمنہ ہے یہ قرآن میں ہے؟ یہ کہ آپ کا مزار مدینہ میں ہے قرآن میں ہے؟ ذرا نکال؟ یا یہ انکار کر یہ عقیدے عقیدے نہیں ہیں۔ عقیدے کے لئے قطعی ضروری ہے جو عقیدہ ضروریات دین میں ہو وہ تو متواتر ہونا چاہئے اور جو ضروریات اہلسنت والجماعت میں سے ہو اسے مشہور ہونا چاہئے۔ کیونکہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے اور ضروریات اہلسنت والجماعت کا منکر بدعتی ہے۔

اب دیکھئے قدر یہ نے اپنے عقائد کی کوئی کتاب نہیں لکھی صرف تقدیر تے رہے ساری عمر۔ کیونکہ انہوں نے غلط شرطیں لگائی تھیں لوگوں کو غلط دھو بیٹے تھے اگر وہ پوری کتاب لکھ دیں تو پھر آدمی پوچھ سکتا ہے کہ جس شرط پر ان عقیدہ چاہتے ہیں اس پر تو باقی سارے دین کا انکار کرنا پڑے گا۔ اسی طریقہ سے ہر سیمازی والا اس نے اپنے عقیدہ کی کوئی کتاب نہیں لکھی وہ کہتا ہے عقیدے بڑا اہم ہوتے ہیں تو صرف ایک ہی عقیدہ کیوں اہم ہے باقی کیوں اہم نہیں ہیں؟ ار اتی سارے عقیدے لکھے گا تو پھر غلط شرطیں نہیں لگا سکتا۔ غلط دھوکے نہیں دے اب وہ آیت کا غلط ترجمہ کرے گا اس کا ترجمہ اجماع کے خلاف ہوگا۔ تو یہ کبھی اپنے عقائد اور پورے اعمال نہیں لکھتے۔ اس لئے ان کے عقائد کی مکمل کوئی کتاب نہیں ہوتی۔ تمنا عمادی ہو یہ لوگ ہوں دوچار مسئلوں میں شرارت کریں گے لیکن مرجا گئے مگر اپنے مکمل عقائد کی کتاب نہیں لکھیں گے۔ کبھی ضرورت پڑ جائے گی جوت (کے بیان) کی ہماری کتابوں سے دیکھ کر بیان کر دیں گے۔ اور اسی طرح عقیدے بھی۔ لیکن خود کبھی نہیں لکھیں گے۔ تو اس لئے ان کا فریب ہوتا ہے ان بچنے کے لئے ان سے کہیں کہ بھی آپ پہلے اپنے مکمل عقیدہ کی کتاب ہمیں دیں ہے؟

باطل فرقوں کو چیلنج

جس طرح حدیث جبریل سے اس میں تین شعبے دین کے آئے ایمان اسلام احسان۔ ہم ایمانیات پر اپنی مکمل کتاب پیش کرتے ہیں جبکہ غیر ایمانی وغیرہ کوئی کتاب اپنی ایمانیات کی پیش نہیں کر سکتا۔ ہم احکام و اعمال پر مکمل نہیں پیش کرتے ہیں پیدائش سے موت تک ہر عمل کا حکم اور احسان اور تصوف اپنی مکمل کتاب پیش کرتے ہیں دین کے تین شعبے ہمارے پاس مکمل ہیں لیکن فرقوں کے پاس کچھ نہیں ہوتا ہے۔ لہذا لوگوں کو یہی سمجھانا چاہئے کہ دین کامل جن کے پاس کامل ہے ان سے بات کرو اور جن کے پاس کامل ہے ہی نہیں

شیطان کی طرح ہیں۔ جیسے شیطان ملائعہ کی آدھی بات اور اس میں دس جھوٹ ملا کر بکواس شروع کر دیتا ہے۔ یہ بھی آدھا حوالہ ہماری کتاب سے اچکتے ہیں اور دس جھوٹ ملا کر آگے پھیلاتا شروع کر دیتے ہیں۔ تو شیطان والا کام یہ لوگ کرتے ہیں انسانوں والا کام تو ان میں ہے ہی نہیں۔

تو حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ میں وما قتلوه وما صلبوه۔ زیادہ سے زیادہ فلما توفیتنی۔ یہاں ایک بات تو یہ یاد رکھیں جتنے مفسرین ہیں انہوں نے اذ قال اللہ یاعیسیٰ انی متوفیک پر تو ”توفی“ کے معنی میں اختلاف کیا ہے اقوال نقل کئے ہیں لیکن ”فلما توفیتنی“ پر کسی مفسر نے (رفع معنی) رفع کے علاوہ کچھ نہیں لکھا۔ یہ خاص طور پر یاد رکھنے والی بات ہے وہاں رفع معنی (رفع) کے علاوہ کسی نے کوئی بات نہیں کی وہاں سب کا اتفاق ہے۔ فلما توفیتنی کا مطلب رفع معنی ہے۔

قادیانیوں سے میں یہی کہا کرتا ہوں کہ ماحول کو دیکھو کہ آپ کی ”توفی“ کہاں ہوئی ہے۔ ان لوگوں میں جو تثلیث کے قائل تھے جو عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو خدا مانتے ہیں وہ کشمیر میں نہیں رہتے تھے جہاں مرزا کہتا ہے وہ بیت المقدس میں رہتے تھے۔ تو جو ”توفی“ بیت المقدس میں ہوئی اور رفع سے پہلے ہوئی تو وہ ”توفی“ قبض والی ہے اپنے قبضہ میں لینے والی وہ موت والی تو ہو سکتی ہی نہیں۔ اس لئے سب نے یہاں اس کا معنی رفع معنی لیا ہے۔ تو قیامت کا ذکر ہے اور قیامت سے پہلے وفات مسیح کے ہم قائل ہیں بلکہ ”توفیتنی“ ماضی کا صیغہ ہے بحث یہ نہیں کہ قیامت سے پہلے موت آئے گی یا نہیں اس کے تو ہم پہلے سے قائل ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى من كل ذنب واتوب اليه

عظمت سیدنا امام اعظم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده

ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعدا

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

یسبح لله ما فی السموات وما فی الارض وهو العزیز

الحکیم هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم

آیتہ ویزکیهم ویعلّمهم الكتاب والحکمة وان کانوا من قبل

لفی ضلالم مبین و آخرین منهم کما یلحقوا بهم وهو العزیز

الحکیم ذالک فضل الله یؤتیہ من یشاء والله ذو الفضل

العظیم صدق الله العظیم وبلغنا رسوله النبی الکریم رب

اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدة من لسانی

یفقهو اقولی رب زدنی علما وارزقنی فهما سبحانک لا

علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم اللهم صلی

على سيدنا و مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد

و بارک وسلم وصل علیہ

تمہید

دوستو! بزرگو! آج آپ کے اشتہار میں جلے کا عنوان ہے ”امام اعظم کافر نس“ (امام اعظم کون ہیں؟) ان سے ہمیں کیا چیز ملی ہے؟ ہم ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں؟

لفظ امام کی تحقیق

”امام“ کا لفظ جو ہے آپ روزانہ استعمال کرتے ہیں ابھی آپ نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی ہے تو جو آگے مصلیٰ پر کھڑے تھے آپ ان کو کہتے ہیں امام تو مصلیٰ پر امام ایک تھا یا چار تھے اگر ایک تھا تو پھر یہ تقلید شخصی ہو جائے گی چار ہونے چاہئیں ایک رکعت ایک امام کے پیچھے دوسری دوسرے کے پیچھے تیسری تیسرے کے پیچھے چوتھی چوتھے کے پیچھے ہم نے تو ساری نماز ایک کے پیچھے پڑھ لی یہ شرک تو نہیں ہو گیا؟ اب میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے اور آپ کے امام نے مل کر عبادت کس کی کی ہے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ کی اگر کوئی آپ کو یہ کہے بھائی! اس مسجد میں ایک امام جو تھا وہ اللہ کو سجدہ کر رہا تھا اور پچھلے سارے مقتدی اللہ کو سجدہ نہیں کر رہے تھے بلکہ اپنے امام کو سجدہ کر رہے تھے تو یہ بات سچ ہے یا جھوٹ ہے؟ (جھوٹ..... سامعین) کبھی آپ کے دل میں وسوسہ بھی پیدا ہوا کہ ہم خدا کو سجدہ نہیں کر رہے اپنے امام کو سجدہ کر رہے ہیں یہ اللہ کی عبادت ہے امام بھی خدا کی عبادت کر رہا ہے اور مقتدی بھی خدا کی عبادت کر رہا ہے لیکن امام کے پیچھے پیچھے اس کی تابعداری میں یہی نماز اگر آپ گھر پر پڑھتے تو آپ کو ایک نماز کا ثواب ملتا ایک سجدہ کا ثواب ملتا یہی سجدہ آپ امام کے پیچھے اسی مسجد میں کریں جہاں پانچ وقت نماز جماعت سے پڑھی جاتی ہے لیکن جمعہ نہیں ہوتا تو ایک نماز کا ثواب ستائیس نمازوں کے برابر ملتا ہے اور اگر ایسی جامع مسجد میں جا کر نماز پڑھیں کوئی بھی نماز ہو پانچوں میں سے تو ایک نماز کا ثواب پانچ سو نمازوں کے برابر ملتا ہے جب آپ نے

گھر میں سجدہ کیا تھا سجدہ تو کیا اللہ کو امام کے پیچھے سجدہ کیا تو کس کو کیا (اللہ کو..... سامعین)۔ وہاں گھر میں ایک سجدہ کا ثواب یہاں پانچ سو کے برابر تو امام کے پیچھے ہونے کی قیمت اللہ بڑھا رہا ہے یا ہم بڑھا رہے ہیں (اللہ بڑھا رہا ہے..... سامعین) تو تقلید اور اجتہاد کا مسئلہ یہی ہوتا ہے یہاں ہم امام کے پیچھے خدا کی عبادت کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ مل کر ہم خدا کی اطاعت کرتے ہیں۔

وہاں خدا اور رسول ﷺ کی اطاعت ہے جیسے یہاں امام بھی اور مقتدی بھی اللہ ہی کی عبادت کرتے ہیں اسی طرح وہاں امام ہمارے امام اعظم ابوحنیفہؒ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں اور ہم ان کی تابعداری میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ امام صاحب مسجد میں یہاں مقرر ہیں اللہ نے مقرر کر کے بھیجے ہیں یا رسول اللہ ﷺ نے مقرر کئے یا مقامی لوگوں نے؟ (سامعین..... مقامی لوگوں نے مقرر کئے ہیں) مقرر آپ نے کئے لیکن اب ان کو امام مان لیا ان کے پیچھے نیت باندھ لی اب اس امام کی مخالفت کرنے سے ناراض اللہ تعالیٰ ہوں گے اور اللہ پاک کے رسول ﷺ ناراض ہوں گے۔

عام فہم مثال

امام صاحب ابھی رکوع میں ہیں آپ سجدہ میں چلے گئے آپ کو کھڑے کھڑے قرآن کی آیت یاد آگئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نیکوں میں آگے بڑھنا چاہیے تو ابھی امام رکوع میں ہے آپ نے سوچا کہ سجدہ بھی نیکی ہے گناہ تو نہیں ہے امام کو رکوع میں چھوڑ کر آپ سجدہ میں چلے گئے اب کیا آپ کو ہزار گنا زیادہ ثواب ملے گا؟ پانچ سو سے بھی زیادہ؟ کیونکہ آپ نے امام سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھا زیادہ ثواب ملے گا؟ مولانا صاحب کہتے ہیں نہیں کہ خطرہ ہے کہ اس کا منہ گدھے کی طرح نہ بن جائے۔

اب دیکھئے امام کی مخالفت کرنے والے کو گدھا اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرما رہے ہیں یا ہم خود کہہ رہے ہیں؟ (اللہ کے نبی ﷺ فرما رہے ہیں..... سامعین)۔

آیت کی وضاحت

یہ جو آیتیں میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں اس آیت میں پہلے پہلے ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کا تذکرہ ہے:

”هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم“ (المحمد: ۲) پھر آپ ﷺ کے پاک بازصحابہؓ کا تذکرہ ہے جن کا آپ ﷺ نے تزکیہ فرمایا ”ويزكهم“ جن کو ہم ”والجماۃ“ کہتے ہیں اور پھر ”وآخرين منهم لما يلحقوا بهم“ (المحمد: ۲) اس میں ہمارے امام صاحبؒ کی پیشین گوئی ہے۔

ان تینوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ کیا فرما رہے ہیں ”ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء“ (المحمد: ۳) آمَنہ کے درِ یتیم ﷺ کے سر پر ختم نبوۃ کا تاج جانا یہ اللہ کا ہی فضل ہے آمَنہ کے درِ یتیم ﷺ نے درخواست نہ دی تھی اور صحابہؓ میں کسی کو صداقت کا تاج، کسی کو عدالت کا تاج، کسی کو سخاوت کا تاج، کسی کو شجاعت کا تاج، کسی کو سیاست کا تاج، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور سیدنا امام اعظمؒ کو یہ مقام عطا فرمایا کہ قرآن پاک میں ان کی پیشین گوئی کا ذکر آجائے اور اسی فیصد (۸۰٪) امت محمدیہ آپ کی تقلید میں خدا تعالیٰ کی عبادت کرے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

تو یہی فرمایا ”ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم“ (المحمد: ۳) تو نبی پاک ﷺ کا ذکر بھی آگیا، صحابہؓ کا بھی اور امام صاحبؒ کا بھی اور آخر میں گدھوں کا ذکر بھی آگیا ”يحمل اسفارا“ (المحمد: ۵) تو یہ تین پہلے ذکر آئے تو انہوں نے دین کے کام کئے اللہ کے پاک نبی ﷺ دین کے لانے والے اور صحابہؓ دین کے پھیلانے والے امام اعظمؒ دین کے لکھوانے والے تو یہ تینوں کام دین کو لانا، پھیلانا اور لکھوانا مکمل ہو گئے جو تعمیر دین سے تعلق رکھتے ہیں تو بعد میں تخریب کا رآ ہی جایا کرتے ہیں تو تخریب کار لوگوں میں سے کچھ نبی ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، کچھ صحابہؓ کی مخالفت کرتے ہیں اور کچھ امام اعظمؒ کی مخالفت کرتے ہیں۔

تفسیر عثمانی اور سعودی حکومت

دیکھئے آج کل سعودی حکومت کی کوشش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دین کی کتابیں پھیلائی جائیں قرآن پاک زیادہ پھیلا یا جائے اب موقع تھا اس بات کا کہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارا ترجمہ صحیح ہے وہ آگے آئیں۔ سب ترجمے اردو زبان کے ان کے سامنے رکھے گئے ان کا باقاعدہ ایک بیچ بیٹھا مفتی صاحبان کا کہ انہوں نے ان کے تمام تراجم کو عربی میں کرا کے سنے انہوں نے کسی غیر مقلد کا ترجمہ پاس نہیں کیا۔ دوائے تفسیر عثمانی کے یہ جو میرے ہاتھ میں ہے یہ دیکھئے باقاعدہ شاہ فہد کی مہر لگی ہوئی ہے اس پر۔ ساری دنیا میں تقسیم ہوتا ہے اب موقع تھا یہ کہنے کا کہ خفیوں کو قرآن و حدیث نہیں آتا ہمیں آتا ہے تو چاہیے تھا کہ وہ اپنا ترجمہ پیش کرتے کہ ہمارا ترجمہ یہ ہے تو سارے ترجمے چیک ہوتے وہاں کے لوگ جو تھے حالانکہ اس بیچ میں ان کے لوگ بھی موجود تھے لیکن ان سب نے کہا اگر صحیح ترجمہ قرآن پاک کا ہے تو شیخ البند کا ہے اور اگر صحیح حاشیہ ہے تو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا اب یہ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر شائع ہو رہا ہے شاہ فہد اس کو تقسیم فرما رہے ہیں۔

تفسیر عثمانی اور متذکرہ آیت کی تفسیر

جو آیت کریمہ میں نے پڑھی ہے اس میں دیکھئے کیا لکھا ہے جس کو شاہ فہد تقسیم کر رہے ہیں۔ ”وآخرين منهم لما يلحقوا بهم“ میں نے کہا یہ امام صاحبؒ کی پیشین گوئی ہے یہ لکھتے ہیں یعنی یہی رسول دوسرے آنے والے لوگوں کے واسطے بھی ہیں جن کو مبداء، معاد اور شرائع سماویہ کا پورا اور صحیح علم نہ رکھنے کی وجہ سے ان پر مذہبی کہنا چاہیے مثلاً فارس، روم، چین اور ہندوستان برادری میں شامل ہو گئیں اور پھر انہی میں سے ہو گئیں۔

قرآن میں امام صاحبؒ کی پیشین گوئی

شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ لکھتے ہیں حق تعالیٰ نے اول عرب پیدا کئے اس

دین کو تھامنے والے عرب نے قربانیاں دیں، صحابہؓ نے جان مال وطن تک قربان کر دیا، جنہیں پاک ﷺ کیلئے برادریاں تک چھوڑ دیں فرمایا اول حق تعالیٰ نے عرب پیہا کئے اس دین کو تھامنے والے پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اٹھے حدیث میں ہے جب آپ سے و آخر میں منہم لم یلحقوا بہم کی نسبت سوال کیا گیا تو سلمان فارسیؓ کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر علم یا دین ثریا پر جا پہنچے تو اس (سلمان فارسیؓ) کی قوم کا فرد وہاں سے بھی لے آئے گا۔ شیخ جمال الدین سیوطیؒ جو شافعی المذہب ہیں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیشین گوئی کے بڑے مصداق امام اعظم ابو حنیفہ نعمانؒ ہیں (تفسیر عثمانی حاشیہ نمبر ۷۰۰۰۰) اب یہ وہ تفسیر ہے جس میں امام اعظمؒ کھایا گیا ہے اس پیشین گوئی کا مصداق امام اعظمؒ کو قرار دیا گیا ہے اور شاہ فہر پوری دنیا میں اسی قرآن کو پھیلا رہے ہیں اس قرآن مجید میں دوسری جگہ سورۃ محمد کی آخری آیت کریمہ یوں ہے:

هَآنَا نَمُ هٰذِلَآءُ لَدَعُوْنَ لِتَسْفُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سُنْتَ دُوْتَمُ اَوَّلُ كَمْ تَمُ كُوْبَا نَتِ
ہیں خرچ کرو اللہ کے راستہ میں لہمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن
نفسہ پھر تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جو نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دے گا سو نہ دے گا
اپنے آپ کو واللہ الغنی وانتم الفقراء اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تم محتاج ہو وان
تسولوا یستبدل قومًا غیر کم ثم لا یكونوا امثالکم اگر تم پھر جاؤ گے تو بدل
دے گا اللہ اور لوگ تمہارے سوا وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح اس پر مولانا لکھتے ہیں۔
”یعنی اللہ تعالیٰ جن حکمتوں سے بندوں کو مصلحت پر خرچ کرنے کا
حکم دیتے ہیں اس کا حاصل دونا تم پر کچھ منحصر نہیں۔“

شیخ سعدی کا فرمان

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ:

منت منہ کہ خدمت سلاطین کی کنی
منت ازو شناس کہ بخدمت بداشت

اگر مجھے بادشاہ نے اپنی خدمت کے لئے قبول فرمایا ہے تو اس پر احسان نہ کرنا کہ اگر میں نہ ہوتا تو بادشاہ کو پانی کون پاتا؟ اگر میں نہ ہوتا تو بادشاہ کا بستر کون بچاتا؟ اگر میں نہ ہوتا بادشاہ کے جوتے کون اٹھاتا؟ فرمایا کہ تو ایک طرف ہو ہزار آدمی یہاں اس کی خدمت کے لئے آنے کو تیار ہیں تیرا بادشاہ پر احسان نہیں بلکہ بادشاہ کا احسان ماننا چاہیے کہ بادشاہ نے تجھے اپنی خدمت کے لئے قبول فرمایا ہے۔ اس طرح مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جو دین پر خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں تو وہ اللہ پر احسان نہیں ہم پر احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کچھ خدمت جو ہے قبول فرمائی ہے اور ہمیں موقع دیا ہے تو فرمایا فرض کیجئے اگر تم بخل کرو اور اس کے حکم سے روگردانی کرو تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم کھڑی کر دے گا جو تمہاری طرح بخیل نہ ہوگی بلکہ نہایت فراخ دلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کے راستے میں خرچ کرے گی۔

بہر کیف اللہ تعالیٰ کی محکمات و مصلحت پوری ہو کر رہے گی ہاں تم اس عادت سے محروم ہو جاؤ گے۔

فرمان نبوی ﷺ اور امام اعظمؒ

حدیث میں ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ دوسری قوم کون ہے جسکی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے آپؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ (کے سر) پر ہاتھ رکھ کر اشارہ فرمایا خدا کی قسم اگر ایمان ثریا (ستارے) پہ جا پہنچے تو فارس کے لوگ وہاں سے بھی اس کو اتار لائیں گے۔ (تاریخ ابی نعیم بحوالہ مقدمہ کتاب التعلیم ص ۷۷) الحمد للہ صحابہ کرامؓ نے اس بے نظیر ایثار اور جوش ایمانی کا ثبوت دیا کہ ان کی جگہ دوسری قوم لانے کی نوبت نہ آئی فارس والوں نے اسلام میں داخل ہو کر علم اور ایمان کا وہ شاندار مظاہرہ کیا اور ایسی زبردست دینی خدمات سر انجام دیں جنہیں دیکھ کر ہر شخص کو لاچار اقرار کرنا پڑا کہ بیشک حضور ﷺ کی پیشین گوئی کے موافق یہ قوم تھی جو بوقت ضرورت عرب کی جگہ پر کر سکتی تھی ہزار با علماء و ائمہ سے قطع نظر کہ تباہ امام اعظم ابو

حنیفہ کا وجود اس پیشین گوئی کی شرط پر کافی ہے بلکہ اس بشارت عظمیٰ کے کامل اور اول مصداق امام صاحب ہی ہیں رضی اللہ عنہم ورضو اعنہ اب آپ اندازہ لگائیں قرآن پاک کی ان دو پیشین گوئی کا مخاطب صرف حنفی نہیں بلکہ شافعی بھی اور شافعیہ حنبلی ہے جو یہ قرآن کو تقسیم کر رہا ہے تو وہ صحیح کر رہا ہے یا غلط کر رہا ہے؟ (صحیح کر رہا ہے سائین)

امام اعظمؒ درنیکتا ہیں

حرم پاک میں بیٹھ کر تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کو اللہ نے وہ شرف عطا کیا کہ ان کی پیشین گوئی قرآن مجید میں موجود ہے جب کہ کسی اور امام کی پیشین گوئی کا اشارہ قرآن پاک میں موجود نہیں اور یاد رکھو کہ خلفاء راشدینؓ کی پیشین گوئی قرآن میں ہے یا نہیں؟ یقیناً ہے لیکن کسی خلیفہ کا نام نہیں کہ وہاں صدیق اکبرؓ کا نام ہو فاروق اعظمؓ کا نام ہو لیکن اس پیشین گوئی کے مطابق جب یہ خلفاء بنے تو سب نے مان لیا کہ اس پیشین گوئی کے مصداق یہی تھے اس طرح اس پیشین گوئی میں اگرچہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا قرآن میں نام نہیں لیکن اس دن سے لیکر آج تک ایسا بڑا امام پیدا ہوا ہی نہیں جس نے دین کو مکمل طور پر مرتب اور مدون کرایا ہو صرف چار امام ہیں جنہوں نے مکمل طور پر دین کو مرتب اور مدون کرایا۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ پھر ان کے شاگرد امام مالکؒ پھر ان کے شاگرد امام شافعیؒ پھر ان کے شاگرد امام احمد بن حنبلؒ ان میں امام احمدؒ بھی شیبانی قبیلہ کے عربی النسل ہیں فارسی النسل نہیں امام شافعیؒ بھی مطلبی قبیلہ کے عربی النسل ہیں فارسی النسل نہیں امام مالکؒ بھی اصبحی قبیلہ کے عربی النسل ہیں فارسی النسل نہیں ایک ہی امام سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ ان چاروں میں فارسی النسل ہیں اگر ان چار میں دو فارسی النسل ہوتے شاید پھر انکیشن یا سلیکشن کی ضرورت پڑتی کہ اس پیشین گوئی کا مصداق کون ہے اب جگہ بھی ایک ہے سیٹ بھی ایک ہے امیدوار بھی ایک ہے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ تو جن کا ذکر یعنی امام صاحب کا قرآن پاک میں آجائے تو ان

بے بڑا امام کس کو کہا جائے گا اور جو آپ کے نام کے ساتھ امام اعظمؒ کا لفظ آتا ہے ماضی حیران ہوں گے کہ یہ ایسا مشہور ہے کہ شیعہ کی کتابوں میں ملتا ہے حنفی کتابوں میں بھی ملتا ہے مالکی کتابوں میں ملتا ہے شافعی کتابوں میں بھی ملتا ہے اور حنبلی کتابوں میں بھی ملتا ہے گویا سب اس پر اتفاق کرتے ہیں۔

غیر مقلدوں کا اعتراف حقیقت

ہمارے غیر مقلدوں کی یہ کتاب ”سبیل الرسول“ تقریباً ہر گھر میں ہوتی ہے کہیں اس نے بھی یہی لکھا ہے حکیم محمد صادق صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ جب خدا کسی سے کام لینا چاہتے ہیں تو اس کی طبیعت میں رحمان اور میلان پیدا کر دیتے ہیں آپ کی طبیعت نے ایک لخت پلٹا کھایا آپ تحصیل علم کی طرف مائل ہو گئے حافظہ بلا کا تھا طبیعت علم کو ایسے جذب کرتی تھی جسے آپ پانی کو اصل بات یہ ہے کہ خدا کا فضل آپ کے شامل حال تھا اس کو منظور تھا ان کو دنیا میں علم کا ایک خاص مرتبہ عطا کرے اور زمانہ کا مجتہد بنائے آپ کی طبیعت کی صفائی پاکیزگی دین میں پارسی مشہور تھی دماغ بڑا مضبوط حافظہ بلا کا قوت استدلال بڑی زبردست تھی تاہم ایزدی سے آپ علم کی معراج کو پہنچ گئے آپ کے ہم عمر لائیل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے علم کی خوبیوں اور بلندیوں کے سبب آپ امام اعظمؒ کے لقب سے مشہور ہو گئے بہت سے لوگوں نے آپ سے علم کی دولت پائی آپ کے شاگرد امام علم کے مرتبہ کو پہنچ گئے جن میں امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ امام زفرؒ مشہور ہیں۔

امام اعظمؒ کا تقویٰ اور خدا خونی

آپ بڑے عابد زاہد خدا ترس متقی پرہیزگار تھے دل ہر وقت خوف الہی سے لبریز رہتا تھا اللہ کے حضور تضرع کرتے رہتے تھے اور بہت کم بولتے تھے بڑے سلیم الطبع بلند اخلاق پسندیدہ طبیعت منکسر المزاج ملنسار بردبار عالم باعمل اور فرشتہ خصلت انسان تھے تقویٰ اور خوف خدا آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر مجرا ہوا تھا

نے شان یہ ہے کہ جن کا ان کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہو گیا تو قیامت تک ان کا نام زندہ رہے گا سکندر اعظم اور بھی بہت سے بادشاہ گزرے ہیں ان کے بارے میں کسی مورخ نے نہیں لکھا کہ ان کو دودھ پلانے والی عورت کا نام کیا تھا لیکن جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو ایک دن بھی دودھ پلا لیا اس کا نام بھی قیامت تک زندہ رہ گیا حلیمہ کی بچی نے لوریاں دیں ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کو اس بچی کا نام بھی زندہ رہ گیا ہے قیامت تک کے لئے رسول پاک ﷺ کی زبان مبارک سے مزاح کوئی جملہ نکلا ہے وہ بھی قیامت تک محفوظ ہو گیا ہے۔

ایک صحابی کو بلایا جی ہاتھ میں لے کر آ رہے تھے آپ نے فرمایا یا ابابریہ! ماہ کرام جانتے ہیں یہی ان کی کنیت مشہور ہو گئی اور کنیت اتنی مشہور ہو گئی کہ نام کے اندر اشتباہ ہو گیا ہے کوئی محدث کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ بتاتا ہے۔ اسی طرح حضرت علیؓ کو فرمایا قسم یا ابابریہ! اسی طرح ان کی کنیت ابوتراب پوری دنیا میں مشہور ہو گئی اس طریقہ پر آپ نے جس امام کے ساتھ امام اعظمؑ فرمادیا تو اس امام کے ساتھ امام اعظمؑ بھی لازم ہو گیا اپنے بھی امام اعظمؑ کہتے ہیں بیگانے بھی امام اعظمؑ کہتے ہیں حضرت کی زبان سے نکلا ہوا جملہ ایسا ثابت ہوا واقعات میں کہ امام مالکؒ بھی امام ہیں امام شافعیؒ بھی امام ہیں امام احمدؒ بھی امام ہیں اور ان کے مقلد کہیں صرف ایک ایک ملک یا دو دو ملک میں ہیں وہ امام جس کے مقلدین پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں جس طرح پہلے نبی برحق تھے لیکن وہ ایک ایک ہستی کے لئے تھے اور ہمارے نبی ﷺ ساری دنیا کے نبی اسی طرح دوسرے امام ایک ایک علاقہ کے امام ٹھہرے اور ہمارے امام سیدنا امام ابوحنیفہؒ پوری دنیا کے امام ٹھہرے اسی لئے ان کو امام اعظمؑ کہا جاتا ہے۔

حنفیوں اور شافعیوں کی بحث

ایک مرتبہ حنفیوں اور شافعیوں میں گفتگو ہو گئی کہ کن کا امام شان والا ہے شوق ہوتا ہے تاہر کسی کو اپنے امام کی شان بڑھانے کا ایک محدث بیٹھے تھے انہوں نے

دیانت آپ کی مسلم تھی اس لئے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کس درجہ کے باکردار نیک متقی خدا ترس اور خشیت ایزدی سے لرزہ بر اندام رہنے والے انسان تھے کیا ان سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ انہوں نے دانت حدیث کے خلاف قیاس اور آراء کے دفتر تیار کئے ہوں ہرگز نہیں اب یہ حکیم صاحب کی کتاب ہے ہمارے غیر مقلد دوستوں کے ہر گھر میں موجود ہے انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کو امام اعظمؑ لکھا ہے اور ساری خوبیاں تسلیم کی ہیں اب آپ بھی حیران ہوں گے کہ آپ کو امام اعظمؑ کہا جاتا ہے وہ اس لئے کہ حدیث پاک میں آیا ہے:

عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ ﷺ قال اعظم الناس نصیبا فی الاسلام اهل فارس (اعظم النصیب فی الاسلام اهل فارس) لو كان الايمان فی الثريا لتناوله رجال من اهل فارس او كما قال رسول الله . ایک اور روایت میں ہے:

ان الایمان لو كان معلقا بالعرش كان منكم من يحصله
پھر سلمان فارسیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

لو كان العلم بالثريا لتناوله رجال من اهل فارس.^(۱)

یا سلمان احب المجاہدین واحب المرابطین احب الفزاء ابو نعیم نے اپنی تاریخ میں سولہ صحابہؓ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے تو پاک پیغمبر ﷺ

(۱) امام جلال الدین سیوطی الشافعی اور ابن حجر مکی لکھتے ہیں کہ

المول قد بشر ﷺ بالامام ابی حنیفۃ فی الحدیث الذی أخرجه فی الحلیۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لو كان العلم بالثريا لتناوله رجال من ابناء فارس واخرج الشیرازی فی الالفاب عن قیس ابن سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لو كان العلم معلقا بالثريا لتناوله قوم من ابناء فارس وحديث ابی ہریرۃ اصله فی صحیحی البخاری ومسلم

کہا ایک بات کرتا ہوں تم میں سے دوسرے شور مچاتے ہیں تو بات ہمیں کیا سمجھ آئے گی ایک بات کرے وہ ہم سنیں پھر دوسرا بات کرے وہ ہم سنیں ایسے فیصلہ ہو سکتا ہے اس نے کہا پہلے میرے بھی چند سوال ہیں پہلے ان کا جواب ہو جائے پوچھا جی کیا ہے! اس نے کہا تم امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہو تم امام شافعیؒ کے مقلد ہو تو مقلدین کیا بیان کریں کس کا امام شان والا ہے پہلے دیکھیں کہ امام نے نہ بیان کر دیا ہو تو شافعیوں سے پوچھا امام شافعیؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں کوئی رائے دی ہے فرمایا ہاں امام شافعیؒ فرماتے ہیں جتنی کتابیں دواؤں اٹھاتے ہیں اتنی کتابیں میں نے امام محمدؒ سے امام ابو حنیفہؒ کی پڑھیں تو پڑھنے کے بعد کوئی نتیجہ نکالا فرمایا ہاں امام شافعیؒ نے فرمایا قیامت تک آنے والے لوگ دین کی سمجھ کے اعتبار سے امام ابو حنیفہؒ کی نسل ہیں اور وہ اصل ہیں۔

دین سمجھ نہیں آ سکتا جب تک امام ابو حنیفہؒ کو اباجی نہ کہا جائے کہتے ہیں تاکہ:

ولی را ولی می شناسد

مجتہد کو مجتہد ہی پہچان سکتا ہے ہمیں کیا پتہ مجتہد کیا ہے پھر حنفیوں سے پوچھا بھی کوئی امام ابو حنیفہؒ نے رائے امام شافعیؒ کے بارے میں دی ہو انہوں نے کہا امام ابو حنیفہؒ نے امام شافعیؒ کو دیکھا ہی نہیں جس رات امام ابو حنیفہؒ کی وفات ہے اس رات امام شافعیؒ کی پیدائش ہے (۱)۔

(۱) حکمت خداوندی بھی عجیب ہے کہ جس سال کوئی نابھہ عصر اور مرکزی شخصیت دنیا سے روانہ ہوتی ہے اسی سال ایسے ایک نابھہ عصر کا سال ولادت ہوتا ہے جو ان گزرنے والی شخصیات کے علمی و عملی جانشین ہوتے ہیں مثال کے طور پر:

☆ سیدنا امام ابو حنیفہؒ نے ۱۵۰ھ میں وفات پائی تو اسی سال حضرت امام شافعیؒ پیدا ہوئے۔

☆ امام شافعیؒ ۲۰۴ھ میں فوت ہوئے تو اسی سال حضرت امام مسلمؒ پیدا ہوئے۔

☆ حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید ۱۲۳۶ھ میں فوت ہوئے تو اسی سال حضرت جتہ الاسلام مولانا محمد

قاسم نانوتویؒ پیدا ہوئے۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

ایک لطیفہ

بعض کتابوں میں عجیب لطیفہ لکھا ہے کہ حنفی شافعی بات کرنے لگے بھٹی دیکھو ہمارا امام آیا تو تمہارا چلا گیا حنفی کہنے لگے جب تک ہمارا امام تھا تمہارا امام ڈرتا تھا آتا نہیں یہ گیا تو وہ آیا ہے ایک دوسرے بزرگ ٹیٹے تھے انہوں نے کہا یہ ائمہ کی توہین ہے یوں کہو ایک امام گیا تو اس کی جگہ دوسرا آ گیا تاکہ کام چلتا رہے تو ایسی باتیں نہ کرو۔

تو پھر اس محدث نے کہا شافعیوں بات تو سامنے آگئی جب تمہارے امام اس کو امام مان رہے ہیں تو تم کیوں مکالمہ کرتے ہو کہا چلو آگے بات بڑھالیں کہ بڑی مشہور بات ہے دنیا اس کو مانتی بھی ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے امام شافعی کے شاگرد کتنے ہیں اور کیا کر رہے ہیں کہ جی وہ شاگرد ہیں مشہور مرنی اور برائیتی مدرسوں میں پڑھا رہے ہیں فرمایا ٹھیک ہے۔

اچھا جی امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد کتنے ہیں اور کیا کر رہے ہیں بتایا گیا کہ چار سو تو عدالتوں میں جج ہیں اور چھتیس شاگرد وہ ہیں جو قاضیوں کو ٹریننگ دینے کی اہلیت رکھتے ہیں اور دنیا کے کسی کونے میں کوئی مدرسہ ایسا نہیں جس میں امام صاحبؒ کا شاگرد امامت یا درس حدیث یا درس فقہ نہ دے رہا ہو تو انہوں نے فرمایا بھٹی مقابلہ تو بنتا ہی نہیں کس بات پر بحث کر رہے ہو تو اسی لئے امام اعظم ابو حنیفہؒ کو امام اعظمؒ کہا جاتا ہے کہ حضرت پاک ﷺ کی زبان مبارک سے اعظم کا نکلنا ہوا جملے کو اللہ نے اتنی شرف قبولیت فرمائی کہ اللہ نے ہر مقام پر امام اعظمؒ کو امتیازی شان عطا فرمائی۔

عبادت میں دیکھو تو چار اماموں میں صرف ایک امام ملے گا جس نے چالیس سال عشاء کے وضو کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی اب یہ کرنا مشکل ہے لیکن کرنے والے پر اعتراض آسان ہے گزشتہ سال میں کراچی گیا تو میں اندر بیٹھا ہوا تھا ایک غیر مقلد دوست باہر تھا اس نے کسی سے کہا میں نے اندر جانا ہے سنا ہے مولانا

امام صاحب کی استغناء

ایک دفعہ خلیفہ نے کہا امام صاحب کو پیسے بھیجے جائیں امام صاحب کو پتہ چلا آپ نے فرمایا ان کو کہہ دینا امام صاحب نے آج بولنا نہیں چپ کا روزہ رکھا ہے وہ ہزار روپیہ لیکر آیا امام صاحب خاموش رہے وہ رکھ کر چلا گیا امام صاحب نے اس کے جانے کے بعد اس میں پرچی لکھ کر رکھ دی یہ خلیفہ کی امانت ہے اسکو امانتوں میں رکھ دیا جائے بیٹے کو وصیت فرمادی جب میرا انتقال ہو جائے تو جیسے باقی امانتیں واپس کرو گے ویسے ہی یہ خلیفہ کی امانت بھی واپس کر دینا۔

امام صاحب کی آخری دو وصیتیں

امام صاحب نے آخری وصیتیں دو فرمائی تھیں ایک یہ کہ مجھے اس قبرستان میں دفن نہ کرنا دوسرا یہ کہ یہ ہزار روپیہ واپس کر دینا تو جب وہ ہزار روپیہ لیکر پہنچا اور پیش کیا تو ساتھ یہ بھی کہہ دیا امام صاحب نے یہ وصیت کی ہے اس قبرستان میں دفن نہ کرنا یہ غصب کیا ہوا ہے تو خلیفہ منصور کہتا ہے امام صاحب تو زندہ تھا پھر بھی ہم تجھ سے بچ نہیں سکتے تھے اب تو مر گیا ہے لیکن پھر بھی تو نے معاف نہیں کیا اب یہ تیری وصیت قیامت تک زندہ رہے گی اور ہماری یہ بددیانتی ہمیشہ کے لئے باقی رہے گی کہ یہ لوگ غاصب تھے تو نے مر کر بھی ہمیں معاف نہیں کیا آپ نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے جس کا زیادہ رعب و دبدبہ ہو جائے حکومت اس کو دبانے کی کوشش کرتی ہے کہیں یہ حکومت کے لئے مسئلہ نہ بن جائے جیسے کافر انگریز کہتے ہیں اسلام تلوار کے ذریعے پیلا ہے فقہ حنفی حکومت کے ذریعے پھیلے ہے۔

فقہ حنفی عالمگیر فقہ ہے

عجیب بات یہ ہے امام صاحب نے دونوں دور پائے ہیں اموی دور بھی عباسی دور بھی اموی حکومت نے بھی آپ کو کوڑے لگائے ہیں اور عباسیوں نے آپ کو زہر دیکر شہید کیا ہے وجہ کیا تھی حکومتیں نہیں چاہتی تھیں امام صاحب کی فقہ اتنی

امین صاحب آئے ہوئے ہیں میں نے ان سے باتیں پوچھنی ہیں اس نے کہا پہلے مجھ سے پوچھ بعد میں ان کے پاس جانا اس نے کہا امام صاحب جو ساری رات عبادت کرتے تھے یہ بدعت نہیں ہے اس نے کہا قرآن میں ہے والذین یستون لربہم سجدوا وقیاماً (الفرقان: ۶۴) اس کا ترجمہ تم سناؤ کہ اللہ کے نیک بندے ساری رات قیام اور سجدہ میں گزارتے ہیں امام صاحب نے اگر اس آیت پر عمل کر لیا تو کون سا گناہ ہو گیا تم اگر عمل نہیں کر سکتے تو کم از کم کرنے والے کو برا تو نہ کہو اس نے کہا یہ تو ہوئی ٹھیک بات میں نے کہا میری ایک بات کا جواب دو وہ یہ ہے کہ امام بخاری جب بھی حدیث نکلتے تو غسل کرتے اور دو رکعت نفل پڑھتے بتاؤ یہ سنت ہے یا بدعت ہے کیا کسی حدیث سے عبارت ہے کہ حضور ﷺ کوئی بات کہنے سے پہلے غسل کرتے ہوں اور نفل پڑھتے ہوں یہ تم بتاؤ سنت ہے یا بدعت ہے تو اب اسے میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں رہی۔ میں سے واپس چلا گیا۔

تو خیر ایک دوست مجھ سے کہنے لگا اجی چالیس سال عبادت کرتے رہے تو بیوی کے حقوق کیسے ادا کئے ہوں گے میں نے کہا آپ ان کی بیوی ہیں یا بیوی کے وکیل ہیں آپ کو کیا ہے مطالبہ تو وہی کرے جس کا حق ضائع ہو رہا ہو کیا کبھی امام صاحب کی بیوی نے فرمایا کہ میرا حق پورا نہیں ہو رہا ہے اور امام صاحب کی اولاد ہوئی یا نہیں؟ ہوئی ہے تو یہ حق ادا کئے بغیر ہوئی ہے تو مقصد یہی ہے کام کرنا مشکل ہوتا ہے اس کام پر اعتراض کرنا آسان ہوتا ہے خود سے تو کام ہوتا نہیں لیکن کرنے والے کو برا ثابت کر دیا جائے ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کا لقب صادق اور امین مشہور تھا ایسے ایماندار تھے کہ کافروں نے آپ کے پاس امانتیں رکھیں اور امام صاحب کا وصال جس دن ہوا ہے اس دن پانچ لاکھ کی امانتیں امام صاحب کے گھر میں پڑی ہوئی تھیں اور اعتراض امام صاحب کی امانت پر وہ کرتا ہے جس کو کوئی پانچ روپے دیکر اتنا اعتنا نہیں کرتا کہ وہ واپس کر دے گا وہ اس آدمی پر اعتراض کرتا ہے کہ جس کے اس زمانے میں پانچ لاکھ امانتیں رکھی ہوئی تھیں اور امام صاحب محدثین پر خرچ کرتے تھے۔

پھیل جائے اور ان کا اثر و رسوخ ہو جائے لیکن فقہ حنفی زمانے کی ضرورت تھی جس طرح مدرس کو نصاب کی ضرورت ہے قاضی کو فیصلوں کی ضرورت ہے حکومت کی مخالفت کے باوجود ہر مسجد میں فقہ حنفی پہنچ رہی تھی ہر عدالت میں فقہ حنفی پہنچ رہی تھی ہر جگہ فقہ حنفی پہنچ رہی ہے حکومتیں مخالفت کر رہی تھیں ابھی آپ نے مجھ سے پہلے سنا سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور پوری نماز کا حساب ہوگا امام صاحب کو چھوڑ کر یہ اپنی پوری نماز نہیں ثابت کر سکتے۔

تبلیغی دوست کا مکالمہ

ہمارا ایک تبلیغی ساتھی تھا لاہور ہوسٹل میں جگہ نہیں ملی الگ کہیں جگہ ملی اس کے قریب ہمارے دوستوں (یعنی غیر مقلدوں) کی مسجد تھی تو وہ ایک آدھ نماز اور چھٹی کے دن اس کو دو تین نمازیں پڑھنے کا موقع ملتا بہت بڑی مسجد تھی کہتے ہیں ایک دن جب میں گیا نماز پڑھنے لگا تو دو تین ساتھی میری طرف غور کر کے دیکھنے لگے میں نے کہا آج خیر نہیں ہے میں نے سوچا یہ مجھے بلائیں گے مناسب ہے میں خود ہی کیوں نہ چلا جاؤں میں نے جا کر السلام علیکم کہا کہنے لگے بڑی خوشی ہے تم جوانی میں نماز پڑھتے ہو لیکن یہ نبی والی نماز نہیں ہے امتی دالی نماز ہے اس نے کہا جی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میں نبی نہیں ہوں امتی ہوں امتی ہوں تو امتی والی نماز پڑھوں گا اس نے کہا نہیں یہ نماز مکہ مدینہ والی نہیں کوفہ والی ہے اس نے کہا یہ تو خیر مجھے نہیں پتہ ہر شہر کی نماز الگ ہوتی ہے مکہ کی اور ہے مدینہ کی اور ہے کوفہ کی اور ہے میں تو اوکاڑہ رہتا ہوں مجھے اوکاڑہ والی نماز سکھا دیں کہتا ہے جب اوکاڑہ کا نام سنا تو کہا اچھا تو شیطان کے پاس جاتا ہوگا اس نے کہا آپ نے اس کو کیسے شیطان کہا؟ وہ تو فقہ کو مانتا ہے حدیث میں ہے: **فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد**

(ترمذی شریف... ج ۲ ص ۹۳، سنن ابن ماجہ... ص ۲۲)

شیطان تو فقہ کا انکار کرتا ہے اور وہ تو فقہ کو مانتا ہے تو آپ نے ماننے والے کو کیسے شیطان کہہ دیا؟ اس نے کہا دیکھنا تو اس کے پاس جاتا ہے کہتا ہے اس کے پاس

جاتا ہوں تو حدیث ہی سن کے آیا ہوں کچھ اور سن کر تو نہیں آیا اس نے کہا بس بحث نہ کرو تم صحیح نماز سیکھ لو میں نے کہا سکھاؤ اس نے صلوٰۃ الرسول یا لکھوئی صاحب کی کسولی اور رفع یدین کرنے کی دو تین حدیثیں دکھا دیں میں نے کہا ٹھیک ہے عصر کے وقت میں آیا سارے غیر مقلد بیٹھے ہیں میں نے نماز باہر پڑھ لی اور نماز پڑھنے کے بعد اندر چلا گیا جا کر چار دفعہ رفع یدین کیا چار رکوع کیا اس کے بعد آ کر بیٹھ گیا انہوں نے پوچھا نماز پڑھ لی میں نے کہا جی پڑھ لی انہوں نے کہا پوری تو نہیں پڑھی میں نے کہا پوری تو امتی دالی تھی آپ نے اتنی ہی بتائی ہے میں نے سوچا میرے لئے تو کام آسان ہو گیا دو رکوع کر لیا کروں گا چار مرتبہ رفع یدین پوری تو آپ نے بتائی نہیں پہلے مجھے نماز کی شرطیں بتا دو کتنی ہیں؟ کہنے لگے دیکھنا اس کے پاس جاتا ہے جا مولانا درخواستی کو لا اس نے کہا جی مجھے سکھا دیں پھر میں مولانا اوکاڑوی کو لے آؤں گا مولانا درخواستی کو تو آتی ہے جا؛ مولانا عبید اللہ انور کو لاؤ کہا مولانا نماز میں نے سیکھنی ہے میں حاضر ہوں اور سکھائیں پوری پہلے شرطیں بتائیں نماز کی شرطیں کتنی ہیں؟ وہ کہاں سے آئیں امام اعظم کا دامن پکڑیں تو شرطیں آئیں خیر وہ چلے گئے اب یہ کالج کے لڑکے ہیں ان کو کوئی چھیڑے تو اللہ بچائے شام کے وقت ہم ڈیڑھ سو (۱۵۰) لڑکے چلے گئے اقامت ہو رہی تھی ان کی صف سے آگے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا دیکھو پہلے ہم نماز پڑھتے تھے آپ نے کہا یہ صحیح نہیں ہے اب ہمیں صحیح نماز سکھاؤ تو پھر نماز پڑھنے دیں گے اب وہ منتیں کریں جب دیر زیادہ ہوئی معلیٰ پر ہمارا لڑکا کھڑا ہو گیا ہم نے نماز پڑھائی انہوں نے علیحدہ پڑھی اور سنتیں نہیں پڑھیں چلے گئے ہم نے کہا سنتیں وغیرہ پڑھیں گے ہم پھر مکمل نماز سیکھیں گے پھر عشاء کے وقت ہم چار سو آدمی چلے گئے انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر دیا ہم باہر کھڑے ہو گئے مولوی چار بھی ہوں تو چار سو دیکھنے والے ہو جاتے ہیں کہ بھی مولویوں کو ہو کیا گیا ہے ادھر بازار کے آدمی بھی آ گئے کیا ہو گیا ہے ہم ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہیں کہ خدا کے لئے اللہ کے نبی والی نماز سکھا دیں اور وہ اندر سے ہاتھ جوڑ رہے ہیں اللہ کے لئے ہماری جان چھوڑ دو ہم کہتے ہیں تم کہتے تھے تمہاری نماز ہوتی نہیں کہنے لگے تمہاری ہوتی

نہیں ہمیں آتی نہیں۔ تو بھی یہ حال ہے۔

ہم سچے اہل حدیث بننے کو تیار ہیں

لہذا میں ایک مرتبہ ایک لڑکا میرے پاس آ گیا جی ہمیں بہت تنگ کرتے ہیں ایک دن اس سے بات کرو آپ کا کیا مقصد ہے یہی مقصد ہے نا کہ اہلحدیث بن جاؤ تو تم ایک مرتبہ کہو میں قسم کھا کر کہتا ہوں میں اہلحدیث ہونے آ گیا ہوں غصہ سے بات نہیں کرنی لیکن سچا اہلحدیث بننا ہے میں نے کہا جس دن تکبیر اولیٰ سے سلام تک نماز سکھا دو گے اس دن سچا اہلحدیث بننا ہے میں نے میں ابھی بیٹھا ہوں ابھی آپ سکھا دیں ابھی میں اہلحدیث بن جاؤں گا آپ سال کے بعد سکھائیں میں سال کے بعد آ جاؤں گا لیکن اتنی دیر غلط نماز پڑھوں تو گناہ آپ کو ہوگا اور مولانا نے ان سے پوچھا کہ امام تکبیر تحریرہ اونچی کہتا ہے اس کو میں نے بتایا کہ کہنا میں اکثر نماز میں تو اکیلا پڑھتا ہوں اکیلا تکبیر تحریرہ اونچی کہے یا آہستہ ذرا اس کی حدیث سنا دو وہاں تو اذا کبر فکبروا ہے یہاں تو اتنا بھی نہیں سنا سکتا اگرچہ اگلے مسئلہ کی حدیث نہیں آئی چار دن کے بعد وہ لڑکا میرے پاس آیا کہنے لگا مولوی صاحب پہلے وہ میرے پیچھے پیچھے پھرتے تھے اب میں ان کے پیچھے پیچھے پھرتا ہوں بھی جس دن تم مجھے پوری نماز حدیث سے سنا دو گے میں اہل حدیث ہو جاؤں گا مجھ سے حافیہ بیان لے لو اشام لکھو الو جیسا چاہتے ہو کر لو اور پہلے میں یہی بات پوچھتا ہوں جب آدمی اکیلا نماز پڑھتا ہے تو فرض سے پہلے سنتیں پڑھنی پڑتی ہیں تو تکبیر اولیٰ میں اونچی کہوں یا آہستہ وہ مجھ سے لڑ پڑتے ہیں میں فون کرتا ہوں ان کے مدرسے میں بھی اس مسئلہ کی حدیث کہاں ہے مجھے بتا دو تو وہ مجھے گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں میں ان کے پیچھے پیچھے پھرتا ہوں خدا کے لئے مجھے اہلحدیث بناؤ اللہ کے واسطے مجھے اہلحدیث بنا دو لیکن اب وہ مجھے اہلحدیث نہیں بناتے پتہ نہیں بات کیا ہوگئی گالیاں میں نے ان کو نہیں دیں اور ان سے صرف اتنی بات کہتا ہوں خدا نے پوری نماز کا حساب لینا ہے۔

چار مسئلے

ایک دن دولڑکے آ گئے کہنے لگے جی وہاں غیر مقلد مولوی صاحبان صرف قرآن مجید اور بخاری شریف لے کر بیٹھے ہیں کہتے ہیں میں آج صرف اس پر فیصلہ دوتا ہے آپ چلیں یا کسی کو بھیجیں میں نے کہا کسی کو جانے کی ضرورت نہیں نماز آپ نے سیکھنی ہے آپ سیکھ آئیں پھر بعد میں ہم چلے جائیں گے کہنے لگا جی وہ کہتے ہیں ہری نماز نہیں سکھانی میں نے کہا باقی کہاں سے سیکھو گے؟

چلو میں نے کہا یہ چار باتیں سیکھ آؤ باقی بعد میں سہی لیکن اسی ترتیب سے جس طرح نماز کی ترتیب ہے پہلا اختلاف سینے پر ہاتھ باندھنے کا ہے یہ بخاری شریف سے دکھادیں؟ ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے اب وہ بخاری لے کر بیٹھے تھے جی حدیث کا پہلا اختلاف یہ ہے اب بخاری میں کہاں آپ تو کہتے تھے قرآن اور بخاری سے سب کچھ مسئلہ کا فیصلہ ہو جائے گا یہ تو پہلے مسئلہ کا حل نہیں ہوا دوسرا مسئلہ جو ہے وہ قرآن کا ہے جی ۱۱۳ سورتیں آپ امام کے پیچھے نہیں پڑھتے صرف ایک پڑھتے ہیں تو پہلے بخاری سے دکھائیں جی ۱۱۳ سورتیں پڑھنی منع ہیں؟ کہاں سے دکھائیں بھارے؟ اب ان کو بخاری کھول کر دکھائیں کہنے لگے جی رکھ دو رکھ دو آپ جی لیکر بیٹھے تھے ہم نے کہا تیسری بات آمین کا جھگڑا دوتا ہے زیادہ رکعتیں ہم اکیلے پڑھتے ہیں اکیلا آدمی آمین بلند آواز سے کہے ذرا اس کی حدیث دکھا دیں؟ اور امام کے پیچھے ہم سترہ رکعتیں پڑھتے ہیں اور یہ گیارہ رکعات میں آمین آہستہ کہتے ہیں یہ ایسی حدیث دکھا دیں کہ مقتدی گیارہ رکعتوں میں آمین آہستہ کہے؟ تیسری یہ دکھا دو چھ رکعات میں بلند آواز سے کہیں؟ کہنے لگے جی نہیں حضور ﷺ نے آمین اونچی کہی تھی (ہم نے کہا) جی مقتدی بن کر یا امام بن کر (کہنے لگے) امام بن کر (ہم نے کہا) اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہم تو مقتدی ہیں ہمیں مقتدیوں والے مسئلہ کی ضرورت ہے اکیلے نماز پڑھنے کا ہمیں طریقہ آنا چاہئے امام والی نماز کی ضرورت ہمیں نہیں ہے ہوں ہم مقتدی ہیں ہم سے مقتدی والی نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا نہ ہم امام

ہیں نہ ہم سے امام کی نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

چوتھا یہ کہ آپ چار رکعت میں دس جگہ رفع یدین کرتے ہیں اور اٹھارہ جگہ نہیں کرتے تو اٹھارہ زیادہ ہیں تو اٹھارہ کی نفی دس کا اثبات اور ساتھ ہمیشہ کا لفظ ہو مجھے کہنے لگے جی آپ نے ہمیں یہ اچھا نسخہ بتا دیا وہ روزانہ بخاری بخاری پکارتے ہیں پہلے سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث دکھاؤ کہ یوں ترتیب ہونی چاہئے کیونکہ ترتیب اللہ اور رسولؐ والی صحیح ہے جو اللہ اور رسولؐ والی ترتیب کو مانتا ہے وہ اسی ترتیب پر بات کرنے گا جو اللہ اور رسولؐ والی ترتیب نہیں مانتا وہ اس ترتیب پر بات کرنے کو تیار نہیں ہوگا تو عرض کر رہا تھا امام صاحب کو سب نے امام اعظمؒ مانا۔

مسئلہ فاتحہ خلف الامام

سوال نمبر (۱): آپ امام صاحب کی تعریف بیان کرتے ہیں حالانکہ آپ کے لوگ بغیر فاتحہ کے نماز پڑھتے ہیں بخاری میں ہے بغیر فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی آپ بھی اپنے مسلک پر کوئی دلیل دیں؟

جواب: تو بھئی ہم نے کس دن کہا ہے ہم بغیر فاتحہ کے نماز پڑھتے ہیں کبھی کسی حنفی نے کہا ہے ہم بغیر فاتحہ کے نماز پڑھتے ہیں؟ جو ہم کہتے ہیں وہ دیکھو جیسے روایت میں ہے لا جمعة الا بخطبة (سنن کبریٰ بیہقی..... ج ۳ ص ۹۶) کہ جمعہ بغیر خطبہ کے نہیں ہوتا آپ سارے خطبہ پڑھتے ہیں؟ (نہیں..... سامعین) پھر آپ باہر جا کر کہتے ہیں میں بغیر خطبہ کے نماز پڑھ کر آیا ہوں؟ بلکہ آپ کہتے ہیں خطبہ والا جمعہ پڑھ کر آیا ہوں جس طرح مؤذن کی اذان سب محلے والوں کی طرف سے ہو جاتی ہے کوئی نہیں کہتا ہم نے بغیر اذان کے نماز خلاف سنت پڑھی ہے ایک اقامت پوری جماعت کے لئے کافی ہے ایک سترہ پوری جماعت کے لئے کافی ہے تو کبھی ہم نے نہیں کہا ہم نے نماز بغیر فاتحہ کے پڑھی ہے جیسے خطیب کا خطبہ ہماری طرف سے ہو جاتا ہے یہ ہم نہیں کہتے بلکہ اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے:

من كان له امام فقرأه الامام له قراءة

(نسخ القدیر... ج ۱ ص ۲۳۹، مسند احمد ج ۳ ص ۲۳۹)

(نوطا امام محمد... ص ۹۶، مسند امام اعظم ص ۶۱)

جو امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو امام کی طرف سے پڑھا ہوا فاتحہ اور سورت اس کی طرف سے بھی ہو جاتی ہے ہاں ان کے ذمہ یہ ہے کہ امام کی قرات ایک سو تیرہ سورتوں میں کافی ہو جاتی ہے اور ایک سو چودہ میں نہیں ہوتی چونکہ ایک سو تیرہ سورتیں یہ بھی نہیں پڑھتے۔

ختم فاتحہ کا واقعہ

پچھلے رمضان میں آخری عشرہ کے اندر ختم قرآن ہوتا ہے اور بعض جگہوں میں تقریریں بھی ہوتی ہیں میری بھی ایک جگہ تقریر تھی ساتھ قریب ان غیر مقلدین لا مسجد بھی ہے یہ میرے ساتھ پھر رہے تھے کہنے لگے جی آج ہمارے ہاں بھی ختم قرآن ہے میں نے کہا ختم قرآن ہے یا ختم فاتحہ؟ (کہنے لگے اس کا کیا مطلب می؟) میں نے کہا آپ نے تو فاتحہ پڑھی ہے قرآن تو اکیلے امام نے پڑھا ہے دعا میں کرنی چاہئے یا اللہ امام صاحب کا پورا قرآن اور ہماری سورۃ فاتحہ قبول کرنا کہنے لگے نہیں جی جو امام نے پڑھی وہ ہماری طرف سے بھی ہو گئی میں نے کہا پھر ایک سو بار وہیں سورۃ نے کونسا تصور کیا ہے وہ نہیں ہوتی؟ ایک سو تیرہ ہو جاتی ہیں تو ایک سو بار وہیں بھی ہو جاتی ہے دیکھو بھئی لمبھی کسی حنفی نے کہا ہم نے بغیر فاتحہ کے نماز پڑھی ہے ہم نے کہا میں بغیر اذان، بغیر اقامت، بغیر خطبہ کے جمعہ پڑھ کے آیا ہوں ہم تو بتے نہیں پتا نہیں ہمارے اوپر جموٹے الزام کیوں لگادئے جاتے ہیں تو بھئی ہم اپنے مسئلہ کے ذمہ دار ہیں اس کے نہیں۔

فقہ حنفی پر بہتان

وال نمبر ۲: آپ کے فقہ حنفی میں گندے ترین مسائل ہیں کہ ماں بہن سے نکاح

کر لو حد شرعی نہیں حالانکہ زانی پر حد ہے جواب دیں؟

جواب :- دیکھئے مسئلہ پورا سامنے آ جائے تو بات ویسے ہی ختم ہو جاتی ہے ہماری فقہ حنفی کا مسئلہ یہ ہے کہ ماں بہن سے نکاح کرنا تو اپنی جگہ پر رہا صرف اتنا کہنا کہ ماں بہن سے نکاح جائز ہے وہ اسی وقت کافر مرتد اور واجب القتل ہے کسی حنفی سے پوچھ لیں۔ اب اٹلی بات سمجھیں فقہ حنفی اس پر زنا کی حد نہیں لگواتی بلکہ مرتد سمجھ کر قتل کر داتی ہے اور یہ کہتے ہیں نہیں مسلمان ہے حد لگائی جائے زنا کی قتل نہ کیا جائے۔

دلیل :- در مختار (ج ۳، ص ۱۷۹) کے یہ الفاظ ہیں ویسکون النعزیز بالقتل کمن وجد رجلا مع امرأۃ لا یحل لہ ابو داؤد میں بھی یہی سزا ہے قتل کی حضرت ابو بردہؓ کو حضور ﷺ نے بھیجا فلاں آدمی کو قتل کر آؤ اس نے باپ کی بیوی سے نکاح کیا ہے تو قتل کرنا زنا کی حد نہیں ارتداد کی حد ہے اب یہ کہتے ہیں کسی غیر مقلد نے اپنی بہن سے نکاح کر لیا تو دونوں کو سوسو جوتے مار دو تا کہ دوسری مرتبہ وہ پھر کر لے اور اگر خدا نخواستہ فقہ حنفی نافذ ہو جائے اسی وقت دونوں کو قتل کر دیا تو باقی نہیں کس کا منہ دیکھیں گی تو غیر مقلدوں کی پیداوار ہی بند ہو جائے گی اس لئے وہ بیچارے پریشان ہو جاتے ہیں اب دیکھیں پورا مسئلہ بتائیں تو وضاحت ہو جائے گی۔

ایک مرتبہ دو مولوی صاحبان آگئے دس بارہ اور آدمی بھی تھے در مختار رکھ لی دیکھو لکھا ہوا ہے حد نہیں ہے میں نے کہا آگے دیکھو کیا لکھا ہوا ہے تعزیر ہے میں نے کہا تعزیر کیا ہے؟ کہ دو تین طماچے مار دو کہنے لگا جی تعزیر تو اتنی ہوتی ہے میں نے کہا یہ قانون کی کتاب ہے یہاں اتنا ہے اگلا باب تعزیر کا ہے اس میں لکھا ہوا ہے قتل کیا جائے گا وہ کہنے لگا جی اسی کتاب میں لکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں اسی کتاب میں آگے لکھا ہے کہنے لگا وہ اب تک جھوٹ بولتے رہے ہیں کہ ان کی کتابوں میں ایسے مسائل لکھے ہوئے ہیں پھر حد نہ ہونے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔

مناظرہ راولپنڈی

راولپنڈی کے مناظرہ میں انہوں نے یہ عبارت پیش کی اس قسم کی عبارتیں

پیش کرتے رہتے ہیں حد نہ ہونے کا معنی کبھی تو کہتے ہیں جائز ہے اور کبھی کہتے ہیں گناہ نہیں تو میں نے وہاں بھی پوچھا آپ سے بھی پوچھتا ہوں کوئی آدمی شراب پی لے کتنی حد ہے اسی کوڑے اور اگر کوئی پیشاب پی لے تو کتنے کوڑے حد ہے؟ کوئی نہیں اب اندازہ لگاؤ شراب پینے پر حد ہے اور پیشاب پینے پر حد بیٹ میں کوئی حد نہیں۔ میں نے کہا یا تو حد بیٹ لکھاؤ حد ہے یا تو پھر پی کر دکھا دو کیونکہ آپ کا مطلب یہ ہوتا ہے اگر حد نہ ہو تو کام جائز ہے تو دیکھئے پورا مسئلہ ہمارا یہی ہے نکاح کو اگر جائز کہہ دے تو کافر ہے مرتد ہے واجب القتل ہے ملایا، حضرات موجود ہیں (فتح القدیر ج ۵، ص ۴۲) میں لکھا ہوا ہے ہمارے کسی مدرسہ سے فتویٰ منکول لیں لکھا ہوا ہے وہ مرتد کافر واجب القتل ہے دوسری بات آپ سے پوچھتا ہوں کہ نماز پانچ وقت پڑھتے ہیں فرض ہے اس کا حساب ہونا ہے وہ تو آتی نہیں ان کو اور یہاں کسی نے ماں یا بہن سے نکاح کیا ہے؟ رقعہ آ گیا ہے ماں یا بہن سے نکاح جائز کہا ہے کس نے کیا ہے؟ تو اللہ کے بندوں تم سے پوچھا جانا ہے جو تم کر رہے ہو نماز سب سے پہلے پوچھی جانی ہے نماز سکھاؤ کیا ہے اور کس طرح پوری نماز پڑھی جانی چاہئے؟

سوال نمبر ۳ :- امام شافعی کے نزدیک فاتحہ خلف الامام اور رفع یدین فرض ہے اس کو ترک کرنے والا امام شافعی کا منکر نہیں ہوگا اور اگر امام شافعی کی تقلید کی جائے تو امام ابو حنیفہ کی خلاف ورزی ہوگی اس سے بہتر ہے کسی کی تقلید نہ کی جائے؟

الجواب :- تو مطلب یہ ہے کہ نماز چھوڑ دی جائے یا حنفیوں والا شافعیوں والا لکھیں اور حنبلیوں والا طریقہ ان کا تو آپ کو پتہ لگ گیا ہے نہ کہ تقلید چھوڑنے کا مقصد یہ ہے نماز چھوڑ دی جائے دین اسلام کو خیر آباد کہہ دیا جائے۔

باقی دیکھئے اللہ نے جتنے نبی بھیجے ہیں سارے برحق ہیں موسیٰ علیہ السلام برحق ہیں عیسیٰ علیہ السلام برحق ہیں حضور اکرم ﷺ ہفتہ کے دن جمعہ کی نماز پڑھتے تھے؟ نہیں تو موسیٰ علیہ السلام ہفتہ کی عبادت کرتے تھے آپ بھی ہفتے کی عبادت کرتے ہیں؟ (نہیں) کیوں وہ برحق نہیں تھے؟ اچھا آپ اتوار کو عیسیٰ علیہ السلام والی عبادت کرتے ہو؟ (نہیں) کیوں وہ برحق نہیں تھے؟

دیکھو برحق ہونا علیحدہ چیز ہے برحق ہم سب کو مانتے ہیں جن مسائل میں ہمارا اماموں سے اختلاف ہے ہم ان میں اپنے مسائل کو ناح اور ان کے مسائل کو منسوخ اپنے مسائل کو رائج اور ان کے مسائل کو مرجوح کہتے ہیں۔

جس طرح منسوخ پر عمل جائز نہیں اسی طرح مرجوح پر عمل جائز نہیں چاروں اماموں کی تقلید چھوڑنے پر تو نماز ہی باقی نہیں رہے گی یہ تو آپ کو پتہ چل گیا ان کو چھوڑ کر نماز ہے ہی نہیں۔

بابائے غیر مقلدیت کون؟

سوال نمبر ۴: غیر مقلدوں کے بانی کا نام اور ان کے مذہب کی اشاعت تاریخ کے حوالہ سے بتائیں؟

جواب :- ان کے بانی کا نام عبدالحق ہے جو بنارس میں رہتا تھا عبدالحق بناری میاں نذیر حسین کے استاد مولوی مبدالحق نے (تنبیہ الطالبین ص ۳۲) لکھا ہے سو بانی مہائی اس نئے بدعتی مذہب کا عبدالحق بناری ہے جو دھوکہ کیلئے شاہ اسماعیل شہید کی جماعت میں شامل ہوا تھا اور شاہ اسماعیل شہید نے اس کو جماعت سے نکال دیا تھا۔

بابائے مقلدین کا عقیدہ

دو باتیں اس کی شاہ اسماعیل شہید کو پہنچیں پہلی یہ کہ صحابہؓ سے ہمارا علم زیادہ ہے (استغفر اللہ) اس لئے کہ حدیث کی کتابوں میں کسی صحابی سے ایک حدیث مروی ہے کسی سے دس مروی ہیں کسی سے بارہ مروی ہیں ہمیں تو ہزاروں حدیثیں یاد ہیں دوسری بات اس نے یہ کہی اگر عائشہؓ حضرت علیؓ سے لڑ کر بے توبہ مری تو مرتد مری۔ (کشف الحجاب ص ۲۲۰)

معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ

ایک دوسرے کا ظلم تاپنے کی ان کو عادت ہوتی ہے اس لئے یہ اکثر کہتا کرتے ہیں امام ابو حنیفہؒ کو تین حدیثیں یاد تھیں کوئی کہتا ہے گیارہ یاد ہیں کوئی بڑا

بنی احسان کرے تو کہتا ہے سترہ یاد تھیں میں کہتا ہوں منکرین حدیث سچے ہیں اگر امام صاحبؒ کو سترہ حدیثیں یاد تھیں تو اس زمانے میں کسی کو اٹھارہ یاد نہیں تھیں بالکل کچی بات ہے کیوں اموی حکومت کی بھی کوشش یہ تھی امام ابو حنیفہؒ وزیر قانون بن جائیں عباسی حکومت کی کوشش بھی یہی تھی امام ابو حنیفہؒ قاضی القضاۃ کا عہدہ لے لیں تو حکومت اپنی رنایا میں جو سب سے تھوڑا پڑھا ہوا ہو اس کو وزیر قانون بناتی ہے؟ (نہیں۔۔۔ سامعین) جو سب سے زیادہ پڑھا ہوا ہو تو اگر کوئی امام اٹھارہ حدیثیں پڑھتے ہوتے تو حکومت کو کیا ضرورت تھی امام ابو حنیفہؒ کی منت کرنے کی۔

ایک لطیفہ

ایک غیر مقلد کہنے لگا امام صاحب کو تین حدیثیں آتی تھیں میں نے کہا تمہیں تیرہ سو سال تک نہیں نکلنے دیا اگر چار آتی ہوتیں تو تمہیں قیامت تک نہ نکلنے دیتے اب رہا یہ کہ امام صاحبؒ کو آتی کتنی تھیں امام صاحبؒ کا وصیت نامہ چمپا ہوا ہے وصایا امام اعظمؒ کچھ امام یوسفؒ کو وصیتیں فرمائیں کچھ اپنے بیٹے حمادؒ کو وصیت فرمائیں جو بیٹے کو نصیحتیں فرمائیں ہیں ان میں اکیسویں وصیت میں فرمایا بیٹا اہلسنت والجماعت کو لازم پکڑنا یہی جماعت نجات پانے والی ہے۔ (سبحان اللہ)

انیس (۱۹) نمبر (۱) میں امام صاحبؒ نے بیٹے کو پانچ حدیثیں سنائیں فرمایا

(۱) والناس عشرين تعمل بخمسة احاديث جمعناهم خمسة مائة الف حديث:

(الف) انما الاعمال بالنيات ولكل امرى ما نوى

(ب) ومن حرم اسلام المرأة تركه مالا يعينه.

(ج) لا يؤمن احدكم حتى يحب لا خيه لنفسه.

(د) ان الحلال بين والحرام بين وبينهما مشبهات لا يعلمهن كثير من الناس. فمن اتقى الشبهات استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع فى الشبهات وقع فى الحرام كراغ يدعى حول الحمى يوشك ان يقع فيه الا وان لكل ملك حمى الا وان حمى الله محارمه الا وان فى الحسد مضعة اذا صلحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله وهى القلب

(۵) - المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده

(حمد خضر مغل عت)

(وصایا امام اعظم ص ۶۵)

بیٹا ہمارے نبی حضور ﷺ نے فرمایا ہے:

(۱) اعمال کا دار و مدار نیقوں پر ہے اور انسان کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہو۔

(۲) انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی چیزوں کو ترک کر دے۔

(۳) تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کر لو جو اپنے لیے کرتے ہو۔

(۴) حلال بھی ظاہر ہے اور یقیناً حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے سو جو شخص شبہات سے بچا اس نے دین اور آبرو کو محفوظ کر لیا اور جو شخص شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ جائے گا جیسا کہ چہ واہا اپنا ریوز (کسی کمیت کی) باز کے قریب چمائے تو غریب ایسا ہو گا کہ اس کا ریوز کمیت میں بھی چرنے لگے گا۔ پھر فرمایا خبردار! بلاشبہ بادشاہ نے باز لگا دیا ہے اور اللہ کی باز حرام کردہ اشیا ہیں۔

(۵) ... کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔

یہ پانچ حدیثیں سنانے کے بعد فرماتے ہیں بیٹا ان پانچ حدیثوں کو آئینے کی طرح رکھنا اور اپنے اعمال کا ان پانچ حدیثوں پر محاسبہ کرتے رہنا یہ پانچ حدیثیں ان پانچ لاکھ حدیثوں کا انچور ہیں جو مجھے یاد ہیں۔

ایک کہنے لگا جی امام صاحب کو حدیث کم آتی تھیں امام بخاریؒ کے بارے میں سنا ہے ان کو تین لاکھ یا چھ لاکھ آتی تھیں میں نے کہا پھر جس کو چھ لاکھ آتی تھیں ایک رکعت نماز کا طریقہ تو بتا کر نہیں کیا اور جس کو تین آتی تھیں ساری نماز پڑھنی سکھا گیا ہے تو اول تو نماز پوچھی جانی ہے تو اگرچہ تین آتی تھیں ہمیں نماز پوری سکھا گیا ہے چاہے ایک بھی آتی ہو وہ ہمیں خدا کی عبادت مکمل طریقہ سے بتا گیا ہے اور انکی کتاب میں ایک رکعت کا طریقہ بھی مکمل نہیں تو ہمیں کس کے پاس جانا چاہیے جو پوری نماز سکھائے یا جو تکبیر تحریر سے بھاگ جائے کیا خیال ہے؟ (پوری نماز سکھانے

والے کے پاس۔ سامعین)۔

غیر متقلدین کی ہر ایک کے پیچھے نماز

مرزائی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے نزل الابرار (ج ۱، ص ۱۰۲) میں صاف لکھا ہوا ہے کہ امام بے وضہ ہو تو اس کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیا کرو امام پر غسل فرض ہو پھر بھی پڑھ لیا کرو۔ ہمارے مولانا معین الدین لکھنوی جو اوکاڑہ کے ان کی جماعت کے امیر ہیں ان کا ایک لکھی نسخہ میرے پاس موجود ہے ان سے ایک آدمی نے مسئلہ پوچھا میں سفر میں تھا ایک مسجد نظر آئی وہاں چلا گیا نماز پڑھنے کے لئے جب صوف میں کھڑا ہو گیا جماعت کے لئے سامنے لکھا ہوا تھا مسجد خلویہ تو آٹھ ص آدمی وضو کر رہے تھے میں نے سوچا اگر چھوڑ کر چلا جاؤں یہ ہمیں پٹائی نہ کریں میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اب نماز میری ہوگئی یا نہیں؟ یا آئندہ کبھی ایسا واقعہ پیش آئے تو کیا کیا جائے؟ مولانا نے فرمایا نماز ہوگئی کیونکہ ہمدی نماز کا قطع امام کی نماز سے ہوتا ہی نہیں ہم ملحدہ و فاجر پڑھتے ہیں۔

نزل الابرار (ج ۱، ص ۱۰۲) میں لکھا ہوا ہے کہ ایک آدمی نے جماعت کرائی اور جماعت کے بعد کہا دیکھو بھئی میں کافر ہوں اب نماز ہوگئی لیکن یہ نہیں سمجھ آیا مولوی محمد یحییٰ صاحب اس حنفی کو کافر سے بھی زیادہ بدتر سمجھتے ہیں اگر واقعہ سمجھتے ہیں تو پھر اپنے دوستوں کو بھی سمجھائیں کہ غنیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی یہ ان کا اپنا مسئلہ ہے ان کی نہیں ہوتی تو ان کی کیسے ہو جاتی ہے اگر ان کی ہو جاتی ہے تو کم از کم نماز محرم آ کر دہاتے لوگوں کے سامنے تو نہ دہراتے جس مذہب کا مسئلہ ہو کہ کافر کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اس کو نماز دہرائے کی کیا ضرورت ہے۔

سوال نمبر ۵: چار رکعت والی نماز میں احناف دو رکعت میں سورہ فاتحہ کو واجب نہیں کہتے اگر کوئی آدمی صرف تسبیح پڑھتا ہے تو جائز ہے تو پھر لا صلوة الا مفتوحة الكتاب پر عمل کیوں نہیں؟

جواب - اصلو قہً جب ۱۱ رکعت تو نہیں نماز تو ایک ہوتی ہے اس لئے صاحب ہدایہ

نے لکھا ہے دوسری نماز میں جو ہم واجب کہتے ہیں یہ بطور دلالت انص سے کہتے ہیں کیونکہ وہ راکعتیں سفر میں بھی ساقط نہیں ہوتیں تیسری چوتھی رکعت میں ہمارے پاس دلائل میں یہ نہیں کہ ابو حنیفہ نے کہا بلکہ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایات موجود ہیں کہ وہ تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیح پڑھ لیا کرتے تھے اور ہمارا مسئلہ کیا ہے پہلی دوسری میں واجب ہے تیسری اور چوتھی میں سنت ہے اگر کسی نے تیسری اور چوتھی میں پڑھی تو خلاف سنت ہے ہاں اگر بتانے کے لئے پڑھی تو گنجائش ہے۔

سجدوں کی رفع یدین کی حقیقت

سوال نمبر ۶: بخاری میں ہے حضور ﷺ سجدہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے آپ نے سجدہ کی نفی کا مطالبہ کیا ہے معلوم ہوتا ہے آپ کو حدیث نہیں آتی ہے؟ رفع یدین کے منع کی حدیث سنائیں؟

جواب :- بخاری میں یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ سجدہ میں رفع یدین نہیں کرتے تھے اور مجھے بخاری نہیں آتی یہ وضاحت کہ سجدہ کو جاتے ہوئے اور آتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے تھے سوائے ابن جریج کے کسی اور کی روایت میں نہیں ہے مدینہ مکہ کی شان زیادہ ہے یا کسی اور شہر کی حضرت علیؓ فرماتے ہیں وکان رسول اللہ لا یفعل ذلک فی السجود یہ ترجمہ نہیں سجدہ کو جاتے آتے نہیں کرتے تھے جیسے آپ نے کئی مرتبہ دیکھا بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ مصیبت اور پریشانی ہو تو سجدہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اس کی نفی ہے نہ کہ سجدہ کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی۔

مکہ کے راوی اس حدیث کے سفیان ابن عیینہ جن کے الفاظ یہ ہیں لا یرفع بین السجدتین بین السجدتین وہ جگہ ہے جہاں آپ دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہیں اس میں رسول اللہ ﷺ ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگا کرتے تھے تو معلوم ہوتا ہے رقعہ لکھنے والے کو بخاری نہیں آتی ہمیں الحمد للہ بخاری یاد ہے مکہ مدینہ والی حدیثوں کو چھوڑ کر یہ بھاگ رہے ہیں۔

پچھلی دفعہ جب میں آیا تھا تو ایک مضمون لکھا تھا جس میں دس حدیثیں

تھیں کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں رفع یدین کرتے تھے اور ان حدیثوں کو خود ان کے علماء نے تصحیح کہا ہے۔ یہ احادیث ہیں بھی آخری نمبر کی حضرت وائل ابن حجرؒ اور حضرت مالک ابن حویثؒ کی ہیں اور وہ فو نو اسنیت کرا لیں اور ان سے پوچھیں کہ یہ دس حدیثیں صریح ہیں اس بات کی کہ رسول اللہ سجدہ میں رفع یدین کرتے تھے اور یہ صریح بھی نہیں اور آپ ان دس کو چھوڑ کر کیوں ان پر عمل کر رہے ہیں؟

شمشاد سلفی تیرانی کو مکمل نماز نہیں آتی

سوال نمبر ۸: آپ کے اشتہار میں لکھا ہوا ہے کہ آپ لالو کھیت میں شمشاد سلفی سے مناظرہ کے خوف سے فرار ہو گئے تھے اگر یہ غلط ہے تو اس کے بارے میں کیس کیا جائے؟

جواب :- بات دراصل یہ ہے کہ لالو کھیت میں گیا تھا وہاں میری تقریر تھی جب میں نے تقریر ختم کی تو دو آدمی میرے پاس آگئے انہوں نے کہا آپ وقت دیں شمشاد سلفی سے مناظرہ کا میں نے کہا شمشاد سلفی کو نماز نہیں آتی اس لئے وہ نہیں سکھاتا اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ آئیں اور جائیں اشام پر لکھ دیں کہ اگر شمشاد سلفی پوری نماز نہ سکھا سکھا ہم حنفی ہو جائیں گے میں بھی لکھ دیتا ہوں اگر اس نے پوری نماز سکھا دی تو میں غیر مقلد ہو جاؤں گا بس اتنی بات ہوئی ہے اور جب یہ بات ہوئی تو ان کے رنگ فق ہو گئے کیونکہ پتہ انہیں بھی تھا پوری نماز آتی نہیں اب دیکھو میں لالو کھیت میں تقریر کرنے کے لئے گیا تھا وہاں اگر میری شادی کر دیتے تو میں وہاں رہ جاتا آخر تقریر کر کے گھر تو جانا ہی ہوتا ہے اب میں تقریر کر کے گھر جاؤں پیچھے سے یہ اشتہار چھاپ دیں کہ فرار ہو گیا ہے اب اس کا کیا کیا جائے اس کا کوئی حل ہوگا کیا کیا جائے مفتی لطیف صاحب کو پتہ ہوگا کیا کیا جائے؟

چیلنج

میرا چیلنج ہے ان کو نماز نہیں آتی حدیث سے اپنی نماز ثابت نہیں کر سکتے کسی

مناظرہ کی کیسٹ سنا دیں جس میں انہوں نے تکبیر تحریر۔ سے لیکر آخر تک حدیث سے نماز ثابت کی ہو تو یہ جیتے میں بارہا میرے کہنے کی ضرورت بھی نہیں ہے اور یہ تکبیر تحریر سے ہی بھاگ جائیں جس طرح یہاں بھاگ گئے ہیں تو میں بارہا کس چیز سے دیکھو جی میں کہوں وہ بھاگ گئے اور یہ کہیں میں بھاگ گیا تو بات برابر رہی تا بات تو ہے نماز کی جس میں انہوں نے تکبیر تحریر۔ سے لیکر سلام تک (تمام نماز) حدیث سے دکھا دی ہو پھر مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے اور تمہیں کہنے کی ضرورت نہیں ہم بارے تھے یا نہیں بلکہ مجھے یہ رقعہ لکھو تم انہی غیر مقلد بنے ہو یا نہیں نہیں ہے تا لیکن اگر وہ ایسی کیسٹ نہ دکھاسکیں پھر آپ پوچھیں بھی کس بات پر بارہا ہے وہ سب سے پہلے نماز کا حساب ہوتا ہے بارہ سال ہو گئے بشیر رحیم صاحب نے ان چھ حدیثوں میں سے ایک کا جواب بھی نہیں دیا میں نے تین چار مرتبہ یاد دہانی کرائی جو ان کو اگر بارہ سال میں مل گئی ہو تو لادیں اور اگر نہ دیں میرا ان پر قرض ہے مولانا بیٹیس ہیں ان کا جنازہ جائز ہوگا؟ اور کوئی ذر نہیں تو اپنا جنازہ جائز کرالو وہ حدیثیں پیش کر دتا کہ میرا قرض اتر جائے اور آپ کا جنازہ جائز ہو جائے ورنہ میں آپ کی قبر پر بھی کھڑا ہو کر کہوں گا جنازہ جائز نہیں ہے یہ لوگ میرے مقروض مرے ہیں تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے ہم الحمد للہ اہلسنت والجماعت ہیں ہمارے امام کی پیشین گوئی قرآن مجید میں ہے شاہ فہد مکہ سے جمہور شائع کر رہا ہے یا سچ شائع کر رہا ہے؟ اس میں دو جگہ میں نے آپ کو پڑھ کر سنایا شاہ فہد کی مہر لگی ہوئی ہے اب مخالف جو بات مان رہا ہو وہ سچی ہوتی ہے یا نہیں سیدنا امام اعظم کو جو شان اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اب اس کو کوئی چھین نہیں سکتا۔

بخت نصر کا خواب

کتاب التعلیم میں لکھا ہے بخت نصر نے ایک دن خواب دیکھا میرے صحن میں ایک بہت بڑا درخت اگلا ہوا ہے اوپر سے ایک پتھر گرا اس نے درخت کو چورا چور کر دیا۔ اس کی شاخ نظر آتی ہے نہ ٹہنی نظر آتی ہے نہ جڑ ایک پتہ گرا ہوا ہے کہتا ہے

میں دیکھتا ہوں وہ پتہ سبز ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد اور پھیلنا شروع ہو گیا اتنا پھیلا کہ میں نے اس کے سائے میں ہر قوم کو کھڑا دیکھا بڑا حیران ہوا عجیب خواب ہے حضرت دانیال علیہ السلام سے تعبیر پوچھی آپ نے فرمایا وہ جو درخت اور جڑ ہے تو اور یہی قوم ہے اور وہ جو پتھر گرا تھا وہ خدا کی آخری کتاب ہے جو تیرے دین کو ختم دے گی اور وہ جو پتہ سبز ہوا تھا وہ تیری نسل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو امام ہوگا ماری دنیا اسی کے واسطے سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی چنانچہ سیدنا امام اعظم اسی کی اولاد اور نسل سے ہیں تو جن کی اللہ تعالیٰ نے اتنی عظمت بتائی ہو ثریا ستارے سے تشبیہ دی ہو بھنی چاند پر تھوکنے سے تھوک اپنے اوپر ہی آتا ہے ساری دنیا محول اذنا شروع کر دے کیا چاند گدلا ہو جائے گا؟

مجدد الف ثانی کا فرمان گرامی

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں امام اعظم کی گستاخی کرنے سے باز آ جا، سواہ اعظم کا دل دکھتا ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو ثریا ستارہ کہا ہے اور ساری دنیا مل کر یہ عزت ان سے چھین نہیں سکتی۔

امام شعرانی کا واقعہ

امام شعرانی ایک دن مراقبہ میں بیٹھے ہوئے ہیں شافعی المذہب ہیں ایک دن انہیں کے مذہب کا آدمی آیا اس نے تین چار کاغذ دیے امام شعرانی کو انہوں نے خود اپنا یہ واقعہ میزان الکبریٰ میں لکھا ہے فرمایا کہ یہ کاغذ دیکھ کر اس نے کہا میں نے کئی سال امام رازی کی کتابیں رکھ کر فقہ حنفی کی چند غلطیاں نکالی ہیں امام ابو حنیفہ کی فقہ کی فرماتے ہیں میں نے اسے کہا کیا فائدہ ہوگا تجھے اول تو تیرے غلط کہنے سے غلط نہیں ہوگی کیونکہ اگر دوسرے مجتہد کا اجتہاد خلاف ہو تو پہلے مجتہد کا اجتہاد غلط نہیں ہوتا اپنا اپنا اجتہاد ہے اور تیرا کہنا تو ایسے ہے جیسے حج کے فیصلہ کو تیل جھنا کہ اس کی ایسا قدر ہوتی ہے چلو بالفرض غلط بھی ہوں ابو حنیفہ کو تو اس پر اجر ملے گا تو کیوں اپنا

منہ کالا کر رہا ہے حدیث میں ہے مجتہد کو خطا پر بھی اجر ملتا ہے۔

لطیفہ

ایک بادشاہ بڑا بخشنے والا تھا لیکن اس کا وزیر بڑا کنبوس مکھی چوس تھا تو ایک آدنی گیا دکان پر: دہل سے ایک پیسے کی دال لی تو اس میں مکھی مری ہوئی تھی اس نے ببا اس میں مکھی مری ہوئی ہے دکاندار نے کہا ایک پیسے کی دال ہے اس میں تو مکھی مرے گی ہاتھی تو نہیں مر سکتا تو امام غزالیؒ نے بڑے عجیب و غریب واقعات لکھے ہیں ایک کنبوس دوسرے کنبوس کو ملا پوچھا بھیجی کیا حال ہے اس نے کہا میں بڑا فضول خرچ ہو گیا ہوں اس نے کہا کتنا؟ کہنے لگا: ہر مہینہ میں ایک پیسہ کا گھی لیتا ہوں اور اسے بتن میں ڈال لیتا ہوں اسے دکھا دکھا کر لقمہ کھاتا رہتا ہوں کھانا کھا کر ڈھکن اتار لیا اور انگلی لگا کر تھوڑا سا مونچھوں کو لگا لیا تاکہ داغ نہ رہے دوسرے کنبوس نے کہا کجخت تیری، نیا بھی گنی تیرا دین بھی گیا قرآن میں نہیں پڑھا فضول خرچ شیطان کے بھائی ہوتے ہیں تو اپنا بھی دشمن ہے اپنی مہ نساؤں کا بھی دشمن بن گیا ہے فضول خرچی کر رہا ہے اس نے کہا میں نے تو آج تک ایک پیسے کا گھی نہیں لیا (پہلے کنبوس نے پوچھا) کیوں کیا تیرا دل نہیں کرتا؟ اس نے کہا کرتا ہے پھر کیا کرتا ہے کہنے لگا: روٹی بغل میں لے لیتا: ہوں گلیوں میں پھرتا: ہوں جہاں اچھے مصالحے کی خوشبو آتی ہے وہاں روٹی کھاتا ہوں اور خوشبو بوگھٹتا رہتا ہوں تو وزیر جو تھا جب بادشاہ ایک دن پیسہ خرچ کرتا اس کو سات دن چپچش لگتے حاکم خود (وزیر نے پیسے خرچ) نہیں کیے بادشاہ نے خرچ کیے ہیں۔

ایک دن شاعر آیا اس نے بادشاہ کی شان میں نظم پڑھی بادشاہ خوش ہوا اس نے کہا اس کو ایک ہزار روپیہ انعام میں دو جب ادھر وزیر پر نظر پڑی تو وہ بیچارہ ہاتھ پیٹ پر رکھ کر بیٹھا تھا اور کہا اچھا میں مر رہا ہوں بادشاہ نے کہا بھرے لوگوں میں میری عزت رکھو اس نے کہا ٹھیک ہے وہ دو میں مر رہا ہوں بادشاہ سے کہا شاید یہ شاعر کسی کی نظم چوری کر آیا ہو پھر بادشاہ نے کہا بتاؤ کیا حل ہے؟ وزیر نے کہا شاعر کو

کہو وزیر کی ایک بات کا جواب دو پھر پتہ چلے گا تو نکل مند ہے پھر ہزار روپیہ ملے گا بادشاہ نے کہہ دیا اس نے کہا ٹھیک ہے جی وزیر صاحب سوال پوچھئے سوال کیا کہ بادشاہ کے سارے جسم پر بال ہیں ہتھیلیوں پر بال کیوں نہیں ہیں؟ اس نے کہا جی اللہ نے بادشاہ کو بڑا بخشنے والا پیدا کیا ہے سخاوت کر کے بال جل گئے ہیں یہ بھی بادشاہ کی تعریف تھی بادشاہ نے کہا کہ بھئی اس کو دو ہزار ملے چائیں یک نہ شد دوشد وزیر نے کہا جی ایک اور سوال رہتا ہے میری ہتھیلیوں پر بال کیوں نہیں اس نے کہا بادشاہ سخاوت کرتا ہے تو جتنا ہے تو حسد سے ہتھیلیاں ملتا ہے اس لئے تیرے بال سارے جل گئے ہیں اور اسی طرح یہاں یہی حال ہے اللہ تعالیٰ امام صاحب کو اجر دے رہے ہیں امام صاحب اجر لے رہے ہیں اور یہ بیچارے حسد کی وجہ سے ہتھیلیاں مل رہے ہیں قیامت میں کیا بنے گا تم تکبیر تحریر سے بھاگنے والے اور وہ پوری نماز سکھا گیا کیسے کھڑے ہوں گے امام صاحب کے سامنے کہ مقابلہ میرا کرتے تھے اور آتی تکبیر تحریر نہیں تھی عجیب بات ہے مقابلہ کے لئے ہمت تو ہونی چاہیے لیکن گھر جا کر بیچارہ کہتا ہوگا اور مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی بھی یہی شعر پڑھتے آئے ہوں گے:

کیا شوخیاں دکھائے گا اے نشتر جنوں

مدت سے ایک زخم جگر ہی سلا نہیں

مولانا عبدالغنی طارق ان کے مذہب پر تکبیر پھیر آئے ہیں اب وہ انشاء اللہ قیامت تک زندہ نہیں ہو سکتا اشتہار جھوٹے دے سکتے ہیں یہ بھی بھاگ گیا وہ بھی بھاگ گیا۔

سوال نمبر ۹: یہ لکھا ہے امام ابو حنیفہؒ سے پہلے لوگ کن کی تقلید کرتے تھے؟

جواب :- میں آپ سے پوچھتا ہوں امام صاحب سے پہلے کون سی کتاب پڑھتے تھے بخاری، مسلم، ترمذی؟ یہ تو تھی حدیثیں یقیناً تھیں لیکن ان کو رواہ البخاری نہیں کہا جاتا تھا رواہ المسلم نہیں کہا جاتا تھا انہوں نے جمع کر دیا۔ قاری عاصم کی ضرورت تھی اس وقت بھی لیکن قاری عاصم تھے نہیں جیسے بخاری کی حدیث کہنا درست ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں بخاری سے پہلے حدیث تھی ہی نہیں کوئی مانتا ہی

نہیں تھا۔

دیکھو حضرت محمد ﷺ کے زمانہ میں حضرت معاذؓ کی تقلید میں رہی ہوئی رہی یا نہیں؟ نہیں والے عربی تھے ہم سے زیادہ قرآن کو سمجھتے تھے لیکن وہ بھی حضرت معاذؓ کی تقلید کر رہے ہیں (سنن ابوداؤد اور کتاب التفسیر باب اجتہاد ابن ابی القحطاف) اپنی طرف سے اجتہاد نہیں کر رہے حضرت ﷺ کے ۱۰ سال کے بعد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی تقلید ہوئی رہی مکہ میں ہزاروں فتاویٰ ان کے ابن ابی شیبہ اور مصنف عبدالرزاق میں موجود ہیں جن میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے مسئلہ بتایا ہے بطور دلیل کے قرآن حدیث بیان نہیں لیا اور سننے والوں نے بغیر مطالبہ دلیل کے نقل کیا اسی کا نام تقلید ہے۔ مدینہ منورہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کی تقلید (شخصی) ہوتی تھی بخاری شریف میں مدینہ کے لوگ حج کرنے گئے ابن عباسؓ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے حضرت زیدؓ کے خلاف بتایا انہوں نے کہا ہم اپنے امام زید ابن ثابتؓ کا قول نہیں چھوڑیں گے یہی تقلید شخصی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الاغتاض بالمرأۃ بعد الوضوء)

کوفہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی تقلید ہوئی رہی ان کے اقوال سینکڑوں موجود ہیں ائمہ میں حضرت انسؓ کی پھر تابعین جن ان میں حضرت عطاءؓ کی مصنف عبدالرزاق بھری ہوئی ہے حضرت عطاءؓ کے فتاویٰ سے اور کوفہ میں ابراہیم نخعیؓ کی کتاب الآثار ابی زفر اور امام محمدؓ کی بھری ہوئی ہے ائمہ میں حضرت حسن بصریؓ کی اور مدینہ میں حضرت مجاہد اور سعید بن مسیبؓ کی تو پہلے ان کی تقلید ہوئی تھی مگر چونکہ فقہ مدینہ نہیں ہوئی تھی جیسے بخاری مسلم وغیرہ لکھی ہوئی نہیں تھی تو بخاری مدینہ ہونے کے بعد بخاری کے نام سے پڑھائی جانے لگی اور اسی طرح جب فقہ مدینہ ہوئی پھر اس نام سے پڑھائی جانے لگی۔

سوال نمبر ۱۰۔ سعودیہ والی کتاب تو مانتے ہیں لیکن سعودیہ والی نماز کیوں نہیں مانتے سعودیہ والے رفیعین تو کرتے ہیں؟

جواب:- وہ تو شافعی المسلک ہیں مولانا نے فرمایا جب میں عمرہ کرنے کے لئے گیا تو پہلی صف میں صرف چار آدمی رفیعین کر رہے تھے مٹی بسی صاف ہوئی ہے اور اس

چار میں شاید کہ ایک شیعہ ہو ایک شافعی ہو ایک حنبلی ہو ایک غیر مقلد ہو باقی ساری صف والے نہیں کر رہے تھے دیکھو مکہ اور مدینہ مرکز ہے سب کا۔ حاجی صاحبان نیٹے میں وہاں ہاتھ چھوڑنے والے بھی جاتے ہیں ہاتھ باندھنے والے بھی جاتے ہیں کیونکہ مرکز میں سب چلے جاتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ مکہ کو بنے ہوئے دس سال ہوئے ہیں یا بیس سال؟ امام صاحب کے دور سے لیکر ۱۳۲۵ھ تک پورے تقریباً ۱۰۰ سال وہاں حنفی خدمت کرتے رہے ہیں عباسی دور میں سب ائمہ مدرس امام حنفی رہے ہیں اس دور میں مکہ مکہ تھا ہم تاریخ سے دیکھتے ہیں فہرہوار حنفیوں نے حج کرائے وہاں رہے پانچ سو سال میں ایک غیر مقلد کہ وہ کمان لا یسجد ولا یقلد نہ اجتہاد کرنا جانتا ہو اور نہ وہ تقلید کرتا ہو امام خطیب نہیں مدرس نہیں مسجد کا خادم نہیں کسی گلی کا عام آدمی ہو آپ ثابت کریں فی آدمی ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے اس کے بعد دو سو سال خوارزمی رہے دو سو سال سلجوقی رہے وہ بھی کثرت حنفی تھے ایک فرقہ سمجھیں کہ بڑوں کے حوصلے بڑے ہوتے ہیں چھوٹوں کے حوصلے چھوٹے ہوتے ہیں نفی کیونکہ بڑی جماعت تھی انہوں نے چھوٹوں کے مصلیٰ بچھادیے تھوڑے آئے تو انہوں نے بڑوں کے مصلیٰ اٹھادیے تو حوصلہ کی بات ہے اس کے بعد پانچ سو سال خلافت عثمانیہ رہی ترکی خلافت وہ سب کے سب حنفی تھے۔

ایک (غیر مقلد) کہنے لگا جی اللہ کا شکر ہے آٹھ سو سال تک چار مصلے رہے ہیں اب ایک ہو گیا ہے میں نے کہا جب چار تھے اس وقت بھی تہبارا کوئی نہیں تھا اب ایک ہے تو تہبارا اب بھی نہیں ہے۔

جب چار تھے تو حنفی مالکی شافعی حنبلی تھے اب ایک ہے تو حنبلی بے سہمی اہل کے کسی آدمی نے یہ کہا جو حنفی نماز صحیح نہیں پڑھتے کہا ہو تو لاؤ۔

یہ جو یہاں شور مچاتے ہیں وہاں سے نکھوالائیں حنفی جو نماز پڑھتے ہیں صحیح اس سے نکھوالائیں پھر ان کے ساتھ ان کا کیا تعلق ہے دیکھو ایک ہوتا ہے خاصہ ایک ہوتا ہے عرض عام رفیعین ان کا خاصہ نہیں عرض عام ہے یہ تو شوافع میں بھی ہے۔ ان کا آٹھ تراویح ہے لیکن وہ آٹھ کو نہیں مانتے خاصہ ہے اونچی نماز جتنا زہ

پڑھتے ہیں لیکن وہ اس کو نہیں مانتے۔

لطیفہ

مولانا مطیع الرحمن در خواستی خان پور والے سارے تھے ایک جنازہ پر گئے
امام نے اونچی اونچی فاتحہ پڑھنی شروع کر دی لوگ جو کھڑے تھے وہ پریشان ہو۔
بعض لوگوں نے آواز میں دینا شروع کر دیں مولوی جی نماز نہیں جنازہ ہے نماز نہیں
جنازہ ہے انہوں نے سمجھا مولوی صاحب نے نماز شروع کر دی ہے حاجی صاحبان
نیٹے جیسا ان سے پوچھو وہاں اونچی آواز سے جنازہ پڑھتے ہیں؟ نہیں آہستہ پڑھتے
ہیں وہ تین طاق کے بعد بیوی کو حرام کہتے ہیں اور یہ حلال کہتے ہیں ان میں اور ان
میں تو حلال حرام کا فرق ہے آج تک انہوں نے تقلید کو شرک نہیں کہا اور یہ شرک کہتے
ہیں۔

انہوں نے آج تک حنفی لوگوں کی نماز کو غلط نہیں کہا ایک دو باتیں تو ان کی
مرزائیوں سے بھی ملتی ہیں تو جب ان کی باتیں مرزائیوں سے ملتی ہیں تو کیا ایک دو
باتوں سے مرزائی بھی ان کو کہا جائے گا 'خاصوں پر فیصلہ ہوا کرتا ہے عرض عام پر
فیصلہ نہیں ہوتا۔

ایک اور لطیفہ

ایک دو باتوں سے جو کہ دینا تو ایسے ہے جیسے ایک آدمی بیچارہ پہلی مرتبہ
(ریل کے) سفر کے لئے جا رہا تھا ٹکٹ لیا اس نے تو ٹکٹ لیکر پوچھا نشانی کیا ہوئی
ہے میں نے گاڑی دیکھی نہیں ہے اس نے نشانی بتائی کالا انجن ہوتا ہے اور دھواں
نکالتا ہے وہ باہر نکلا تو دیکھا ایک آدمی کالا سوٹ پہنے سگریٹ پی کر دھواں نکالتا ہوا
جا رہا تھا۔

چھانگ لگائی اور اس کے اوپر بیٹھ گیا وہ بیچارہ دیکھتے ہی اس نے کہا اتر اس
نے کہا ٹکٹ دیکھ ٹکٹ لیکر چڑھا ہوں بغیر ٹکٹ کے نہیں چڑھا تو کیا واقعی وہ گاڑی بن

کی تھی؟ ہمارا تو ان سے بڑا مطالبہ ہی یہی ہے کہ ان کا نام بھی حدیث میں نہیں

وال نمبر ۱۱: کسی نے سوال کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں
چھوڑ کر جا رہا ہوں تو اس میں کسی امام کا ذکر تو نہیں ہے یہی
ادب یہی تو کہتم فیکم امویں جو ہے بغیر سند کے مولانا میں ہے اور اس سے آگے
حدیث ہے سند کے ساتھ من یرد اللہ بہ خیرا یفقیہ فی الدین۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۶، سنن الدارمی ج ۱ ص ۷۳)

ہم نے وہ دونوں کو مانا کہ کتاب و سنت پر عمل کرتے ہیں جس طرح فقہاء نے بتایا اور یہ
بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں الحمد للہ جنت میں جائیں گے ان کا کچا چمنا میں نے
اس رسالہ میں بیان کر دیا ہے۔

یہ جو کہ سے جھوٹی حدیثیں سناتے ہیں جھوٹی حدیثوں سے بچنا چاہیے یہ
رسالہ لیتے جائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى ربی من کل ذنب و اتوب الیه۔

تمہید

محترم طلباء کرام! مدرسہ کی طرف سے اکابر حضرات کے حالات کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا جس میں مجھے بھی حکم ہوا کہ میں آپ کے سامنے کچھ تذکرہ کروں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ساری مخلوقات میں سے انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے۔ پھر انسانوں میں سے مسلمان بنایا۔ سچا دین فقط اسلام ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ پھر مسلمانوں میں سے اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس طرح سارے دینوں میں سچا دین صرف اسلام ہے اسی طرح مسلمان کہانے والے لوگوں میں سے نجات پانے والی جماعت فقط اہل سنت والجماعت ہے۔

اہلسنت والجماعت کی نسبت

اہلسنت میں نسبت نبی پاک ﷺ کی طرف ہے۔ جو دین کے لانے والے ہیں۔ والجماعت میں نسبت صحابہؓ کی طرف ہے جو دین کے پھیلانے والے ہیں۔ حنفی میں نسبت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی طرف ہے جو دین کے لکھوانے والے ہیں۔ آنحضرت ﷺ آفتاب ہدایات صحابہؓ نجوم ہدایت امام صاحب چراغ ہدایت ہیں۔ چراغ کا کام کیا ہوتا ہے؟ روشنی نہیں تھی آپ نے چراغ جلایا اور کتاب اس کے سامنے کی تو چراغ کی روشنی سے کتاب کی سطریں اگر دس ہیں تو دس ہی رہیں گی نہ پندرہ ہوں گی نہ پانچ۔ تو جس طرح چراغ نے کوئی نقطہ بڑھاتا ہے اور نہ گھٹاتا ہے اسی طرح مجتہد نہ تو کوئی مسئلہ دین میں بڑھاتا ہے نہ گھٹاتا ہے۔ بلکہ جو چیزیں اجتہاد کے دائرہ کے بغیر نظر نہیں آتی تھیں وہ انہیں دکھاتا ہے۔

تیر القرون میں ہونے والے تین کام

تو تین کام یعنی تکمیل دین، تکمیل دین اور تدوین دین یہ تو خیر القرون میں عمل ہو گئے۔ اور اللہ نے جو وعدہ فرمایا تھا: ﴿وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَهُدًى الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾ کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب آئے گا۔ تو

قطب الاقطاب

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاسعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسول الله النبي
الكريم ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين
والحمد لله رب العالمين رب اشرح لي صدري ويسر لي
امري وحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي. رب زدني
علما وارزقني فهما. سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا
انك انت العلیم الحكيم. اللهم صلي على سيدنا و
مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد و بارك
وسلم وصل عليه.

ایک غلبہ ہوتا ہے دلیل اور برہان سے۔ وہ تو قرآن پاک میں حضرت ﷺ کے زمانے سے ہی ہے۔ ایک ہے دین کا غلبہ سیف و شان سے۔ یعنی جہاد سے کہ اسلام نافذ بھی ہوا تو خلافت راشدہ کے دور میں اہل کتاب اور مجوس کا دین ختم ہوا۔ اور اسلام کو ان پر غلبہ حاصل ہوا۔ اس کے بعد جتنے مشرقی مذاہب تھے۔ بدعت مت، ہندومت، جین مت، وغیرہ ان پر دین کو غلبہ صرف خفیوں کے ذریعے نصیب ہوا۔ یاد رکھنا اس لئے دین کے غلبہ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔ پہلے صحابہؓ کے ہاتھوں پھر احناف کے ہاتھوں۔

خفیوں کے کارنامے

نسائی شریف میں باقاعدہ "باب غزوة الهند" موجود ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

عصا بنان من امنی احرزهما الله من النار عصابة يغزو الهند وعصابة لکونہ مع عیسیٰ بن مریم۔ (نسائی سنن ۲، ص ۶۳)

"جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کریں گے اور جو ہندوستان کو فتح کریں گے وہ بخشے ہوئے ہوں گے"

اور ہندوستان کے فاتح یقیناً خفی تھے۔ دین کو غلبہ جہاد سے ہوتا ہے اور جہاد بادشاہ کرتے ہیں (ان کے ماتحت ہوتا ہے) تاریخ اسلام اٹھا کر دیکھیں حکومت ہمیشہ خفیوں کے ہاتھ رہی ہے۔ شامی نے لکھا ہے کہ پہلے عباسی دور تھا۔ عیسیٰؑ میں قاضی ابو یوسف کو قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ قاضی القضاۃ کو آجکل وزیر قانون کہتے ہیں اس وقت سے لیکر پوری عباسی حکومت میں سارے قاضی اور مفتی خفی رہے۔ پھر دو سو سال سلجوقی حکومت رہی وہ بھی سارے خفی تھے۔ پھر دو سو سال خوارزمی رہے وہ سارے خفی تھے۔ پھر اس کے بعد عثمانی خلافت ساز تھے تین سو سال رہی۔ وہ سارے خفی تھے۔ اسلامی فتوحات میں صحابہ کرامؓ نے غارتے فتح کئے۔ اسکے بعد جتنے بھی غارتے فتح کئے وہ سب خفیوں نے کئے۔ کوئی منکر حدیث یا منکر فقہ یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ

(اس نے) چار انگل زمین بھی کافروں سے چھین کر اسلامی حکومت میں شامل کی ہو۔ جب تک خفیوں کی حکومت رہی اس وقت تک فتنے دبے رہے۔ ایسا کوئی محبوبا نبی جسکو ماننے والے آگے پہلے ہوں نہیں ملے گا۔ بعض لوگوں کا دماغ خراب ہوتا رہا۔ نبوت کا دعویٰ کر دیتے، اسحاق تھا، سیلہ کذاب تھا، متع تھا۔ لیکن یہ نہ چل سکے۔ کیونکہ حکومت خفیوں کی ہوتی تھی۔ اسلامی حکومت تھی۔ ایک آدمی کو پکڑ کر لائے کہ یہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں۔ امیر المؤمنین کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے وزیر کی طرف دیکھا کہ یہ نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ وزیر نے پوچھا صبح کا کھانا کھایا یا ناشتہ کیا ہے تو جو نبی بنا پھرتا ہے کھانا بھی کھایا ہے یا بھوکا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اگر فاسم ہوں خشک و تری کدم من دعویٰ ہضمبری۔ اگر روئی ملتی تو نبی بننے کی کیا ضرورت تھی۔ روئی کیلئے تو نبی بنا ہوں کہ روئی مل جائے گی۔ مرتد کو تین دن کی اجازت ہوتی ہے سمجھنے اور سمجھانے کی۔ کہا اسکو لے جاؤ کھانا کھلاؤ اور سمجھاؤ۔ جب چوتھا دن آیا تو مذاق سے پوچھا ابھی کوئی وحی آئی ہے؟ تو اس مرتد نے کہا وحی تو صبح شام آتی رہی فقرہ ایک ہی تھا یا ایہا النبی باورچی خانہ میں رہو۔ پوچھا تو بہ کرتا ہے یا نہیں؟ وہ تو اسلامی حکومت تھی یہ تو نہیں ہو سکتا تھا کہ انکی نبوت مرزا قادیانی کی طرح پھیلتی رہتی، حکم ہوا کہ آگ جلاؤ۔ لوگ نیٹے تراشہ دیکھ رہے تھے ایک بچہ حافظ قرآن کھڑا تھا۔ جب وہ مرتد چننے لگا تو حافظ قرآن بچہ نے اسکو کہا فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل کہ رسول بے صبر نہیں ہوتا اگر رسول ہے تو صبر کر۔ اسی طرح اسکے بعد بھی بارہ سو سال تک خفیوں کی اسلامی حکومت رہی۔ اب اللہ کے نبی کی حدیث تھی الآیات بعد الالف والمائین کہ بارہ سو سال کے بعد فتنے کھڑے ہو جائیں گے (مشکوٰۃ)

علمائے دیوبند

اب ضرورت تھی کہ بارہ سو سال کے بعد جو فتنے کھڑے ہونے ہیں انکی سرکوبی کی جائے۔ اس مقصد کے لئے اللہ نے علمائے دیوبند کو چنا۔ چنانچہ دارالعلوم

دیوبند تیرہویں صدی میں قائم ہوا۔ الآیات بعد الالف والمائین کے مطابق جو فتنے آرہے ہیں قیامت کی چھوٹی نشانیاں شروع ہونے والی ہیں۔ سب طرف سے آزادی ہے۔ اقبال کہتا ہے ”ہر آدمی ہر لہجہ دازدار دیں کنند“ جو کمینہ اٹھتا ہے وہ دین کا راز دار بن جاتا ہے وہ کہتا ہے مفتی بھی میں ہوں، مفسر بھی میں، محدث بھی میں۔

ایک لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ ایک کالج کا پروفیسر تھا، اسے شوق ہوا کہ میں قرآن پاک کی تفسیر لکھوں، خوب بکے گی، پیسے اچھے آئیں گے، لکھنی شروع کر دی۔ اب دل میں سوچ رہا ہے کہ بکے گی کیسے؟ مجھے تو کوئی جانتا نہیں۔ کوئی بڑے مولوی صاحب لکھیں کہ یہ تفسیر بہت اچھی ہے، پھر تو بکے گی لیکن مولوی صاحب ایک ایک صفحہ میں بیس بیس غلطیاں نکال لیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے ویسے ہی برا بھلا کہنا شروع کر دیں، لکھتا رہا، سوچتا رہا۔ آخر ایک دن دل میں خیال آیا کہ علامہ اقبال شاعر ہے دین کا درد دل میں رکھتا ہے۔ لیکن مولوی تو نہیں ہے ناں۔ اسے تفسیر دکھاؤں گا۔ ویسے ہی دیکھ کر خوش ہو جائے گا کہ تفسیر اچھی ہے۔ پروفیسر نے لکھی ہے۔ علامہ اقبال مشہور آدمی ہے۔ دوسطریں لکھ دے گا میرا کام بن جائے گا۔ یہ آدمی تفسیر کا ایک حصہ لے کر علامہ اقبال کے پاس چلا گیا کہ جی میں نے تفسیر لکھنا شروع کی ہے۔ فرمایا بہت اچھا کام ہے۔ جو عقلی شبہات کا لمبی لڑکوں میں پھیلانے جاتے ہیں ان کو سامنے رکھ کر تفسیر لکھی جائے، تاکہ ان فتنوں کا انسداد ہو جائے۔ بہت اچھا کام ہے۔ کہنے لگا میں ساتھ بھی لایا ہوں۔ آپ اس پر کچھ لکھ دیں کہا اچھا رکھ دو۔ میں پڑھوں گا پھر بعد میں آنا اب کوئی دو ماہ بعد پروفیسر صاحب گئے۔ پروفیسر صاحب کا خیال تھا کہ ڈاکٹر صاحب خود ہی تفسیر کا ذکر چھیڑیں گے۔ انہوں نے کوئی بات ہی نہیں کی۔ پروفیسر نے اٹھتے وقت کہا میں آپ کو تفسیر دے کر گیا تھا۔

اقبال اور مزاح

علامہ صاحب مزاحیہ بھی تھے۔ ایک مرتبہ وزیروں کی میننگ تھی۔ علامہ اقبال بھی گئے اور بھی بڑے بڑے وزیر بلائے گئے تھے۔ اس زمانے میں ایک وزیر ہوتا تھا سر شہاب الدین سہروردی۔ وہ آیا تو سارے تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ جب وہ بیٹھا تو سارے بیٹھ گئے۔ علامہ اقبال نے ایک فقرہ چست کیا کہ سر شہاب الدین سہروردی کو دیکھ کر صحابہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ سارے حیران تھے کہ اس میں صحابہ والی کوئی بات ہو گئی کہ جس کو دیکھ کر صحابہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ بعض نے پوچھا کہ علامہ صاحب آپ نے کیا کہا؟ انہوں نے کہا میں نے کہا کہ سر شہاب الدین کو دیکھ کر صحابہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ لوگ کہنے لگے بات سمجھ میں نہیں آئی کہ کیسے یاد تازہ ہو جاتی ہے؟ لوگ کافی حیران تھے۔ اس پر علامہ اقبال نے کہا کہ صحابہ کرام کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ تو یہ اوپر سے بھی کالا ہے اور اندر سے بھی کالا ہے۔ اس سے صحابہ کرام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

حسینؑ سے بھی مظلوم قرآن ہے

اب پروفیسر نے اٹھتے وقت کہا کہ علامہ صاحب میں آپ کو تفسیر دے گیا تھا۔ فرمایا آپ کی تفسیر میں نے پڑھی۔ آپ کی تفسیر سے میری ایک بہت بڑی غلط فہمی دور ہو گئی۔ پروفیسر سوچنے لگا کہ کوئی غلط فہمی ہوگی جو میری تفسیر سے دور ہوئی۔ پوچھا کہ حضرت کوئی غلط فہمی تھی؟ علامہ نے کہا میں آج تک غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ تاریخ اسلام میں سب سے زیادہ مظلوم ہستی حضرت حسینؑ کی ہے کہ پردیس میں چھوٹے چھوٹے بچے ذبح کر دیئے گئے۔ تو آج تک میں اس غلط فہمی میں مبتلا تھا لیکن آپ کی تفسیر پڑھ کر میری غلط فہمی دور ہو گئی کہ نہیں حسینؑ سے بھی زیادہ مظلوم خدا کا قرآن ہے جو بد معاش اٹھتا ہے اس کی تفسیر لکھنا شروع کر دیتا ہے۔

دیوبندیت شاہ شہید کے جہاد کا نام ہے

اب جب اس طرح کے فتنوں کا دور شروع ہوا تو دیوبند کا مدرسہ قائم ہوا۔ جس طرح انسان چار عناصر سے مل کر بنا ہے۔ آگ، مٹی، پانی اور ہوا۔ اسی طرح دیوبند کے بھی چار عناصر ہیں: اس میں جذبہ جہاد شاہ اسماعیل شہید ؒ والا ہونا چاہئے کہ اس جذبہ جہاد کی حفاظت کی جائے۔ سب سے پہلے انہی حضرات نے انگریز کے خلاف جہاد کیا۔

علماء کی قربانیاں اور انگریز کے ستم

حضرت گنگوہی باقاعدہ جہاد میں شریک ہوئے۔ اور پھر جب اس جہاد میں خدایوں کی غداری کی وجہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچ گیا تو پھر سوچا کہ اب چند مجاہد باقی ہیں۔ بہت سوں کو شہید کر دیا گیا اور بہت ساروں کو کالا پانی بھیج دیا گیا اور اتنے ظلم کئے گئے کہ شاید تاریخ میں مسلمانوں پر اتنے ظلم نہیں ہوئے۔ لا رو ہنتر کی بیوی لکھتی ہے کہ جب ان پر ظلم کئے جاتے تو میں بھی ساتھ دیکھنے جاتی تھی۔ علماء کو مادر زاد بچا کر کے لٹا دیا جاتا تھا اور تانبا پکھلا کر ان کے جسم پر ڈالا جاتا وہ تڑپتے اس پر سارے انگریز ہنستے لیکن میں چونکہ عورت تھی اور عورت کا دل کمزور ہوتا ہے تو میں پستول کی گولی مار دیتی۔ اب ان علماء نے سوچا اس طرح سے بچے کچے علماء کی حفاظت کریں۔

دارالعلوم دیوبند کے قیام کا مقصد

آجکل تو بجلی آگئی ہے۔ جس زمانے میں بجلی نہیں تھی ہمارے بچپن کی باتیں ہیں۔ جب ہر گھر میں دیا سائی بھی نہیں ہوتی تھی تو عورتیں کیا کرتیں کہ خشک گوہر کا کٹڑا جسے پنجاب میں پاتھی کہتے ہیں وہ چولہے میں رکھ دیتی تھیں کہ صبح اسی سے آگ جلا لیں گے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ یہ مثال دیا کرتے تھے کہ ان علماء نے پاتھی دبا دی اور ایک مدرسہ قائم کر لیا ”دارالعلوم دیوبند“ کہ اب آدمی تیار کرنے

ہیں۔ پھر جب ضرورت ہوگی تو جہاد کے لئے نکلیں گے۔ تو دارالعلوم کی بنیاد اسی لئے رکھی گئی کہ اس میں سب سے پہلے جذبہ جہاد پیدا کیا جائے۔ اور نئے اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ کیا جائے۔ علماء دیوبند نے فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

قطب الاقطاب حضرت گنگوہیؒ کی علمی خدمات

حضرت گنگوہیؒ نے بدعت کے مقابلہ میں براہین قاطعہ جیسی کتاب لکھوائی۔ ایسی جامع کتاب بدعات کے بارے میں نہ پہلے لکھی گئی نہ آئندہ امید ہے کہ لکھی جائے گی۔ بدعت کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ”براہین قاطعہ“ کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ رافضیوں کے بارے میں ”ہدیۃ الشیعہ“ لکھی۔ نیم رافضیوں کے بارے میں ”سبیل الارشاد“ لکھی۔ غیر مقلدین کے رد میں ”ہدایت المحدثی“ لکھی۔

علمائے دیوبند کا کام تطہیر دین ہے

اس دور میں سنت کو رکازنے کے لئے دو طرف سے حملے شروع ہوئے۔ ایک طرف حدیث رسولؐ کا بہانہ بنا کر سنتوں کو مٹایا جانے لگا تو دوسری طرف سے عشق رسولؐ کا بہانہ بنا کر اس وقت جب چاروں طرف سے دین پر حملے شروع ہو گئے تو ایک دیوبند کا مدرسہ دین کی حفاظت کے لئے تھا جو گندگی ان فتنوں نے پھیلائی اسکی تطہیر علمائے دیوبند نے کی۔

فتنوں کا تعاقب اور حضرت گنگوہیؒ

اس میں حضرت مولانا گنگوہیؒ کا سب سے زیادہ حصہ تھا۔ آپ نے ہر فتنے کا تعاقب کیا۔ قادیانی اتنا خائف تھا کہ اپنی کتاب براہین احمدیہ کے حصہ پنجم میں حضرت گنگوہیؒ کا نام لکھ کر کئی صفحے حضرت گنگوہیؒ کے خلاف لکھے کیونکہ چور ہمیشہ چوکیداروں کا دشمن ہوتا ہے۔ علمائے دیوبند ہی دین کے پہرے دار سنت اور فتنہ کے کچھ مطلب کے محافظ ہیں۔ اسی لئے جتنے چور ہیں وہ سب ان کے خلاف ہیں۔ ہمارے مقابلے میں سب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔

بدعت کی مثال جعلی نوٹ کی ہے

سنو میں بدعت کی مثال دیا کرتا ہوں کہ آپ کے ملک میں وہ نوٹ بھی ہے جو پہلے چلتا تھا اب بند ہو گیا ہے۔ اور وہ بھی ہے جو اس وقت چل رہا ہے اور ایک جعلی ہے جسے بچے عید کے دن لے کر پھرتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ دس لاکھ جیب میں ہیں۔ جو نقد کو چھوڑ کر منسوخ احادیث پر عمل کرتے ہیں ان کی مثال منسوخ نوٹ کی ہے۔ وہ ہم سے چار نوٹ چھین کر منسوخ نوٹ پکڑانا چاہتے ہیں۔ بدعتوں کی مثال جعلی نوٹ کی ہے کہ خواہ دس لاکھ ہوں دوکاندار کچھ نہیں دے گا۔ اسی طرح آخرت میں بدعت کی کوئی وقعت نہیں ہوگی اور ہماری مثال رائج الوقت نوٹ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جعلی نوٹ اور منسوخ نوٹ (دونوں) سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

سیرت حضرت گنگوہیؒ

تو بات چل رہی تھی حضرت گنگوہیؒ کی چونکہ حدیث کے مطابق بارہویں صدی میں فتوں کا زمانہ آنے والا تھا تو فتوں کے سد باب کے لئے بارہو چوالیس ہجری میں حضرت گنگوہیؒ کی پیدائش ہوئی۔ آپ کو بچپن ہی میں دین کا اتنا شوق تھا کہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جمعہ کی اذان سنی کھیل چھوڑ کر جمعہ کے لئے بھاگے۔ اور فرمایا کہ سنا ہے کہ اگر تین جتنے نہ پڑھے جائیں تو دل پر مہر لگ جاتی ہے اور ساڑھے چھ سال کی عمر کا واقعہ ہے کہ جماعت کا وقت ہو گیا۔ پانی نہیں تھا لوٹنے خالی تھے خود پانی نکالنے لگے ذول بھاری تھا تو خود کنوئیں میں گر گئے لیکن اللہ کی جانب سے عجیب کرشمہ ہوا کہ ذول الناکر! یہ اس کے اوپر بیٹھ گئے۔ لوگ نماز کے بعد بھاگے کہ کوئی کنوئیں میں گر گیا ہے۔ دیکھا تو آپ نے انہیں فرمایا میں آرام سے بیٹھا ہوں باہر نکال لو۔ حضرت کے حالات میں ہے کہ ایک دن بڑے پریشان بیٹھے تھے۔ پوچھا کہ حضرت کیا بات ہے؟ فرمایا بائیس سال کے بعد آج تکبیر اونی فوت ہو گئی ہے۔

ایک عجیب واقعہ

ملک میں طاعون آ گیا، موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مرزا غلام قادیانی نے بھی بڑھکیں مارنا شروع کر دیں اور کہا کہ طاعون اس لئے آئی ہے کہ لوگ مجھے نبی نہیں مانتے۔ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اس وقت طاعون قادیان سے تین ضلع دور تھی۔ شاید ایک ہفتہ لیٹ آئی۔ لیکن مرزے کے بڑھک مارنے کے دوسرے دن ہی طاعون قادیان پہنچ گئی۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ طاعون قادیان نہیں آئے گی۔ مرزا نے کہا ہاں میں نے اللہ سے پوچھا تو فرمایا قادیان سے تیرا گھر مراد ہے۔ تیرے گھر طاعون نہیں آئے گی۔ لیکن اگلے دن اس کے گھر طاعون پہنچ گئی۔ جس کی وجہ سے اس کا ملازم محمد دین اور اس کا بیٹا مبارک احمد مر گئے۔ ویسے مصافحہ تو طاعون نے اس کے ساتھ بھی کیا۔ لیکن وہ بچ گیا کیونکہ حرام زادے کی رسی دراز ہوتی ہے اور ادھر حضرت تھانویؒ نے "نشر الطیب" لکھنا شروع کی۔ سیرت نبوی ﷺ پر جتنی کتابیں لکھی جاتیں فرماتے اس علاقہ میں جاکر پڑھو جہاں طاعون ہے۔ ادھر کتاب مکمل ہوئی ادھر طاعون کا عذاب مٹ گیا۔

ایک آدمی کی دعا حضرت گنگوہیؒ کے وسیلہ سے

حضرت گنگوہیؒ کے بارے میں عجیب واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی دنا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ! یہ طاعون یقیناً ہمارے گناہوں کی سزا ہے۔ ہم تو اس سزا کے کئی سال پہلے مستحق ہو گئے تھے۔ اے اللہ! ہمارے پاس کوئی عمل نہیں جسے ہم بطور وسیلہ پیش کریں۔ البتہ ہمارے ملک میں ایک آدمی ہے رشید احمد نامی جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے کبھی اس کی تکبیر اونی فوت نہیں ہوئی۔ اے اللہ! ہم تیرے اس ولی کا واسطہ دے کر تجھ سے دعا مانگتے ہیں۔ یہ عذاب ہم سے ہٹا دے۔ لکھا ہے انبالہ سے طاعون ادھر نہیں آئی میرٹھ کی طرف چلی گئی۔

حضرت گنگوہیؒ اور عقیدہ عذاب قبر

ایک مرتبہ ظہر کے وقت حضرت نانوتویؒ مسجد میں تشریف لائے اور پانی پیا تو کڑوا تھا۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا ہمارے کنوئیں کا پانی تو میٹھا ہے۔ حضرت نانوتویؒ نے فرمایا کہ میں نے پیا ہے کڑوا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے بھی جھونٹ بھرا تو پانی واقعی کڑوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھ لیں پھر دیکھیں گے۔ نماز پڑھ کر دعا کی اور پھر اسی پیالے میں پانی پیا تو پانی میٹھا تھا۔ فرمایا اس پیالے میں اس قبر کی مٹی شامل تھی۔ جس قبر والے کو عذاب ہو رہا تھا یہ اس عذاب کا اثر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا کو قبول فرمایا اور چونکہ جس کو عذاب ہو رہا تھا وہ مسلمان تھا اس لئے اللہ نے اس سے ہماری دعا کے سبب عذاب ہٹا دیا ہے۔

سوچیں وہ لوگ جو عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں انہیں اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دین کو تکمیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دین کو تکمیل اور ائمہ اربعہؒ سے دین کو تدوین اور علماء دیوبندؒ سے دین کو تطہیر نصیب ہوئی۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى ربّي من كلّ ذنبٍ واتوب اليه

(بشکریہ مابتامہ الخیر)

الفرق بین الحدیث والسنۃ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

وقال الله تبارك وتعالى: الله نزل احسن الحديث كتابا
متشابها مثاني تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم ثم تلين
جلودهم وقلوبهم الى ذكر الله. وقال النبي صلى الله عليه
وسلم سيأتيكم عنى احاديث مختلفة. فما جاءكم کم موافقا
لكتاب الله وسنتي فهو منى. وما جاءكم مخالفًا لكتاب الله
وسنتي فليس منى. او كما قال صلى الله عليه وسلم.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبي
الكریم ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين
والحمد لله رب العالمين رب اشرح لى صدرى ويسر لى
امرى واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولى رب زدنى
علما و ارزقنى فهما. سبحانك لا علمنا الا ما علمتنا
انك انت العليم الحكيم. اللهم صلى على سيدنا و
مولانا محمد وعلى آل سيدنا و مولانا محمد وبارك
وسلم وصل عليه.

تمہید

ہمارے ملک میں تین فرقے ایسے ہیں جو کتاب و سنت پر عمل کا دعویٰ رکھتے ہیں اہل سنت والجماعت حنفی دیوبندی دوسرے بریلوی تیسرے غیر مقلدین جو آپ کو اہلحدیث کہتے ہیں۔

عوام کو دیا جانے والا دھوکہ

اس بارے میں پہلے یہ بات سمجھنی چاہیے کہ عوام ایک دھوکے میں مبتلا کر دیئے جاتے ہیں۔ سنت کی نسبت بھی اللہ کے نبی پاک کی طرف ہوتی ہے اور حدیث کی نسبت بھی اللہ کے نبی پاک کی طرف ہوتی ہے۔ اس لئے پہلے سنت اور حدیث کا فرق سمجھنا ضروری ہے۔

حدیث و سنت میں فرق

غیر مقلدین کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کو یہی باور کرایا جائے اور یقین دلایا جائے کہ سنت اور حدیث ایک ہی چیز ہے لیکن ان کی یہ بات کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”میری طرف سے لوگ اختلافی روایات بیان کیا کریں گے ان میں سے جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو وہ میری طرف سے ہوگی۔ جو کتاب اللہ کے خلاف ہو وہ میری طرف سے نہیں ہوگی۔ اور جو حدیث سنت کے موافق ہو وہ میری طرف سے ہوگی جو سنت کے خلاف ہو وہ میری طرف سے نہیں ہوگی“ (۱)۔

(الکلبانی فی علوم الروایۃ للخطیب ص ۲۳۰)

تو اس سے معلوم ہوا کہ بعض احادیث کتاب اللہ کے موافق ہوتی ہیں بعض کتاب اللہ

کے الفاظ ہوتی ہیں ہیں بعض حدیثیں سنت کے موافق ہوتی ہیں بعض سنت کے خلاف ہوتی ہیں۔

ایک مثال

حدیث و سنت کے فرق کو ایک مثال سے سمجھیں:

نماز کس طرف منہ کر کے پڑھنی چاہئے؟ کچھ احادیث ہیں کہ حضرت ﷺ اتاتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھنی چاہیے کچھ احادیث میں ہے کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اب قرآن میں جب حکم آیا:

لَوْلَ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرہ: ۱۴۴)

اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ آیت آچکی تھی اور حضرت پاک ﷺ کو اس آیت کا معنی آتا تھا اور آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور اس آیت کے آنے کے بعد اسی حدیث پر عمل جاری رہا جو کتاب اللہ شریف کے مطابق

اسی طرح احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہ نمازوں میں باتیں کرتے تھے اور حضرت ﷺ انہیں روکتے نہیں تھے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ صحابہ باتیں کیں اور حضرت ﷺ نے انہیں روکا کہ نماز میں کلام جائز نہیں ہے۔ ادھر ان پاک میں ہے کہ: فَوَیْلٌ لِّمَنْ فَاتَنِیْ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ بخاری و مسلم کی احادیث میں ہے کہ ہم کلام کر لیا کرتے جب آیت فَوَیْلٌ لِّمَنْ فَاتَنِیْ نازل ہوئی تو ہمیں پھر خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آیت نازل ہونے کے بعد بھی صحابہ کرام کو یا رسول پاک ﷺ کو آیت کا معنی آتا تھا اس لئے آپ باتیں کر لیا کرتے تھے بلکہ وہ الگ زمانہ کی بات ہے اور یہ زمانہ کی بات ہے۔

تو معلوم ہوا کہ کچھ احادیث جو ہیں وہ کتاب اللہ کے موافق ہیں کچھ کتاب اللہ کے خلاف ہیں خلاف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ مثلاً منسوخ ہیں یا کوئی مہملی حدیث ہوگی۔ اسی طریقہ سے معلوم ہوا کہ کچھ احادیث سنت کے موافق اور کچھ سنت کے خلاف ہیں۔

سنت کا مطلب

تو پہلے سنت کا مطلب سمجھنا چاہئے کہ سنت مراد اور راستہ کو کہتے ہیں عام شاہراہ جو جاری ہو جائے۔ کسی کھیت میں بل چلا ہوا ہو اور ایک دو آدمی وہاں سے گزرا جائیں تو اس کو راستہ تو کہا پگھلائی بھی نہیں کہتے ہیں۔ لیکن جہاں رات دن لوگ چلتے ہیں اس کو راستہ کہتے ہیں۔ تو حضرت پاک ﷺ کے کچھ کام ایسے تھے جو آپ عادتاً کرتے تھے جیسے ہم بھی کچھ کام عادتاً روزانہ کرتے ہیں۔ اور کچھ کبھی کبھی ضرور کرتے ہیں۔ مثلاً ایک آدمی نے اپنی عادت بنالی ہے کہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد ایک پارہ تلاوت کرتا ہے۔ یہ اس کی عادت ہے۔ ایک دن اس نے تلاوت نہیں کی اٹھ کر چلا گیا دوسرے دن آیا تو:

آپ نے پوچھا: کل آپ نے تلاوت نہیں کی؟

اس نے کہا: کہ میرا دوست بیمار تھا تو میں اس کی تیمارداری کے لئے چلا گیا تھا تاکہ وہ جانے سے پہلے یہ کام ہو جائے اب یہ ضرورت تھی۔ تو جس طرح ہمارے کام ۱۱ حصوں میں تقسیم ہیں ایک کام ہم عادتاً کرتے ہیں اور ایک ضرورنا کرتے ہیں۔ اسی طرح یقیناً نبی اللہ ﷺ کے کام جو ہیں وہ بھی دو حصوں میں تقسیم ہیں۔ کچھ حضرت کام عادتاً فرماتے تھے اور کچھ ضرورنا فرماتے تھے۔ احادیث میں ذکر دونوں قسم کے کاموں کا آجاتا ہے۔ جو آپ عادتاً فرماتے تھے وہ بھی اور جو ضرورنا فرماتے تھے وہ بھی۔ اب ان میں سے ہمیں قفل کس پر کرنا ہے۔ تو حضرت ﷺ نے فرمایا: علیکم بستی تم نے میری عادت کو عادت بنانا ہے اور عادت کو اپنانا ہے سنت کو اپنانا ہے۔

ایک واقعہ

ایک دفعہ داؤد غزنوی کا پوتا مجھے ملنے آیا۔ میں گلشن اقبال کراچی میں بیٹھا تھا۔ ان کے ساتھ ہی ان کا مدرسہ جامعہ ابی بکر ہے۔ پانچ سات آدمی ساتھ تھے۔ آکر بیٹھ گیا اور:

کہنے لگا: مجھے آپ سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔

میں نے کہا: خیر تھی!

کہنے لگا: سنا ہے آپ الہدیث کے بہت خلاف ہیں؟

میں نے کہا: میں تو اس دور کے اہل قرآن کے بھی بہت خلاف ہوں۔ کیونکہ جس طرف وہ جانا چاہتا تھا میں نے وہ راستہ روک دیا۔

کہنے لگا: ہاں اہل قرآن کے تو ہم بھی خلاف ہیں۔ پھر تحویزی دیر بعد کہنے لگا کہ جی حدیث بری چیز ہے؟ آپ الہدیث کے خلاف ہیں۔

میں نے کہا: قرآن بری چیز ہے؟ آپ نے کہا کہ میں اہل قرآن کے خلاف ہوں۔

کہنے لگا: وہ تو قرآن کا نام لیکر دین میں جھوٹ بولتے ہیں۔

میں نے کہا: آپ حدیث کا نام لیکر دین میں جھوٹ بولتے ہیں۔

تو اس دور میں اہل قرآن وہ ہے کہ جب دین میں جھوٹ بولنا ہو تو نام قرآن

کا لے لے لوگ بے چارے ڈر جائیں گے بڑا قرآن جاننے والا ہے۔ الہدیث اس

زمانہ میں وہ ہے کہ جب دین میں جھوٹ بولنا ہو تو نام حدیث کا لے لو۔

پھر کہنے لگا: ہم تو اس لئے الہدیث ہیں کہ ہم فقہ کو نہیں مانتے۔

میں نے کہا: اس پر دلیل چاہئے جو فقہ کو نہ مانے اس کو اللہ یا اللہ کے رسول ﷺ نے

الہدیث فرمایا: وہ ہم نے تو یہی پڑھا ہے کہ فقہ کے مخالف کو اللہ کے نبی پاک ﷺ

نے شیطان فرمایا ہے!

فقہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (ترمذی ج ۲ ص ۹۳)

اس لئے ہم تو فقہ کے مکر کو شیطان سمجھتے ہیں الہدیث نہیں سمجھتے۔ ہاں اگر

آپ ہمیں کوئی حدیث سنا دیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ جو فقہ کا انکار کرے اس کو الہدیٰ کہا کرو۔ تو پھر ہم صبح آپ کو ”شیطان“ کہہ لیا کریں گے اور شام کو ”الہدیٰ“ کہہ لیا کریں گے۔ تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ساتھ ساتھ جاری رہے کیونکہ ہم کسی حدیث کا انکار نہیں کرتے۔

پھر میں نے پوچھا: آپ کو کس نے کہا کہ تم الہدیٰ بننا؟

کہنے لگا: آپ کو کس نے کہا تھا کہ تم اہلسنت والجماعت بننا؟ میں نے کہا: مجھے تو میرے نبی پاکؐ نے فرمایا تھا:

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين.

(ترمذی... ج ۲ ص ۶۲ ابن ماجہ ص ۵)

(ابو داؤد ج ۲ ص ۶۹ متدرک حاکم ج ۱ ص ۹۶)

عائیکم بسنتی کی میں اہل سنت آگیا اور خلفائے راشدین میں والجماعت آگیا۔ آپ کو کس نے کہا تھا کہ:

عليکم بحدیثی؟

کہنے لگا: حدیث اور سنت ایک ہی چیز کا نام ہے۔

میں نے کہا: یہ بات بھی غلط ہے آپ کی۔ حدیث کے خلاف ہیں ساری باتیں۔ پھر میں نے یہی سنایا کہ حضرت نے فرمایا کہ اختلافی حدیثوں میں بعض حدیثیں قرآن کے خلاف ہوں گی بعض سنت کے خلاف ہوں گی۔

تو اس سے پتہ چل گیا کہ الہدیٰ اور اہلسنت میں فرق کیا ہے۔

اہل سنت اور الہدیٰ میں فرق

اہل سنت وہ لوگ ہوں گے جو اختلافی حدیثوں میں ان حدیثوں پر عمل کریں گے جو (قرآن کے) موافق ہوں اور الہدیٰ وہ ہوں گے جو حدیثوں کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ایسی حدیثیں تلاش کریں گے جو قرآن پاک کے خلاف ہوں کہ یا اللہ کوئی حدیث قرآن کے خلاف مل جائے تاکہ ہم بھی عمل کر لیں۔ اسی

طرح اہلسنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو اختلافی احادیث میں سے ان احادیث پر عمل کرتے ہیں جو سنت کے موافق ہوں جبکہ الہدیٰ وہ ہوں گے جو ایسی حدیثوں کو تلاش کریں گے جو سنت کو مٹانے والی ہوں۔ سنت کے خلاف ہوں۔

سنت عملاً متواتر ہے

جس طرح قرآن پاک تلاوت میں تواتر سے ثابت ہے اسی طرح سنت عملی تواتر سے ثابت ہے۔ وہ ہر جگہ پھیل جاتی ہے۔ جیسے وضو میں کھلی کرنا ہے اگرچہ حدیث میں بھی آیا ہے لیکن اس نے مقام سنت کا حاصل کر لیا۔ آپ دنیا کے جس ملک میں جائیں وہاں مسلمان وضو کر رہے ہوں گے تو کھلی بھی کر رہے ہوں گے۔ تو جہاں جہاں سورج کی روشنی پھیلی وہاں وہاں سنت بھی پھیل چکی۔ لیکن اسی طرح احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت وضو کے بعد بیوی سے بوس و کنار فرماتے لیکن یہ عمل پھیل نہیں۔ آپ وضو کریں اور اس میں کھلی جان بوجھ کر نہ کریں تو یقیناً آپ کا دل آپ کو جھنجھوز دے گا کہ آج وضو مکمل نہیں ہوا ایک سنت ضائع ہو گئی ہے اور وضو کا ثواب کم ہو گیا ہے۔ لیکن (آپ نے) کتنے وضو کئے اور بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا تو آپ کے دل میں کبھی یہ دوسرہ نہیں آیا شبہ پیدا نہیں ہوا کہ آج وضو کا ثواب کم ملا کیونکہ حدیث میں تو وہ بات بھی ہے اور یہ بات بھی ہے۔ لیکن وہ سنت بن چکی ہے اور یہ درجہ حدیث میں ہی ہے۔ سنت کے درجہ میں نہیں ہے۔ تو اسلئے الہدیٰ اور اہل سنت کی پہچان ایسے کی جاتی ہے کہ وضو دونوں نے کیا اب وضو کے بعد اہل سنت تو جماعت میں شامل ہونے کی کوشش کرے گا کہ رکعت مجھے مل جائے رکوع نہ رہ جائے۔ اور اہل حدیث وضو کر کے بیوی کو تلاش کرنے بھاگے گا کہ میں بوسہ لے لوں تاکہ اس حدیث پر عمل رہ نہ جائے تو ہم اہل سنت ان احادیث پر عمل کرتے ہیں جو کتاب اللہ کے موافق ہوں سنت کے موافق ہوں۔

سنت سندوں کی محتاج نہیں

اس سے ایک بہت اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ چونکہ سنت کا ثبوت اتنا واضح

ہوتا ہے۔ جیسے سورج۔ اس لئے سنت کی تحقیق کے لئے سندوں کی ضرورت نہیں ہوتی اور حدیث جو ہے جو سنت کے درجہ تک نہیں پہنچی اس کی حیثیت ہوتی ہے پہلی رات کے چاند کی۔ تو پہلی رات کے چاند میں کئی دفعہ گواہوں کی ضرورت بھی پڑ جاتی ہے۔ پھر وہ گواہ دیکھے جائینگے کہ عاقل ہیں بھی یا نہیں۔ تو اس لئے حدیث جو ہے دو سندوں کی محتاج ہے لیکن جس طرح متواتر قرآن پاک سندوں کا محتاج نہیں (اسی طرح) متواتر سنت سندوں کی محتاج نہیں۔

غیر مقلدوں کا دین ظنی ہے

اسلئے یقین تواتر سے ہوتا ہے سندوں سے نہیں ہوتا وہ (حدیث) ظنیت کے درجہ میں ہوتی ہیں غیر مقلدوں کا دین ظنی ہے ہمارا یقینی ہے کیونکہ ہم سنت پر عمل کرتے ہیں۔

علیکم بسنتی فرمانے کی وجہ

اور پھر یہ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا:

علیکم بسنتی میری سنت پر عمل کرو علیکم بحدیثی کیوں نہیں فرمایا کیونکہ حدیثوں میں منسوخ حدیثیں بھی ہوتی ہیں (جبکہ) سنت ایک بھی منسوخ نہیں ہوتی۔ سنت تو کہتے ہی اسے ہیں جس پر عمل جاری رہا۔

سنت قائم رہتی ہے

فرمایا العلم للآئۃ علم تین ہی چیزوں کا نام ہے۔

آیۃ محکمۃ اوسنۃ قائمۃ اوفریضۃ عادلۃ (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۹)

تو سنت تو اس کو کہتے ہیں جو قائم رہی۔ اس لئے عین ممکن ہے کہ اہلسنت والجماعت کے مقابلہ میں اہلحدیث وہ ہو جو منسوخ باتوں پر عمل کر رہا ہو۔

ایک عام فہم مثال

جس طرح ہمارے ہاں ایک نوٹ سو روپے کا چل رہا ہے۔ ایک نوٹ پہلے

مانے میں چلا کرتا تھا کچھ سال پہلے پھر وہ بند ہو گیا۔ وہ بھی سو روپے کا نوٹ تھا اس بھی اسٹیٹ بینک کی مہر لگی ہوئی تھی اور حکومت پاکستان اس پر بھی لکھا ہوا تھا۔ لیکن اب وہ نوٹ چلتا نہیں۔ نہ بازار لیتا ہے نہ بینک لیتا ہے اب کوئی آدمی آپ سے چالو نوٹ لیکر وہ پرانا (منسوخ) نوٹ دے تو سب کہیں گے کہ اس نے فراڈ کیا ہے۔ دھوکہ دیا ہے۔ اب وہ آپ سے بحث کرے۔ یہ جو نوٹ میں دے رہا ہوں تم کہتے ہو کہ منسوخ ہے۔ اس پر لکھا ہوا دکھاؤ منسوخ کہاں لکھا ہوا ہے۔ مٹروک کہاں لکھا ہوا ہے۔ تو آپ کے پاس ایک ہی پہچان ہوگی کہ اس نوٹ کو ملک کا بازار اور بینک نہیں لے رہا۔ جس نوٹ کو ملک کا بازار اور بینک لے رہا ہے وہ چالو نوٹ ہے اور جس کو نہیں لے رہا وہ منسوخ نوٹ ہے۔ اس کی تاریخ یاد رکھنے کی ضرورت نہیں آرڈر منسوخ کا عیب میں رکھنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح جس کو فقہاء و مجتہدین نے قبول کر لیا ان اعاذیث کا چلن ہے وہ سنت کے درجہ میں ہیں۔ اور چالو ہیں اور جن پر ائمہ مجتہدین نے عمل ترک کر دیا وہ منسوخ نوٹ کی حیثیت رکھتی ہیں تو یہ تو مثال ہے مقلد اور غیر مقلد کی۔

بریلویوں کی مثال

اور بعض اوقات آپ دیکھتے ہیں کہ عید کے موقع پر نوٹ چھپتے ہیں اور پر عید مبارک بھی لکھا ہوتا ہے کوئی ہزار روپے کا نوٹ ہوتا ہے کوئی دس ہزار روپے کا نوٹ اور پانچ پانچ پیسے میں بکتے ہیں۔ تو بچے خرید کر خوش ہوتے ہیں کہ آج میرے پاس ایک لاکھ روپیہ ہے لیکن یہ نوٹ جو ہے یہ جعلی نوٹ ہوتا ہے اب اگر کوئی آدمی کسی وادف کو یہ نوٹ دیکر اس سے دوسرا نوٹ لے جائے جو چالو ہے۔ تو سب کہیں گے یہ فراڈ ہوا ہے۔ تو یہ نوٹ مثال ہے بریلویوں کی کہ وہ بدعتی ہیں جعلی نوٹ دیکر جعلی نوٹ چھیننا چاہتے ہیں اور وہ (غیر مقلد) منسوخ نوٹ دے کر چالو نوٹ چھیننا چاہتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت وہ ہیں کہ ان کی مثال چالو نوٹ والی ہے جسکو بینک

اور بازار لے رہا ہے غیر مقلدین منسوخ نوٹ والے ہیں اور بریلوی حضرات پاؤں پیسے کے عید مبارک والے نوٹ والے ہیں۔ خوش تو بڑے ہوتے ہیں لیکن جب وہ بازار میں لیکر جائیں، بینک میں لے کر جائیں گے تو کوئی انکو خریدنے کیلئے لینے کیلئے بالکل تیار نہیں ہوگا۔

ہر سنت قابل عمل ہے

اسی طریقے سے اہل سنت والجماعت ان کو کہتے ہیں جو سنتوں پر عمل کریں اور ہر سنت قابل عمل ہوتی ہے۔ کوئی اہل سنت یہ نہیں کہتا کہ سنتوں میں ایسی سنت بھی ہے۔ جو قابل عمل نہیں کیونکہ سنت تو عمل میں متواتر ہو چکی ہے۔

ہر حدیث قابل عمل نہیں

لیکن اہل حدیث بھی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ ہر حدیث قابل عمل ہے۔ دو کسی حدیث کو ضعیف کہتا ہے کسی کو موضوع کہتا ہے کسی کو مضطرب کہتا ہے کسی کو حسن کہتا ہے کسی کو صحیح کہتا ہے۔ تو کئی قسمیں بیان کرتا ہے۔ تو اسی لئے اگر اللہ کے نبی ﷺ فرماتے علیکم بحدیثی تو پھر کتنی قسمیں بنتی۔ کوئی صحیح اہل حدیث ہوتا، کوئی موضوع اہل حدیث ہوتا، کوئی مضطرب اہل حدیث ہوتا، کوئی حسن اہل حدیث ہوتا، کوئی مرسل اہل حدیث ہوتا۔ کوئی منکر اہل حدیث ہوتا۔ تو اتنی قسمیں جتنی حدیثوں کی تھیں اتنی بن جاتی تھیں۔ تو چونکہ دین پر عمل کرنے کا حکم ہے اور قابل عمل سنت ہے ہر سنت قابل عمل ہے لیکن ہر حدیث قابل عمل نہیں۔ کیونکہ یہ منسوخ بھی ہو سکتی ہے اور ضعیف بھی ہو سکتی ہے تو اس لئے معلوم ہوا کہ اہلسنت والجماعت کے مقابلہ میں جو فرقہ اپنا نام اہل حدیث رکھتا ہے وہ عین ممکن ہے کہ کسی ضعیف حدیث پر عمل کر رہا ہو۔ اس لئے اسے ضعیف اہل حدیث تو کہا جاسکتا ہے منسوخ اہل حدیث تو کہا جاسکتا ہے لیکن مطلق اہل حدیث یہ لفظ اس کے لیے استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

سنت اور حدیث کا فرق حدیث اور عرف دونوں میں ہے

تو اس لئے سنت اور حدیث کا فرق حدیث میں بھی موجود ہے اور عرف میں بھی موجود ہے مثلاً داڑھی کو سب لوگ کہتے ہیں کہ یہ سنت ہے اگر آپ کہیں کہ داڑھی حدیث ہے تو سب لوگ کہیں گے کہ یہ نئی بات ہے پہلے سنی نہیں اگر حدیث اور سنت بالکل ہم معنی ہو جس طرح:

النکاح من سننی (نکاح کرنا سنت ہے)

لیکن کوئی یہ نہیں کہتا اپنی بیوی کو میری بیوی حدیث ہے نکاح کے موافق ہے۔

ایک لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ "سیف المقلدین" میں مولانا نذیر صاحب پشاور نے لکھا ہے فارسی میں وہ کتاب ہے ان کی۔ اس میں لکھتے ہیں کہ سب سے پہلا غیر مقلد جو پشاور میں آیا اس کا نام اخوند محمد صدیق تھا۔ نذیر حسین کا شاگرد تھا اب ان لوگوں کا بے چاروں کا دو تین مسئلوں کا دین ہوتا ہے۔ جیسے باطل فرقوں کا دین دو تین مسئلوں کا ہوتا ہے۔ مثلاً قدریہ کا مسئلہ ان کا بس ایک ہی مسئلہ ہے تقدیر انہوں نے جہاں بیٹھنا ہے۔ بس تقدیر کی بات کرنی ہے۔ اسی طریقے سے یہ بے چارے رفع یدین آئین (بالجبر) پر۔ بریلوی حاضر و ناظر علم غیب اور دو تین مسئلہ ان کے ہوتے ہیں۔ مکمل دین تو ان میں سے کسی کے پاس بھی نہیں ہوتا۔ اب چونکہ نیا فرقہ جب بنے گا تو نئی بات لوگ جہمی قبول کریں گے کہ پرانے کی غلطیاں نکالی جائیں کہ جتنی حنفی غلط ہیں جو سارے یہاں ہیں اس لئے وہ حنفیوں کے خلاف بولتا اور اپنا دعویٰ کرتا کہ ہم سچے دین پر ہیں مولانا نذیر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے دو طالب علم بھیج دیئے کہ اس کو جمعہ کی تقریر میں عوام کے سامنے کیونکہ غیر مقلد خدا سے تو ڈرتا نہیں۔ یہ تو عوام سے ڈرتا ہے۔ عوام کے سامنے اس سے سوال کرو تا کہ پتہ چلے کہ اس کو کچھ آتا ہے یا نہیں تو انہوں نے سوال جو لکھ کر طلبہ کے ذریعے بھیجا وہ یہ تھا کہ:

"فرض اور سنت کی تعریف کیا ہے؟ ان دونوں میں فرق کیا ہے؟"

اب بڑا ضروری سوال تھا۔ لیکن غیر مقلدوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ فرض وہ ہوتا ہے کہ جس کا ہمیشہ کرنا لازم اور ضروری ہو اور سنت وہ ہوتی ہے کہ جس کو کبھی کیا جائے، کبھی چھوڑا جائے اس کے بعد بڑا زور دیا کہ آجکل لوگ بیوقوف ہیں۔ دین سے ناواقف ہیں، جاہل ہیں دین کو بدل رہے ہیں یہ سنتوں کو بھی اتنا ضروری سمجھتے ہیں جتنا فرض، اس لئے سنتوں پر بھی ہمیشہ عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ ضروری ہے فرض کو فرض کے درجہ میں رکھا جائے سنت کو سنت کے درجہ میں رکھا جائے۔ فرض پر ہمیشہ عمل ہو اور سنت پر کبھی عمل کیا جائے اور کبھی چھوڑا جائے۔ یہ اس نے بڑے جوش سے بیان کیا اب یہ بھی طالب علم تھے تو انہوں نے فوراً چٹ دنی کہ آپ کے چہرے پر جو داڑھی ہے یہ فرض ہے یا سنت ہے؟ اگر فرض ہے تو اسکی دلیل دیں۔ اگر سنت ہے تو آپ نے جس دن سے رکھی ہے پھر پوچھا نہیں کدھر کو جاری ہے۔ تو اس لئے آپ دین میں تحریف کر رہے ہیں ایک ہفتہ داڑھی رکھا کریں ایک ہفتہ منڈالیا کریں تاکہ لوگوں کو دھوکہ نہ ہو کہ داڑھی فرض ہے۔ اور اس کے سنت ہونے کا لوگوں کو یقین رہے۔ دوسرا طالب علم ذرا زیادہ ذہین تھا اس نے حدیث لکھی کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ النکاح من سنتی نکاح میری سنت ہے۔

لیکن آپ نے جب سے نکاح کیا ہے بیوی کو فرض بنا کر ساتھ رکھا ہوا ہے۔ تو دیکھو دین میں کتنی تحریف ہو رہی ہے آپ ایک مہینہ اپنے پاس رکھا کریں ایک مہینہ ہمیں دیا کریں تاکہ لوگوں کو بتا چلے کہ بیوی کا رکھنا سنت ہے فرض نہیں۔

مولانا خذیر صاحب فرماتے ہیں کہ جمعہ کے بعد روتا ہوا میرے پاس آیا اور ہاتھ باندھ کر کہہ رہا تھا کہ میں آپکو کچھ نہیں کہتا آپ ان لوگوں کو میرے پاس نہ بھیجا کریں یہ مجھے بہت زیادہ ذلیل کرتے ہیں۔ تو دیکھو ان بے چاروں کا علم تو اتنا ہی ہوتا ہے۔ تو اس لئے میں بتا رہا ہوں کہ سنت تو عملی تواتر سے ثابت ہوتی ہے۔

حدیث و سنت کے فرق کی ایک مثال

اب دیکھئے ہمیں دو حدیثیں ملیں ایک بخاری (ج ۱ ص ۳۶) مسلم

(ج ۱ ص ۱۳۳) میں بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے کہ حضرت ﷺ کے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ اور ایک ترمذی (ص ۹ پر) ابو داؤد میں مل گئی کہ حضرت نے بیٹھ کر پیشاب فرمایا۔ اب ہم ان دونوں کو پڑھ لیں گے لیکن عملی طور پر دیکھیں کہ امت میں جو تواتر سے عمل پھیلا وہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا پھیلا ہے یا بیٹھ کر پیشاب کرنے کا پھیلا ہے۔ تو جو حضرت کے زمانہ سے آج تک امت میں عمل پھیلا ہے اس کو سنت کہا جائے گا۔ تو یہ کہا جائے گا کہ بیٹھ کر پیشاب کرنا سنت ہے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی حدیث تو ہے لیکن یہ سنت نہیں ہے۔ اب عمل کس پر کیا جائے گا وہی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔

علیکم بسنتی تم میری سنت کو اپنانا

تو اس لئے جو بیٹھ کر پیشاب کرتا ہے وہ اہل سنت کہلایا گیا اور جو کھڑے ہو کر پیشاب کرے وہ مرد ہو یا عورت وہ اہلحدیث کہلایا گیا۔ کیونکہ وہ حدیث پہ عمل کر رہا ہے یا کر رہی ہے اور اسے یہ بھی پتہ ہے کہ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور جو بیٹھ کر پیشاب کرنے کی حدیث ہے وہ متفق علیہ نہیں۔ تو چونکہ میں نے عرض کیا تھا کہ سنت کا ثبوت تو عملی تواتر سے ہوتا ہے یہ سندوں کی محتاج ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے جنہوں نے سندوں پر ہی سارا دین کا مدار رکھا ہے وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اس کی سند بخاری و مسلم میں ہے یا ابو داؤد میں ہے چونکہ ان کے ہاں وہ سند اونچی ہے اس لئے وہ اس طرف جانا چاہتے ہیں تو ہم انہیں یہی کہیں گے کہ ٹھیک ہے آپ اہلحدیث بننے ہیں بن جائیں ہمیں حضرت ﷺ نے علیکم بسنتی فرمایا ہے اس لئے ہمیں بیٹھ کر پیشاب کر لینے دیا کریں۔ ہم اہل سنت و الجماعت ہیں۔ ہاں اگر آپ لوگ اہلحدیث ہی بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کی مدد کرنے کو تیار ہیں کہ جب کوئی دیکھا غیر مقلد بیٹھ کر پیشاب کر رہا ہے مرد ہو یا عورت اسے پیشاب کرتے کرتے کھڑا کر دیا کہ بھئی تو تو اہلحدیث ہے تو کب سے اہل سنت بننے لگا ہے؟ تو اس لئے یہ کام ہم کر سکتے ہیں تاکہ اہلحدیث بننے میں آپ کی مدد کر سکیں۔ لیکن ہم اہلحدیث نہیں بننا چاہتے۔ اہلسنت ہی رہنا چاہتے ہیں۔ یہاں سے ایک بات بڑی اہم یہ بھی سمجھ لیں

اب جو کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا ہے اور بیٹھ کر پیشاب نہیں کرتا۔ وہ لوگوں میں ایک جھوٹ بولتا ہے کہ میں بخاری مسلم کی حدیث پر عمل کر رہا ہوں اور یہ لوگ فقہ حنفی پر عمل کر رہے ہیں۔ تو لوگ کہتے ہیں دیکھو بھی ایک طرف حدیث ہے ایک طرف فقہ حنفی ہے۔ حالانکہ یہ جھوٹ ہے وہ حدیث پر عمل کر کے فقہ کی مخالفت نہیں کر رہا بلکہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت منارہا ہے۔ اسلئے اس دور میں اہلحدیث وہی ہے جیسا حضرت ﷺ نے فرمایا تھا جو اختلافی حدیثوں میں ایسی حدیثوں پر عمل کریں گے جو اللہ کے نبی کی سنتوں کو مٹانے والی ہوں۔

ایک اور مثال

تو ایک آدھ مثال اسکی اور دے دیتا ہوں دیکھیے روزے میں سحری کھانا سنت ہے سب مسلمان اسکو سنت کہتے ہیں۔ اس کا ذکر بھی حدیث پاک میں ہے۔ اور روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار کرنا اس کا ذکر بھی بخاری ج ۱ ص ۲۵۸ کی متفق علیہ حدیث میں ہے بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے۔ یہ سنت نہیں ہے۔ ایک دن آپ کی سحری رہ گئی تو آپ بار بار کہتے ہیں کہ آج سحری رہ گئی ہے۔ آج سنت پوری نہیں ہوئی۔ لیکن کتنے روزے آپ نے رکھے اور بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ بڑا افسوس ہے کہ آج میرا روزہ سنت کے خلاف ہو گیا ہے۔ اس لئے کہ بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا۔ اس لئے اہلسنت والجماعت تو وہ ہے جو روزے رکھ لے اس کے بعد عبادت میں مشغول ہو جائے۔ تراویح بھی بیس (۲۰ رکعات) پڑھنی ہیں تلاوت کرتا ہے اور اہلحدیث وہ ہے کہ روزہ رکھ کر بس بیوی کو چاشنا شروع کر دے اور جب تک روزے ہیں ہر روزے میں یہی کام کرتا رہے تاکہ وہ اہلحدیث رہے اب وہ جو بوس و کنار کر رہا ہے وہ سنت کے خلاف کام کر رہا ہے۔ کیونکہ یہ سنت نہیں ہے تو اسلئے سب سے پہلے یہی ہے کہ ہم اہل سنت ہیں اور وہ اہلحدیث کہلاتے ہیں۔ تو اہل حدیث بننے کا ہمیں حکم نہیں دیا گیا بلکہ ہمیں اہلسنت والجماعت بننے کا حکم دیا گیا ہے۔

حدیث وسنت میں فرق اور احسان الہی ظہیر

یہ تقریر سب سے پہلے میں نے لاہور میں کی تھی احسان الہی ظہیر تقریر سن رہا تھا پاس غیر مقلدوں کے مکان میں بیٹھا۔ تو اس نے مولانا ضیاء القاسمی صاحب کا وہ دوست تھا ان سے کہا یہ امین نے جو سنت اور حدیث کے فرق پر تقریر کی ہے۔ اس سے تو ہماری کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ کیونکہ ہم اسی طریقے پر چلاتے تھے کہ نبی کا طریقہ ہے نبی کا طریقہ ہے نبی کا طریقہ ہمارے پاس ہے۔ تو اس نے بتا دیا کہ طریقہ وہ ہے جو چلا آ رہا ہے جو سڑک بن چکا ہے۔ یہ جو حدیثیں جن پر عمل نہیں یہ سنت نہیں ہیں۔ اس لئے یہ فرق جو اس نے نکالا ہے یہ ہمارے لئے معصیت بن گیا ہے۔ تو مقصد یہی ہے کہ ہم اہلسنت ہیں۔

ہم حدیث پر عمل میں فقہاء کے محتاج ہیں

پھر دوسری بات یہ کہ حدیث پر عمل کرنے کے لئے ہم محتاج ہیں فقہاء کرام کے تاکہ وہ ہمیں بتائیں کہ اس پر عمل جاری رہا ہے یا نہیں رہا۔ فقہاء حدیث کو جانچتے ہیں کہ یہ قرآن کے موافق ہے یا مخالف ہے۔ یہ سنت کے موافق ہے یا مخالف ہے اور اس پر عمل کا درجہ بھی کونسا ہے؟ اس سے جو چیز ثابت ہو رہی ہے وہ فرض کے درجہ میں ثابت ہو رہی ہے؟ سنت کے درجہ میں ثابت ہو رہی ہے؟ مستحب کے درجہ میں ثابت ہو رہی ہے؟ واجب کے درجہ میں ثابت ہو رہی ہے؟ پھر سنت کامل ہوتی ہے اور فقہ سے اس کا پتہ چلتا ہے۔ اور حدیث کے لئے ضروری نہیں کہ جس میں سارے مسائل ہوں کوئی ایک بھی حدیث نہیں۔ اس کی مثال کیلئے میں وضو کی حدیث بخاری شریف سے پڑھتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی کا برتن منگوا یا پہلے اپنے دونوں ہتھیلیوں پر تین بار پانی ڈالا اور ان کو دھویا پھر اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر کئی کی اور ناک سکی پھر اپنا منہ تین بار دھویا اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک تین تین بار دھوئے پھر سر پر مسح کیا ایک ہی بار پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک تین بار دھویا۔ پھر فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی میرے اس وضو کی طرح وضو کرے اور پھر دو رکعتیں

”تحیۃ الوضوء“ کی پڑھے اور دل میں کوئی خیال دنیا وغیرہ کا نہ لائے تو اس کے ساتھ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ تو دیکھئے وضو کا طریقہ بخاری شریف (باب الوضوء، لایلافلا) میں ہے۔ اس میں اور بھی اختلافات ہیں جو اس وقت میں ذکر نہیں کرتا۔ کہیں ایک ہی دفعہ دھویا یا کہیں دو دفعہ دھویا اب دیکھئے یہ بہشتی زیور (ص ۳۷ حصہ اول) میرے سامنے ہے اس میں وضو کا طریقہ ہے:

”کہ وضو کرنے والی کو چاہیے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے تاکہ چھینٹیں اڑ کر نہ پڑیں اور وضو کرتے وقت بسم اللہ کہے۔“

اب دیکھئے بخاری کی حدیث میں بسم اللہ کا ذکر نہیں ہے اور یہاں چھینٹوں سے بچنے کا ذکر بھی آگیا ہے۔ اور یہاں عجیب بات ہے جو حدیث ترمذی (ج ۱، ص ۶۳) وغیرہ نے بیان کی ہے کہ وضو سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے وہ ضعیف ہے۔ امام بخاریؒ نے (بخاری ج ۱، ص ۱۲۸ پر) لکھا تو ہے دوسرے باب میں بسم اللہ کا لیکن دلیل یہ دی ہے کہ: ”ولقد سئل عنہ“ نے فرمایا کہ جب بیوی سے صحبت کرے اس سے پہلے اللہ کا نام لے لیا کر۔ تو اس سے قیاس کیا ہے کہ جب صحبت سے پہلے اللہ کا نام لینا ہے تو وضو سے پہلے بھی لے لیا جائے۔ اب پتہ چلا کہ امام بخاریؒ ”اہل قیاس“ میں سے ہیں اہل حدیث میں سے نہیں ہیں۔

”اور سب سے پہلے تین دفعہ گنوں تک ہاتھ دھوئے۔“

☆ یہ حدیث میں بھی آگیا۔ پھر تین دفعہ کلی کریں اور مسواک کریں۔

☆ اب مسواک کا اس حدیث میں ذکر نہیں آیا۔ تو کئی حدیثوں کو جمع کرنے سے آپ کو (کھل) وضو ملے گا۔ لیکن فقہ میں ایک ہی جگہ پورا (طریقہ موجود) ہوگا۔ تو عوام کو تو مسائل چاہئیں نا۔ مسواک نہ ہوں تو کسی مونے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کر لیں تاکہ سب میل پکیل جاتا رہے۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو۔ غرغہ کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچا دے اور اگر روزہ ہو تو

غرغہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جائے۔“

☆ اب دیکھو ایک حدیث میں نہیں آیا کئی حدیثیں آپ اکٹھی کریں گے۔

”پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے۔“

☆ اب یہ بھی یہاں لفظ بائیں ہاتھ کا بخاری کی اس حدیث میں نہیں آیا۔

”لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دوزنم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جاوے پھر تین دفعہ منہ دھوئے سر کے بالوں سے لیکر تھوڑی کے نیچے تک اور اس کان کی لو سے اس کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے۔“

☆ اب دیکھئے قرآن میں یہ تو آگیا کہ چہرے کو دھولو۔ حدیث میں بھی آگیا۔ لیکن چہرے کی حد کتنی ہے تو سارے کہتے ہیں کہ چہرہ میں سے ایک بال بھی خشک رہ جائے گا تو وضو نہیں ہوگا۔ لیکن اس کی حد یہاں لکھی ہوئی ہے کہ جہاں سے سر کے بال اگتے ہیں وہاں سے تھوڑی کے نیچے تک اور دائیں کان کی لو سے بائیں کان کی لو کے درمیان جو ہے اس سب کو چہرہ کہتے ہیں۔ تو دیکھئے ہم فقہ کے محتاج ہیں اس آیت کے معنی سمجھنے میں بھی۔

”اور دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے کہ کہیں سوکھا نہ رہے پھر تین بار دھونا ہاتھ کہیں سمیت دھوئے پھر بائیں ہاتھ تین دفعہ کہیں سمیت دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے۔“

☆ خلال کی روایت اگرچہ ترمذی (ج ۱، ص ۶۳) میں ہے لیکن بخاری کی اس حدیث میں نہیں ہے۔ گویا وضو بھی آپ نے سیکھنا ہو تو حدیث کی کتنی کتابیں اکٹھی کرنی پڑیں گی پھر ان میں ترتیب نہیں ہوگی کہ ترتیب آپ کیسے رکھیں۔

”اور انگوٹھی چھڑا چوڑی جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو ہالہوے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جاوے پھر ایک مرتبہ سارے سر کا مسح کرے پھر کان کا مسح کرے اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی لوکا انگوٹھوں سے مسح کرے پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے لیکن گلے کا مسح نہ کرے یہ برا اور منع ہے۔ کیونکہ وضو میں مستعمل پانی کا استعمال منع ہے جب ہم نے سر کا مسح کیا تو ہاتھ کا باطنی حصہ

استعمال ہو گیا، انگوٹھے کان پر اور انگلیوں کی پشت گردن پر استعمال ہو گئیں اب اگر یہ ہاتھ دوسری جگہ پھیریں گے تو مستعمل پانی لگے گا، اس لئے گلے کا مسح نہ کریں کان کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ جب سر کا مسح کیا تھا تو اس وقت انگوٹھا استعمال نہیں ہوا تھا اس لئے وہ مستعمل نہیں ہوا اب اس سے کان کا مسح جائز ہے۔ لیکن جس غیر مقلد نے فقہ نہیں پڑھی ممکن ہے کہ وہ ساری ہتھیلیاں سر پر پھیر کر مسح کرے تو اب انگوٹھے استعمال ہو گئے تو پھر جب ان ہی انگوٹھوں سے کان کا مسح کرے گا تو وہ (مسح) ہوگا ہی نہیں، تین دفعہ دایاں پاؤں نغنے سمیت دھوئے پھر بائیں پاؤں نغنے سمیت دھوئے اور بائیں ہاتھ کی خضر یعنی چھوٹی انگلی سے پاؤں کا خلال کرے، خلال دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے، یہ وضو کا طریقہ ہے۔

فرض کا درجہ

اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا جیسے پہلے بے وضو تھی اب بھی بے وضو رہے گی، ایسی چیزوں کو فرض کہتے ہیں (بہشتی زیور..... ص ۳۷) یہ تفصیل حدیث میں نہیں ملے گی۔

سنت کا درجہ

اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے اگر کوئی اکثر (ان چیزوں) کو چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے ایسی چیزوں کو سنت کہتے ہیں۔ (ایضاً..... ص ۳۷)

مستحب کا درجہ

اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ (ان کے) کرنے سے ثواب ہوتا ہے نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں ان کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے ایسی باتوں کو

مستحب کہتے ہیں۔

فرائض وضو

وضو میں فرض فقط چار چیزیں ہیں (۱) ایک مرتبہ سارامندہ دھونا (۲) ایک دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا (۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) ایک مرتبہ دونوں پاؤں نغنون سمیت دھونا بس فرض اتنا ہی ہے۔ (بہشتی زیور..... ص ۳۷) اگرچہ ان اعضاء کے دھونے کا حکم قرآن میں ہے لیکن ان کے ساتھ حکم وہاں "فرض" لکھا ہوا نہیں، حدیث میں بھی ہے لیکن ساتھ حکم "فرض" لکھا ہوا نہیں اور وہاں تین بار دھونے کا بھی ذکر ہے اب کوئی تین بار دھونے کو فرض سمجھے یہ بھی غلط ہے کیونکہ فرض یہ ہے کہ اگر ان اعضاء میں سے ایک جگہ بھی خشک رہ گئی یا بال برابر بھی جگہ خشک رہ گئی تو وضو نہ ہوگا یہ تفصیل کہ ایک بال برابر بھی جگہ خشک رہ جائے وضو نہیں ہوگا یہ تفصیل قرآن و حدیث میں نہیں ملے گی بلکہ آپ کو صرف فقہ میں ملے گی۔

سنن وضو

پہلے گھٹوں تک دونوں ہاتھ دھونا اور بسم اللہ کہنا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، سارے سر کا مسح کرنا، ہر عضو کو تین تین دفعہ دھونا، کانوں کا مسح کرنا، ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا، یہ سب باتیں سنت ہیں ان کے سوا اور جو باتیں ہیں مستحب ہیں جیسے میں نے بتلایا کہ حدیث منسوخ بھی ہوتی ہے اور متردک بھی ہوتی ہے، لیکن فقہ میں دیکھنے سے پتہ چلے گا کہ بسم اللہ کہنا، کلی کرنا منسوخ نہیں، وہ نہ متردک ہوا ہے اور فقہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ یہ چیز درجہ سنت میں ہیں۔

مکمل دین

جس طرح قرآن میں ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ: ۳) چونکہ دین اسلام مکمل ہے اس لئے ہمیں وہاں سے دین لینا چاہیے جہاں سے ہمیں پورا پورا دین

ملے۔ مکمل اور پورا دین صرف اور صرف فقہ میں ملتا ہے۔

فقہ کی بنیاد

فقہ کی بنیاد چار چیزیں ہیں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) اور قیاس شرعی اب کتاب میں صرف کتاب اللہ والے مسائل ہوں گے سنت والے نہیں ہوں گے اور سنت میں صرف حدیث کی کتابوں میں سنت والے مسائل ہوں گے لیکن اجماع والے نہیں ہوں گے۔ اب وہ مسائل جو اجماع والے ہیں اور اجتہاد والے ہیں وہ کہاں سے ملیں گے؟

جامعیت فقہ

فقہ کی کتابیں جامع ہوتی ہیں اور ان میں مسائل بھی سارے آجاتے ہیں جیسے وضو کے فرض بھی سارے آگئے جو قرآن کے مسائل ہیں سنت والے مسائل بھی سارے آگئے اب جو بندہ فقہ کے مطابق وضو کرے گا اس نے قرآن پر بھی عمل کیا کیونکہ جو مسئلہ قرآن میں تھا وہ فقہ والوں نے لے لیا ہے اور اس نے سنت پر بھی عمل کیا کیونکہ جو طریقہ رسول اللہ ﷺ کا وضو میں تھا اس کو بھی فقہ والوں نے نقل کر دیا ہے اس کے علاوہ مستحب وغیرہ دیگر مسائل پر بھی عمل کرتا ہے اب جس کتاب میں یہ سارے مسائل ہوں اس کو فقہ کہتے ہیں اور یہ عام فہم ہوتی ہے فقہ پر عمل کرنے والا پہلے قرآن پر عمل کرتا ہے پھر سنت پر پھر اجماع پر پھر قیاس پر اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کام فقہاء کے سپرد کیا ہے ارشاد باری ہے لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون (التوبہ: ۱۲۲) ایک بات یہ ہے کہ فقہ میں مکمل مسائل ملتے ہیں کیونکہ ہمیں ضرورت مکمل مسائل کی ہے دوسرا یہ معلوم ہوتا ضروری ہے کہ کن مسائل پر عمل جاری رہا اور کن پر جاری نہیں رہا تو فقہاء صرف انہی مسائل کو لیتے ہیں جن پر عمل جاری رہا ہو بلکہ ساتھ یہ بھی وضاحت کریں گے جو حدیث میں وضاحت نہیں ہوگی مثلاً وہاں یہ تو تھا کہ حضرت ﷺ نے چہرہ دھویا

لیکن یہ نہیں لکھا ہوا کہ یہ فرض ہے وہاں یہ تو تھا کہ حضرت نے کھلی فرمائی لیکن یہ نہیں فرمایا کہ کھلی سنت ہے اس لئے فقہ میں پوری تحقیق ملے گی کہ کس پر عمل جاری رہا ہے اور یہ بھی ملے گا کہ یہ عمل کس درجہ کا ہے (مثلاً فرض ہے یا سنت ہے یا مستحب ہے) اس لئے ہم اہل سنت والجماعت ہیں اور اہل سنت فقہ کے مطابق عمل کرتے ہیں فقہ پر عمل کرنا درحقیقت قرآن پر اور سنت پر عمل کرنا ہے اور اجماع پر عمل کرنا ہے اور اجتہادی مسائل پر عمل کرنا ہے اس لئے کاملیت صرف اہل سنت والجماعت کے ہاں ہے کیونکہ ہمیں اہل سنت والجماعت بننے کی ہی تاکید کی گئی ہے اس لئے ہم اہل سنت والجماعت ہیں اہل سنت والجماعت تو شروع سے چلے آ رہے ہیں۔

دور برطانیہ

دور برطانیہ میں دو فرقہ اٹھے کہ جو اللہ کے نبی ﷺ کی سنتوں کے دشمن تھے لیکن انہوں نے نام بڑے عجیب و غریب رکھ لئے ایک فریق کا نعرہ شوق رسول ﷺ کا ہے اور ایک فریق کا نعرہ حدیث رسول ﷺ کا ہے اب وہ شوق رسول ﷺ کا نام لیکر نبی ﷺ کی سنتوں کو مٹا رہے ہیں اور اپنی گھڑی ہوئی بدعات لوگوں کو دے رہے ہیں اس فریق کے ہاں جو بدعت کی قدر و قیمت ہے سنت تو کجا فرض کی بھی اتنی قدر و قیمت نہیں۔

شوق رسول ﷺ کی نرالی مثال

اس میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں کہ زکوٰۃ فرض ہے لیکن اگر کوئی زکوٰۃ اکل ادا نہ کرے تو اس کو برا نہیں سمجھتے بلکہ اگر وہ ہر ماہ گیارہویں کے لئے ایک اپنے دے دے تو وہ ان کے نزدیک پکا جنتی ہے خواہ وہ فرض کا تارک ہو اس کے مقابلہ میں دوسرا آدمی ایک ایک پیسہ کا حساب کر کے زکوٰۃ دیتا ہے لیکن وہ ان کی بات میں شامل نہیں ہوا تو اس کو یہ مسلمان سمجھنے کے لئے بھی تیار نہیں معلوم ہوا کہ دلت کی اس قدر محسوس ہوتی ہے کہ نہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعظیم دل میں رہتی

غیر مقلد یہ چاہتا ہے کہ بس اس حدیث پر عمل ہو سنت نظر بھی نہ آئے اسی طرح پوری امت رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھتی آرہی ہے اور اسی کو عملی تواتر حاصل ہے سبحان ربی العظیم والی روایت چونکہ بخاری میں نہیں ہے اس لئے غیر مقلدین کی کوشش ہوتی ہے کہ سبحان ربی العظیم سے بنا کر اللہم لک رکعت روایت پر لگا دیا جائے یہ حدیث یقیناً ہے لیکن سنت نہیں ہے اگر کوئی شخص یہ دعا پڑھے اور سبحان ربی العظیم چھوڑ دے تو وہ یقیناً سنت کا تارک ہے انہوں نے حدیث کے نام سے سنت ترک کر وادی۔

لیکن ہم نے اس حدیث پر بھی عمل کیا اس طرح کہ سنت کا ترک لازم نہ آئے فرض میں تخفیف پر مدار ہے اس لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ فرض میں تو یہ دعا نہ پڑھی جائے ہاں جو آدمی اس دعا کو پڑھنا چاہے وہ نوافل میں سبحان ربی العظیم کے بعد یہ دعا پڑھ سکتا ہے اسی طرح چاروں مذاہب میں تواتر کے ساتھ یہی عمل نافذ ہے کہ سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھا جائے لیکن غیر مقلد چونکہ فقہ کے مقابلہ میں بخاری کو آگے لانا چاہتے ہیں اس لئے وہ لوگوں کو بتلاتے ہیں اللہم لک سجدة والی دعا پڑھی جائے کیونکہ بخاری میں سبحان ربی الاعلیٰ والی روایت نہیں ہے دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ یہ روایت بخاری کی ہے اس کی سند زیادہ صحیح ہے اس پر زیادہ ثواب ملے گا حالانکہ ثواب تو سنت پر عمل کرنے سے ملے گا نہ کہ سنت کو منانے سے۔ اندازہ لگائیں کہ غیر مقلدین نے حدیث کے دھوکہ سے کتنی سنتوں کو منادیا ہے۔

غیر مقلدین کی دن رات محنت

غیر مقلدین کی دن رات یہی کوشش ہوتی ہے کہ حدیث کا نام لیکر نبی پاک ﷺ کی سنت کو منادیا جائے۔

اہل حق کا کام

اس لئے علماء اہلسنت دیوبند کو ہر دو فریق سے دفاع کرنا پڑتا ہے ان سے

ہے نہ رسول پاک ﷺ کی سنت کی تعظیم دل میں رہ جاتی ہے صرف اپنی گھڑی ہوئی بدعتوں کی تعظیم دل میں رہ جاتی ہے جو بندہ ان کے ساتھ بدعات میں شریک ہو یہ اس کو دیندار کہیں گے جو ان کی بدعات میں شریک نہیں ہوتے خواہ سارے دین پر عمل کر رہا ہو حتیٰ کہ فرائض سنتوں اور مستحبات کا بھی پابند ہو اس کی (ان بدعتوں کی نگاہ میں کوئی) قدر نہیں ہوگی حتیٰ کہ (بدعتی) اسے سلام کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوں گے۔

عشق حدیث کی نرالی مثال

دوسری طرف وہ فریق ہے جو حدیث رسول ﷺ کا نام لیکر نبی ﷺ کی سنتوں کو منارہا ہے یہ ان لوگوں کا کام ہے جو اپنے آپ کو "الحدیث" کہتے ہیں۔ میں نے یہ بات سمجھائی کہ سنت وہ ہے جس کو عملی تواتر نصیب ہو اب شاء میں چاروں مذاہب والے امام کے پیچھے سبحانک اللہم پڑھتے ہیں یہی جاری ہوئی ہے اور اسی کو سنت کہتے ہیں لیکن غیر مقلدین کی کوشش ہوتی ہے کہ سبحانک اللہم ترک کرو اگر اللہم باعدیبنی و بین خطابای شروع کروائی جائے کیونکہ یہ حدیث بخاری (ج ۱، ص ۱۰۳) میں آگئی ہے اب ہم اس کو حدیث تو مانتے ہیں لیکن اس کے سنت ہونے کا قطعاً انکار کرتے ہیں اس لئے جو سبحانک اللہم کے بجائے اللہم باعدیبنی و بین خطابای پڑھے گا وہ یقیناً سنت کا تارک ہے۔

فقہاء کا فیصلہ

ہمارے فقہاء فرماتے ہیں کہ فرائض میں چونکہ تخفیف پر مدار ہے اس لئے وہاں ایسی دعائیں نہ پڑھے البتہ نوافل میں سبحانک اللہم کے بعد ایسی دعائیں کوئی پڑھنا چاہے تو اس کو اجازت ہے۔

تطبیق بین الاحادیث

ہم اس حدیث پر بھی عمل کرتے ہیں ایسے طریقے پر کہ سنت مٹے نہیں لیکن

بھی لڑتے ہیں جو حدیث کا نام لیکر سنتوں کو مٹاتے ہیں اور ان سے بھی لڑتے ہیں جو عشق رسولؐ کا نام لیکر سنتوں کو مٹا رہے ہیں۔

فتنہ کا دور

یہ فتنوں کا دور ہے اس لئے اس دور میں صرف اہل سنت والجماعت ہی اپنے دین کا دفاع کر سکتے ہیں یہ دوسرے لوگ اپنے دین کی حفاظت نہیں کر سکتے اس لئے اہل سنت والجماعت ہی ایک حق اور سچ جماعت ہے ہمارے ہاں ایک پٹواری بشیر احمد صاحب ہیں سمندری کے علاقہ میں وہ کہا کرتے ہیں کہ آج کل جمہوریت کا دور دورہ ہے سب لوگ جمہوریت ہی چاہتے ہیں عام لوگوں کے لئے جمہوریت سے فیصلہ کرنا آسان ہوتا ہے۔

فیصلہ کا آسان طریقہ

اس لئے (بشیر احمد صاحب کہا کرتے ہیں کہ) میں کہا کرتا ہوں کہ اگر دیوبندی بریلوی غیر مقلدین ان تین میں اگر کسی مسئلہ کا اختلاف ہو جائے تو جس طرف دو جماعتیں ہو جائیں وہ جمہوریت کے اعتبار سے حق پر ہے اور سچا ہے اور جس طرف ایک رہ جائے وہ جھوٹا ہے۔

بریلوی جھوٹے ہیں

بدعات مثلاً دعا بعد الجنازہ میں۔ اذان کے ساتھ مسلوۃ و سلام میں۔ فاتحہ علی الطعام میں بریلوی اکیلے رہ جاتے ہیں غیر مقلدین ہماری طرف آ جاتے ہیں کیونکہ دو فریق بدعات کو چھوڑنے والے ہیں ایک جماعت بدعت کو کرنے والی ہے اس لئے بدعات کو چھوڑ دیا جائے۔

غیر مقلد جھوٹے ہیں

رفیع الیدین میں فاتحہ خلف الامام میں۔ آمین بالجہر میں۔ ٹخنے سے ٹٹنا

نے میں۔ سینے پر ہاتھ باندھنے میں۔ ننگے سر نماز پڑھنے میں۔ جنازہ میں قرأت کرنے میں۔ آٹھ رکعات تراویح میں۔ چار یا بیس دن قربانی میں۔ گھوڑے کی قربانی میں۔ بھینس کی قربانی نہ کرنے میں۔ گائے میں عقیقہ کا حصہ شمار نہ کرنے میں۔ یہ ایسے رہ جاتے ہیں بریلوی ہماری طرف آ جاتے ہیں اس لئے اگر جمہوری طرز پر بھی عمل کریں تب بھی علماء اہل سنت دیوبند کا مسلک صحیح نکلتا ہے۔

اہل سنت دیوبند کا مسلک افراط و تفریط سے پاک ہے

اصل بات یہ ہے کہ یہ امت ”امت وسط“ ہے و کذلک جعلکم امۃ وسطاً (البقرۃ: ۱۴۳) لیکن یہ لوگ بعض مسائل میں افراط اور بعض میں تفریط کا شکار ہو گئے کوئی ادھر گر گیا اور کوئی ادھر گر گیا اب کچھ مسائل میں وہ ان کے ساتھ ہیں اور کچھ میں الگ ہو گئے جن مسائل میں بریلوی دو جماعتوں سے الگ ہو گئے وہ غلط ہو گئے اور جن مسائل میں غیر مقلدین دونوں جماعتوں سے الگ ہو گئے ان میں وہ غلط ہو گئے تو دیوبندی ان تین جماعتوں میں ہر جگہ آتے ہیں جمہوریت میں معلوم ہوا کہ اصل معیار اور مدار اہل حق کا دیوبندیت ہی بنی کیونکہ بریلوی بھی ان مسائل میں غلط ہیں جن میں دیوبندیت سے کئے اور غیر مقلدین بھی ان مسائل میں غلط ہیں جن مسائل میں دیوبندیت سے کئے۔

جمہوری فیصلہ

جمہوریت کے اعتبار سے بھی حق اور امت وسط اور اعتدال صرف اور صرف علماء دیوبند کے ساتھ ہے افراط اور تفریط میں یہ لوگ مبتلا ہیں اس سے جس میں یہ لوگ افراط اور تفریط کا شکار ہو گئے ہیں ان سے بچنا چاہیے کیونکہ حق اور سچ مسلک صرف اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا ہی ہے۔

اجماع کے کہتے ہیں؟

وال :- اجماع کے کہتے ہیں اور کن لوگوں کا اجماع معتبر ہے؟

قرآن کا اتفاق

جس طرح اس وقت تکفیر اُتیں ہیں لیکن جس پر ساتوں قاریوں کا اتفاق ہے کہ یہ قرأت ہے وہ اجماعی قرأت ہے اس کے علاوہ جو قرأت ہے اگر وہ متواتر ہوگی تو کسی علاقے میں ہوگی ورنہ شاذ ہوگی اس لئے اس زمانے میں چاروں اماموں کے اجماع کو اجماع کہا جاتا ہے اس سے نکلنے کو اجماع کی مخالفت کہا جاتا ہے۔

مجتہدین کا جو قول متواتر ہو اس کو دیکھا جائے گا غیر متواتر اقوال کا اجماع میں اعتبار نہیں ہوتا۔

منکرین اجماع جہنمی ہیں

جو منکرین اجماع ہیں وہ آج کل اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں لیکن قرآن ان کو جہنمی کہتا ہے حضور ﷺ بھی ان کو جہنمی کہتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: وَمَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّ لَهُ الْهُدَىٰ وَيُبْتَغِ الْغَيْرَ

سَبِيلَ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَاسَاتٍ مُّصْبِرًا (النساء: ۱۱۵)

ترجمہ: "اور جو شخص رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو اہل حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا (دینی) راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ ہو لیا تو ہم اس کو (دنیا میں) جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور (آخرت میں) اس کو جہنم میں داخل کر دیں گے اور بری جگہ ہے جانے کی۔"

سبیل مؤمنین یعنی اجماع سے کٹنے والوں کو قرآن نے دوزخی کہا ہے اہل

حدیث نہیں کہا فرمان رسول ﷺ بِدَالِلِهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَلْنَاهُ النَّارَ

(جامع ترمذی - ج ۲، ص ۳۹)

جو اجماع سے کٹے گا وہ جہنمی ہے اس لئے اجماع سے کٹنے والا یقیناً جہنمی ہے۔

تاس:- قیاس جو ہے اس پر بھی اجماع ہے کہ غیر منصوص مسائل میں قیاس پر عمل

نہیں ہے اس کے منکر کو بدعتی کہا جاتا ہے۔

جواب:- اجماع ماہرین کے اتفاق کو کہتے ہیں^(۱) ڈاکٹری میں اجماعی مسئلہ وہ ہوگا جس چیز پر کوالیفائڈ ڈاکٹر اتفاق کر لیں قانون میں وہ مسئلہ اجماعی ہوگا جس پر قانون دان اتفاق کر لیں علم الصرف کا وہ مسئلہ اجماعی ہوگا جس پر اہل صرف اتفاق کر لیں جیسے کل قاعل مرفوع۔

اجماع کن کا معنی ہے؟

فقہ میں وہ مسئلہ اجماعی ہوگا جس پر ائمہ مجتہدین اتفاق کر لیں غیر مجتہد کا اس میں قطعاً کوئی دخل نہیں ہوگا جیسے ڈاکٹروں کے اجماع میں چماروں کا کوئی دخل نہیں ہوگا قانون کے اجماع میں کبھاروں کا کوئی دخل نہیں اسی طرح اجماع (دین) میں مجتہدین کا ہونا ضروری ہے غیر مجتہد کا وہاں کوئی کام نہیں اسی طرح اجماع کو پہچاننے کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ وہ جس مجتہد کا قول ہے وہ تواتر سے ثابت ہو۔

متواتر مذاہب

اہل سنت والجماعت کے نزدیک متواتر مذاہب چار ہیں ائمہ اربعہ کے علاوہ اور بھی مجتہد بہت سارے صحابہ کرامؓ میں بھی مجتہد ہوئے لیکن ان کے مذاہب متواتر نہیں ہوئے جو متواتر تھے وہ انہی چار مذاہب میں آگئے جو مذاہب یا مسائل شاذ رہ گئے وہ الگ ہیں اگر کسی مجتہد کا قول ان چار مجتہدین کے خلاف مل جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ یا وہ مجتہد نہیں ہے یا ان سے چھوٹا مجتہد ہے کیونکہ اس کا مذہب تواتر سے ثابت نہیں۔

ابلسنت والجماعت کے نزدیک جس پر چاروں ائمہ مجتہدین متفق ہوں وہ

مسئلہ اجماعی ہے۔

(۱) اصطلاح شریعت میں منصوص اتفاق کو اجماع سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اتفاق المجتہدین الصالحین من ائمة محمد ﷺ فی عصر علیؓ امر من الامور۔

(توضیح الفتوح - ص ۵۱۶) (مؤلف غفرلہ)

شاہ ولی اللہؒ کا فیصلہ

اس لئے شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص قیاس کے جت ہونے کا منکر ہے وہ مردود الشہادۃ ہے اس کا قاضی بنا تو کجا اس کی گواہی بھی کسی اسلامی عدالت میں قبول نہیں اس لئے غیر مقلدین جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں وہ اجماعی مسائل کے انکار کی وجہ سے تو کچے جہنمی ہیں اور اجتہادی مسائل کے انکار کی وجہ سے مردود الشہادۃ ہیں۔

ان کو ممبر بنانا تو کجا انکا ووٹ لینا ہی جائز نہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال :- افراط و تفریط کسے کہتے ہیں؟

جواب :- اس مسئلہ کو معتدل کہتے ہیں جو افراط اور تفریط سے پاک ہو وہ نقطوں کے درمیان خط مستقیم یعنی سیدھا خط ایک ہی بن سکتا ہے اور منحنی خطوط بہت سارے بن سکتے ہیں اس طرح مسائل میں سیدھا راستہ ایک ہی ہے منحنی راستے بہت سارے بن سکتے ہیں اب اس کو مثال سے سمجھیں۔

افراط و تفریط کیا ہے؟

ایک فریق کہتا ہے دم بدم پڑھو درود حضرتؐ بھی ہیں یہاں موجود۔ دوسرا فریق اس کے مقابلہ میں کہتا ہے کہ حضرت پاکؐ روضہ پاکؐ میں بھی موجود نہیں ہیں

اعتدال کیا ہے؟

اعتدال یہ ہے کہ وہاں یعنی روضہ پاکؐ میں حضرت حیات ہیں (قبر پر نہ صلوٰۃ دسلام پڑھا جائے وہ خود سنتے ہیں) لیکن ہر جگہ حاضر نہیں ہیں۔

ایک فریق کہتا ہے یا بہاء الحق بیڑ تھک یہ غیر اللہ کو پکارتا ہے دوسرا فریق کہتا ہے دیلہ بھی جائز نہیں ہے اعتدال یہ ہے کہ غیر اللہ سے استغاثہ تو جائز نہیں ہے لیکن ان کا دیلہ جائز ہے۔

ایک فریق کہتا ہے کہ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز کھانا بھی جائز ہے دوسرا فریق ضد میں کہتا ہے کہ ایصال ثواب کرنا بھی ناجائز ہے اعتدال یہ ہے کہ غیر اللہ کی نذر و نیاز ناجائز اور ایصال ثواب جائز ہے۔

اہل سنت والجماعت کا کمال یہ ہے جس کی وجہ سے وہ امت وسطاً کہلاتی ہے کہ وہ جائز کو جائز اور ناجائز کو ناجائز کہتی ہے یہی اعتدال ہے۔

ایک سوالی اور اس کا جواب

سوال :- غیر مقلدین اور بریلوی بھی کہتے ہیں ہم اعتدال پسند ہیں انکی تردید کس طرح ہوگی؟

جواب :- یہ بات تو واضح ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو دور سے درود شریف پڑھتا ہے اس کو فرشتے پہنچا دیتے ہیں اور جو عند القبر پڑھتا ہے میں خود سنتا ہوں اب جو کہتے ہیں کہ آپ روضہ پاکؐ میں بھی حیات نہیں وہ بھی فرمان رسولؐ کے منکر ہیں اور جو کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ہر جگہ موجود ہے وہ بھی ارشاد رسول ﷺ کے منکر ہیں۔ جو یہ کہتا ہے کہ حضرت پاکؐ یہاں نہیں ہیں وہاں (روضہ پاکؐ میں) ہیں یہاں سے خود نہیں سنتے وہاں سے خود سنتے ہیں وہ حق پر ہے۔

ایک سوال کا جواب

سوال :- غیر مقلد کہتے ہیں کہ بخاری میں سحان ربی العظیم نہیں ہے؟ جواب :- غیر مقلدین ایک شرارتی فرقہ ہے وہ باقی ساری نماز ہم سے لیکر پڑھتے ہیں جہاں کہیں وہ شرارت کرتے ہیں تو بخاری کا نام لیتے ہیں کہ اگر بخاری میں حدیث مل جائے تو وہ دوسری احادیث پر مقدم ہوگی۔

ایک واقعہ

میں ایک دفعہ سفر میں تھا کوٹ ادد سے دو تین نوجوان سوار ہوئے وہ مجھے پہچانتے ہوں گے آپس میں باتیں کرنے لگے کہ حنفی سب جہنم میں جائیں گے کہ ان

کی نماز غلط ہے میں نے اس سے پوچھا کہ آپ کا حساب و کتاب کہاں ہوگا؟ کہنے لگے میدان قیامت میں میں نے کہا آپ کی نماز شروع بھی فقہ حنفی سے ہو رہی ہے اور ختم بھی فقہ حنفی پر ہو رہی ہے کیونکہ آپ کا امام تکبیر تحریمہ بلند آواز سے کہتا ہے مقتدی آہستہ کہتے ہیں آپ کا امام السلام علیکم بلند کہتا ہے مقتدی آہستہ کہتے ہیں یہ مسائل حدیث میں نہیں ہیں بلکہ فقہ میں ہیں آپ یقین رکھیں کہ آپ کا حساب و کتاب آپ کو دوزخ میں کھڑا کر کے شروع کیا جائے گا، سارا حساب وہیں لیا جائے گا، ہو سکتا ہے ایک دوسانس آپ کے اوپر نکل آئیں وہ بھی آپ کے خیال میں آپ کا تو حساب بھی دوزخ میں جا کر ہوگا آپ اپنی فکر کریں یہ جتنے باطل فرقے ہیں یہ ایسے ہی حدیث کے نام سے دھوکہ دیتے ہیں صرف غیر مقلد نہیں مرزائی بھی اور دیگر بھی لیکن ہمارے پاس مکمل دین ہے فرقے اس دین سے کٹ جاتے ہیں کوئی ایک عقیدہ میں کوئی دو عقیدوں میں تمام فرقے اکثر مسائل ہم سے لیتے ہیں لیکن ایک دو مسائل میں ان کا اختلاف ہوتا ہے انہی کو لیکر وہ شرارتیں کرتے رہتے ہیں۔

حق و باطل کی پہچان

اہل حق کے پاس پورا دین ہوتا ہے جو فرقے ہیں ان کے پاس دو چار مسائل ہوتے ہیں جو دو چار مسائل لیکر شرارت کرتے ہیں وہ فرقے والے ہیں دین والے نہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال :- بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر شافعی رفع الیدین کریں تو ان کو کچھ نہیں کہتے اگر غیر مقلدین رفع الیدین کریں تم ان سے جھگڑا کرتے ہو یہ کیوں؟
جواب :- صوفی عبدالرزاق صاحب نے سوال کیا ہے کہ شافعی اگر رفع الیدین کریں تو ان کو آپ کچھ نہیں کہتے غیر مقلدین اگر رفع الیدین کریں تو ان کو آپ کہتے ہیں۔

شافعیوں کی رفع الیدین دلیل پر مبنی ہے (چوتھی دلیل پر) کہ رفع الیدین کی روایت ان کے امام کے اجتہاد کے مطابق رائج ہے غیر مقلدوں کی رفع الیدین کسی دلیل پر مبنی نہیں کیونکہ نہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رفع الیدین کی حدیث رائج ہے اور نہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اور نہ یہ اجماع میں ہے کیونکہ یہ مسئلہ اختلافی ہے مجتہد یہ ہیں نہیں ان کے پلے کچھ بھی نہیں یہ امام شافعی سے چوری کرتے ہیں میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر مولوی ارشاد احمد اثری آپ کے کھیت سے ایک گنا پوچھ کر لے لے اور کوئی شخص چوری کر کے لے لے دوں گئے تو ایک ہی کھیت کے ہوں گے لیکن ان میں حلال و حرام کا فرق ہوگا یا نہیں؟ (ہوگا..... سامعین)۔ غیر مقلدین کی رفع الیدین چوری کا گنا ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور شافعیوں کی رفع الیدین حلال کا گنا ہونے کی وجہ (یعنی تقلید) سے جائز ہے۔

ایک دوسرا فرق

امام شافعیؒ مجتہد ہیں اگر بالفرض ان سے اجتہاد میں خطا ہو بھی گئی تو ان کی نماز صحیح ہے وہ ایک اجر کے مستحق ہیں^(۱) غیر مقلد نا اہل ہیں اس لئے ان کو کوئی اجر نہیں ملے گا۔

دوسری مثال :- دیکھیں جیسا کہ ایک ڈاکٹر انجکشن لگاتا ہے اور ایک نا اہل انجکشن لگائے دونوں میں فرق ہے یا نہیں اگر مفتی اعظم انجکشن لگائے تو حکومت اسے پکڑے

(۱)۔ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ و عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

قال رسول الله ﷺ اذا احکم الحاكم فاجتهدوا واصاب فله اجران و اذا حکم فاجتهدوا اعطاء فله اجر واحد. (بخاری ... ج ۲ ص ۱۰۹۲ : مسلم ... ج ۲ ص ۷۶)

ترجمہ: "آخفت فرماتے ہیں کہ جب حاکم حکم کرے اور اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب اجتہاد کرے اور (اس سے) خطا ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔" (محمد ظفر غنی عنہ)

گی یا نہیں؟ (پکڑے گی..... سامعین) اگر آپ کہیں کہ مفتی اعظم کا درجہ تو ڈاکٹر سے بڑا ہے کیا حکومت اس کو تسلیم کرے گی؟ یا آپ خود اس کو تسلیم کریں گے؟ (نہیں..... سامعین) فرق تو اہل اور نا اہل کا ہے اس طرح جس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس نہ ہو اس کو گاڑی چلانے کی حکومت ہرگز اجازت نہیں دے گی جس کے پاس لائسنس ہو گا وہ معصوم نہیں ہو گیا حادثات اس سے بھی ہوتے رہتے ہیں اور ہو سکتے ہیں لیکن حکومت اس کو پھر بھی اجازت دے گی لیکن اس کے مقابلہ میں ایک شیخ الحدیث صاحب جن کا لائسنس نہیں وہ گاڑی چلا رہے ہیں ان سے ایک تھکے کا بھی نقصان نہیں ہوا لیکن وہ قانونی مجرم ہیں یا نہیں؟ (ہیں..... سامعین) اس لئے کہ وہ اس فن میں نا اہل ہیں کیونکہ یہ غیر مقلد خود نا اہل ہیں اس لئے جو بھی رفع الیدین چوری کر کے کریں گے ان کو وہاں سوائے جوتوں کے اور کچھ بھی نہیں ملے گا یہاں یہ رن الیدین کرتے ہیں وہاں ان پر رفع نعلین ہوگی۔

اس لئے حدیث میں ہے: اِذَا وَسَدَ الْاِمْرَالِي غَيْرَ اَهْلِهِ فَاتَنْظُرُوا السَّاعَةَ (صحیح بخاری..... ج ۱، ص ۱۳) ترجمہ: ”جب کوئی امر نا اہل کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا“۔ کیونکہ غیر مقلد نا اہل ہیں اس لئے ان کے رفع الیدین کرنے پر تو قیامت ہی آئے گی نہ کہ خیر۔ پس یہی فرق ہے ان کی اور شافعیوں کی رفع الیدین میں ان (غیر مقلدوں) کی چوری اور نا اہلی ہونے کی وجہ سے حرام اور خلاف قانون ہے ان کی رفع الیدین تھلید کی وجہ سے حلال اور موافق قانون ہے۔

ایک سوال کا جواب

سوال :- کیا رفع الیدین سے نماز باطل ہو جاتی ہے؟

جواب :- رفع الیدین سے منقطع بہ قول پر نماز باطل تو نہیں ہوتی لیکن مکروہ ہو جاتی ہے جس طرح سبحانک اللہم نہ پڑھنے سے بھی نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ مکروہ ہی ہوتی ہے اس طرح سجدہ میں سبحان ربی العظیم پڑھنے سے بھی نماز باطل نہیں ہوگی بلکہ مکروہ ہوگی ہمارے ہاں رفع الیدین سنت نہیں ہے غیر سنت کو نماز میں کرنا یہ

اسی پر مبنی ہے جس کو عمل کثیر کہتے ہیں عمل کثیر وہ ہے جس میں دونوں ہاتھ استعمال ہوں مکحول نسلی نے اسی پر مدار رکھا ہے کہ اس میں دونوں ہاتھ استعمال ہوتے ہیں اس لئے نماز نوٹ جاتی ہے لیکن یہ ہمارا مفتی بہ قول نہیں۔

سوال :- مکحول نسلی کی بات کون سی کتاب میں ہے؟

جواب :- یہ مکحول نسلی کی کتاب الفوائد المہدیۃ الفاظ البینۃ میں اور یہ لیت کی شرح میں بھی ہے اس میں تفصیل ہے کہ مکحول کے قول پر فتویٰ ہے کیونکہ انہوں نے اسی پر مدار رکھا ہے کہ افعال نماز کے علاوہ اگر کسی دوسرے فعل میں دونوں ہاتھ مشغول ہو جائیں تو یہ عمل کثیر ہے اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

سوال :- عمل کثیر کیا ہے؟

جواب :- عمل کثیر سے نماز باطل ہو جاتی ہے بالاتفاق لیکن اس کے آگے عمل کثیر میں اختلاف ہے کہ مبتلا بہ پر ہے بعض کہتے ہیں کہ عمل کثیر وہ ہے جسے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ نماز میں نہیں اب چونکہ رفع الیدین نماز کے افعال سے نہیں ہے تو دیکھنے والا یہی سمجھے گا کہ یہ نماز میں نہیں ہے اگرچہ یہ قول غیر منقطع بہ ہے لیکن کراہت بالاتفاق ہے اپنے آپ کو اور اپنی نماز کو افعال کراہیت سے بچایا جائے۔

ایک مثال :- آپ کے ہاں مہمان آئے آپ نے ان کے لئے حلوہ تیار کر دیا کسی نے اس میں پیشاب کر دیا اب تو وہ نجس ہو گیا لیکن اگر کسی نے اس میں بسن اور پیاز کا پانی ڈال دیا تو وہ ناپاک تو نہیں ہوا۔ اے کام بھی حلوہ ہی ہے لیکن بد ذائقہ ہوگا اسی کا نام کراہت ہے کراہت اسی قسم کی ہوتی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى من كل ذنب واتوب اليه

تمہید

تاریخ غیر مقلدیت

(غیر مقلدیت انگریز کی پیداوار ہے)

الحمد لله، والصلوة والسلام على من لا من بعده ولا
نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسولہ النبی الکریم و نحن
على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب
العالمين رب اشرح لي صدري ويسر لي امري واحلل عقدة
من لساني يفقهوا قولي رب زدني علما و ارزقني فهمما.
سبحانک لا علملنا الا ما علمتا انک انت العليم الحکيم.
اللهم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا
و مولانا محمد و بارک و سلم و صل علیہ.

ایک کتاب ”انگریز اور الٰہدیت“ فقیر والی سے ہم نے شائع کی تھی وہ اگر
مل جائے تو اس میں ان کی تاریخ بہترین (انداز سے) ہے۔ اس کے جواب میں پھر
انہوں نے ”علمائے دیوبند اور انگریز“ نامی کتاب لکھی۔ توحیدی نامی ایک شخص نے۔
لیکن ہم نے جو کتاب لکھی تھی اس میں باقاعدہ حوالے تھے۔ اور یہ ثابت کیا تھا کہ کسی
اسلامی فرقے میں غیر مقلدیت کا وجود نہیں ہوا اور کوئی فرقہ نہیں بنا۔

غیر مقلدوں کا انگریز کے سامنے پیش کردہ سپانامہ

چنانچہ جب انہوں نے انگریز کے سامنے ایک سپانامہ پیش کیا جنرل ایڈوار
کے سامنے تو اس میں یہی بات کہی کہ اگرچہ اور لوگ بھی کہتے ہیں کہ ہم انگریز کے
فرمانبردار ہیں لیکن انگریز کی فرمانبرداری ہمارے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے
اور ہم سے زیادہ انگریز کا کوئی فرمانبردار نہیں ہو سکتا۔ اسکی وجہ یہی بیان کی کہ باقی
مسلمان فرقے دوسرے اسلامی ملکوں میں جاسکتے ہیں اور رہ سکتے ہیں لیکن ہمیں کوئی
اسلامی ملک قبول کرنے کو تیار نہیں ہم صرف آپکی حکومت میں رہ سکتے ہیں اسلئے ہم
رات دن دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپکی حکومت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرے۔

اسلامی حکومت اور فتنوں کی روک تھام

تو اسلئے یہ فرقہ جس طرح قادیانی انگریز کے دور کی پیداوار ہیں۔ منکرین
حدیث اسی دور کی پیداوار ہیں پہلے بھی کوئی نہ کوئی منکر حدیث اگر ہوتا تھا پاگلوں کی
طرح تو وہ فرقہ نہیں بنا سکتا تھا کیونکہ اسلامی حکومت اپنے ملک میں ان فتنوں کو چلنے
نہیں دیتی تھی۔ اسی طرح پہلے بھی اگر کسی نے دعویٰ نبوت کیا کئی ایسے بد مانع نکلتے
تھے لیکن ان کا پورا فرقہ بن جائے اور ایک مذہب پھیل جائے۔ یہ اسلامی حکومت
ہونے نہیں دیتی تھی۔ تو یہ انکار حدیث کا فتنہ ختم نبوت کے خلاف اجرائے نبوت کا
فتنہ اور انکار فتنہ کا فتنہ یہ پہلے کہیں کسی ایک دو پاگل نے انکار ان باتوں کا کیا ہو تو

الگ بات ہے لیکن اسلامی حکومت (ان فتنوں کو) چلنے نہیں دیتی تھی۔ یہ سارے فتنے پھر انگریز کی حکومت میں چلے اور انگریز نے پھر ان کی سرپرستی کی۔

ملکہ وکٹوریہ کا پاس کردہ قانون

ملکہ وکٹوریہ نے ایک قانون پاس کیا جس کا عنوان تھا ”مذہبی آزادی“ کہ ہر شخص کو مذہبی آزادی کا حق حاصل ہے۔ مذہبی آزادی کا مطلب یہ تھا کہ کوئی کسی مذہب میں ہو وہ خدا کی دعویٰ کرنے رسول ہونے کا دعویٰ کر دے نبی ہونے کا دعویٰ کر دے جو یہاں مذہب خفی ہے اس سے نکل کر شافعی ہو جائے مالکی ہو جائے تو حکومت اس کی حفاظت کرے گی تو مقصد یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ دینی آوارگی دنیا میں پیدا کی جائے۔

مذہبی آزادی اور نواب صدیق حسن خان

تو اسلئے ”مذہبی آزادی“ کا لفظ جو ترک تقلید کے مترادف ہے یہ ملکہ وکٹوریہ نے اعلان کیا تھا۔ اشتہار شائع کیا تھا اور اس پر پھر نواب صدیق حسن نے ”ترجمانِ دہلیہ“ کتاب لکھی کہ ہم انگریزی حکومت کے اس اشتہار کا خیر مقدم کرتے ہیں^(۱) اور

(۱) معروف غیر مقلد اور راست بھوپال میں غیر مقلدیت کے بانی علامہ ابراہیم علیہ السلام کا انوارِ مصباح کو بھی غیر محبت ماننے والے اور خود اجتہاد کے ذمہ میں نہ آنے والے نواب صدیق حسن خاں بھوپالی انگریزی حکومت اور اس کی مذہبی آزادی کے فرمان کا خیر مقدم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہم سب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اس وقت آسمان و ارض کی اس حکومت انگریزی میں تمام مطلق کو خیر ہوئی کسی حکومت میں بھی نہ تھی اور وہ اس کی سوائے اس کے کچھ نہیں لکھی تھی کہ گورنمنٹ نے آزادی کامل ہر مذہب کو دی۔ (ترجمانِ دہلیہ ص ۲۰)

اور یہ (غیر مقلد) لوگ اپنے دین میں وہی آزادی برتتے ہیں جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا۔ (ترجمانِ دہلیہ ص ۳۲)

فرمانروایانِ بھوپال کو ہمیشہ آزادی مذہب (غیر مقلدیت) میں وحش رہی ہے جو خاص نشاء گورنمنٹِ انڈیا کا ہے۔ (ترجمانِ دہلیہ ص ۳)

۵۔ یہ آزادی مذہب ہماری مذہبِ ہدیہ (مذہبی شافعی و غیرہ) سے سین مراد قانون انگلیش ہے (ایضاً ص ۵)

مذہبی آزادی کیلئے رات دن کوشاں ہیں تاکہ لوگ ایک مذہب کی پابندی سے نکل کر مذہبی آزادی اختیار کر لیں تو ہماری اصطلاح میں ایسے لوگوں کو ”مذہب“ کہا جاتا ہے لیکن وہ اس کا نام مذہبی آزادی رکھتے ہیں کہ بھی مذہبی آزادی ہر شخص کو حاصل ہے۔

قادیاں کا حال

اسی لئے قادیاں میں مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا لیکن قادیاں کی ساتھ والی گلی میں ایک ہندو تھا اس کا دعویٰ تھا کہ میں ”رب قادیاں“ ہوں۔ قادیاں کا رب ہوں باقاعدہ اس نے بورڈ لگایا ہوا تھا ”رب قادیاں“ اب کوئی قادیانی اس گلی سے گزرتا وہ بیٹھا اس کو دیکھتا تو شور مچا دیتا کہ نبی تمہارا جھوٹا ہے مرزا میں نے نبی نہیں بنا یا رب میں ہوں قادیاں کا۔ تو مرزا کی اس سے بڑے پریشان تھے آخر مرزائیوں نے مل کر لارڈ ڈگلس کی عدالت میں اس پر کیس کر دیا کہ اس کو کہا جائے کہ یہ دعویٰ چھوڑ دے۔ جب وہ پیش ہوا تو:

مح نے کہا: آپ رب ہیں؟

مح نے کہا: ہاں میں رب قادیاں ہوں۔

مح نے کہا: آپ یہ دعویٰ چھوڑ دیں۔

مح نے کہا: اس (مرزا) کو کہیں کہ یہ بھی یہ دعویٰ چھوڑ دے کہ میں نبی ہوں۔

مح نے کہا: ہمارے ہاں مذہبی آزادی ہے کوئی دعویٰ نبوت کرے تو ہم اس کو روک نہیں سکتے۔

مح نے کہا: دکھائیں پھر آپ کوئی رب بننے کا دعویٰ کرے تو آپ اس کو روک سکتے ہیں کس قانون میں لکھا ہے؟

مح نے کہا: روک تو ہم اس کو بھی نہیں سکتے۔

مح نے کہا: پھر دونوں کو چلنے دیں وہ نبی ہے میں رب ہوں۔

چنانچہ قادیانی بالکل اس کا بورڈ نہیں اترا سکے وہ رب قادیاں ہی بنا رہا۔

لطیفہ

اس پر وہ مشہور لطیفہ جو میں سنایا کرتا ہوں: جب مرزا (کی نبوت کی) پہلے پہل بات چلی وہ مشہور ہوا تو کچھ میراثی مدرسہ میں گئے مولوی صاحب سے کہا کہ امام مہدی والی حدیثیں لکھ کر ہمیں آگے ترجمہ لکھ دو وہ لکھوا لیں۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کو ملنے چلے گئے۔ وہ مسجد میں بیٹھا تھا اس سے جا کر پوچھا: یہاں جو امام مہدی آیا وہ کون ہے؟ اس نے کہا: میں ہوں۔

میراثیوں نے کہا: یہ کاغذ پر جو حدیثیں لکھی ہیں یہ پڑھ لیں اور پڑھنے کے بعد بتائیں کہ ان حدیثوں کے مطابق آپ آئے ہیں نا؟ اس نے کہا: ہاں بالکل ان کے مطابق آیا ہوں۔

اب میراثیوں کے پاس کہیں تھے بڑے بڑے وہ بچانے شروع کر دے دیکھو لکھا ہے کہ جب اس (مہدی) کے پاس کوئی آئے گا تو کہے گا کہ بھر کے گنہری باندھ کر لے جاؤ تو یہ ہمیں روپوں سے بھر دو ابھی تو ایک ایک لائے ہیں۔ کل چار چار اور لائیں گے کیونکہ امام مہدی تو بہت کچھ دیگے گا۔ اب مرزا قادیانی میراثیوں کے قابو آ گیا اس نے کبھی دو آنے زکوٰۃ نہیں دی تھی وہ اتنی گڈیاں روپوں کی کہاں سے دے۔

مرزانے کہا: بھئی دیکھو وہ امام مہدی کوئی اور ہوگا جو لوگوں کو دینے کے لئے آئے گا میں تو خود منگتا امام مہدی ہوں۔ چندے مانگ مانگ کر گزارا کر رہا ہوں۔

میراثیوں نے کہا: ہمیں تو پتہ نہیں تھا ہم تو تجھے سچا سمجھ کر آئے تھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا کرایہ بھی خراب ہو گیا ہم تو کرایہ بھی کسی سے مانگ کر لائے تھے۔ ہمیں واپسی کرایہ بھی دے دو اور ہم اعلان کرتے جائیں گے کہ یہ جھوٹا امام مہدی ہے سچا نہیں ہے مرزا بڑا پریشان ہوا کہ کرایہ بھی جیب سے دوں اور اعلان بھی میراثی کریں کہ یہ جھوٹا ہے۔

مرزانے کہا: میرے پاس کوئی پیسے نہیں ہیں۔

میراثیوں نے کہا: پھر ہم یہیں بیٹھے ہیں روٹی روز کھلا دیا کرو۔ اور ہم یہاں بیٹھے کہتے

میں گے کہ جھوٹا ہے جھوٹا۔ بے ایمان جھوٹا ہے۔ یہ حدیثیں پڑھو۔ وہ (مہدی) تو نبی ہوگا یہ تو منگتا ہے۔ آخر اس کو تنگ کرتے رہے۔ میراثیوں نے سوچا یہاں سے تو ہٹنے کا نہیں۔ چلو کوئی نقل وغیرہ اتار لیتے ہیں۔ مرزا کے گھر کے سامنے پائت تھا۔ انہوں نے نفل اتاری ایک کرسی آگنی کرسی پر ایک میراثی بیٹھ گیا وہ رب قادیان بن گیا۔ ایک پاس ادھر بیٹھ گیا بائیں طرف وہ جبرئیل بن گیا۔ کچھ سامنے بیٹھ گئے ایک نے آدھانہ کالا کر لیا ایک طرف سے اور ایک طرف بیٹھ گیا۔ ہو کر ایک نے سارا جی منہ کالا کر لیا اور ایک نوکری کے نیچے چسپ کر بیٹھ گیا۔ اب یہ جو کرسی پر بیٹھا تھا یہ رب قادیان تھا اس نے بائیں طرف والے سے کہا: سہ۔ اس نے کہا ہاں رب جبرئیل وہ رہے گا ذرا نیویں کی حاضری لکھ لیں۔ اس نے یہ کہہ کر اس کو دے دیا اب جو اس کو نام آتے تھے آدم (وہ نام لیتا جاتا اور جو ماننے بیٹھے تھے وہ کہتے جاتے حاضر جناب)۔ ابابکر (وہ حاضر جناب)۔ نوح (وہ حاضر جناب)۔ جتنے نام آتے تھے اس نے منہ میں حاضری لکھتی رہتی وہ بولتے رہے بار بار۔ آخر وہ رجسٹر جو تھا وہ جبرئیل کو واپس کر دیا۔ وہ جس کا آدھانہ کالا تھا اٹھ کر جی آپ نے یہی حاضری نہیں بولی تو کون ہے؟ کہ جی میں مرزا نام احمد ہوں۔ تجھے تو میں نے نبی بنایا ہی نہیں تو کہاں سے آیا ہے؟ کہتا ہے جی کسی کچی جماعت میں نام ہوگا چلو پکائی نہ سہی میں کچا نبی ہوں۔ خیر تشبہی۔

اب کہنے لگا: نہ کچی جماعت میں یہ نام ہے نہ کچی میں تو آیا کہاں سے ہے؟ دفعہ دہا یہاں سے۔

مرزا کہنے لگا: نہیں جی ضرور میرا نام ہوگا آخر میں بھی تو نبی ہوں نا چلو کچی جماعت میں آئی تھی۔

اب وہ کہتا ہے میں نبی ہوں وہ رب قادیان مان نہیں رہا۔ وہ جو سارا منہ کالا کر کے قادیانی کے نیچے بیٹھا تھا وہ اٹھ کر آکر یوں ہاتھ باندھ کر کہتا: ہو شیطان بنا ہوا۔

اب قادیان: کیا کہتا ہے؟

شیطان: اگر اجازت ہو تو عرض کروں۔

رب قادیان: ہاں کہو کیا کہتے ہو؟

شیطان: جناب آپ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بنائے تھے میں نے اعتراض کیا تھا؟ میں نے ایک ہی بنایا تھا اسکا پیارے کا بھی دل توڑ کے رکھ دیا آپ نے۔

اب جو مرزا نے دیکھا بخت نے فوراً دس روپے نکالے (اور دیتے ہوئے کہا) فوراً دے دو چلے جاؤ یہاں سے۔ تو وہ دس روپے لے کر اس سے چلے گئے۔

مرزائیوں کی جنت

اسی طرح مرزائیوں نے جنت بنائی ہوئی تھی تو اس میں حوریں بھی تھیں۔ وہ حوریں اصل کیا ہوتی تھیں وہ کانٹوں میں لڑکیاں پڑھتی تھیں تو وہاں آ کر عمر کے بعد سبق وغیرہ یاد کرتی تھیں نا۔ مشہور تھا کہ یہ حوریں ہیں۔

وہ	حوریاں	ارضی	وہ	تیری	میری	مرضی
چناب	کا	کنارا	ہوتا	بے	دل	دوبارا
وہ	حوریاں	ارضی	وہ	تیری	میری	مرضی
مفل	کے	دوپے	گلے	میں	جیسے	پنے
وہ	چونچ	کی	سی	واڑھی	بکرا	ہو جوں
						پھاڑی

تو اس قسم کی حوریں تھیں۔ تو ایک میراثی وہاں چلا گیا اس نے جا کر ایک لڑکی کو اٹھایا اور بھاگ پڑا۔ وہ لوگ پیچھے بھاگے کہ یہ کیا قصہ ہے؟

کہتا ہے وہ تو کہتے ہیں ستر حوریں ملیں گی میں تو ابھی ایک ہی لیکر جا رہا ہوں۔ باقی میرے پیچھے بھیج دو۔ آخر میں جنت میں آیا نہیں؟

تو اصل میں جیسی روح ویسے فرشتے۔ ایسے لوگوں کو میراثی ہی قابو کرتے ہیں۔ وہی انکا حل کرتے ہیں۔ تو جس طرح مرزائیوں کا کوئی ترجمہ قرآن یا حاشیہ قرآن یا تفسیر قرآن انگریز کے دور سے پہلے نہیں ملتی۔ (نہی) منکرین حدیث کوئی ترجمہ قرآن کوئی تفسیر قرآن کیونکہ بحیثیت فرقہ یہ تھے ہی نہیں۔

انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلدوں کی کوئی کتاب نہیں

اسی طرح غیر مقلدین کا کوئی ترجمہ قرآن کوئی تفسیر قرآن کوئی حاشیہ قرآن کوئی ترجمہ حدیث یہ قطعاً انگریز کے دور سے پہلے نہیں ملتا۔ تو یہ عام فہم ایسی چیزیں ہیں ان سے ہر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ انگریز کے دور سے پہلے ان کا وجود نہیں تھا۔

انگریز کے دور سے پہلے غیر مقلدوں کی دنیا میں کوئی مسجد نہیں

حضرت پاک ﷺ نے ہجرت کے چند دن قبائیں آرام فرمایا ہے تو وہاں سب سے پہلے مسجد بنائی ہے۔ پھر مدینہ منورہ میں سب سے پہلے مسجد بنائی ہے۔ خنئی مہاں پنے سب سے پہلے مسجدیں بنائی ہیں وہاں۔ لیکن غیر مقلدوں کی کوئی مسجد انگریز کے دور سے پہلے دنیا کے کسی ملک میں نہیں ملتی۔ ہماری مساجد۔ شاہی مسجد لاہور۔ شاہی مسجد دہلی پور ہے شاہی مسجد چنوت ہے شاہی مسجد دہلی ہے شاہی مسجد آگرہ ہے یہ ساری دنیا مانتی ہے شاہی مسجد ٹھنڈ ہے سندھ میں۔ کہ یہ انگریز کے دور سے پہلے کی اور پرانی مسجدیں ہیں۔ لیکن غیر مقلدین کی نہ کوئی مسجد نہ کوئی مدرسہ نہ کوئی قبر گئی ہے۔ کہ تاریخی طور پر لکھا ہوا ہو کہ یہ قبر کسی غیر مقلد کی ہے۔

غیر مقلدوں کا دھوکہ

اسی طرح آج کل یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ ہمارا مذہب مکہ مدینہ میں ہے۔ مکہ مدینہ میں غیر مقلدوں کا نام نشان بھی کبھی تاریخ میں نہیں ملتا۔ میں نے تو بار بار ان کو بتا دیا کہ مکہ میں بارہ تیرہ صدیوں تک آپ کوئی غیر مقلد ہمیں تلاش کروں کہ وہاں فاضل رہا ہو یا امام رہا ہو یا خطیب رہا ہو یا مؤذن رہا ہو۔ بلکہ میں تو بہت وسعت دیتا ہوں کہ وہاں کوئی خاکروب چوڑای رہا ہو جو غیر مقلد کہلاتا ہو۔ گلیاں صاف کرنے والا تو ایک نام آج تک پیش نہیں کر سکے۔ جبکہ ہم تاریخ کی کتابوں میں دکھاتے ہیں تاریخ کامل ابن اثیر وغیرہ میں لکھا ہوتا ہے اس سال حج کس نے کرایا تھا؟ سن وار تاریخیں ہوتی ہیں نا۔ اس میں نام ہوتا ہے فلاں خنئی نے کرایا تھا فلاں شافعی نے کرایا

تھا۔ اس وقت قاضی کون کون سے تھے وہ لکھا ہوتا ہے فلاں شافعی تھا فلاں مالکی تھا فلاں حنبلی تھا لیکن غیر مقلدوں میں نہ کوئی قاضی نہ کوئی خطیب نہ امام مسجد نہ اولیٰ خاکروب کوئی بھی نہیں ملتا جو وہاں رہتا ہو۔

مکہ میں جانے والا پہلا غیر مقلد

تو وہاں سب سے پہلے جو غیر مقلد گیا ہے مکہ مکرمہ میں اس کا نام عبدالحق ترمذی جو بھاہ پور کے قریب بستی ”نورانیان“ کا رہنے والا تھا اور وہاں جا کر وہ ہاشمی بن ابی عبدالحق ہاشمی۔ اس کے کچھ رسالے میرے پاس ہیں۔

مدینہ میں جانے والا پہلا غیر مقلد

اسی طریقے سے مدینہ منورہ میں جو پہلا غیر مقلد گیا وہ دہلی سے گیا اس کا نام احمد شیخ تھا۔ وہ جس کا ایک وصیت نامہ پھرا کرتا ہے چونکہ یہاں وہ سارے حنفیوں کو کافر کہتا ہے اب وہاں جا کر کھلا کافر کہتا تو وہ قتل کر دیتے اس لئے اس نے ایک جھوٹا خواب گھڑا کہ مجھے حضور پاک ﷺ خواب میں ملے کہ میری ساری امت کافر ہو گئی ہے تو اپنی اس تکلیف کا جو عنوان تھا اسکو خواب کے ذریعے اس نے پورا کرنے کی کوشش کی۔

تو مکہ اور مدینہ میں یہ بیماری پیدا نہیں ہوئی یہ بیماری ہندوستان سے وہاں پہنچی ہے وہاں ان کا قطعاً کوئی وجود نہیں تھا۔ اس لئے کسی طریقے سے آپ دیکھ لیں کوئی کتاب ان سے پوچھیں انگریز کے دور سے پہلے تھی کوئی ترجمہ تفسیر کوئی قبر کوئی مسجد کوئی مدرسہ تو ان کا وجود قطعاً نہیں تھا کیونکہ اسلامی حکومتوں میں ایسے فتنوں کو انہرے ہی نہیں دیا جاتا تھا اور وہ مسلمانوں پر کنٹرول رکھتے ہیں۔ ایسے فتنے کافر حکومتوں اجرا کرتے ہیں اور یہاں ملتے بڑھتے ہیں اور مسلمانوں کے لئے درد سر بن جاتے ہیں۔

موجودہ دور میں غیر مقلدوں کی سرپرستی

سوال: اب غیر مقلدوں کی سرپرستی کون کر رہا ہے؟

الجواب: اب غیر مقلدوں کی سرپرستی امریکہ کر رہا ہے کیونکہ امریکہ کی پالیسی یہی ہے کہ

و جھوٹا فرقہ ہے اس کو بڑے فرقوں کے پیچھے لگا دے ۳۲-۳۳ جھوٹے فرقے ہونگے ایک ادوگا تو اس لئے چونکہ خفی دنیا میں سب سے زیادہ ہیں اور مسلمانوں کی مضبوط ترین قوت کا نام حنفیت ہے اور دنیا میں انہوں نے بارہ سو سال تقریباً حکومت کی ہے۔ حنفیوں نے اور کامیاب حکومت تھی وہ اسلامی تاریخ کا سنہرا دور رہا ہے۔ تو اس لئے جب وہاں فنی تھے حرمین شریفین میں تو امریکہ یا برطانیہ کا کوئی کتابھی وہاں پانی پینے نہیں آ سکتا۔ اس لئے انہوں نے پھر لسانی تعصب پیدا کر کے ان سعودیوں کو حکومت پر لائے اب ان کی حکومت صرف امریکہ کے بل بوتے پر کھڑی ہے اور کوئی نہیں وہاں جو کچھ ہے امریکہ کی پالیسی چل رہی ہے اور وہ اسی لئے پیسہ بھی مسلمانوں سے دلاتے ہیں اور کام ہی حنفیوں کے خلاف کرواتے ہیں۔ حکم امریکہ کا ہوتا ہے پیسہ سعودیہ کا ہوتا ہے اور مسلمانوں میں لڑائیاں جھگڑے کراتے رہتے ہیں۔ سیاسی طور پر بھی مذہبی طور پر بھی۔ بین عثمانی نے نیا فرقہ بنایا ہے وہاں سے مل گئے۔ مسعود نے جماعت المسلمین بنائی ہے اسکو بھی وہاں سے مل گئے۔ کیونکہ انکا مقصد یہ ہے کہ خفی زیادہ ہیں تو سارے جھوٹے جھوٹے فرقے بنتے جائیں اور حنفیوں کیلئے درد سر بنتے رہیں۔

پاکستان کا حال

تو اس لئے آپ کے ملک میں بھی یہی ہے کہ کوئی رافضی ابو بکر صدیقؓ مر فاروقؓ کا نام لیکر بھی گالیاں دے جائے تو اس پر کوئی مقدمہ نہیں بنتا۔ لیکن کوئی خفی ان کے آج کے کسی ذاکر کا نام لیکر برا بھلا کہہ دے تو اس پر فوراً مقدمہ بن جاتا ہے۔ ملک کا امن برباد ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ غیر مقلد تین دن جسد کریں امام صاحب کو بھونکتے رہیں صاحب ہدایہ کو گالیاں دیتے رہیں ان پر کوئی مقدمہ نہیں بنتا۔ لیکن کوئی فنی کسی غیر مقلد امام مسجد کے خلاف کوئی بات کہہ دے تقریر میں تو اس وقت امن اب ہو جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جو بھی بڑی جماعت ہے اس کو پریشان رکھنا یہ امریکہ کی پالیسی ہے۔ اور Divide & Rule اور ٹکڑے ٹکڑے کرنا ملکوں کے ٹکڑے کرنا فرقوں کے ٹکڑے کرنا سیاسی جماعتوں کے ٹکڑے کرنا یہ انکا طریقہ کار ہے تو اسی

لئے جو لوگ آج حنفیت کی مخالفت کر رہے ہیں وہ ڈائریکٹ یا ان ڈائریکٹ بالکل امریکہ کے ایجنٹ ہیں۔ بلا واسطہ یا بلا واسطہ۔ اگر کسی کو پتہ بھی نہ ہو مگر وہ کام امریکہ ہی کا کر رہے ہیں اور کافروں کا کام کر رہے ہیں۔ اگر حنفی مضبوط ہو گئے تو کافر پھر سامنے نہیں آ سکتے۔ (انشاء اللہ)

غیر مقلدوں کے فرقے

سوال:- غیر مقلد خود کتنے فرقوں میں تقسیم ہیں؟

الجواب:- غیر مقلد تو کئی فرقوں میں بٹ چکے ہیں اور یہ نام بھی بدلتے رہتے ہیں۔ جب یہ فرق پہلے بنا تو چونکہ تقلید کو شرک کہتے تھے اس لئے انہوں نے اپنا نام ”موحد“ رکھا۔ اور دوسرے لوگ ان کو ”وہابی“ کہتے تھے اس کے بعد انہوں نے ”موحد“ نام چھوڑ کر ”محمدی“ رکھا۔ اور اس کے بعد ”الجمعیۃ“ نام انہوں نے انگریز سے الٹ کر لیا۔ تو جیسے آپ دیکھتے ہیں اسمتھ اور ڈاکو ہوتے ہیں ان کے کئی کئی نام

(۱) معروف غیر مقلد عالم جناب محمد شاہ جہاں پوری صاحب لکھتے ہیں:

”پچھلے زمانے میں شاہ وادار اس خیال کے لوگ تھے کہ میں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے دنوں ہی سے سنا ہے۔ اپنے آپ کو اہل حدیث یا محمدی یا موحّد کہتے ہیں مگر حاکم فریق میں نہ نام غیر مقلد یا وہابی یا لاہلہ ب لیا جاتا ہے۔“ (الاشاہ: الملی سبیل الرشاد ص ۱۳)

(۲) مرزا قادیانی کے دوسرے رفیق اور غیر مقلدین کے محسن جناب محمد حسین مٹاوی کی کلاموں سے یہ عبارت الجملہ عت (المصطلح ہدایہ) کے نام سے موسوم ہوئی۔ جناب عبدالحمید صاحب سوہروردی رقم طراز ہیں:

”میرزا محمد حسین صاحب مٹاوی نے ”اشاہۃ السنہ“ کے ذریعے الجملہ عت کی بہت خدمت کی۔ لفظ وہابی آپ ہی کی کوششوں سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو ”الجمعیۃ“ کے نام سے موسوم کیا گیا۔“

(سیرت ثانی ص ۳۷۲)

سرچارلس ایچیسن جو اس وقت پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر تھے انہیں کے ذریعے گورنمنٹ کی توجہ اس طرف دلا کر اس درخواست کو منظور کیا گیا چنانچہ محمد حسین مٹاوی نے سرکار برطانیہ نے کو الجملہ عت نام الٹ کر ان کے درخواست دی اس کا آفری لکھا ہے:

”ہم ممالک اب و انکساری کے ساتھ درخواست کرتے ہیں کہ سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو منسوخ کر کے اس لفظ کے استعمال سے منافعت کا حکم نافذ کرے اور ان کو ”الجمعیۃ“ کے نام سے خطاب کیا جائے۔“

(اشاہۃ السنہ ج ۱۱ صفحہ ۲۴۳) (محمد ظفر مٹاوی)

دیتے ہیں کئی کئی شناختی کارڈ ہوتے ہیں تو چور کبھی اپنا نام ایک نہیں بتاتا کہیں کوئی نام ہوتا ہے اس کا کہیں کوئی نام۔ آج کل افریقہ میں ان کا نام ”انصار السنۃ الحمدیہ“ ہے۔ اس طرح یہ فرقہ غیر مقلد اپنے نام بدلتا رہتا ہے اور گورنمنٹ کی طرح رنگ بھی بدلتا رہتا ہے۔ کبھی کچھ اس کا انداز ہوتا ہے کبھی کچھ اس کا انداز ہوتا ہے۔ غیر مقلدوں میں ایک ”جماعت غربا الجملہ عت“ بنی۔ پھر ”غربا الجملہ عت“ کے بھی گٹھڑے آپس میں ہوتے چلے گئے۔ مولوی عبدالجبار کھنڈیلی (غیر مقلد) جو میرے استاذ تھے وہ اس سے الگ ہو گئے پھر ”تنظیم روپڑ“ بنی۔ ”کانگریس الجملہ عت“ بنی۔ چنانچہ رسائل الجملہ عت میں جو مولوی عبدالوہاب کا رسالہ خطبہ امارت ہے اس میں ان فرقوں کی تفصیل ہے کہ یہ ۱۹۷۲ء تک یہ سولہ فرقوں میں تقسیم ہو چکے تھے (۱)۔ اس کے بعد جو فرقیات بنتی چلی جا رہی ہیں وہ انکی الگ فرقیات ہیں تو اسلئے یہ آپس میں ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھنے کیلئے تیار نہیں ان میں سخت اختلاف ہے۔ قادیانی ستارہ میں لکھا ہے ایک نے سوال پوچھا مولوی عبدالستار سے کہ میں پنجاب گیا تھا وہاں پورا گاؤں الجملہ عتوں کا تھا چونکہ گھنٹے میں وہاں رہا اور پانچ نمازیں میں نے انکے پیچھے پڑھیں چونکہ انہوں نے آپ کی بیعت نہیں کئی ہوئی تھی اسلئے میری نمازیں ان کے پیچھے ہو گئیں یا نہیں؟

الجواب: وہ جواب میں لکھتے ہیں جنہوں نے میری بیعت نہیں کی وہ الجملہ عت نہیں ان کی نماز صحیح ہے کہ ان کے پیچھے نماز صحیح ہے۔ اس لئے تمہیں اپنی نمازیں دہرائی پڑیں گی۔

(۱) امام جماعت غربا الجملہ عت ان فرقوں کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں:

(۱) جماعت غربا الجملہ عت (۱۳۱۳ھ) (۲) کانگریس الجملہ عت (۱۳۲۸ھ) (۳) فرقہ ثنائیہ (۱۳۲۸ھ)

(۴) امیر شریعت صوبہ بہار (۱۳۳۹ھ) (۵) فرقہ خلیفہ مظاہر (۱۳۳۹ھ) (۶) فرقہ شریانیہ (۱۳۳۹ھ)

(۷) فرقہ غزنویہ (۱۳۵۳ھ) (۸) جمعیۃ الجملہ عت (۱۳۷۰ھ) (۹) محمد الدین لکھنوی فرقہ (۱۳۷۸ھ)

(خطبہ امارت ص ۲۶) (محمد ظفر مٹاوی)

اسی طرح فتاویٰ ستارہ یہ بھی میں دوسرا فتویٰ ہے کہ اہلحدیث وہی کتابیں پڑھتے ہیں شرح عقائد نفسیہ وغیرہ جو دوسرے ائمہ میں جتنی پڑھتے ہیں اور ہمیں طعن دیتے ہیں پنجاب والے اہلحدیث کہ یہ اہلحدیث نہیں کہ ان میں یہ خانی ہے یہ خانی ہے۔ لیکن فرمایا کہ دونوں کی مثال ایسی ہے جو لوٹے اور چٹائی کی ہوتی ہے کہ چٹائی نے لوٹے کو کہا کہ تم میں دو مورخ ہیں تو اس نے جواب دیا کہ تم میں تو مورخ ہی دو راخ ہیں۔ اسلئے غیر مقلد جو ہیں غربا اہلحدیث والے وہ ان کو چٹائی اہلحدیث کہتے ہیں یہ ان کو لوٹا اہلحدیث کہتے ہیں۔ یہ اس قسم کی آپس میں انکی سخت مخالفتیں ہیں۔

غربا اہلحدیث کے بننے کی وجہ

وال۔ یہ دہلوی مبداء باب نے سب سے پہلے مسلک اہلحدیث سے جدا ہو کر اپنا فرقہ غربا اہلحدیث بنایا۔
الجواب۔ اسلئے کہ بخش فیہ مقلد جہاد میں شریک ہو گئے تھے تو اس نے شاید اسامیہ شیعہ کی مخالفت کے لئے کہ جہاد میں جانا بالکل غلط تھا اس فرقہ کی بنیاد رکھی تاکہ جو غلطی سے اجتناب کریں ان کو سمجھایا جائے کہ یہ اہلحدیثوں کا کام نہیں ہے کہ انگریز کے خلاف جہاد کیا جائے۔ یہی تو ہماری مہربان حکومت ہے جن کے تحفظ میں ہم زندہ رہ رہے ہیں تو ان کے بنانے کا مقصد یہی تھا چنانچہ پروفیسر مبارک نے لکھا ہے جو بوطا اللہ ضیف کا شاگرد ہے کہ

”جماعت غربا اہلحدیث کے بنانے کے دو ہی مقصد تھے ایک انگریز کی حمایت جہاد کی مخالفت اور محدثین کی مخالفت“ (۱)

(۱) اسے اہناف اور ترکیک جہادین ص ۲۸

(۱) اسی کتاب کہ ص ۲۰۰ پر یہ تحریر ہے کہ

”جماعت غربا اہلحدیث باقی جماعت ہے جس کا جماعت اہلحدیث نے کوئی تعلق نہیں بلکہ ہر جماعت مع جماعت۔“ (محقق غفری ص ۲۰)

وال۔ یہ عبد الوہاب شاگرد کس کا ہے؟

الجواب۔ شاگرد تو میاں نذیر حسین کا ہی ہے یہ بھی اسی سے پرستار رہا ہے لیکن پھر انگریز کے ہاتھوں بک گیا۔ کھل کر اصرار چلا گیا دوسرے جو تھے وہ خفیہ طور پر ایجنٹ تھے اور یہ کھلا دوا ایجنٹ تھا۔

پاکستان میں غیر مقلدوں کی بنیاد رکھنے والے

ہندوستان میں سب سے پہلا غیر مقلد حافظ محمد یونس ہے۔ پنجاب میں سب سے پہلا غیر مقلد بابوالہی بخش اکاؤنٹ ہے۔ بکد اس سے پہلے عبداللہ چکڑاوی جس کا اصل نام غلام نبی تھا پھر وہ غیر مقلد بنا اور سب سے پہلی مسجد جو پنجاب میں ان کی بنی ہو مسجد چینیہ والی ہے لاہور میں تو یہ عبداللہ چکڑاوی یہ بعد میں منکر حدیث ہو گیا۔ اور بابوالہی بخش وغیرہ اور اسلئے ساتھی یہ بعد میں قادیانی بن گئے تو ان کی مساجد کا یہی فیض ہے۔ ہماری مساجد سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے بزرگ نکلتے ہیں (انکی مساجد سے عبداللہ چکڑاوی پرویز حمایت اللہ مشرقی اور نیاز فتح پوری جیسے طہدین نکلتے ہیں)۔ مرزا قادیانی بھی یہیں آ کر ٹھہرا کرتا تھا مسجد چینیہ والی میں اور ان لوگوں کو ساتھ ملا کر کبھی نیسیائیوں سے مناظرہ کرتا کبھی کسی سے۔ تاکہ لوگ خوش ہوں اور ہمیں خوب چندہ دیں۔ اس لئے اس کی پرورش بھی اسی مسجد میں ہوتی رہی ہے تو یہ سب سے پہلے یہاں بابوالہی بخش ہے اور چینیہ والی مسجد۔ سب سے پہلی مسجد ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں غیر مقلدوں کا نظریہ

سوال۔ غیر مقلدین مرزا قادیانی کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں؟

الجواب۔ پہلے تو یہی کہتے رہے کہ مسلمان ہے اور اگرچہ علماء لدھیانہ نے فتویٰ اس کے کفر پر دیا تھا مگر یہ اس کو مسلمان سمجھتے رہے۔ پھر جب انہوں نے اس سے حیات مسیح پر مناظرہ کیا تو اس کو الہام ہوا کہ:

”نذیر حسین فرعون ہے اور محمد حسین بنی اسرائیل ہے۔“

تو نذیر حسین کو فرعون کہنے کی وجہ سے اس کو کافر کہا گیا ختم نبوت پر انکار کی وجہ سے نہیں۔ اور دوسرے عقیدوں کی وجہ سے نہیں جیسے مودودی کہتا ہے کہ میں نے مرزا محمود سے کہا تھا کہ اگر آپ غیر احمدیوں کو کافر نہ کہیں تو ہم بھی آپ کو کافر نہیں کہیں گے۔ یعنی مرزا کے کفریات میں 'انکار ختم نبوت'، 'دعویٰ نبوت'، 'تکفیر المسلمین'، 'توہین انبیاء' نہیں ہے صرف مودودی کو کافر کہنا کفر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا رہے اور مودودی کو کافر نہ کہے تو وہ تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ مودودی کو کافر کہنے سے وہ آدمی کافر ہو جائے گا۔ تو یہی طریقہ ان حضرات کا رہا۔

غیر مقلدوں کی روک تھام کا طریقہ

سوال: ان کی روک تھام کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب: ان کے روک تھام کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے مسلک کو اپنی مسجدوں میں خوب بیان کیا جائے اور چونکہ یہ حدیث کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں اس لئے یہ ثابت کیا جائے کہ یہ حدیث کو نہیں مانتے ان کا عمل حدیث پر نہیں ہے۔ اس کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ ایسے سوالات کئے جائیں جس (کے جواب میں) یہ حدیث پیش ہی نہ کر سکیں دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جن احادیث پر ان کا عمل نہیں ہے خوب ان کی تشہیر کی جائے تاکہ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں وہ حدیث سنار ہے ہیں اور یہ اس پر عمل کرنے سے انکار کر رہے ہیں تو اس طریقہ سے ان کا علاج ہو سکتا ہے۔ ورنہ خاموشی سے تو یہ پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔

غیر مقلدوں کا موجودہ سرغنہ

سوال: غیر مقلدوں کا موجودہ بڑا سرغنہ کون ہے؟

الجواب: اب تو چونکہ ان کی کئی فرقیاں بنی ہوئی ہیں اس لئے کسی فرقی کا (امیر) معین الدین لکھنوی کسی کا عبدالغفار سلفی ہے تو اس طرح مختلف ان کی فرقیاں ہیں۔ حافظ سعید بنا ہوا لشکر نجس کا۔

لشکر طیبہ کے مقاصد

سوال: یہ لشکر طیبہ حقیقت میں جہادی تنظیم ہے۔ اس کا کوئی اور مقصد ہے؟

الجواب: اس وقت طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جو جہاد کے لئے تنظیم کھڑی ہو تو سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے کہ اس کے لئے جاسوس تیار کئے جائیں جو ان کی خامیاں یا ان کی غلطیاں ہمیں بتاتے رہیں اب ظاہر ہے کہ ان کو جہاد کے نام سے ہی کھڑا کیا جاتا ہے تو اس لئے یہ تنظیم جو ہے یہ اسی مقصد کے لئے بنائی گئی ہے کہ ایک تو جہاد کے نام پر سعودیہ سے یا دوسرے اسلامی ملکوں سے خوب پیسہ مجاہدین کو مل رہا ہے تو یہ زیادہ سے زیادہ پیسے لیں دوسرا یہ کہ مجاہدین کا چندہ بٹ جائے اور یہ زیادہ لے جائیں تیسرا یہ کہ ملک میں فتنہ ڈالنے کے لئے جہاد کی ٹریک لے کر آگے لڑنے کے لئے واپس ملک میں آجائیں چوتھا یہ کہ امریکہ کے سامنے جاسوسی کریں مجاہدین کی کہ فلاں جگہ کمزوری ہے فلاں جگہ یہ ہے تاکہ مجاہدین کو کچلنے کے لئے آسانی ہو جائے۔ تو اس لئے یہی تین چار مقاصد ہیں۔ چندہ جہاد کے نام پر اکٹھا کرتے ہیں اور الدعوة ماڈل اسکول کھول لئے ہیں تو ان کا اصل جہاد یہ ہے کہ خفیوں کو غیر مقلد بنایا جائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى ربی من کل ذنب واتوب الیه

فتنہ ترک تقلید و انکار حدیث

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

فاستلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبي
الكريم و نحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين
والحمد لله رب العالمين. رب اشرح لي صدري ويسر
لي امری واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدني
علما و ارزقني فهما. سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا
انك انت العليم الحكيم. اللهم صلى على سيدنا
و مولانا محمدا و على آل سيدنا و مولانا محمد
و بارك وسلم وصل عليه.

الہی خیر دور فتنہ آخر زماں آیا
رہے ایمان و دیں سالم کہ وقت امتحاں آیا

تمہید

برادران اہل سنت والجماعت! ایک وہ زمانہ تھا کہ فتنے اس انداز میں
بڑھتے تھے کہ قرآن کو نہیں ماننا، قرآن کا انکار کرنا، نبی پاک کی سنت کو نہیں ماننا اس کا
انکار کرنا ہے۔ لیکن اب فتنوں نے اپنا انداز بدل لیا ہے۔ اب اہل قرآن قرآن کا
نام لیکر دین میں فتنے پیدا کر رہے ہیں اہل حدیث حدیث کا نام لیکر دین میں فتنہ پیدا
کر رہے ہیں۔ پہلے یہ تھا کہ قرآن کو ماننا نہیں اب قرآن کا نام لیکر دین میں جھوٹ
بولنا ہے، حدیث، سنت کا نام لیکر دین میں جھوٹ بولنا ہے تو اس لئے جوں جوں
قیامت قریب آتی چلی جا رہی ہے فتنے نئے نئے ناموں سے سامنے آرہے ہیں۔ یہ
شیخ بخاری شریف کے ختم کی تقریب ہے۔

اہل سنت والجماعت کے دلائل

اہل سنت والجماعت چار دلائل کو مانتے ہیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ،
اجماع امت اور قیاس۔ ان چار میں سے پہلی دو دلیلیں بنیادی اور تشریحی دلیلیں کہلاتی
ہیں کتاب و سنت اور تیسری اور چوتھی دلیلیں جو ہیں ان کو تفریحی دلائل کہا جاتا ہے۔
تشریحی دلائل بھی دو ہیں کتاب و سنت اور تفریحی دلائل بھی دو ہیں اجماع اور اجتہاد
(قیاس)۔

تشریحی دلائل

سب سے پہلے ”تشریحی دلائل“ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ دو چیزیں ہیں
کتاب و سنت۔ قرآن پاک کی مثال ”خط“ کی ہے جیسے آپ کسی کو خط لکھتے ہیں تو
آپ کا ایک ایک لفظ ”مکتوب الیہ“ تک پہنچ جاتا ہے۔ لیکن سنت اور حدیث کی مثال
”خط“ کی نہیں ”پیغام“ کی ہے۔ آپ کسی کو پیغام دیتے ہیں تو پیغام لے جانے والا آپ

کے الفاظ حفظ نہیں کرتا بلکہ آپ کا مطلب ذہن میں رکھ کر لے جاتا ہے اور اپنے لفظوں میں آپ کا مطلب دوسروں کو پہنچا دیتا ہے۔ تو قرآن پاک کو یا ۱۱۴ خطوط ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے نام۔ یہ "لفظی الہام" ہے اور حدیث پاک ﷺ سنت نبوی جو ہے یہ "معنوی الہام" ہے جس طرح قرآن پاک تلاوت متواتر ہے اور اسکی سات قرأتیں متواتر ہیں۔ کسی علاقے میں کوئی قرأت تلاوت ہو رہی ہے کسی علاقے میں کسی قرأت پر خدا کی کتاب پڑھی جا رہی ہے۔ تیسرے علاقے میں تیسری قرأت پر تلاوت ہو رہی ہے۔ اسی طرح اللہ کے نبی پاک ﷺ کی سنت کے چار ہی طریقے ہیں جن کو چار مذاہب کہا جاتا ہے کسی علاقے میں "حنفی مذہب" کے مطابق اللہ کے نبی کی سنتوں پر عمل ہو رہا ہے کسی علاقے میں "شافعی مذہب" کے مطابق کسی علاقے میں "مالکی مذہب" کے مطابق کسی علاقے میں "حنبل مذہب" کے مطابق۔ تو جس طرح ساتوں قرأتیں برحق ہیں لیکن ان ساتوں (قرأتوں) کو جو جو کر کے کوئی آٹھویں قرأت بنانا جائز ہے۔ اسی طرح چاروں مذاہب اپنی اپنی جگہ برحق ہیں لیکن چاروں میں سے ایک ایک دو دو مسائل لیکر کوئی پانچواں مذہب بنانا یہ اہل سنت والجماعت کے ہاں قطعاً جائز نہیں، تو کتاب اللہ کی سات قرأتیں ہیں اور سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنے کے چار طریقے ہیں جن کو چار مذاہب کہا جاتا ہے۔ اور اہل سنت والجماعت انہی میں داخل ہیں ان سے باہر اہل سنت والجماعت نہیں ہے۔

قرآن کی دو مرتبہ تدوین کیوں؟

تو چونکہ یہ حدیث پاک کی مجلس ہے اس لئے اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ جس طرح قرآن پاک دو مرتبہ جمع ہوا ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کروایا اور پھر دوسری مرتبہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جمع کروایا گیا آخر یہ دوسرے جمع کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ پہلے اور دوسرے میں فرق کیا تھا؟ نبی اقدس ﷺ پر جب قرآن پاک نازل ہوتا تھا تو عرب میں سات لغات

تھیں۔ قریش کی لغت پر قرآن پاک نازل ہوتا تھا لیکن باقی لغات والے بعض الفاظ صحیح اور نہیں کر سکتے تھے۔ ان کیلئے بڑی مشکل پیش آتی تھی اسلئے رسول اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں کہ یا اللہ تبارک و تعالیٰ! قرآن پاک کو ساتوں قرأتوں پر پڑھنے کی اجازت دے دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ اب نبی اقدس ﷺ کے مبارک زمانے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں قرآن پاک ساتوں لغات پر پڑھا جاتا تھا لیکن جب تک عرب میں قرآن رہا عرب والے اپنی لغات کا اختلاف آسانی سے سمجھ سکتے تھے۔ اسلئے کوئی بھڑا کوئی لڑائی نہیں ہوتی تھی۔ جب قرآن پاک بجم میں پہنچا تو وہاں لوگ حیران ہوئے کہ اس خیمے والا قرآن اور طرح پڑھ رہا ہے۔ اُس خیمے والا قرآن اور طرح پڑھ رہا ہے۔ انجیلیں تو چار ہیں۔ اور قرآن پاک شاید سات ہو گئے ہیں۔ چنانچہ یہ بات سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجی گئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو مباحرین و انصار حیات تھے ان کو جمع فرمایا اور ان میں یہ بات رکھی کہ اس (اختلاف قرأت) سے فتنہ پھیل رہا ہے تو سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ جن بوزھوں کیلئے اجازت لی گئی تھی ہر لغت پر قرآن پڑھنے کی ان میں سے اکثر وفات پا چکے ہیں اور بچہ ہر لغت سیکھ لیتا ہے۔ اسلئے وہ ضرورت لب باقی نہیں رہی۔ اسلئے فقہ سے (امت کو) بچانے کیلئے (حکم دیا گیا کہ) اب صرف اور صرف لغت قریش پر قرآن پاک پڑھا جائے اور اور کسی لغت پر قرآن پاک نہ پڑھایا جائے۔ چنانچہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دوبارہ جمع کی ضرورت اسلئے ہوئی کہ اب اس کو صرف اور صرف لغت قریش پر جمع کیا جائے اور باقی لغات اس میں نہ آئیں۔

امت میں فتنہ قطعاً پسندیدہ نہیں

تو دیکھو اس سے یہ معلوم ہوا کہ امت میں فتنہ قطعاً پسند نہیں:

الفتنۃ اکبر من القتل الفتنۃ اشد من القتل

اب یہ قرآن پاک ہی کی لغات تھیں قرآن پاک پڑھا جاتا تھا لیکن دین پر عمل کرنے کا طریقہ یاد رکھیں کہ دین پر عمل بھی ہو اور امت نبوی میں فتنہ بھی برپا نہ ہو۔

غیر مقلدیت ایک فتنہ ہے

اس لئے یاد رکھیں "مذہب حنفی" جس علاقے میں ہے یہ مذہب ہے فتنہ نہیں کیونکہ سارے اسی طریقہ پر عمل کر رہے ہیں "مذہب شافعی" جس ملک میں ہے وہ مذہب ہے فتنہ نہیں۔ "مذہب مالکی" جس ملک میں ہے وہ مذہب ہے فتنہ نہیں۔ "مذہب حنبلی" جس ملک میں ہے وہ مذہب ہے فتنہ نہیں۔ لیکن "غیر مقلدیت" مذہب نہیں یہ ایک فتنہ ہے۔ اور فتنہ چاہے قرآن کے نام پر اٹھایا جائے یا سنت کے نام پر اٹھایا جائے۔ بہر حال وہ فتنہ ہی ہوتا ہے اور ہمیں تاکید کی گئی ہے کہ فتنے سے (امت کو) بچانا ہے اور فتنے کو دہانا ہے۔

خیر القرون میں تقلید غیر شخصی بھی جائز تھی

یہاں ایک بات اور سمجھ لیں پہلے سات لغات پر قرآن پڑھا جاتا تھا لیکن فتنے سے امت کو بچانے کے لئے ایک ہی لغت باقی رہی اسی طرح خیر القرون میں تقلید غیر شخصی بھی جائز تھی کسی امام کا مسئلہ لے لیا، دوسرے (کسی امام) کا لے لیا تو جس طرح لغات کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا جب خیر القرون ختم ہوا تو لوگوں نے بیہودہ کر مجتہدین نے پھر یہ فیصلہ کیا کہ اب چار مذاہب مکمل طور پر مرتب ہو چکے ہیں کسی نے مجتہد کی ہمیں ضرورت نہیں اور نبی اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ۔

"خیر القرون میں خیر غالب رہے گی اس کے بعد مجتہد اور ثم

پہیلنا شروع ہو جائے گا۔"

اگر اب بھی اجتہاد کی اجازت دی جائے تو سب سے بڑا مسئلہ یہی ہوگا کہ جو آدمی اجتہاد کا دعویٰ کرے اس کے بارے میں یہی جھگڑا پیدا ہو جائے گا کہ یہ صحیح مجتہد ہے کہ غلط ہے اور پھر یہ آدمی اجتہاد کے نام پر امت میں نئے نئے فتنے ڈالے گا۔

خیر القرون کے بعد اہل سنت والجماعت کا اجماع

اس لئے اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ اب کسی نئے اجتہاد کی ضرورت باقی نہیں رہی یہی جو چار مذاہب ہیں ان میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید کرنے سے نبی اقدس ﷺ کی سنت پر مکمل عمل ہو جائے گا۔ اس لئے نئے اجتہاد کا وہ ازہ بند کر دیا گیا۔ تو جس طرح صحابہ کرام کے زمانہ میں سات لغات میں سے ایک لغت پر اجماع ہو گیا تاکہ امت فتنے میں نہ پڑے۔ اسی طریقے سے اب خیر القرون کے بعد اس بات پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہو گیا کہ اب اللہ کے نبی پاک ﷺ کی سنت کی تابعداری کے چار ہی طریقے ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اس سے باہر نہ لانا اللہ کے نبی کی سنت سے باہر نکل جاتا ہے۔

کیا تقلید چوتھی صدی کی پیداوار ہے؟

اس بات کو بعض لوگوں نے ایسا غلط انداز میں بیان کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ جی تقلید جو ہے چوتھی صدی میں شروع ہوئی ہے۔ پہلی تین صدیوں میں تقلید نہیں تھی اور یہ دوسرے عوام میں جلدی اثر کر جاتا ہے کہ جب پہلے تین صدیوں میں (تقلید) نہیں تھی تو یہ تو بدعت ہوئی چوتھی صدی کی۔ اس لئے لوگ تقلید کو برا سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایسا ہی بڑا جھوٹ ہے جیسے کوئی یہ کہہ دے کہ لغت قریش پر قرآن پڑھتا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شروع ہوا تھا۔ یاد رکھیں لغت قریش پر نو پہلے دن ہی سے قرآن پاک پڑھا جا رہا ہے لیکن لغت قریش کے علاوہ دوسری لغات پر بھی قرآن پاک پڑھا جاتا تھا۔ اب امت کو فتنے سے بچانے کیلئے صرف ایک لغت پر قرآن پاک کی تلاوت باقی رکھی گئی اور چھ لغتوں پر قرآن کی تلاوت سے روک دیا گیا۔ اسی طرح تقلید تو پہلے دن سے آرہی تھی۔^(۱)

(۱) "فتنہ" امام ابی اللہ صاحب فرماتے ہیں

وبعد المائیں مظهر فہم السلف للمجتہدین ما عبادہم وقل من كان لا يعتمد علی مذهب مجتہد

عہدہ وکان ہذا هو الواجب فی ذلک الزمان (الانصاف ۵۲)

ترجمہ: "دوسری صدی کے بعض لوگوں میں متبعین مجتہدین کے مذہب پر چلنے کا رواج ظاہر ہوا کسی غیر متبعین مذہب پر نہ چلنے والوں کی تعداد بہت کم ہو گئی اس زمانے میں یہی واجب تھا۔" (محمد عظیمی منہ)

حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کی تحقیق

استاذ المحدثین حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ”خیر التقدید“ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ مبارک کے زمانے میں مسئلہ معلوم کرنے کے تین طریقے ہوتے تھے۔

(۱)۔ ذات اقدس ﷺ جو لوگ حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے۔ انہیں کوئی نیا مسئلہ پیش آ گیا ہے تو براہ راست نبی اقدس ﷺ سے مسئلہ پوچھ لیتے تھے۔

(۲)۔ جو آپ ﷺ سے دور ہوتے تھے۔ اگر وہ صحابی مجتہد ہوتا تو خود اجتہاد کرتا۔ جیسے آپ ﷺ کی زندگی میں ہی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں اجتہاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی اجازت سے۔^(۱)

(۳)۔ اور اگر وہ اجتہاد نہ کر سکتے تو اپنے علاقے کی مجتہد کی تقلید کر لیتے۔ تو تین طریقے تھے مسئلہ معلوم کرنے کے ذات اقدس ﷺ اجتہاد اور تقلید۔

جنسور علیہ السلام کے وصال کے بعد

جب حضرت ﷺ کا وصال ہو گیا تو یہ (پہلا) طریقہ ختم ہو گیا۔ اب اس کے بعد وہی طریقے رہے۔ اگر قوت اجتہادی موجود ہے تو وہ اپنی اجتہادی بصیرت کی روشنی میں کتاب و سنت پر عمل کرتے تھے۔ اور جن لوگوں میں قوت اجتہاد نہیں تھی وہ

(۱) جب حضور اکرم ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو فرمایا:

عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ لما بعثہ الی الیمن، قال: کیف تقضی اذا عرض لک قضاء؟ قال افضی بکتاب اللہ، قال فان لم تجد فی کتاب اللہ؟ قال فبسنة رسول اللہ ﷺ، قال فان لم تجد فی سنة رسول اللہ ﷺ، ولا فی کتاب اللہ؟ قال

اجتہد رأي، ولا الوأ فضر رسول اللہ ﷺ صدره، فقال: الحمد لله الذي وفق رسول الله ﷺ لما يرضى رسول الله. (سنن أبي داود، كتاب النقيض، باب اجتہاد الراي في القضاء)

مجتہدین کی رہنمائی میں کتاب و سنت پر عمل کرتے تھے۔ اور خیر القرون میں یہ دونوں طریقے جاری رہے۔ اجتہاد اور تقلید۔

خیر القرون کے بعد

جب خیر القرون ختم ہو گیا اب فتنے کا دور شروع ہوا اور نئے اجتہاد کی اجازت دینے میں امت میں منت نئے فتنے اٹھنے کا خطرہ تھا اسلئے اجماع ہو گیا کہ اب اجتہاد نہیں ہوگا، اب صرف اور صرف تقلید قیامت تک چلے گی۔

اسلام میں تقلید پہلے دن سے تواتر کے ساتھ

تو یہ تقلید آج شروع نہیں ہوئی بلکہ پہلے دن سے اسلام میں تقلید آرہی ہے اس لئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”اعتد المجید“ میں علامہ حامدؒ احکام میں حافظ توضیح، ”توضیح تلویح“ میں اور امام غزالیؒ المستصفیٰ میں فرماتے ہیں کہ: ’تقلید اسلام میں پہلے دن سے تواتر کے ساتھ چلی آرہی ہے۔‘

اور اس پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ ایک دن بھی اسلام میں ایسا نہیں گزرا کہ فتویٰ لینے یا فتویٰ دینے پر پابندی لگائی گئی اور کبھی مفتی کو اس بات کا پابند نہیں کیا گیا کہ وہ ہر مسئلہ عوام کو با دلیل بتائے۔

صحابہ کرامؓ کے فتاویٰ بلا ذکر دلیل

چنانچہ صحابہ کرامؓ کے ہزاروں فتاویٰ ”معنف ابن ابی شیبہ“ ”معنف عبدالرزاق“ وغیرہ میں موجود ہیں۔ ان میں انہوں نے نفس مسئلہ بیان کیا ہے کوئی آیت یا حدیث بطور دلیل بیان نہیں کی۔ تو وہ بلا ذکر دلیل فتویٰ دیتے تھے اور عوام بلا مطالعہ دلیل ان کے فتویٰ پر عمل کرتے تھے اور اسی کا نام تقلید ہے۔ اور یہ متواتر تھا کسی نے صحابہؓ کے دور میں تابعینؒ کے دور میں تبع تابعینؒ کے دور میں اس کا کبھی بھی انکار نہیں کیا۔ تو اسلئے یہ کہنا کہ تقلید چوتھی صدی کی بدعت ہے، غلط ہے۔

صحابہؓ اور تابعینؒ میں جمع احادیث کا طریقہ

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ صحابہؓ اور تابعینؒ کے زمانے میں طریقہ یہ رہا کہ جمع احادیث میں صرف اپنے علاقے کو مد نظر رکھا جاتا تھا۔ اپنے علاقے کی احادیث جمع کی جاتی تھیں۔ جیسے مؤطا امام مالک میں مدینہ منورہ حجاز کی حدیثیں جمع کی گئیں۔ چنانچہ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک دن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پوچھ بھی لیا کہ آپ نے "مؤطا" میں عبداللہ بن عمرؓ کی روایات بھر دی ہیں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات نہ ہونے کے برابر ہیں (مؤطا امام مالک میں) اسکی کیا وجہ ہے؟

تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہی جواب ارشاد فرمایا

"عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ساری عمر مدینہ منورہ میں رہے اور ان کے وہ شاگرد جو ان کے ساتھ کثیر الملازمت رہے ساری عمر ان سے پڑھتے رہے۔ وہ بھی مدینہ میں رہے اور ان کے ساتھ میری ملاقات ہوئی اس لئے میں نے ان کی روایات لے لیں۔ لیکن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ میں رہے ان کے جو کثیر الملازمت شاگرد تھے یا تو مکہ میں رہے یا کوفہ چلے گئے اس لئے ان کے ساتھ میری زیادہ ملاقاتیں نہیں (ہوئیں) اور میں نے اصول یہ رکھا تھا کہ روایات میں وہ اونکا جن میں استاذ اور شاگرد میں کثیر الملازمت ہوتا ثابت ہو جائے۔"

اسی طرح امام محمدؒ نے عراق کی احادیث کا مجموعہ "کتاب الامار" اور "مؤطا

امام محمدؒ" کی شکل میں مرتب فرمایا۔

خیر القرون میں حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کا معیار

اس زمانہ میں حدیث کو صحیح یا ضعیف کہنے کے لئے اسامہ الربال کی ضرورت نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہ عوام سے احادیث نہیں لیتے تھے بڑے بڑے محدثین سے

لیتے تھے اور سب سے بڑا معیار کہ حدیث پر عمل ہے یا نہیں وہ اپنے علاقے کے علماء کا فتویٰ ہوتا تھا۔ آپ نے "مؤطا امام مالک" پڑھی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے ساتھ ہی اہل مدینہ کے عمل کا ذکر کر دیتے ہیں۔ "مؤطا امام محمد" پڑھی ہے ان کا عمل یہی طریقہ ہے کہ وہ فقہاء عراق کا مذہب ساتھ ہی نقل کر دیتے ہیں۔ جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس حدیث پر عمل ہو رہا ہے اور اس حدیث پر عمل نہیں ہو رہا۔ پھر دوسرا قدم یہ اٹھا کہ مصنف ابن ابی شیبہؒ مصنف عبدالرزاقؒ وغیرہ میں ساری دنیا کا پکڑ لیا کہ احادیث جمع کر لی گئیں اور سارے علاقوں کے دلائل اس میں اکٹھے ہو گئے۔ اس کے بعد تیسری باری "صحاح ستہ" والوں کی آئی اب انہوں نے دیکھا کہ اتنی بڑی سی کتابیں داخل نصاب نہیں ہو سکتیں اس لئے ان سے کچھ انتخاب کر لینا چاہئے تاکہ انتخاب کر کے احادیث کے کچھ مجموعے مرتب کر لئے جائیں۔ اب اس انتخاب میں ان کے سامنے معیار اور پیمانہ کیا تھا تو صحیح بات یہی ہے کہ چونکہ یہ سارے حضرات کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے اس لئے وہی تہذیب ان کے ہاں اصل معیار ہے۔ انہوں نے اپنے اپنے دلائل اپنے اپنے مذہب کے اکٹھے کر لئے۔

سمجھنے کی بات

یہاں ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ بعض اوقات آدمی سوچتا ہے جی صاحب مقلودہ جو تھے یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے اتنی حدیثیں پڑھ کر یہ امام شافعی کے مقلد ہوئے تو شاید امام شافعی کا مذہب حدیث کے زیادہ قریب ہوگا۔ اس لئے کہ اتنا بڑا محدث (امام شافعیؒ) کا مقلد تھا۔ نہیں یہ بات نہیں تھی یاد رکھیں ہندوستان میں بڑے بڑے محدث گزرے ہیں:

۱۶۰ ... علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۱ ... سید علی حقی رحمۃ اللہ علیہ

یہ سارے کے سارے حنفی تھے اصل بات یہ تھی کہ جس علاقے میں حنفی راجح تھے وہاں تہذیبی امام ابوحنیفہؒ کی ہوتی تھی خواہ وہ محدث ہو یا فقیہ ہو۔ جس

ملائے میں شافعی رہتے تھے وہاں تقلید ہی امام شافعی کی ہوتی تھی تاکہ امت میں فتنہ برپا نہ ہو۔ اس لئے ان حضرات نے اپنے ائمہ کے دلائل جو تھے وہ اپنی اپنی کتابوں میں مرتب فرمائے۔

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قول کے مطابق ۲ لاکھ احادیث سے اور ایک قول کے مطابق ۶ لاکھ حدیث سے یہ مجموعہ مرتب فرمایا اور اسی طرح لاکھوں احادیث سے انتخاب کر کے ان حضرات نے اپنی یہ چھ کتابیں مرتب فرمائیں۔

احادیث کو ضعیف بنانے کا فتنہ

آج کل جو فتنہ ایک نیا اٹھا ہے وہ یہ ہے آپ کے شاید علم میں ہوگا کہ بخاری مسلم کے علاوہ ہر کتاب کے دو دو حصے کر دیئے ہیں۔ صحیح ابوداؤد، ضعیف ابوداؤد۔ صحیح ترمذی، ضعیف ترمذی۔ صحیح ابن ماجہ، ضعیف ابن ماجہ۔ صحیح نسائی، ضعیف نسائی۔ اور یہ (فتنہ) ناصر الدین البانی کا اٹھایا ہوا ہے۔ نام اہل حدیث ہے اور احادیث کے خلاف ایک بہت بڑی سازش اس نے کھڑی کر دی ہے۔

ضعیف کہہ کر انکار حدیث کا فتنہ اور اس کا سید باب

اور آج کل حدیثوں کو ضعیف کہہ کر حدیثوں کے انکار کا فتنہ بڑا عام ہے اس بارے میں ایک اصول ذہن میں رکھ لیں کہ جس طرح سارے علم حساب کا خلاصہ دو قاعدے ہیں جمع اور تفریق اسی طرح جرح جتنی بھی پھیل جائے اصل بنیاد دو باتوں پر ہوتی ہے کہ راوی کا حافظہ کمزور ہے یا عدالت دین میں کمزور ہے۔

حافظہ پر جرح

جو حافظہ کی وجہ سے جرح ہوتی ہے اس جرح کو چھوٹی جرح کہا جاتا ہے کیونکہ یہ جرح متابعات اور شواہد سے ختم ہو جاتی ہے قرآن پاک میں آتا ہے کہ دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر تسلیم کر لیا گیا اور وجہ یہی بیان کی گئی کہ اگر ایک عورت بھول جائے گی تو دوسری اس کو یاد دلادے گی محدثین نے اس سے یہ اصول

نکالا کہ اگر سند میں ایسا راوی ہو جس کے حافظہ میں کچھ کمی ہو اور دوسری سند مل جائے جس میں ایسا ہی اگرچہ راوی ہو تو یہ دونوں سندیں ملکر پھر بالکل حدیث صحیح ہو جاتی ہے تو اس طرح جب یہ (غیر مقلد) کہتے ہیں کہ فلاں حدیث ضعیف ہے فلاں ضعیف ہے شور مچاتے ہیں۔ تو ان سے یہی پوچھنا چاہئے کہ ضعف کی وجہ حافظہ کی کمزوری ہے یا عدل نہ ہونا ہے؟ اگر حافظہ کی کمزوری ہے تو پھر دوسری سند کے مل جانے سے وہ حدیث صحیح ہو جاتی ہے اس کو ضعیف کہہ کر رد کرنا صحیح حدیث کو رد کرنا ہے اور اس سے آدمی حیران ہوتا ہے بے چارے بازار والے لوگ یا جو علم حدیث نہیں جانتے کہ خیر المدارس میں شیخ الحدیث صاحب جن کی زندگی گزر رہی ہے حدیث پڑھتے پڑھاتے ہیں وہ اس حدیث پر عمل کر رہے ہیں لیکن یہ بازار میں بیٹھا ہوا (ایک آدمی جو کہ غیر مقلد ہے) کہہ رہا ہے حدیث ضعیف ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ خیر المدارس کے شیخ الحدیث صاحب یہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ایک دوکاندار لڑکے کو تحقیق ہو گئی۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

اصل وجہ کیا ہے؟

اصل بات کیا ہے؟ نہ شیخ الحدیث صاحب کے سامنے اس کی دس پندرہ سندیں ہیں اور دو سندیں بھی ہو جائیں تو حدیث کی صحت میں شک نہیں رہتا۔ اس لئے شیخ الحدیث صاحب کیسے اس حدیث کو ضعیف کہہ دیں گے اسکے متن کو۔ اور اس (غیر مقلد) لڑکے کو (غیر مقلدوں) نے ایک ہی سند دکھائی ہے۔ اور اس میں کسی ایک راوی پر انگلی رکھ کر دکھایا گیا کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ تو اس لئے یہ مطلب نہیں کہ اگر بازار میں ایک (غیر مقلد) نوجوان جو حدیثوں کو ضعیف کہہ رہا ہے تو اس کی تحقیق بہت زیادہ ہو گئی ہے اور حنفی شیخ الحدیث صاحب اس تحقیق تک نہیں پہنچے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ احناف شیخ الحدیث صاحبان کا مطالعہ بہت ہی زیادہ وسیع ہے ان کے سامنے کئی شواہد ہیں کئی متابعات ہیں اس لئے انہیں پتا ہے کہ اس حدیث کا انکار ایک نہایت صحیح حدیث کا انکار ہے۔ لیکن وہ جس (غیر مقلد) کو فتنے کے لئے بازار

میں بٹھا دیا گیا ہے اس بے چارے کو ایک سُنَد دکھا دی گئی ہے اور ایک راوی پر انگلی رکھ کر دکھایا گیا کہ بھئی یہ ضعیف ہے۔

ضعف کے بارے میں قانون

تو مقصد یہی ہے کہ آجکل یہ فتنہ جو چل رہا ہے پہلے تو یہ تھا کہ حدیث ماننی نہیں آج کل کہتے ہیں کہ یہ اس لئے نہیں ماننی کہ یہ ضعیف ہے۔ تو ضعف کے بارے میں میں نے قانون عرض کیا جب تک وہ مفسر بیان نہ کریں کہ مجھے ضعف کیا ہے۔ اس وقت تک (اس حدیث کو) ضعیف نہیں کہا جائے گا (بلکہ) متابعات اور شواہد کو دیکھا جائے گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
استغفر الله تعالى ربی من کل ذنب واتوب الیه

اصلی اہلسنت اور بہروپیوں کی پہچان

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم.

بسم الله الرحمن الرحیم.

ان الدین عند الله الاسلام. وقال النبی صلی الله علیه
وسلم لقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد.
او کما قال صلی الله علیه وسلم.

صدق الله مولانا العظیم وبلغنا رسولہ النبی
الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاہدین والشاکرین
والحمد لله رب العالمین رب اشرح لی صدري ویسر لی
امری واحلل عقدة من لسانی یفقهوا قولی رب زدنی
علما و ارزقنی فهما. سبحانک لا علمنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم. اللهم صلی علی سیدنا و
مولانا محمد و علی آل سیدنا
و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ.

تمہید

بہت مختصر سا وقت ہے مجھ سے پہلے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم قادیانی بہروپے کا ذکر فرما رہے تھے۔ دنیا میں بڑے بڑے مدعی ہوئے ہیں جنہوں نے بھی اور سچے بھی۔ لیکن یہ (مرزا قادیانی) ایک ایسا بہروپ تھا جس کے بارے میں خود اسے بھی پتا نہیں تھا کہ میں کیا ہوں؟

ایک قادیانی سے مناظرہ

میں ایک دن اسکول میں بیٹھا تھا ایک صاحب آئے وہ زندہ ہیں ابھی محمد منشاء ان کا نام ہے۔ کہنے لگے میں نے قادیانیت کے لئے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ قادیانیت کی تبلیغ کے لئے۔ اور میں مدرسہ غزنویہ اہلحدیث امرتسر کا فارغ التحصیل عالم ہوں۔ اس کے بعد میں قادیانی ہو گیا۔ میں نے اس سے اتنا پوچھا کہ تو نے مرزا قادیانی کو مانا کیا ہے؟ کیونکہ مرزا قادیانی کے بارے میں یہ سمجھ لینا کہ وہ کیا تھا یہ خود ایک ایسا معمہ ہے جو قادیانی بھی حل نہیں کر سکے۔ وہ کبھی مہدی کا بہروپ دھارتا تھا کبھی مسیح کا، کبھی نبی کا، کبھی تشریفی (نبی کا)، کبھی غیر تشریفی، کبھی مرد کا، کبھی عورت کا، کبھی حجر اسود، کبھی رد رگوپال، کبھی کرشن جی مہاراج، کبھی امیر الملک جے سنگ بہادر۔ تو اس کا تو یہی پتہ نہیں کہ وہ کھتا تھا یا مسلمان تھا، عیسائی تھا یہودی تھا، مسلمان بہر حال نہیں تھا اور پتہ نہیں وہ تھا کیا؟ تو اس سے میں نے یہی پوچھا کہ تو نے مرزا کو کیا مانا ہے؟ تو کہتا کہ میں نے اس کو مہدی اور مسیح مانا ہے۔ تو وہی بات جو مولانا آپ سے پوچھ رہے تھے کہ مہدی اور مسیح تو وہ ہیں۔ آپ نے ایک کو کیسے مان لیا کہ وہ مہدی بھی ہے اور مسیح بھی ہے۔ امام الگ اور مقتدی الگ۔ یہ دو چیزیں ہوتی ہیں تو نے کیسے مان لیا کہ وہ ایک ہی ہیں اسکو مہدی بھی مانتا ہے مسیح بھی مانتا ہے کرشن بھی مانتا ہے سب کچھ مانتا ہے۔ اس پر وہ بے چارہ بڑا پریشان ہوا کہنے لگا اور تو میں کوئی مسئلہ نہیں جانتا مجھ سے آپ حیات مسیح پر مناظرہ کر لیں۔ میں نے

کہا بڑی اچھی بات ہے۔ آپ کا مرزا بھی مسیح بنتا ہے نا۔ تو اس کی حیات پر مناظرہ ہوگا۔ میں نے لکھ دیا:

”اسکی حیات بھی لعنتی حیات تھی اس کی موت بھی لعنتی موت تھی۔“

اس پر مناظرہ کر لو۔ اب اس پر تو قادیانی مناظرہ کرنے کو کبھی تیار نہیں ہوتے۔ بہر حال اس سے مناظرہ ہوا اللہ کا احسان ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ اس وقت تو اٹھ کر چلا گیا ٹیپ لے کر ربوہ۔

مناظرے کا نتیجہ

تین مہینے کے بعد آیا مجھے ملا۔ السلام علیکم میں خاموش رہا کیونکہ قادیانیوں کے سلام کا تو کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ دو تین مرتبہ سلام کیا میں خاموش رہا۔ کہنے لگا آپ سلام کا جواب تو دیں میں نے کہا تم جو بات کرنا چاہتے ہو وہ کرو کیا کہنا ہے؟ کہنے لگا میں یہی بتانے آیا ہوں کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں قادیانیت سے توبہ کر لی ہے اور اب میں نے ایک دوکان ڈال لی ہے دو مہینے اس پر بیٹھا رہا ہوں آج دل میں خیال آیا جب میں کافر تھا قادیانی، تو زندگی وقف کی ہوئی تھی اب کم از کم چلہ تو لگا آؤں جا کے تبلیغی جماعت میں۔ کہتا ہے میں رائے دند جا رہا تھا تو سوچا چلو امین صاحب سے بھی مل لوں اور انہیں بتا دوں کہ جو مناظرہ ہوا تھا میں نے وہ ٹیپ قاضی نذیر کو عبدالمالک کو سب کو سنائی کہ میں آپ کا مذہب چھوڑ رہا ہوں یا مجھے اس کا جواب دے دو لیکن کسی نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تو بہر حال یہ تو وہ بہروپ تھا جس کا ذکر مولانا فرما رہے تھے۔

میرا موضوع

اس وقت میرا جو موضوع ہے وہ یہ ہے ”اہل سنت والجماعت“۔ وقت چونکہ بہت مختصر ہے تو اس لئے یہاں بھی یہی بات ہے کچھ اصلی اہلسنت ہوتے ہیں کچھ بہروپے اہل سنت ہوتے ہیں۔ ہم ہیں اہلسنت والجماعت خفی۔ یہ نام جو ہے یہ

ہماری متعلقات سند بھی ہے کیونکہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت صحابہ نے آنکھوں سے دیکھ کر ان سے لی۔ اور ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آنکھوں سے صحابہ کی زیارت کی۔ اس لئے مذہب حنفی ایک ایسا مذہب ہے جسکی بنیاد مشاہدہ پر بن سنی سنائی باتوں پر نہیں۔ تو ہم اہلسنت والجماعت منفی ہیں۔

نبی کے صحابہؓ نجوم بدایت ہیں

جب ہم اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں تو تعلق خدا کے آخری نبی سے جوڑتے ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو دین کے لانے والے تھے اور ”آفتاب ہدایت“ تھے۔ جب ہم اپنے آپ کو ”الجماعت“ کہتے ہیں تو اپنا تعلق نبی اقدس کے پاک باز صحابہ سے جوڑتے ہیں ہمارا معتزہ عقیدہ یہی ہے کہ جس طرح ہمارے نبی پاک سارے نبیوں سے زیادہ شان والے اور افضل ہیں اسی طرح ہمارے نبی پاک کے صحابہ اور نبی پاک کے اہل بیت تمام نبیوں کے صحابہ اور اہل بیت سے زیادہ شان والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے قربانیاں بھی زیادہ ولی ہیں اور ان کو درجات بھی اللہ تعالیٰ نے بہت بلند عطا فرمائے ہیں۔ تو ”الجماعت“ میں ہمارا تعلق صحابہ کے ساتھ ہے وہ ”نجوم ہدایت“ ہیں ہدایت کے ستارے ہیں۔

امام اعظمؒ چراغ ہدایت ہیں

اور حنفی میں تعلق ہمارا سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ دین کے لانے والے صحابہ دین کے پھیلانے والے، امام اعظم ابوحنیفہؒ دین کے نکھوانے والے ہیں۔ اب صحابہ نے دین پھیلایا جو اللہ کے نبی پاک لائے تھے یا کوئی نیا بنا کے پھیلا دیا وہی پھیلا یا؟ اور امام نے وہی نکھوایا جو صحابہ سے ماہ کوئی نیا نہیں نکھوایا۔ جو کہتا ہے صحابہ کرامؓ نے نبی کا دین بدلا وہ بدکار افسی ہے جو کہتا ہے امام نے نبی کا دین بدلا وہ چھوٹا افسی ہے۔ نہ امام دین کے بدلنے والے ہیں نہ صحابہ دین کے بدلنے والے ہیں۔ تو اللہ کے نبی ”آفتاب ہدایت“ ہیں صحابہ ”نجوم

ہدایت“ ہیں اور امام ابوحنیفہؒ ”چراغ ہدایت“ ہیں۔

چراغ کا کام

اب چراغ کا کیا کام ہوتا ہے؟ جو چیز چراغ کے بغیر نظر نہیں آ رہی تھی آپ نے کتاب کھولی اس پر دس سطریں تھیں چراغ کے سامنے کمرے سے چند روگھس یا آنکھ رہ گئیں! کیا خیال ہے (دس سطر ہیں) سامعین! چراغ نہ کوئی نقطہ بڑھاتا ہے نہ کوئی نقطہ گھٹاتا ہے۔ اسی طرح مجتہد نہ کوئی نقطہ دین میں بڑھاتا ہے نہ کوئی نقطہ گھٹاتا ہے۔ ہاں دو مسائل جو اجتہادی خوردبین کے بغیر نظر نہیں آ سکتے وہ لوگوں کو دکھا دیتا ہے۔ تو ہم اہل سنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔

حدیث کا صحیح مطلب

ایک آدمی مجھے کہنے لگا جی حدیث پاک میں آیا ہے

صلوا کما راہتمونی اصلی

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۸۸)

حضرت ﷺ نے فرمایا اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھتے

ہو۔

تو میں نے مسکراتے ہوئے کہا پھر نماز تو مجھے بھی معاف ہوگئی آپ کو بھی معاف ہوگئی۔ کہنے لگا کیوں؟ میں نے کہا نہ میں نے دیکھا حضرت کو نماز پڑھتے نہ آپ نے دیکھا ہے۔ میں نے کہا آپ نے دیکھا؟ کہنے لگا نہیں میں نے کہا دیکھا تو میں نے بھی نہیں۔ کہنے لگا اس پر کیسے عمل ہوگا؟ میں نے کہا اللہ کے نبی نے نماز پڑھی حضرت انس بن مالکؓ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا حضرت انس بن مالکؓ نے نماز پڑھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا۔ فرماتے ہیں:

راہت انس ابن مالک بصلی

تو ہمارے امام نے صحابہ کو دیکھا صحابہ نے اللہ کے نبی پاک کو دیکھا۔

اس لئے وہ نماز جو اللہ کے نبی پاکؐ نے صحابہؓ کو سکھائی تھی اور انہیں صحابہؓ سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سیکھی اور وہی کتابوں میں لکھوا دی وہ کتابیں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابویوسفؒ کی لکھی ہوئی آج بھی موجود ہیں۔

سنت کی قیمت

تو ہم اہل سنت ہیں۔ یہ کتنی قیمتی چیز ہے سنت، یاد رکھیں حضرت پاکؐ پر ایک دفعہ درود پاکؐ پڑھا جائے تو دس نیکیاں ملتی ہیں دس درجے بلند ہوتے ہیں دس گناہ معاف ہوتے ہیں دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں یہ چالیس نقد فائدے ایک دفعہ درود پاکؐ پڑھنے کے ہیں اور آپ کی سنت پر عمل کرنے کے فرمایا جو اس وقت یہی سنتوں پر عمل کرے جب امت میں بدعات وغیرہ کا فساد پھیل رہا ہوگا، تو اسے شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اب دیکھئے درود پڑھنے پر جتنی بھی نیکیاں ملیں لیکن درود پڑھنے والا انتظار میں ہوگا کہ کب اللہ کے نبی پاکؐ کے پاس میری شفاعت کا نمبر آتا ہے۔ اور شہید کا مقام اس سے بلند ہے شہید کو خود آدمیوں کی سفارش کرنے کا حق دیدیا جائے گا تو اسلئے سنت بڑی قیمتی چیز ہے۔

لیکن جیسے آپ پہلے بھی سن رہے تھے کہ اس دنیا نے کسی چیز کو معاف نہیں کیا، سچے خداؤں کے مقابلے میں چھوٹے خدا بنائے سچے نبیوں کے مقابلے میں چھوٹے نبی بنائے سچے پیروں کے مقابلے میں چھوٹے پیر بنائے۔ کسی چیز کو معاف نہیں کیا، اسی طرح سنت کو مٹانے کے لئے کئی جعلی سنی بھی پیدا ہو گئے دنیا میں۔ اب ہم صاف بات کہتے ہیں نبی پاکؐ کی تابعداری دو چیزوں میں ہوتی ہے۔

- (۱)..... جو کام آپؐ کرتے رہے اس میں تابعداری ہے کہ وہ کام کئے جائیں۔
- (۲)..... جو کام آپؐ نے نہیں کئے باوجود سبب کے اس میں تابعداری ہے کہ وہ کام نہ کئے جائیں۔

اصلی اہلسنت کون؟

توجہ کریں وقت تھوڑا ہے دیکھئے پانچوں نمازوں سے پہلے اذان سنت ہے یا نہیں؟ (سنت ہے۔ سامعین) پانچوں نمازوں سے پہلے اذان کہنا سنت ہے، اقامت کہنا سنت ہے۔ کیونکہ یہ حضرت ﷺ کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ لیکن غیدین سے پہلے اور جنازے سے پہلے اذان نہ کہنا سنت ہے۔ اب اگر کوئی کہے اذان میں کوئی برائی ہے؟ اللہ کی توحید ہے۔ نبی کی رسالت ہے۔ نجات کا پیغام ہے۔ کامیابی کا اعلان ہے۔ آخر اس میں برائی کوئی ہے؟ اگر عیدین سے پہلے بھی اذانیں کہہ لی جائیں اقامت کہہ لی جائے جنازے سے پہلے اذان کہہ لی جائے تو بظاہر کوئی برائی نظر نہیں آتی لیکن یہ آدمی اہلسنت نہیں رہے گا۔ دیکھئے جس طرح اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کہنا سنت ہے اس طرح اذان کو لا الہ الا اللہ پر ختم کر دینا بھی سنت ہے۔ اس کے بعد محمد رسول اللہ نہ کہنا سنت ہے۔ اب اگر کوئی اذان لا الہ الا اللہ پر ختم نہ کرے بلکہ اذان کو محمد رسول اللہ پر ختم کرے تو ہم کہیں گے یہ آدمی اہلسنت نہیں ہے۔

کیا بریلوی اہلسنت ہیں؟

اب ایک فریق تو وہ ہے جس کی ساری لڑائی ہمارے ساتھ ان باتوں پر ہے جو کام اللہ کے نبی پاکؐ نے نہیں کئے نبی پاکؐ کے صحابہؓ نے نہیں کئے وہ کہتے ہیں ہم نے ضرور کرنے میں اور انہیں کاموں پر لڑنا ہے۔

مثال کے طور پر آپ نماز کی آخری التحیات میں بیٹھ کر درود پڑھتے ہیں نا؟ آپ کھڑے ہو کر بھی درود پڑھتے ہیں یا نہیں؟ (نہیں سامعین) کہتے ہیں نہیں جنازے میں بیٹھ کر پڑھتے ہو؟ دیکھو نماز کی آخری التحیات میں بیٹھ کر درود پڑھنا سنت ہے اور جنازہ میں کھڑے ہو کر درود پڑھنا سنت ہے۔ تو یہاں درود پڑھنا سنت ہے لیکن اذان سے پہلے نہ نبی پاکؐ نے پڑھا نہ صحابہؓ نے پڑھا نہ تابعینؒ نے نہ تبعی

تابعین نے تو وہاں نہ پڑھنا سنت ہے۔ اب وہ (اہل بدعت) بھی مانتے ہیں کہ صحابہؓ نے نہیں پڑھا لیکن کہتے ہیں ہم پڑھیں گے ضرور۔ اب ان کے ہاں اہلسنت وہ ہے جو اپنے مٹا۔ وہ قانوں پر لڑے۔ ہم کہتے ہیں اہلسنت وہ ہے جو اللہ کے نبی کی تابعداری کرے۔ جو کام انہوں نے کئے وہ کرے جو آپؐ نے چھوڑا۔ ان کو چھوڑ کر تابعداری کرے۔ تو ایک فریق تو یہ سامنے ہمارے آگیا جنہوں نے سارا زور وہ خود مانتے ہیں کہ یہ کام جو ہم کر رہے ہیں جس پر ہم لڑ رہے ہیں جس پر ہم سارا ملک میں شور مچا رہے ہیں وہ واقعتاً نہ کتاب اللہ میں ہے نہ سنت رسول اللہ ﷺ میں ہے نہ ہی فقہ حنفی میں ہے لیکن سارا زور اسی پر ہوتا ہے۔ تو اس کو تابعداری نہیں کہتے اس کو من مانی کہتے ہیں اپنی مرضی پر چلنا کہتے ہیں۔ تو سنی وہ ہوتا ہے جو اپنی مرضی نہ کرے۔

کیا غیر مقلد سنت کے پابند ہیں؟

دوسری طرف یہ ہوا کہ جن بے چاروں کو سنت کا معنی ہی نہیں آتا وہ جس چیز کو دل چاہتا ہے سنت کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں بارون آباد میں تقریر کر رہا تھا ایک بکیل صاحب کھڑے ہو گئے کہنے لگے مولوی صاحب! آپ کہہ دیں ایک دفعہ کہ رکوع کی رفع یدین سنت نہیں۔ میں نے کہا میں دس دفعہ کہتا ہوں سنت نہیں سنت نہیں سنت نہیں اور کتنی دفعہ کہلاتا ہے؟ اچھا جی (وہ غیر مقلد) کہتے ہیں سنت ہے۔ میں نے کہا انہیں سنت کی تعریف ہی نہیں آتی۔ سنت (ہونے) کے لئے مواظبت شرط ہے اس کا صرف ثبوت کافی نہیں۔ دیکھو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا (حدیث میں آیا ہے لیکن یہ سنت نہیں) انہوں نے ہر حدیث کو سنت ہی کہنا شروع کر دیا۔ وہ کہنے لگے جی ذرا تفصیل سے سمجھائیں۔ آج بات ہم نے نئی سنی ہے کہ سنت کی تعریف کیا ہوتی ہے؟ میں نے کہا اسی لئے تم رفع یدین کو سنت کہتے ہو کیونکہ تمہیں سنت کی تعریف نہیں آتی۔

سنت کی تعریف

میں نے کہا: تم وضو میں کلی کرتے ہو؟
کہتا ہے: جی بالکل کرتا ہوں۔
میں نے کہا: سنت کہتے ہو فرض؟
کہتا ہے: جی سنت۔
میں نے کہا: حضرت ﷺ نے کی؟
کہنے لگا: جی کی۔
میں نے کہا: یہ کلی آپ سے اس طرح پھیل گئی ساری دنیا میں کہ جہاں بھی مسلمان وضو کرتا ہے کلی کر رہا ہے تو سنت کا پھیلاؤ اس طرح ہوتا ہے۔

اور میں نے کہا: حدیث کی کوئی کتاب آپ نے پڑھی ہے؟

کہنے لگا: جی مشکوٰۃ پڑھی ہے۔

میں نے کہا: اس میں پڑھا تھا کہ آپ ﷺ نے وضو کے بعد بیوی سے بوس و کنار فرمایا؟

کہتا ہے: جی ہاں۔

میں نے کہا: یہ بھی وضو کی سنتوں میں شامل ہے؟

اب اگر تو ایک دن وضو کرے اور کلی نہ کرے تو تیرا دل بھی یہ کہے گا کہ میں نے سنت کے مطابق وضو نہیں کیا اور آج مجھے وضو کا پورا ثواب نہیں ملا۔ لیکن کتنے تو نے وضو کئے اور اس کے بعد اس پر تو نے عمل نہیں کیا (یعنی بیوی سے بوس و کنار نہیں کیا تو) تیرے دل میں کہی یہ نہیں آتا کہ آج وضو خلاف سنت ہوا ہے۔ کیونکہ وہ حدیث تو ہے سنت نہیں ہے۔

تو میں نے کہا: سنت وہ کام ہوتے ہیں جو حضرتؐ کی مبارک عادت قرار پا چکے ہوں۔ جن پر حضرتؐ کا عمل جاری رہا ہو اور جن پر عمل جاری

نہیں رہا ہے (وہ سنت نہیں)

دو متضاد احادیث میں سنت کوئی؟

اب دیکھئے حدیثیں ہمیں دو ملیں ادھر بخاری..... ج ۱ ص ۵۶، اور مسلم..... ج ۱ ص ۲۰۸، میں ملی کے حضرت ﷺ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے۔ بخاری مسلم میں جوتے اتار کر نماز پڑھنے کی کوئی صریح حدیث موجود نہیں۔ ادھر ابو داؤد شریف..... ج ۱ ص ۹۶ میں ملی کہ حضور ﷺ جوتے اتار کر نماز پڑھتے تھے۔ اب امت میں عمل جوتے اتار کر نماز پڑھنے کا پھیلا یا پہن کر؟ (اتار کر..... سامعین) تو اسی کو سنت کہیں گے اب یہ حدیثیں دو ہمارے سامنے آئیں لیکن اللہ کے نبی پاک کا یہ اعلان بھی ہمیں پہنچا:

علیکم بسنتی

”میری سنت کو لازم پکڑنا“۔

اب سنت ہے جوتے اتار کر نماز پڑھنا، اگر کوئی جوتے پہن کر نماز پڑھے اور دلیل صرف یہی دے کہ یہ بخاری مسلم کی جو متفق علیہ حدیث (میں آیا ہے) تو یہ اہل حدیث تو دسکتا ہے لیکن اہل سنت نہیں ہو سکتا یاد رکھیں۔ اس لئے ہمیں حکم اہل سنت بننے کا ہے۔ اللہ پاک کے پیغمبرؐ نے فرمایا تھا کہ سنت کی پابندی کرنا اور ایک اور بات یہ بھی سمجھ لو کہ اس نے جب جوتے پہن کر ہمیشہ نماز پڑھنی شروع کر دی تو وہ حدیث پر عمل کر رہا ہے لیکن کس کو مٹا رہا ہے اللہ کے نبی کی سنت کو۔

احناف کہاں رفع یدین کرتے ہیں؟

میں نے کہا تین جگہ کی رفع یدین ہے کہ جس کے چھوڑنے کی دنیا میں کہیں حدیث نہیں۔

☆..... پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرنا حضرتؐ سے ثابت ہے۔ اس کے چھوڑنے کی کوئی ضعیف ترین حدیث دنیا کی کسی کتاب میں نہیں۔

☆..... وتر کی رفع یدین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے جس کے چھوڑنے کی دنیا کی کسی کتاب میں نہ کوئی مرفوع حدیث ہے نہ موقوف حدیث ہے۔

☆..... عیدین کی تکبیروں میں رفع یدین کرنے کی حدیث ہے لیکن اس کے چھوڑنے کی قطعاً کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ پہلی تکبیر کی رفع یدین پر بھی عمل جاری رہا۔ وتر کی رفع یدین پر بھی عمل صحابہؓ میں جاری رہا۔ عیدین کی رفع یدین میں بھی صحابہؓ میں عمل جاری رہا۔ اور ان کو چھوڑا نہیں گیا اس لئے ان پر عمل جاری رہا تو ان کو سنت کہا جاتا ہے۔

سجدوں کی رفع یدین کی حقیقت

اس کے برعکس سجدوں میں رفع یدین کرنے کی بارہ (۱۲) حدیثیں اور چھوڑنے کی دو (۲)۔ اگرچہ دو (۲) ہوں لیکن پتہ تو چل گیا نا کہ حضرتؐ نے چھوڑ دی تھی تو سب نے چھوڑ دی۔ تو جس طرح سجدوں کی رفع یدین کے چھوڑنے کی حدیث آگئی تو پتہ چل گیا کہ (یہ) رفع یدین سنت نہیں رہی کیونکہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔

رکوع کی رفع یدین کی حقیقت

اسی طرح رکوع کے باب میں دیکھیں۔ یہیں میں درسگاہ میں بیٹھا تھا ایک دن پانچ چھ لڑکے آگئے کہنے لگے جی ذرا بخاری شریف کھولیں۔ میں نے کھول دی کہنے لگے یہ حدیثیں دو ہیں رفع یدین کی۔

میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ آگے فرمائیں اس میں کیا ہے؟

کہنے لگے: حضرتؐ نے رفع یدین کی۔

میں نے کہا: دو باتوں میں فرق سمجھتے ہو؟

کہنے لگے: کوئی؟

امام مسلم نے ثبوت کے لئے (موانعت کے لئے نہیں) ایک مسافر صحابی حضرت وائلؓ اور تلاش کر لیے تو وہ تین حدیثیں لائے ہیں۔ ایک ابن عمرؓ سے ایک مالک ابن حویرثؓ سے ایک وائل بن حجرؓ سے۔ اگلے باب میں امام نسائی نے تینوں حدیثیں لکھ کر پھر اسکے آگے "ترک" کا باب باندھ دیا۔

اب میں نے کہا: جس طرح سجدوں کے رفع یدین کا ترک ثابت ہو گیا اسی طرح رکوع کے رفع یدین کا ترک بھی ثابت ہو گیا۔ اس پر موانعت نہیں۔ اس کو سنت کہنا غلط ہے۔ اس لئے سنت اس کو نہیں کہا جاسکتا۔ اب وہ بڑے غور سے دیکھتے رہے چلے گئے اٹھ کر۔ خاموشی سے۔ پانچ چار دن بعد آئے۔

کہنے لگے: جی ایک کتاب ہم لائے ہیں باہر لڑکا لے کر کھڑا ہے اجازت ہو تو اندر لے آئیں؟ میں نے کہا: ضرور لے آئیں۔

تو وہ نسائی تھی غیر مقلدوں کا حاشیہ۔ اب غیر مقلد حاشیہ لکھتے کس لئے ہیں کہ حدیث کی کتاب میں جو حنفیوں کی دلیل ہو اس کو ضعیف لکھ دیا جائے حاشیہ میں اور جو اپنی ہو اس پر دو چار اور نام چڑھا دیئے جائیں کہ فلاں نے بھی روایت کیا۔ فلاں نے بھی روایت کیا۔ وہ لے کر آگئے نشان لگایا ہوا تھا حاشیہ پر جی دیکھیں کیا لکھا ہے۔

میں نے کہا: جی بات سنو اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے ہمیں فقہاء کے سپرد کیا۔ قرآن میں بھی ہے:

لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ .

اللہ کے نبی پاک نے بھی ہمیں فقہاء کے سپرد کیا:

فَرُبَّ حَامِلٍ فَفْهِ غَيْرِ فَفِيهِ وَرُبَّ حَامِلٍ فَفْهِ إِلَىٰ مَنْ هُوَ

الفقه منه. (دار شریف ... ج ۱ ص ۸۶۔ ترمذی شریف ... ج ۲ ص ۹۳)

اور دین ہمیشہ فقہاء سے ملے گا آپ کو مکمل۔ آپ وضو کی مکمل سنتیں، تعلیم الاسلام میں دیکھ سکتے ہیں۔ نماز کی مکمل شرطیں، تعلیم الاسلام میں پڑھ سکتے ہیں۔

میں نے کہا: کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کے سچے نبی ہیں۔ ایک فقرہ میں نے یہ لکھ دیا۔ دوسرا فقرہ میں نے لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام آخری نبی ہیں۔

کہنے لگے: یہ (دوسرا فقرہ) تو غلط ہے۔

میں نے کہا: اسی طرح اتنا تو ہے کہ حضرت نے رفع یدین کی لیکن یہ جو جھوٹ ہے کہ آخری عمر تک کی۔ یہ تو یہاں نہیں ہے۔

کہنے لگے: جی چھوڑنے کا ہے؟

میں نے کہا: چلو یہاں چھوڑنے کا بھی نہ سہی۔ یہ میں نے کہا نسائی شریف ہے صحاح ستہ میں۔ حدیث کی کتاب ہے فقہ کی؟

کہنے لگے: حدیث کی۔

میں نے کہا: دیکھو یہی دونوں حدیثیں لائے ہیں بخاری والی۔ ابن عمرؓ سے بھی اور حضرت مالک بن حویرثؓ سے بھی۔

کہنے لگے: جی ہے۔

میں نے کہا: آگے (امام نسائی نے) باب باندھ دیا:

ترک ذالک.

اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث لا کر یہ بتا دیا ہے کہ یہ رفع یدین متروک ہو گئی ہے۔^(۱)

(۱) ... حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن عبد الله قال: الا اخبركم بصلوة رسول الله ﷺ قال: فقام فرفع يديه اول مرة ثم لم يعد و لم يسلطه لم لم يرفع.

(نسائی شریف ... ج ۱ ص ۱۵۹)

ترجمہ: سیدہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کے نبی ﷺ کے نماز پڑھنے کا طریقہ بتاؤں؟ پس آپ کھڑے ہوئے تو صرف پہلی مرتبہ شروع نماز میں رفع یدین کی اس کے بعد تمام نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کی۔ (نور تفرغی عنہ)

لیکن صحاح ستہ پوری رکھ کر مکمل شرطیں آپ نہیں نکال سکتے۔ تو جب دین ہمارا کامل ہے اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے ہمیں فقہاء کے سپرد کیا تھا۔ تو انہوں نے کہا اللہ رسولؐ کی بات نہ مانو ادھر آ جاؤ محدثین کی طرف اب ہم نے یہاں بھی بتا دیا کہ ہمارا مسلک قوی ہے الحمد للہ۔ اس (رفع یدین) کے چھوڑنے کی روایت موجود ہے۔ جس طرح سجدوں کے (رفع یدین) چھوڑنے کی موجود ہے (اسی طرح) رکوع کی رفع یدین کے چھوڑنے کی روایت بھی موجود ہے۔ اب تمہیں کہتے ہیں نہ فقہ مانو نہ حدیث مانو یہ جو ہم نے پندرہویں صدی میں حاشیہ لکھا ہے یہ مانو۔

میں نے کہا: تمہیں تو کسی کام کا نہ رہنے دیا نا؟ نہ فقہ کا رہنے دیا نہ حدیث کا رہنے دیا۔ تو ان میں تین چار سوچ کر کہنے لگے۔ بات تو آپ کی صحیح ہے کہ ہمیں تو سب سے ہٹا کر۔ اگر اس حاشیہ والے کی بات ماننی ہے تو اس سے تو دافقی ابوحنیفہؒ اچھے تھے جو خیر القرون کے امام ہیں۔

میں نے کہا: تمہیں تو کسی جگہ کا نہیں رہنے دیا نا انہوں نے؟ لیکن ایک کہنے لگا: یہ جو حدیث ہے یہ ضعیف ہے۔

میں نے کہا: پھر مجھے یہ سمجھا دو کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ان کی نجات کی کوئی صورت قیامت کے روز ہو جائے گی۔ کیونکہ انہوں نے معاذ اللہ کتنی بڑی زیادتی کی کہ دو صحیح حدیثیں لکھ کر کے ان کے بعد ضعیف حدیث لکھ دی کہ ان پر عمل باقی نہیں رہا۔ اب اس ضعیف حدیث سے کتنے لوگ بیچارے نلٹلی میں پڑ گئے۔ تو امام نسائیؒ کو پتہ تھا وہ جانتے تھے حدیث، کہ اللہ کے نبیؐ پاک کے ذمہ جھوٹ لگانا یہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنانا ہے۔ پھر میں نے ترمذیؒ..... ج ۱ ص ۳۵ رکھی اس میں بھی رفع یدین کے بعد ترک کی حدیث موجود ہے۔ ابوداؤدؒ..... ج ۱ ص ۱۰۹ رکھی اور کہا اس میں بھی دیکھو کہ رفع یدین کے بعد ترک کی روایت موجود ہے۔ تو میں نے صحاح ستہ سے جس کا رات دن تم نام لیتے ہو ان میں سے تین کتابیں آپ کے سامنے رکھ دیں ہیں کہ رفع یدین رکوع اور سجدے کی تمہیں پھر ترک ہو گئیں۔ تم صحاح ستہ میں سے ایک کتاب نکالو یہاں بیٹھے یا یہاں نہیں نکال سکتے اپنے مولوی صاحب کے پاس

چلے جاؤ ان سے نکلو لاؤ جہاں رفع یدین کے چھوڑنے کی حدیث پہلے ہو اور کرنے کی بعد میں ہوتا کہ ہمیں بھی پتہ چلے کہ رفع یدین کرنا بعد میں آیا ہے اور چھوڑنا پہلے تھا۔ وہ کہنے لگے: ٹھیک ہے جی ہم جاتے ہیں ان کے پاس۔ تین چار دن کے بعد پھر چہ تو نہیں آئے چار آئے میرے پاس۔

کہنے لگے: مولوی صاحب وہ دوسرے تو ضد کر رہے ہیں لیکن ہمیں بات سمجھ آ گئی ہے کہ ان لوگوں کو بیچاروں کو سنت کی تعریف ہی نہیں آتی۔ کیونکہ سنت وہ چیز ہے جو حضرت پاکؐ کی عادت رہی۔ جب اس کا عادت ہونا ثابت ہی نہیں (تو سنت کیسی)۔

میں نے کہا: ہم وہی رفع یدین کرتے ہیں جس کے ترک پر دنیا میں کوئی ماں کالال ضعیف ترین حدیث (بھی) پیش نہیں کر سکتا۔

تکبیر تحریمہ کی رفع یدین ہے عیدین کی تکبیروں کی رفع یدین ہے اور وتر کی رفع یدین ہے۔

لیکن جو یہ رفع یدین کرتے ہیں اس کے چھوڑنے کی احادیث خود صحاح ستہ میں موجود ہے۔ تو اس لئے ایک گروہ تو وہ تھا جنہوں نے سنت کو برباد کرنے کے لئے یہ انداز اختیار کیا کہ اللہ کے نبی پاکؐ نے جو کام کئے تھے ان کو نہیں کرنا لیکن جو نہیں کئے وہ ضرور کرنے ہیں اور دوسرا فریق آیا کہ اس طرح تو لوگ سمجھیں گے کہ ان کے پلے کوئی چیز نہیں چلو حدیث کے بہانے سنتیں مٹانا شروع کر دو۔

ایک عام مثال

تو اس لئے میں ایک عام مثال دیا کرتا ہوں وہ دے کر ختم کرتا ہوں۔ کہ دیکھئے آپ کے یہاں (ملک میں) ایک سو روپے کا نوٹ چلتا ہے آج کل۔ ایک سو روپے کا نوٹ پہلے چلتا تھا لیکن پھر حکومت نے بند کر دیا، نیا نوٹ آ گیا اور ایک نوٹ عید کے موقع پر بکلتا ہے جس پر عید مبارک لکھا ہوتا ہے۔ پانچ پیسے میں سو کا نوٹ ہزار کا نوٹ وہ عید مبارک کے جعلی نوٹ۔

تو جس طرح یہ تین نوٹ ہیں ان میں اصل نوٹ وہی ہے جو آجکل چل رہا ہے۔ بینک میں جاؤ تو، بازار میں جاؤ تو، جو چیز خریدو مل جاتی ہے۔ اور نوٹ جو منسوخ ہو چکا ہے۔ اس پر بھی State bank کی مہر موجود ہے۔ لفظ منسوخ بھی لکھا ہوا نہیں لیکن اس کے منسوخ ہونے کی عوام کے پاس صرف ایک پہچان ہے کہ نہ اس کو بینک لیتا ہے نہ بازار لیتا ہے۔ یعنی اس کا چلاؤ ختم ہو گیا ہے اور تیسرا وہ جعلی ہوتا ہے، تو ہم اہل سنت والجماعت حنفی اس نوٹ کی مثال ہیں جو چالو نوٹ ہے۔ غیر مقلد اس نوٹ کی مثال ہے جو منسوخ نوٹ ہے۔ اب کوئی آپ کو منسوخ نوٹ دے کر چالو نوٹ لے جائے۔ آپ کو پتہ نہ چلے تو اس نے آپ سے دھوکا کیا یا نہیں کیا؟ (کیا..... سامعین)، اور بریلویت جو ہے یہ لوگ اس نوٹ کی مثال ہیں جو عید پر چھپا کرتا ہے۔ وہ ہزار روپے کا نوٹ ہوتا ہے پانچ پیسے میں مل جاتا ہے۔ اب کوئی آپ کو وہ (عید مبارک والا) نوٹ دے کر آپ سے اصل پیسے لے جائے تو اس نے دھوکہ کیا یا نہیں کیا؟ (کیا..... سامعین)، تو اس لئے ہمارے ایک پٹواری ہیں بشیر احمد صاحب وہ کہا کرتے ہیں آج کل جمہوریت کا دور ہے۔ تو جمہوریت سے فیصلہ کرنا چاہئے دیکھو یہ تین جماعتیں دعویٰ کرتی ہیں ہم نبی کے تابعدار ہیں غیر مقلد دیوبندی بریلوی۔ تو تین میں سے جدھر وہ ہو جائیں نا کہتے ہیں وہ مسئلہ سچا ہوتا ہے۔ ہے تو لطیفہ ہی لیکن بات سچی ہے۔ کیونکہ جتنی بدعات ہیں ان میں بریلوی الگ ہیں دوسرے دو (دیوبندی غیر مقلد) ایک طرف۔ اور جتنی یہ غیر سنتیں ہیں اونچی آئین آئندہ تراویح۔ ان میں یہ (غیر مقلد) الگ ہیں وہ (دیوبندی بریلوی) دونوں ایک طرف ہیں تو گویا جمہوریت سے بھی اہل سنت والجماعت (علمائے دیوبند) کا مسلک نہایت واضح ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
استغفر الله تعالى ربی من کل ذنب واتوب الیه

خطاب تقریب ختم بخاری^(۱)

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم.
بسم الله الرحمن الرحیم.

فلولانفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی الدین
ولبنذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم يحذرون. وقال
رسول الله صلی الله علیه وسلم: من یرد الله به خیراً
یفقه فی الدین

صدق الله مولانا العظیم وبلغنا رسولہ النبی
الکریم ونحن علی ذلک من الشاہدین والشاکرین
والحمد لله رب العالمین رب اشرح لی صدري ویسر لی
امری، واحلل عقدة من لساني یفقهوا فولی رب زدنی
علماً و ارزقنی فهماً. سبحانک لا علمنا الا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم. اللهم صلی علی سیدنا و
مولانا محمد و علی آل سیدنا
و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ.

(۱) جامعہ خیر المدارس ملتان میں تقریب "ختم بخاری شریف" کے موقع پر استاذ مکرم مناظر اہل سنت و کلمہ اذناف حضرت مولانا محمد امین صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی خطاب ارشاد فرمایا۔ یہ جامعہ میں حضرت کا آخری خطاب ہے۔ جو ۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۰ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء جامعہ کے وسیع و عریض پلاٹ میں ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائیں اور ہمیں حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

تمہید

برادران اہل سنت والجماعت! یہ جامعہ خیر المدارس کی صحیح بخاری شریف کے ختم کی تقریب ہے اور جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ مدرسہ ”جامعہ“ ہے جس میں تمام علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ علوم آلہ بھی جیسے نحو، صرف، منطق وغیرہ اور علوم عالیہ بھی جیسے قرآن پاک، احادیث اور فقہ۔ چونکہ یہ تقریب سعید صحیح بخاری شریف کے ختم سے متعلق ہے اور زیادہ توجہ طلباء کی طرف ہے اس لئے طلباء سے ہی میں دو چار باتیں عرض کروں گا۔ خاص طور پر وہ طلباء جو اس سال فارغ ہو رہے ہیں۔

حدیث اور فقہ میں واضح فرق

آپ نے ابتدا سے لے کر آخر تک ”کورس“ مکمل کیا۔ اس میں صرف بھی پڑھی، نحو بھی۔ قرآن پاک کا ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھی اور فقہ و حدیث بھی پڑھی۔ آپ کے ذہن میں یہ بات ہونی چاہئے کہ حدیث اور فقہ کی کتاب میں واضح فرق کیا ہے؟ آپ نے فقہ میں بھی یہی پڑھا کہ نبی اقدس ﷺ وضو میں کلی فرماتے تھے ناک میں پانی ڈالتے تھے چہرہ انور دھوتے تھے پاؤں مبارک دھوتے تھے اور حدیث کی کتابوں میں بھی یہی پڑھا۔ لیکن اس کے باوجود ان میں (فقہ اور حدیث میں) ایک بہت واضح فرق ہے۔ وہ فرق کیا ہے؟ کہ حضرت پاک ﷺ وضو میں کلی فرماتے تھے۔ اس کی سند آپ کو حدیث کی کتاب میں ملے گی، فقہ کی کتاب میں (سند) نہیں ملے گی۔ لیکن حضرت پاک ﷺ وضو میں کلی فرماتے تھے اس کا حکم کیا ہے؟ کہ یہ کلی وضو میں فرض ہے یا سنت ہے واجب ہے یا مستحب ہے؟ یہ بات آپ کو حدیث میں یا حدیث کی کتاب میں نہیں ملے گی۔ بلکہ یہ بات آپ کو فقہ کی کتاب میں ملے گی۔ تو حدیث کی ایک سند ہوتی ہے اور ایک متن ہوتا ہے۔

”سند“ اور ”احکام“ میں ہم فقہاء کرام اور محدثین کے محتاج ہیں

یاد رکھیں! ان دونوں باتوں میں ہم حضور اکرم ﷺ کے بعد ”امتوں“ کے

محتاج ہیں۔ یہ سند صحیح ہے یا ضعیف؟ اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ یا رسول اقدس ﷺ کا کوئی فیصلہ ہمارے پاس موجود نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ فلاں سند صحیح ہے یا فلاں ضعیف ہے۔ یا رسول اقدس ﷺ نے فرمایا ہو کہ فلاں ”سند“ صحیح ہے اور فلاں سند ضعیف ہے۔ (بلکہ) اس فیصلہ میں ہم سراپا امتیوں اور ائمہ مجتہدین کے محتاج ہیں۔

اسی طرح جتنے بھی احکام ہیں کہ کون سا حکم فرض ہے، کون سا واجب ہے، کونسا سنت ہے، کونسا مستحب ہے، کونسا مباح ہے اور کونسا مکروہ ہے کونسا حرام ہے؟ اس میں بھی ہم سراپا امتیوں کے محتاج ہیں۔ اور یہ کام فقہاء کرام اور ائمہ مجتہدین کا ہے۔

آپ نے فقہ بھی پڑھی، اس میں احکام آپ کو مکمل شکل میں نظر آئیں گے کہ نماز کی شرطیں اتنی ہیں، ارکان اتنے ہیں، واجبات اتنے ہیں، سنتیں اور مستحبات اتنے ہیں، مکروہات اتنے ہیں اور مفسدات اتنے ہیں۔ لیکن کتب حدیث میں یہ چیزیں آپ کو نظر نہیں آئیں گی۔ چونکہ یہ احکام وہاں مذکور نہیں ہوتے..... اب دیکھنا یہ ہے کہ..... اس بارے میں زیادہ ضروری بات کوئی ہے؟

اصل دین احکام کا نام ہے

مثلاً دیکھئے: آج آپ نے عشاء کی نماز ادا کی اگر آپ سے کوئی کہے کہ ”بکبیر تحریرہ“ سے لے کر ”سلام“ تک جو کچھ آپ نے پڑھا، کیا ہر ایک بات کی سند آپ کو یاد ہے؟ تو میرے خیال میں شاید ہزار میں سے ایک کو بھی یہ باتیں یاد نہ ہوں، لیکن پھر بھی یہ بات آپ سوچ رہے ہیں کہ اس سے نماز میں ذرہ برابر بھی نقص واقع نہیں ہوا، سند یاد ہو یا نہ ہو (اور اسی طرح) سند کے بارے میں یہ پتہ ہو یا نہ ہو کہ آیا یہ سند صحیح ہے یا نہیں؟ لیکن اصل دین احکام کا نام ہے جو ہمیں فقہاء اور ائمہ مجتہدین سے ملتا ہے۔ اگر آپ کو یہ پتہ نہیں ہے کہ سورۃ فاتحہ کا حکم کیا ہے؟ یہ واجب ہے اور آپ نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو ترک واجب کی وجہ سے ”سجدہ سہو“ لازم

ہو جائے گا۔ تو سند کے چھوڑنے سے کوئی مجدہ سبب لازم نہیں آئے گا۔ سند کے یاد نہ ہونے سے نماز کے کسی حکم پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تو اس لئے ”اصل دین“ فقہاء کے پاس ہے۔ ”سند“ راستہ ہے اور ”متن“ منزل ہے۔

حدیث اور فقہ ایک دوسرے کے مخالف نہیں

ائمہ محدثینؒ راستے کے محافظ ہیں اور ائمہ مجتہدینؒ ”احکام“ کے محافظ ہیں۔ اس لئے پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ بعض لوگ جو یہ نظریہ پیش کیا کرتے ہیں کہ حدیث و فقہ میں مخالفت ہے (یہ غلط ہے) اس فن کے دو الگ الگ مقام ہیں۔ فقہاء کا کام ہے احکام بیان کرنا کہ یہ حکم فرض ہے واجب ہے یا سنت ہے۔ اور محدثین کا کام ہے ”سند پر بحث کرنا“۔ اس لئے سند کی بحث کی ضرورت صرف محدثین کو ہے۔ لیکن نماز کے فرائض عوام کو بھی یاد ہونے چاہیں محدثین و فقہاء کو بھی۔ قاضی صاحبان و مساطین اسلام کو بھی اور صوفیاء کرام کو بھی۔ تو اسی لئے مکمل دین کی جو شکل ہے وہ آپ کو فقہ کی کتابوں میں نظر آئے گی۔

فقہ اور حدیث میں ایک اور فرق

ایک اور واضح فرق یہ بھی ہے کہ ”محدثین“ ہر زمانے کی احادیث نقل کر دیتے ہیں۔ ابتدائی دور کی بھی درمیانی دور کی بھی اور آخری دور کی بھی۔ اور فقہاء تحقیق کر کے دسی مسئلہ بیان کرتے ہیں جس پر امت نے عمل کرنا ہے۔

مثلاً آپ کو بعض ایسی احادیث بھی ملیں گی کہ حضور پاک ﷺ ”بیت المقدس“ کی طرف (منہ کر کے) نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور بیت اللہ شریف کی طرف نماز ادا کرنے کی حدیث بھی ملے گی۔ لیکن فقہ میں آپ کو ایک ہی بات ملے گی کہ شرائط نماز میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اپنا منہ بیت اللہ شریف کی طرف کرنا ہے۔ اس لئے حدیث اور فقہ کی کتاب کو مثال سے سمجھایا کرتا ہوں۔

حدیث کی مثال ڈاکٹری کی کتاب ہے جیسے ڈاکٹری کی کتاب کتنی ہی ادنیٰ کیوں نہ ہو ساری دنیا کے ڈاکٹر اس کی تعریف کرتے ہوں لیکن اس سے نسخہ لکھنے کا

حق صرف ڈاکٹر کو ہے مریض کو نہیں۔ مریض اور ڈاکٹر دونوں اس کتاب کو کھولیں گے تو اس میں چالیس نسخے ”بخار“ کے ملیں گے۔ اب جو مریض پڑھے گا تو دیکھے گا کہ یہ ایک اچھا نسخہ ہے۔ آگے پڑھے گا تو دیکھے گا کہ یہ دوسرا بہت اچھا نسخہ ہے۔ اسی طرح اگلا پڑھے گا تو وہ اس سے بھی اچھا لگے گا۔ لیکن اگر مریض نے خود نسخہ لکھ لیا تو یقین ممکن ہے کہ وہ غلط نسخہ لکھ کے اپنے بخار کو اتنا بگاڑ لے کہ پھر کوئی فائیدہ ڈاکٹر بھی جواب دے دے گا کہ اب میرے بس کی بات نہیں۔ بخار کوئی اور تھا اور تو دوائی اور کھانا ربا ہے۔ لیکن فقہ کی کتاب کی مثال بالکل ”نسخہ“ جیسی ہے کہ مثلاً آپ بیمار ہوئے اور ڈاکٹر صاحب یا طبیب کے پاس گئے اور اس نے آپ کی نبض دیکھی آپ کا مزاج پہچانا موسم کا حال دیکھا اور اس سب کچھ کرنے کے بعد پھر آپ کو ایک نسخہ لکھ دیا۔ اب آپ کو حکم یہی ہے کہ آپ بلا دھڑک اس نسخہ پر عمل کریں تو اسی لئے جس طرح عوام کے لئے ڈاکٹری کی کتاب نہیں بلکہ نسخہ ہے۔ اسی طرح عوام کے لئے بھی (حدیث کی کتاب نہیں بلکہ) فقہ کی کتاب ہے۔ ان کے مطابق عمل کرے۔

تو فقہ اور حدیث کی کتابوں میں یہ دو اتنے واضح فرق ہیں۔ ایک تو یہ کہ حدیث میں ”اسناد“ ہیں اور فقہ میں ”احکام“ ہیں۔ اور اصل مقصود دین میں احکام ہی ہیں۔ اسناد تو ان کی حفاظت کے لئے ذریعہ واسطہ اور راستہ ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ”فقہاء“ کے سپرد کیا ہے۔

لِيَسْتَفْهَمُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ

لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (۱)

(۱) ائمہ ۱۲۲

اور دوسرا یہ کہ حدیث کی کتاب میں تو ہر زمانے کی احادیث ہوتی ہیں۔ ان میں متعارض احادیث بھی ہوتی ہیں اور یہ تو بالکل واضح ہے کہ تمام ”متعارض احادیث“ پر کوئی جماعت بھی عمل نہیں کر رہی۔ ”احادیث راجحہ“ پر عمل کرتے ہیں۔

(۱) لکھنے والے نے یہ حاصل کرنا کہ ہر زمانے میں اپنی قوم کو جب کہ لوٹ آئیں ان کی طرف تاکہ وہ بچتے

ائمہ مجتہدین "شارح" ہیں نہ کہ "شارع"

اب ایک یہ ہے کہ ہم جیسا ان پڑھ تلاش کرے کہ رائج حدیث کون سی ہے اور ایک یہ کہہ کہ خیر القرون کے امام سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں بتادیں کہ ان متعارض احادیث میں یہ احادیث رائج ہیں (ان پر عمل کرو) اس لئے ائمہ مجتہدین کو ہم "شارع" یعنی "ع" کے ساتھ نہیں سمجھتے بلکہ "شارح" یعنی "ح" کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ وہ "واسطہ بالبيان" اور "واسطہ فی التفہیم" ہیں۔ وہ دین بتاتے نہیں بلکہ دین کی باتیں ہمیں بتاتے اور سمجھاتے ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ کا مقام تمام فقہاء مجتہدین سے اونچا ہے

تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہوئے (گزرے) ہیں۔ چچہ وطنی سے مولوی عبدالباقی صاحب نے "نورانی قاعدہ" دوبارہ شائع کیا ہے تو ہر صفحہ پر کوئی نہ کوئی فقرہ لکھ دیا ہے اور شروع میں امام صاحب کے اساتذہ اور ان کے تلامذہ کا نقشہ دے دیا ہے۔ میں جب وہاں گیا تو مولوی صاحب نے مجھے ایک بچہ دکھایا (اور بتایا کہ) یہ بچہ قاعدہ پڑھتا ہے اور اس کے "نانا ابو" غیر مقلد ہیں۔ تو یہ پڑھنے کے لئے آنے سے پہلے ناشتہ کر رہا تھا اور "نانا ابو" کہیں باتیں کر رہے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام سب سے اونچا ہے وہ بچہ ناشتہ چھوڑ کر اٹھا اور کہا کہ نانا ابو آپ نے قاعدہ نہیں دیکھا؟ آپ "قاعدہ" بھی نہیں پڑھے ہوئے؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں امام مالک کے شاگرد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ امام شافعی کے شاگرد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور امام احمد بن حنبل کے شاگرد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام قاضی ابو یوسف ہیں اور قاضی ابو یوسف کے حدیث میں شاگرد امام احمد بن حنبل ہیں اور امام احمد بن حنبل کے شاگرد امام بخاری ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد کے شاگرد امام یحییٰ بن معین ہیں۔ یہ امام یحییٰ بن معین کون بزرگ ہیں؟ فرماتے ہیں کہ: میں نے اپنے

ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں^(۱)۔ اب آپ دس لاکھ احادیث کا لفظ سن کر حیران ہو رہے ہوں گے کہ یہاں تو کسی کو اگر ایک حدیث ہی آجائے تو وہ "غیر مقلد" ہو جاتا ہے تو یہ یحییٰ بن معین جنہوں نے دس لاکھ احادیث اپنے ہاتھوں سے لکھی ہیں پتہ نہیں وہ غیر مقلد تھے یا نہیں؟

امام یحییٰ بن معین مقلد ابوحنیفہ تھے

حافظ ذہبی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں:

ان ابن معین كان من الحنفية الغلات في مذهبه وان كان محدثاً.

(الروايات الثقات المتكلم لہم بمالاً بوجہ ردھم - ص ۷۷)

ترجمہ: "ابن معین حنفیہ میں سے غالی قسم کے حنفی ہیں اگرچہ محدث ہیں۔"

اور: کان یفتی بقول ابی حنیفہ. (مسند احمد - ج ۲ ص ۲۹۶)

کہ یہ دس لاکھ احادیث اپنے ہاتھ سے لکھنے والے امام یحییٰ بن معین بھی سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے مقلد تھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ احادیث کی "اسانید" تو ان کو یاد تھیں لیکن "احکام" میں یہ محتاج تھے سیدنا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے۔

روایت حدیث کے دو طریقے

اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ حدیث پاک میں ایک "سند" ہوتی ہے اور ایک "متن" ہے اور متن بھی احکام۔ اس لئے حدیث کے روایت کرنے کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ حدیث سے وہ احکام بیان کئے جائیں جن کی عوام کو ضرورت ہے۔ اس کے بارے میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کا ان کے بعد آج تک دنیا میں کوئی شریک پیدا نہیں ہوا (یاد رکھیں!)

(۱) حافظ ذہبی رحمہ اللہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں:

(تذکرہ..... ج ۱ ص ۱۷۱) (محمد ظفر رضی عنہ)

نہضت بیدی الف الف حدیث

امام ابو حنیفہؒ نے بارہ لاکھ نوے ہزار احکام استنباط فرمائے

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ لاکھ نوے ہزار احکام استنباط کر کے امت کے سپرد کئے ہیں۔ (سبحان اللہ) کفایہ (شرح ہدایہ) میں لکھا ہے کہ یہ (احکام) امت کے سامنے رکھے ہیں قانون کے اتنے مسائل امت کو دیئے ہیں۔ (نعرہ.....)

اسی لئے یہ جو طریقہ ہے کہ ”حدیث کے احکام کی روایت“ اس میں سارے ائمہ خوشہ چیں ہیں۔

ایک واقعہ

ایک دن ایک آدمی میرے پاس آیا۔ حقیقۃ الفقہ نامی کتاب اس کے ہاتھ میں تھی۔ کہتا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ نے کوئی کتاب بھی نہیں لکھی۔ میں نے کہا کہ امام شافعیؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر کتابیں پڑھی ہیں کیا وہ بغیر کتبے پڑھی گئیں؟ وہ (امام شافعیؒ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اتنی کتابیں لیں کہ ایک اونٹ اس بوجھ کو اٹھا کر لایا تھا (شذرات الذہب..... ج ۱ ص ۳۲۳) اور پڑھنے کے بعد وہ (امام شافعیؒ) ریما کس کیا دیتے ہیں؟

من اراد ان يتبحر في الفقه فهو عيال على ابي حنيفة

(تاریخ بغداد..... ج ۱۳ ص ۳۲۶)

اور (مزید) فرماتے ہیں کہ اگر دین میں سمجھ پیدا کرنی ہے تو امام ابو حنیفہؒ کو ”اباجی“ ماننا پڑے گا^(۱)۔

(۱) ہمارے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے بارہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

بش..... من اراد ان يعرف الفقه فليطلب ابا حنيفة واصحابه فان الناس كلهم عيال عليه في الفقه.

(تاریخ بغداد..... ج ۱۳ ص ۳۲۶، مناقب موفی..... ج ۲ ص ۳۱)

☆..... کان ابو حنيفة و قوله في الفقه مسلماً له فيه.

ترجمہ: سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول فقہ میں مسلم ہے۔ (محمد ظفر مٹھی مد)

فقہ میں امام ابو حنیفہؒ کا کوئی شریک نہیں ہے

قیامت تک آنے والی (سب) ان کی نسل ہیں اور وہ فقہ میں سب کی اصل ہیں (سبحان اللہ) تو سیدنا امام اعظمؒ کا اس بارے میں کوئی شریک آج تک پیدا ہی نہیں ہوا..... رہی مسانید..... تو اس میں بھی بہت بڑے بڑے مجتہدین و محدثین گزرے ہیں۔ لیکن امام صاحبؒ کی ”مسانید“ سترہ محدثین نے جمع فرمائی ہیں اور کم از کم میرے علم میں یہ بات رہی کہ کسی اور محدث کی مسانید اتنے محدثین نے جمع نہیں کیں۔ اور پھر اس اعتبار سے محدثین میں یہ بات بھی ہوتی ہے کہ کسی کی ”سند“ ”عالی“ ہے اور کسی کی ”سند“ ”نازل“ ہے۔

جتنے واسطے کم ہوں گے (راوی اور) اللہ کے نبی پاک ﷺ کے درمیان تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ سند عالی ہے۔

☆..... چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ۲۲ احادیث ایسی ہیں جن کو ”مخلائیات“ کہا جاتا ہے^(۱)۔ یعنی جس حدیث میں تین واسطے ہوں (یعنی تبع تابعی، تابعی، تابعی، اور صحابی) اور یہ اعلیٰ ترین روایت سمجھی جاتی ہے۔

☆..... ابن ماجہ میں پانچ احادیث ایسی ہیں جنہیں ”مخلائیات“ کہا جاتا ہے۔

☆..... ترمذی میں صرف ایک حدیث ثلاثی ہے۔

☆..... ابوداؤد شریف میں بھی صرف ایک ”مخلائی حدیث“ ہے۔

(۱) جن میں سے گیارہ روایات حضرت علی ابن ابراہیم سے۔ چھ حضرت امام ابو عاصم النبیل سے، تین محمد بن

عبد اللہ الانصاری سے، ایک خلاد بن یحییٰ الکوفی سے اور ایک عصام بن خالد الحمصی سے مروی ہیں۔ ان میں حضرت

علی بن ابراہیم اور ابو عاصم النبیل دونوں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے مایہ ناز شاگرد اور شرکاء تدوین فقہ حنفی

ہیں (دیکھئے علی الترتیب الجواہر... ج ۱ ص ۲۶۵، مناقب موفی..... ج ۱ ص ۲۰۳) ان دونوں بزرگوں کا شمار سیدنا امام

بخاری رحمۃ اللہ کے شیوخ میں ہوتا ہے۔ تیسرے بزرگ حضرت محمد بن عبد اللہ الانصاری بھی امام اعظم رحمۃ اللہ کے

ملازمہ میں سے ہیں۔ اس لحاظ سے گویا بخاری شریف کی میں مخلائیات کے راوی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ

کے شاگرد اور حنفی ہوئے۔

(محمد ظفر مٹھی مد)

امام اعظمؒ روایت و روایت دونوں اعتبار سے تابعی ہیں

یہاں بھی سوچنے کی بات یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی ”وحدانیات“ بھی موجود ہیں کہ جو صرف ایک واسطہ (صحابی) سے براہ راست امام صاحبؒ نے روایت کی ہیں۔ امام دارقطنیؒ جو امام شافعیؒ کے مقلد ہیں ان سے پہلے کسی نے بھی امام ابوحنیفہؒ کی ”روایت حدیث“ کا انکار نہیں کیا۔ تابعیت کا انکار تو وہ (امام دارقطنیؒ) بھی نہیں کر سکے فرماتے ہیں کہ صرف روایت کے اعتبار سے امام صاحبؒ تابعی ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ ”روایت“ کے اعتبار سے بھی امام صاحبؒ تابعی ہیں اور ”روایت“ کے اعتبار سے بھی تابعی ہیں۔ اور ”ثنائیات“ میں تو امام صاحبؒ کی روایات بہت زیادہ ہیں۔

(الف) ابوحنیفہ عن نافع عن ابن عمر (ب) ابوحنیفہ عن عطاء عن ابی ہریرہ (وغیرہ) مسند امام اعظمؒ اور کتاب الآثار میں دیکھ لیں کہ اتنی ”ثنائیات“ ہیں کہ صرف دو واسطے ہیں۔ جبکہ ”صحاح ستہ“ میں تو ایک بھی ”ثنائی حدیث“ موجود نہیں ہے۔

امام اعظمؒ کی مردم شناس نظر

اور آپ کی نادر ترین احادیث ”ثنائیات“ ہیں۔ پھر امام بخاریؒ نے جو ”تلاشیات“ لی ہیں ان میں سے اکثر ”تلاشیات“ مکی بن ابراہیمؒ سے لی ہیں جو ۱۲۱ھ میں بلخ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۷ھ میں تجارت کی غرض سے کوفہ پہنچے۔ سیدنا امام اعظمؒ کی مردم شناس نظر نے جب ان کو تجارت کرتے دیکھا تو بلایا اور فرمایا کہ اس (تجارت) سے زیادہ ایک اور اہم کام ہے جو دنیا اور دین دونوں میں آپ کو چمکا دے گا۔

امام اعظمؒ کی توہین کرنے والا بڑا بے وقوف ہے

چنانچہ مکی بن ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ اب میں ہر نماز کے بعد اور جب بھی کسی مجلس میں امام صاحبؒ کا ذکر آتا ہے تو میں ان کے لئے دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ

تعالیٰ نے مجھے اس مقام (و مرتبہ) پر امام صاحبؒ کی ہرکت سے پہنچایا ہے۔ اور جب وہ امام صاحبؒ کی سند سے کوئی حدیث روایت کرتے ہیں، ایک دن حدیث سنار ہے تھے تو ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا: حدثنا عن ابن جریج کہ ہمیں ابن جریجؒ کی احادیث سنائیں نہ کہ امام ابوحنیفہؒ کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ بس یہاں سے نکل جا۔ سفیاء (بے وقوف گستاخ) پر حدیث بیان کرنا ہمارے نزدیک حرام ہے اور جو امام ابوحنیفہؒ کی احادیث نہیں سنتا اس سے بڑا بے وقوف دنیا میں کوئی نہیں۔ اس کو نکال دیا اور اس کے بعد امام صاحبؒ کی احادیث لکھا کیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں نے جتنے امائدہ سے علم حدیث حاصل کیا:

امام ابوحنیفہ اعلم اہل زمانہ

(تاریخ بغداد ج ۳ ص ۳۴۵، مناقب وہبی ص ۱۹)

سیدنا امام اعظمؒ اور حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ

یعنی امام ابوحنیفہؒ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے حنفی تھے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں آتے ہیں۔ وہ جب بھی حدیث پاک کا درس دیتے حدیث سناتے اس کے بعد ”قال ابوحنیفہ“ کہہ کر وہ احکام سناتے جو امام صاحبؒ نے احادیث سے استنباط فرمائے تھے۔ ایک دن ایک شخص کہنے لگا کہ ہمیں ”قال رسول اللہ“ لکھوایا کریں۔ ”قال ابوحنیفہ“ نہ لکھوائیں۔ تو انہوں نے فرمایا یہاں سے نکل جا! یاد رکھنا: لا تنقلوا رأی ابوحنیفہ (کبھی یہ نہ کہنا کہ یہ ابوحنیفہؒ کی رائے ہے) ولکن قولوا تفسیر الحدیث (مناقب موفی ج ۲ ص ۵۱) (بلکہ یہ کہا کرو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے)۔ اللہ کے نبی کے ارشادات کی تشریح ہے۔

صحیح بخاری میں ۳۴ بڑے ائمہ احناف کی روایات ہیں

امام وکیع بن جراحؒ جو امام صاحبؒ کے شیوخ میں سے ہیں تقریباً چونتیس بڑے بڑے حنفیہ کے امام ہیں جن سے لی گئی روایات ”صحیح بخاری شریف“ میں موجود

ہیں۔ ان میں امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔ ان کی بھی عادت مبارکہ یہی تھی کہ جب حدیث پاک کا درس دیتے تو حدیث کے ساتھ ساتھ امام صاحبؒ (کے استنباط کردہ) مسائل بھی لکھواتے..... ایک دن کسی نے کہہ دیا کہ مسائل لکھوانے کی کیا ضرورت ہے؟ تو امام وکیعؒ نے فرمایا: یاد رکھو! قرآن ”وحی مقلو“ ہے اور اسکی صرف تلاوت کرنے میں ثواب مل جاتا ہے معنی آئیں یا نہ آئیں، لیکن حدیث پاک ”وحی مقلو“ نہیں ہے۔ اس سے مقاصد تو اس کے مسائل ہیں اگر تجھے مسائل کا پتہ نہ چلا تو تجھے حدیث پڑھنے کا کیا فائدہ ہوگا؟

اس کے بعد فرمایا کہ اگر تجھے پسند نہیں تو یہاں سے چلا جا۔ اس نے کھڑے ہو کر کہا: ”اخطا ابو حنیفہ“ کہ امام ابو حنیفہؒ سے خطا ہوئی۔ امام وکیعؒ نے اسے نکال دیا۔ اس کے بعد فرمایا: یہ لوگ ہیں اولئک کمال انعام بل ہم اضل^(۱)۔ یعنی یہ جانوروں سے بھی گئے گزرے لوگ ہیں۔ اس کے بعد فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ امام ابو حنیفہؒ معصوم تھے ان سے خطا ہو ہی نہیں سکتی میں اس کا قائل نہیں ہوں۔ لیکن امام صاحبؒ نے جہاں بیٹھ کر مسائل استنباط فرمائے امام صاحبؒ اکیلے نہیں تھے۔ ان کے پاس لمبے چہرے والے مجتہدین بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں ”افت“ کے اسپیشلسٹ امام محمدؒ۔ فضیل بن عیاضؒ جیسے اللہ والے ابو یوسفؒ جیسے محدث اور ہر فن کے اسپیشلسٹ وہاں موجود ہوتے تھے۔ تو جیسے تراویح میں قاری صاحب قرآن پاک سناتے ہیں تو وہ (قاری) معصوم نہیں ہوتے ان سے بھول ہو جاتی ہے، لیکن لقمہ دینے والا اس غلطی کو چلنے نہیں دیتا۔ اسی لئے امام وکیعؒ فرماتے ہیں کہ ”میں واضح لفظوں میں کہتا ہوں کہ اگر امام صاحبؒ سے کوئی خطا ہوئی تو اس خطا کو چلنے نہیں دیا گیا“^(۲)۔

(۱) ... یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں۔

(۲) ... حضرت امام وکیع بن جراح کے الفاظ یہ ہیں:

ومن كان اصحابه هؤلاء لم يكن ليخطئ. لا انه ان اخطار ذوه للحق. (التجريات الحسان..... فصل ۲ ص ۲۸)

(محمد ظفر عفی عنہ)

ایک ہے غلطی لگنا اور ایک ہے غلطی چلنا۔ اسکے متعلق فرمایا کہ ”کتاب اللہ“ ایک ایسی کتاب ہے جس میں کوئی غلطی نہیں۔ ذلک الكتاب لا ريب فيه (البقرہ: ۲)۔ انسانوں کی لکھی ہوئی کوئی بھی ایسی کتاب نہیں جس میں غلطی کا امکان نہ ہو۔ لیکن ایک بات یاد رکھیں! غلطی کسی کو لگی ہے تو ”جماعت“ نے وہ غلطی چلنے نہیں دی۔

ہمارا نام ہی اہل سنت والجماعت ہے

کیونکہ نبی بذاتہ معصوم ہے ان کے بعد ایک ذات بھی معصوم نہیں بلکہ ”جماعت“ معصوم ہے۔ ید اللہ علی الجماعة۔ اگر کسی محدث سے کوئی غلطی ہوگئی تو محدثین کی جماعت نے فوراً درست کر دیا۔ اگر کسی فقیہ سے لغزش ہوئی تو فقہاء کی جماعت نے اس کو چلنے نہیں دیا۔ اگر کسی مؤرخ سے کوئی غلطی ہوئی تاریخ میں تو مؤرخین کی جماعت نے بھی اس کو چلنے نہیں دیا۔

جماعت سے کٹنے والا گمراہ ہو جاتا ہے

یہیں سے اگر آپ یہ بات سمجھ لیں کہ ہمارے ہاں معیار ”جماعت“ ہے تو آج جتنے نئے فتنے کھڑے ہو رہے ہیں سب کا یہی ایک علاج ہے۔

ایک کتاب میں لکھا تھا کہ میں نے تاریخ کی اسی کتاب سے حوالے لئے ہیں جہاں سے فلاں نے لئے فلاں نے لئے فلاں نے لئے..... لیکن ہم کہتے ہیں کہ ”تاریخ“ میں تو صحیح وضعیف روایت موجود ہیں تاہم ان سے انتخاب کا حق مجھے (آپ کو) نہیں ہے کسی ایک ذات کو نہیں بلکہ صرف مؤرخین کی جماعت کو یہ حق ہے۔ جن لوگوں نے ایک ایک آدمی کو معیار بنایا وہ نئے نئے فرقے بننے چلے گئے اور جنہوں نے جماعت کو معیار رکھا وہ آج تک جماعت کیساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

اسی طرح امام وکیع بن جراحؒ کی احادیث بخاری میں ہیں اور میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر ”صحاح ستہ“ سے ”اہل کوفہ“ کی روایات نکال دی جائیں تو وہاں خاک اڑنی شروع ہو جائے گے۔

بخاری شریف کی آخری حدیث کا ہر ہر راوی کوئی ہے

آج کل امام صاحبؒ کی ضد میں مجھے ایک آدمی کہنے لگا کہ اہل کوفہ کی روایات و احادیث حجت نہیں تو یہ آج بخاری شریف کی آخری حدیث کا سبق ہے میں کہتا ہوں کہ بخاری شریف کی اس آخری حدیث کا ہر ہر راوی کوئی ہے ایک راوی بھی ایسا نہیں جو کوفہ کے علاوہ کسی دوسرے شہر کا ہو۔ تو امام بخاریؒ تو ہمیں اہل کوفہ کے سپرد کر کے چلے گئے۔ خود (امام بخاریؒ) فرماتے ہیں کہ میں یہ تو بتا سکتا ہوں کہ فلاں شہر میں کتنی جگہ گیا، فلاں شہر میں کتنی جگہ گیا، فلاں شہر میں کتنی جگہ گیا۔ لیکن یہ کتنی میں نہیں کر سکتا کہ کوفہ میں کتنی دفعہ حاضر ہوا۔

امام بخاریؒ نے فقہ پہلے پڑھی ہے اور حدیث بعد میں

اور کوفہ میں امام بخاریؒ کی حاضری صرف حدیث کے لئے ہی نہیں فقہ کے لئے بھی تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سولہ سال کی عمر میں عبداللہ بن مبارکؒ سے فقہ حنفی کی کتابیں پڑھیں اور وکیع بن جراحؒ سے امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کی کتب پڑھی ہیں تو جس طرح آپ کے نصاب میں فقہ پہلے ہے اور حدیث بعد میں ہے اسی طرح امام بخاریؒ نے بھی فقہ پہلے پڑی ہے اور حدیث بعد میں^(۱)۔

(۱)۔ امام ذہبیؒ، سیدنا امام بخاری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں

ما جلست للمحدث حتى عرفت الصحيح من السقيم وحتى نظرت في عامة كتب الراي وحتى دخلت البصرة خمس مائة ولحوها لم نوكت بها حديثا صحيحا الا كتبه الا ما لم يظهر لي.

(سير اعلام النبلاء ج ۲ ص ۴۱۶)

ترجمہ: ”(امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) میں نے مجلس حدیث اس وقت تک قائم نہیں کی جب تک میں نے حدیث صحیح کو تقیم سے شناخت نہیں کر لیا اور جب تک میں نے امام کتب فقہ پر نظر نہیں ڈال لی اور جب تک میں چار یا پانچ مرتبہ بصرہ نہیں چلا گیا اور میں نے وہاں کی تمام صحیح حدیثیں نہیں نکھ لیں سوائے ان کے جو مجھے ظاہر نہیں ہو سکیں۔“

(محمد ظفر عفی عنہ)

فقہ کی ضرورت حدیث سے مقدم ہے

اور ویسے بھی امت کو فقہ کی ضرورت پہنچے ہوئی ہے فقہ کے چاروں امام پہلے گزرے ہیں اور صحاح ستہ والے امام ان چاروں کے بعد ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے عجیب انداز رکھا ہے کہ جیسے چاروں خلفاء برحق ہیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ آخر میں آئے اور انہوں نے پہلوں کی تصدیق فرمادی کسی کی تردید نہیں فرمائی اب اگر کوئی پہلوں کے بارے میں انگلی اٹھائے تو ہم کہتے ہیں کہ تیرا علم زیادہ ہے یا باب مدیۃ العلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم زیادہ ہے؟ انہوں نے تو حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کو قریب سے دیکھا ان کے ساتھ رہے ہم نوالہ وہم پیالہ رہے سب کے ساتھ نمازیں پڑھیں لیکن اس کے باوجود حضرت علیؓ نے ان پر کچھ اعتراض نہیں کیا اور تم آج چودہ سال بعد ان پر کیسے اعتراض کر سکتے ہو؟

چاروں ائمہ فقہاء پہلے گزرے ہیں اور صحاح ستہ والے بعد میں

اسی طرح آج اگر کوئی کہتا ہے کہ فقہ حدیث کی خلاف ہے تو ہم کہتے ہیں کہ فقہ کے چاروں امام (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ) پہلے گزرے ہیں اور اصحاب صحاح ستہ بعد میں بخاری شریف میں جمیع فرقہ کے رد میں عنوان ہے کتاب الرد علی الجہمیہ دنیا میں اگر آج اس فرقہ کو تلاش کریں تو کوئی بھی نہیں ملتا تو اس چھوٹے سے فرقہ کے رد میں تو امام بخاریؒ نے کتاب لکھی ہے اور ساری دنیا جو حنفیوں سے بھری پڑی ہے ان کے خلاف کوئی کتاب یا باب نہیں لکھا۔ اگر حنفی بھی غلط ہوتے تو ان کے خلاف بھی ضرور لکھتے اور فرماتے کہ (معاذ اللہ) یہ گمراہ ہیں۔

امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہے اور امام سفیان عینیؒ کی وفات ۱۹۸ھ میں ہے امام سفیانؒ فرماتے ہیں کہ فقہ حنفی آفاق تک زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے یہ محدث حرم ہیں حرم پاک میں بڑے بڑے حلقے ہیں لیکن سب سے بڑا حدیث کا حلقہ امام سنینؒ کا ہوتا تھا ایک دن کسی نے پوچھا کہ حضرت! اور بھی تو استاذ

ہیں۔ کسی کے پاس چار کسی کے پاس پانچ طلباء ہیں دس سے زیادہ نہیں ہیں اور آپ کے پاس سینکڑوں طالب علم ہیں؟ تو فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ میری حدیث کی سند بہت عالی ہے۔ اول من صبر لى محدثا فهو ابو حنیفہ (الجواہر نقلاً عن ابن خلدان..... ج ۱ ص ۱۰۳)، کہ مجھے اس سے پہلے حدیث کی سند امام ابو حنیفہؒ نے دی ہے..... ایک غیر مقلد مولوی صاحب مجھے کہنے لگے کہ کیا امام سفیان عینیؒ کے پاس ہوائی جہاز تھا؟ کیا وہ ساری دنیا میں دیکھ آئے تھے کہ یہاں حنفی ہیں؟ میں نے کہا کہ انہیں ہوائی جہاز کی ضرورت نہیں تھی، وہ تو حرم پاک میں بیٹھتے تھے اور حرم پاک میں دنیا کے ہر کونے کا مسلمان حج کے لئے پہنچ جاتا ہے اس لئے انہیں دنیا میں پھرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ تو سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے تلامذہ ہیں جن سے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں احادیث لی ہیں تو امام بخاریؒ کی حدیث کی کتاب صحیح بخاری شریف کو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" کہا جاتا ہے اس لئے کہ خیر القرون کے بعد احادیث کی جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان سب میں زیادہ صحیح کتاب یہی ہے۔

فقہ حنفی اعلیٰ ترین فقہ ہے

لیکن بات پوری یاد رکھنی چاہئے! جس طرح صحاح ستہ میں اعلیٰ ترین کتاب صحیح بخاریؒ ہے اسی طرح چاروں فقہوں میں اعلیٰ ترین فقہ "فقہ حنفی" ہے تو کیا اس فیصلہ کرنے کے لئے کوئی ہمارے ساتھ تیار ہے؟ کہ سند کی بحث میں بخاریؒ کی سند کو اعلیٰ مانا جائے اور جب احکام کی بات آئے تو اس میں امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ کسی اور کی نہ مانی جائے۔

اصح ہونے کا صحیح مطلب؟

جب تم اصح ہونے کا یہ مطلب لیتے ہو (حالانکہ جو مطلب یہ غیر مقلدین لیتے ہیں کہ اس کے مقابلے میں کوئی اور حدیث نہ مانی جائے) جبکہ یہ مطلب تو خود امام بخاریؒ بھی نہیں مانتے چنانچہ باب الفخذ میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ آیا ان

کا پردہ ہے یا نہیں؟ تو فرماتے ہیں کہ وہ حدیث انسؓ ہے جس میں آیا ہے کہ ران کا پردہ نہیں ہے یہ بہت زیادہ صحیح سند والی روایت ہے لیکن اس کے مقابلے میں وہ حدیث جس میں اس کے "پردہ" ہونے کا ذکر ہے وہ ضعیف سند کے ساتھ ہے لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ پردہ کرنے والی (ضعیف السند حدیث) پر ہی عمل کیا جائے۔ اسی بخاری شریف میں کتنی اور حدیثیں ہیں کہ اگر ادخال ہو انزال نہ ہو تو غسل فرض نہیں ہوتا، لیکن امام بخاریؒ غسل فرض ہونے کی صریح روایت نہ لانے کے باوجود فرماتے ہیں کہ غسل پر عمل لازم ہے..... اس لئے جو یہ مطلب لیتے ہیں میں ان سے کہا کرتا ہوں کہ اصح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صحیح بخاریؒ کے مقابلے میں کوئی اور حدیث نہ مانی جائے تو پھر یہ بھی کہو کہ جب احکام کی بات آئے گی تو چونکہ امام ابو حنیفہؒ سب کے استاذ ہیں اس لئے ان کے مقابلے میں کسی اور فقیہ کا استنباط کردہ حکم بھی نہ مانا جائے.....؟ یا تو اصول ایک ہی رکھا جائے (ناں!) یہ دو کشتیوں میں پاؤں نہیں ہونا چاہئے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان کو جو مقام عطا فرمایا ہے (وہ بہت اعلیٰ مقام ہے)۔

صحیح بخاریؒ کا انتخاب چھ لاکھ احادیث سے کیا گیا

سیدنا امام بخاریؒ رحمۃ اللہ علیہ نے جو محنت فرمائی۔ چھ لاکھ احادیث میں سے اس کتاب کا انتخاب فرمایا اور اتنا حافظہ تھا کہ سوا حدیث میں امتحان لیا گیا اور آپ نے تمام سندیں بالکل صحیح صحیح سنادیں۔

امام بخاریؒ کی قبر روضة من ریاض الجنة ہے

امام بخاریؒ کا جب دصال ہوا، تو جیسا کہ آپ احادیث میں پڑھ آئے ہیں کہ یہ جو قبر ہے یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوتی ہے۔ میرے پیر و مرشد شیخ النسیر سلطان العارفین حضرت لاہوریؒ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اگر دل کی آنکھیں کھل جائیں تو قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ (واقعی) یہ جنت کا باغ ہے یا دوزخ کا گڑھا؟

حضرت امام بخاریؒ کو جب قبر میں اتارا گیا تو یہ تو آپ نے پڑھا کہ جنت روح الريحان ہے خوشبوئیں ہی خوشبوئیں ہیں اور یہی قبر جس کا دنیا (مراد عثمانی پارٹی اور مماتی حضرات ناقل) آج انکار کر رہی ہے جنت کا باغ ہے۔ تو بعض اوقات جنت کی یہ خوشبو اتنی مہکتی ہے کہ وہ برزخ کا پردہ پھاڑ کر باہر بھی آ جاتی ہے۔ امام بخاریؒ کو جب قبر میں رکھا گیا تو اتنی خوشبو پھیل کہ وہ برزخ کے پردے سے باہر آئی اور لوگ سونگھ رہے تھے کہ واقعی یہ قبر ہے کہ جسے روضة من رياض الجنة کہا جاتا ہے۔ اور سارے ہی کہہ رہے تھے کہ یہ خوشبو ان خوشبوؤں میں سے نہیں ہے جو دنیا میں موجود ہے^(۱)۔

اکابر علمائے دیوبندؒ کی قبروں سے جنت کی خوشبو

یہی حال ہمارے بہت سے اکابر (حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد موسیٰ خان روحانی البازئیؒ، شیخ الحدیث مولانا سبحان محمود صاحبؒ

(۱) پورا واقعہ حضرت علامہ ابن حجر یوں بیان فرماتے ہیں:

”وذاق بخاری کا کہنا ہے کہ میں نے غالب بن جبریل سے سنا جن کے ہاں امام بخاری رحمہ اللہ خربک میں قیام پذیر تھے وہ کہہ رہے تھے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو ہمارے ہاں ٹھہرے ہوئے چند ہی دن گزرتے کہ آپ بیمار ہو گئے اسی اثنا میں اہل شرف قد نے ایک قاصد بھیجا کہ آپ ہمارے ہاں چلیں آئیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ انکے بلانے پر جانے کے لیے تیار ہو گئے، سوزے پھن لیے، عمامہ باندھ لیا، سواری پر سوار ہونے کے لیے میں قدم چلے ہوں گے (میں ان کا بازو پکڑتے ہوئے تھا) کہ فرمایا: مجھے چھوڑ دو میں بہت کمزور ہو گیا ہوں ہم نے چھوڑ دیا آپ نے کچھ دما ئیں پڑھیں اور لیٹ گئے اسی میں آپ کا انتقال ہو گیا وقات ہو جانے کے بعد آپ کے جسم اقدس سے بہت زیادہ پینٹ نکلا، امام بخاری رحمہ اللہ نے ہمیں وصیت کی تھی کہ مجھے تین کپڑوں میں کفن دینا جن میں عمامہ اور قمیض نہ ہو چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا، ہم نے آپ کو کفنانے اور نماز پڑھنے کے بعد قبر میں اتارا تو قبر سے نہایت ہی بہترین خوشبو منکھ جیسی اٹھی اور کئی دنوں تک اٹھتی رہی، لوگ آپ کی قبر سے سلی لے جانے لگے یہاں تک کہ ہمیں قبر کی حفاظت کے لیے اس پر ایک جالی دار لکڑی رکھنی پڑی۔

(۱) کے ساتھ ان کی قبروں میں ہوا کہ انکی قبور سے ہزاروں لوگوں نے خوشبوئیں سلی ہیں تو مقصد یہ ہے کہ یہ تقریب صحیح بخاری شریف کے بارے میں ہے اس لئے طلباء کے سامنے میں نے ایک دو باتیں رکھیں ہیں کہ:

(۱) احکام میں ہم فقہاء کرام کے پابند ہیں۔

(۲) ... سند میں محدثین کے پابند ہیں ہم کسی کا حق چھیننے کے لئے تیار نہیں اور کسی کا دوسرے کو دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ اور فقہاء نے ہمیں اس دین دیا تمام فرائض ہم تک صحیح پہنچائے ہیں۔

ام محدثینؒ کسی نہ کسی امامؒ کے مقلد تھے

محدثینؒ نے یہ کوشش نہیں کی کہ تمام مسائل کو جمع کیا جائے بلکہ سارے کے سارے محدثین خود کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے کیونکہ محدثین کے حالات میں چار قسم کی کتابیں ملتی ہیں (۱) طبقات حنفیہ (۲) یا طبقات مالکیہ (۳) یا طبقات شافعیہ (۴) یا طبقات حنابلہ۔ ”طبقات غیر مقلدین“ نامی کتاب محدثین کے حالات میں آج دنیا میں نہیں لکھی گئی۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى ربی من کل ذنب واتوب الیه

(بشکریہ ماہنامہ الخیر)

تہدید

غیر مقلدین کے چھ نمبر

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسولة بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

ان الدين عند الله الاسلام. وقال في مقام آخر: فاسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون.

صدق الله مولانا العظيم. وبلغنا رسوله النبي الكريم.
ونحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين.
والحمد لله رب العالمين. رب اشرح لي صدري ويسر
لي امری واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدني
علما و ارزقني فهما. سبحانه لا علم لنا الا ما علمتنا
انك انت العليم الحكيم. اللهم صلي على سيدنا و
مولانا محمد و على آل سيدنا و مولانا محمد و بارك
وسلم وصل عليه.

دوستو بزرگو! تھوڑے سے وقت میں دو تین باتیں میں نے آپ حضرات
کے سامنے رکھنی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ نے
ہی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے اور پھر انسانوں
میں سے مسلمان بنایا۔ اگرچہ دنیا میں بہت سے دین ہیں لیکن سچا دین صرف اور صرف
اسلام ہے۔ آپ یہ کہیں گے ہر دین والا اپنے دین کو سچا کہتا ہے تو اگر آپ اپنے
دین کو سچا کہہ رہے ہیں تو کوئی نئی بات ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ کہنے کو تو سب
کہہ رہے ہیں۔ لیکن چار سوالوں کا جواب کسی دین کے پاس نہیں۔ میں اختصار کے
ساتھ اس کو عرض کرتا ہوں۔

ماتگیر نبوت

پہلا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم
السلام بھیجے۔ انہوں نے آکر اللہ تعالیٰ کے پیغامات سنائے۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس
ار انبیاء علیہم السلام تشریف لائے لیکن ان کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم
السلام میں سے کتنے نبی ہیں جنہوں نے ساری دنیا کے نبی ہونے کا دعویٰ فرمایا؟
ماری دنیا یقیناً اسی پاک پیغمبر کو تلاش کرے گی جنہوں نے ساری دنیا کو اپنے دامن
میں آنے کی دعوت دی ہو۔ اب اس تلاش میں جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا
ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے پیغمبر دنیا میں
آئے ہیں وہ ایک ایک قوم یا ایک علاقے کی طرف نبی بن کر آئے کسی ایک
نے بھی ساری دنیا کے نبی ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار
ہیاء علیہم السلام میں سے صرف ایک پیغمبر ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جنہوں نے
ماری دنیا کے نبی ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ اب ظاہر ہے کہ دنیا انہی کے دامن میں
آئے گی جو (ساری) دنیا کو بلا رہے ہیں پکار رہے ہیں۔ مویٰ علیہ السلام صرف بنی
اسرائیل کے نبی تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام یہ فرماتے ہیں ایک کنعانی عورت آتی ہے اور

جیسے ہر زمانے میں لوگ نیک لوگوں سے دعائیں کرواتے ہیں وہ بیمار تھی اس نے دعا کیا اے داؤد علیہ السلام کے بیٹے! میں بیمار ہوں آپ میرے لئے دعا فرمائیں! تعالیٰ مجھے صحت عطا فرما دے۔ اب یہ دعا کی درخواست کرنے والی عورت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے تو تھی لیکن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے نہیں تھی! اسرائیل میں سے نہیں تھی دوسرے خاندان سے تھی۔ تو آپ نے دعا کرنے کی ہدایت فرمایا:

”اے عورت! میرے سامنے سے دور ہٹ جا۔ میں بیٹوں کی روٹی کتوں کو؛ اٹلے نہیں آیا میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“

(انجیل متی... باب ۱۵ عبارت ۲۳، ۲۵، ۲۶)

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا تک کرنے سے انکار فرما دیا اور فرمایا بنی اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا میں کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ آپ میں سے کسی اگر انجیل دیکھی ہو تو عیسائی اسی فقرے کی تصویر (بائبل کے) باہر نائٹل پر بنایا کر ہیں کہ بھیڑیں چر رہی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام نے ایک لائٹی کندھے پر رکھی ہوئی اور بنی اسرائیل کی بھیڑوں کو چرا ہے ہیں۔

ایک لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ کالج میں ایک مولوی صاحب کا لڑکا اور ایک پادری کا لڑکا (ساتھ) پڑھا کرتے تھے۔ کبھی جلسہ ہوتا تو مولوی صاحب کا لڑکا پادری کے لڑکے کو ساتھ لے آتا کہ بھی ہمارا جلسہ ہے..... وہ آ جاتا۔ دو چار جلسے اس نے سنے ان کی بھی کنونشن آگئی۔ اس نے کہا میں تمہارے جلسے سنتا رہا ہوں ہمارا (بھی) جلسہ ہے۔ (مولوی کے لڑکے نے کہا) چلو دیکھیں گے کیا ہوتا ہے ہمارے ملک میں عیسائیوں کے چار فرقے ہیں۔ تو وہ کیتھولک فرقے کا لڑکا تھا۔ ا کے ہاں ایک مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ سال کے بعد جیسے آپ ایمان تازہ کرتے ہیں قرآن

پاک کی تلاوت کر کے روزانہ کلمے شریف کا ذکر کرتے ہیں درود پاک پڑھتے ہیں اللہ کی یاد و استغفار کرتے ہیں جس سے دل کا زنگ دھلتا ہے۔ اور ایمان میں تازگی اور بشارت پیدا ہوتی ہے۔ ان (عیسائیوں) کے ہاں ایمان تازہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سال کے بعد جب جلسہ ہو تو مرد عورت قطار میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور پادری بیٹھ جاتا ہے وہ باری باری یوں سامنے سے آتے ہیں اور یوں جھک جاتے ہیں..... مرد ہو یا عورت۔ پادری کہتا ہے آپ کون ہیں؟ وہ کہتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت..... میں خداوند یسوع مسیح کی بھیڑ ہوں..... تو ان کا عقیدہ ہے کہ اتنا کہنے سے ایک سال کے لئے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اگلے سال زندہ رہے تو پھر تازہ کر لیں گے۔

اب مولوی صاحب کا لڑکا یہ دیکھ رہا تھا کہ پہلے کبھی ایسا انداز دیکھا نہیں ایمان تازہ کرنے کا۔ اور یہ بھی سوچ رہا ہے کہ یہ ایمان تازہ کرتے رہیں اور میں ایسے ہی رہ جاؤں بغیر تازہ کئے یہ بھی اچھی بات نہیں۔ تو وہ بھی دیکھا دیکھی کھڑا ہو گیا قطار میں۔ پتے چلتے جب پادری کے سامنے آیا تو بجائے جھکنے کے یوں اکڑ کے کھڑا ہے۔ پادری نے سوچا کوئی نیا آدمی ہے جسے آداب کا علم نہیں۔ اس نے کہا چلو کھڑے سے ہی پوچھ لیتے ہیں۔ پوچھا آپ کون؟..... اس نے کہا:

”میں محمدی مینڈھا ہوں۔“

آخر اللہ تعالیٰ نے ساری بھیڑیں تو دنیا میں پیدا نہیں فرمائیں نا۔ مینڈھے بھی تو پیدا فرمائے ہیں نا۔ تو اس نے بھی بہر حال اپنا ایمان تازہ کر لیا۔ مقصد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

”میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“

اور یہودی بھی یہی مانتے ہیں۔

ایک ہی پیغمبر ہیں محمد رسول اللہ ﷺ جنہوں نے آ کر بتایا اللہ رب العالمین ہے، مجھے اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ ایک ہی نبوت ہے جس کے لئے نہ کوئی جغرافیائی باڈر ہے کہ اس بارڈر تک آپ کی نبوت ہے آگے کسی اور نبی کی نبوت ہوگی۔ نا کوئی تاریخی قید اور حد ہے کہ فلاں صدی تک تو آپ کی نبوت ہے اور

اس کے بعد کوئی اور نبی آجائے گا اور آپ کی نبوت کا دور ختم ہو جائے گا۔

تکمیل دین

تو ساری دنیا کو بلانے والے کتنے نبی ہیں؟ صرف ایک حضرت محمد ﷺ۔
آپ نے ایک ایسا اعلان فرمایا جو کسی پہلے نبی نہیں کیا۔ وہ کیا تھا۔

اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي
ورضيت لكم الاسلام ديناً. (۱)

(المائدہ: ۳)

تکمیل دین کا اعلان آپ ﷺ سے پہلے کسی بھی پیغمبر نے نہیں فرمایا۔ تو نبی
اقدس ﷺ۔ آپ نے ساری دنیا کو بلایا۔ اگر ایسے دو نبی مل جاتے تو شاید الیکشن کی
ضرورت پڑ جاتی۔ اب نہ الیکشن کی ضرورت ہے نہ سلیکشن کی ضرورت ہے ایک ہی
سیٹ ہے اور ایک ہی پیغمبر ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ۔

نبوت نبوی ﷺ کی دائمی دلیل

آپ کہیں گے آج کل دنیا پڑھی لکھی ہے دلیل کے بغیر بات نہیں مانتی
حضرت محمد ﷺ آپ کے نبی ہونے کی کوئی دلیل ایسی ہے جو آج بھی دنیا کو دکھائی
جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پاک پیغمبر بھیجے ان کو معجزات عطا فرمائے جو ان کے سچے
نبی ہونے کی دلیل تھے لیکن حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک
جتنے پیغمبر دنیا میں تشریف لائے۔ ان کے معجزے سنائے تو جاسکتے ہیں لیکن کوئی معجزہ
آج ہاتھ میں پکڑا یا اور دکھایا نہیں جاسکتا۔ ان کے معجزات برحق تھے وہ انکے سچے نبی
ہونے کے دلائل تھے لیکن معجزات کو دنیا میں باقی نہیں رکھا گیا۔ واقعات پڑھے جاسکتے
ہیں سنے جاسکتے ہیں سنائے جاسکتے ہیں کیونکہ ان کی نبوتوں کا دور ختم ہو چکا اسلئے اب
جب انکی نبوت باقی نہیں دور باقی نہیں رہا تو انکی دلیل بھی دنیا میں باقی رکھنے کی

ضرورت نہیں تھی۔ ایک ہی پیغمبر میں حضرت محمد ﷺ جن کے معجزات صرف سنائے ہی
نہیں جاسکتے بلکہ آپ کا معجزہ آج بھی دکھایا جاسکتا ہے۔ اور وہ ہے قرآن پاک۔ اور
اتنا عام فہم معجزہ اور بات ہے۔ (جسکی انتہا نہیں)

یہ مائیک انسان نے بنایا ہے خدا نے..... جی؟ (انسان نے) کرسی یہ دیوار
یہ بانس چاند سورج آپ کی قمیض یہ بھی اللہ نے (نہیں) آپ کی آنکھ عینک ٹوپی
اور سر دیکھنے میں نے کچھ باتیں آپ سے پوچھی ہیں آپ نے تقسیم کر دی ہیں کچھ اللہ
کی (بنائی ہوئی) کچھ (بندوں کی)..... اب کوئی آپ سے پوچھے آپ کے پاس کیا دلیل
ہے کہ سورج خدا کا بنایا ہوا ہے..... سر خدا کا بنایا ہوا ہے آنکھ خدا کی بنائی ہوئی ہے۔
تو صرف ایک دلیل ہے سب کے پاس۔ کہ ساری دنیا مل کر مخلوقات مل کر ایسا سورج
بنانے سے عاجز ہے۔ ساری دنیا مل کر ایک انسان تو کچا مچھر کی آنکھ بنانے سے بھی
عاجز ہے..... تو ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ کے کام وہ کام ہوتے ہیں کہ ساری مخلوق
مل کر وہ کام نہ کر سکے..... جو پہچان اللہ کے کام کی ہے وہی پہچان اللہ کے پاک کلام
کی بھی ہے۔ کہ ساری دنیا مل کر اس کلام جیسا کلام (نہیں بنا سکتی)۔ اسلئے جتنا یقین
ہمیں سورج کے بارے میں ہے کہ وہ خدا کا بنایا ہوا ہے۔ اپنی آنکھ کے بارے میں
ہے کہ یہ خدا کی بنائی ہوئی ہے۔ اس سے بڑھ کر ہمیں یقین ہے قرآن پاک پر کہ یہ
خدا کا کلام ہے کسی انسان کا بنایا ہوا (نہیں).....

جس طرح خدا کا سورج..... اس سورج جیسا سورج بنانے سے ساری دنیا
عاجز ہے۔ اسی طرح خدا کے قرآن کا مقابلہ کرنے سے آج بھی دنیا عاجز ہے اور
قیامت تک عاجز رہے گی..... تو آپ کا معجزہ دنیا میں موجود ہے کہ
نہیں؟ (ہے..... سامعین)

قرآن کا چیلنج اور کافروں کا عجز

میں بائبل موسائی انارکلی لاہور میں بیٹھا تھا۔ تو وہاں ایک نئی کتاب سامنے
نظر آئی اس پر لکھا تھا "خبردار..... خبردار" (دو مرتبہ) میں نے اس سے کہا یہ کوئی

(۱) ترجمہ: آج کے دن تمہارے لیے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کر دیا اور

(محمد غفر عنہ)

میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لیے پسند کر لیا۔

چوکیداروں کیلئے لکھی ہے کہ کتاب خبردار... خبردار کیا نام ہے... کتاب کا..... جی ہم میں ایک بدعتی فرقہ پیدا ہو گیا ہے اسکے رد میں لکھی ہے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ (کس فرقہ) کے رد میں ہے میں نے اٹھائی۔ میں نے کہا کہ اصل تو عیسائی فرقہ وہی ہے۔ (جسکے رد میں یہ کتاب لکھی گئی ہے) کیونکہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ بلکہ خدا کا نبی مانتے ہیں۔ اب یہ لوگ ان کو بدعتی کہتے ہیں اور اس فرقہ کو بدعتی سمجھا جاتا ہے۔ تو اس قسم کی باتیں۔ کتابیں وہ عجیب و غریب لکھتے ہیں اور کتابیں بھی رکھیں تھیں میں نے کہا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ نہیں فرمایا تھا کہ دس بیس سو پچاس کتابیں اسلام کے خلاف لکھنا..... اللہ تعالیٰ نے تو یہ چیلنج دیا ہے کہ قرآن پاک کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سی سورت بنا کر لے آؤ۔ سورۃ کوثر ڈیڑھ سطر میں اور ایک سطر میں بھی لکھی جاسکتی ہے۔ لکھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ صرف اتنی ایک سطر قرآن پاک کے مقابلہ میں لے آؤ۔ آپ سینکڑوں صفحات کی کتابیں اسلام کے خلاف لکھ رہے ہیں لیکن قرآن کا یہ چیلنج آپ کیوں قبول نہیں کرتے؟ اس نے کہا کہ اس سے آج بھی ہم عاجز ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔

تو باقی انبیاء علیہم السلام کے معجزات سنائے تو جاسکتے ہیں لیکن دکھائے (نہیں جاسکتے)۔ ایک نبی ہے جن کی دلیل نبوت آج بھی دنیا میں موجود ہے کیوں؟ ان کی نبوت کا دور باقی ہے۔ اور باقی انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا دور ختم ہو چکا ہے۔ دعویٰ بھی ہو گیا اور دلیل بھی ہو گئی۔

عیسائیوں کا عجز

اب دلیل کے بعد تیسری بات یہ ہے کہ خدا کے پاک پیغمبر جو تعلیمات اور خدا کا پیغام لائے ہیں وہ محفوظ ہے ساری عیسائی دنیا مل کر تو ریت کے پانچوں حصے پڑھ لے تو وہ یہ نہیں بتا سکتی کہ عیسیٰ علیہ السلام جب اللہ کے سامنے سر سجدہ ہوتے تو کون سی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ نماز کا طریقہ وہ قطعاً نہیں بتا سکتے کہ عیسیٰ علیہ السلام کس طرح اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ عیسائی چاروں انجیلیں پڑھ لیں..... پولوس کے

ہمارے خطوط پڑھ لیں..... اور رسولوں کے اعمال بھی پڑھ لیں۔ یوحنا کا مکاشفہ بھی پڑھ لیں۔ لیکن وہ یہ نہیں بتا سکتے کہ عیسیٰ علیہ السلام جدے میں کون سی تسبیح اور کون سا ذکر پڑھا کرتے تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں میں نے پادری سے مناظرے میں کہا تھا کہ اگر قرآن اور احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہ آ جاتا تو آج دنیا یہ ماننے کے لئے بھی تیار نہ ہوتی کہ عیسیٰ نامی کوئی شخص دنیا میں پیدا ہوئے تھے ان کے نام کو اگر زندہ رکھا ہے تو قرآن پاک نے زندہ رکھا ہے..... ایس این البرٹ نے کتاب لکھی ہے اور نام اس نے رکھا ہے پادری نے ”مسیح کی شان از روئے قرآن“ وہ قرآن کو چھوڑ کر مسیح کی شان لکھ سکتے ہی نہیں ہیں لیکن موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات تو کہاں محفوظ رہیں جن زبانوں میں وہ کتابیں نازل ہوئی تھیں وہ زبانیں دنیا میں مردہ بن چکی ہیں۔ آج دنیا میں کوئی ملک تلاش کریں صوبہ تلاش کریں ضلع تلاش کریں تحصیل تلاش کریں ایک تھانہ بھی ایسا نہیں ملے گا جہاں عبرانی زبان بطور زندہ زبان کے بولی جا رہی ہو۔ تو جب زبانیں ہی اللہ نے مردہ کر دیں۔ اب ان مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت کسی انسان میں نہیں ہے۔ وہ چشمہ خشک ہو چکے..... آج ایک ہی آب حیات کا چشمہ ”قرآن پاک“ ہے جس سے سیرابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ہاں جو بے چارے نادانف ہیں وہ خشک چشمے کی ریت کو پانی کی چمک سمجھ کے جارہے ہیں لیکن پیاسے مرتے جارہے..... دعا کرو اللہ تعالیٰ سب کو اس آب حیات کی طرف آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حفاظت اسلام

تو ان (انبیاء) کی تعلیمات محفوظ نہیں لیکن ہمارے پاک پیغمبر ﷺ آپ کی عبادات تو عبادات عادات تک محفوظ ہیں اور مسلمان فخر سے یہ کہتا ہے کہ ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کی سیرت پاک کا ایک نقطہ بھی آج تک دنیا کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوا۔ تو تعلیمات کتنے نبیوں کی محفوظ ہیں ایک ہی پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی۔

ختم نبوت

ایک چھوٹا سا کھٹکول میں رہ گیا کہ نبی ایک ہی جو ساری دنیا کا نبی دلیل بھی ایک ہی نبی کی آج دنیا میں موجود اور تعلیمات بھی ایک ہی پیغمبر کی دنیا میں محفوظ ہیں۔ اب یہ ہے کہ موبی علیہ السلام خدا کے سچے نبی تھے یا نہیں؟ (تھے)..... موبی علیہ السلام کو ماننے والے سچے تھے یا جھوٹے؟ (سچے)..... لیکن جب عیسیٰ علیہ السلام آگئے تو موبی علیہ السلام کو مانتے ہوئے بھی وہ لوگ کافر قرار دے دیئے گئے ایسا ہی ہوا۔ تو سچے نبی کے ماننے والوں پر ایسا وقت آ جاتا ہے کہ کل جو ان کا ایمان تھا آج اس کا نام کفر بن گیا۔ ہم نے پیغمبر تو تلاش کر لئے لیکن ایسا نہ ہو کہ ان کے بعد کوئی اور نبی کہیں آ گیا ہو یا آنے والا ہو۔ اور ہم یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اس ایمان پر رہتے ہوئے بھی کافر قرار دے دیئے جائیں۔ اسلئے ایک اور ضروری چیز کی تلاش ہے کہ جس نبی کو ساری دنیا مانے اس نے اپنے ”خاتم النبیین“ ہونے کا اعلان بھی کر دیا ہو۔ تاکہ یہ خدشہ ہی دل سے نکل جائے کہ اب کوئی بعد میں بھی آنے والا ہے جس کا انتظار ہے تو سارے نبی حضرت آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک ان کو نبی ماننے سے ایمان پورا ہو جاتا ہے لیکن حضرت محمد ﷺ کو صرف نبی ماننے سے ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک آخری نبی نہ مانا جائے اور ان کی ختم نبوت پر ایمان نہ رکھا جائے۔

تو یہ چار سوالات وہ ہیں کہ دنیا کا کوئی مذہب ان چار سوالات کا جواب نہیں دے سکتا وہ عاجز ہیں۔ اس لئے ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ:

ان السدین عندا للہ الاسلام (آل عمران: ۱۹) اسلام کے موا اب سچا دین جو ہے وہ دنیا میں کوئی بھی موجود نہیں ہے ہمارے نبی اقدس ﷺ نے تکمیل دین کا اعلان فرمایا۔

اہل سنت والجماعت

اور پھر ہم اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو ناجی جماعت ہے۔ نجات پانے والی جماعت۔ ہم اہل سنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمیں اپنے نام کے

بارے میں تھوڑا سا اتنا تو یاد ہونا چاہئے کہ ہم جب اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں..... اس کا مطلب کیا ہے؟..... جب والجماعت کہتے ہیں..... اس کا فائدہ کیا ہے؟ جب حنفی کہتے ہیں..... اس کا مقصد کیا ہے؟

تکمیل دین

جب ہم اپنے آپ کو ”اہلسنت“ کہتے ہیں تو اپنی نسبت نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے جوڑتے ہیں کیوں؟ آپ نے تکمیل دین کا اعلان فرمایا اور آپ کا طریقہ آج تک محفوظ ہے۔ تکمیل دین کا اعلان کس نے فرمایا؟ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے۔

تمکین دین

ہمارے نام کے ساتھ جو لفظ ”والجماعت“ ہے اس میں ہماری نسبت نبی پاک کے صحابہؓ اور اہل بیتؓ کی طرف ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس طرح ہمارے نبی پاک سارے نبیوں سے افضل ہیں اس طرح ہمارے نبی پاک کے صحابہؓ اور اہل بیتؓ تمام انبیاء کے صحابہؓ اور اہل بیتؓ سے زیادہ شان والے ہیں۔ ان سے بھی اللہ نے وہ کام لیا جو پہلے انبیاء علیہم السلام کے صحابہ سے نہ ہو سکا وہ کیا تھا؟..... ”تمکین دین“..... کونسا کام لیا؟

لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضیٰ لہم (النور: ۵۵)

اتنا مضبوطی کے ساتھ دنیا میں (دین کا) جم جانا کہ قیامت تک کافر ہلاتے رہیں وہ مل نہ سکے۔ تو ”تمکین دین“ قرآن کہتا ہے کہ خلافت کے دور میں اللہ تعالیٰ اس دین کو مضبوطی سے دنیا میں قائم فرما دیگے۔ اور ان کی طرف نسبت ہمارے نام میں لفظ ”والجماعت“ سے ہے۔

تدوین دین

اور حنفی ہم کیوں کہلاتے ہیں؟ ایک کام رہتا تھا جو ابھی تک کسی نے نہیں کیا

اور وہ کام اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لے لیا..... آپ سے پہلے (یہ کام) کسی نے نہیں کیا تھا..... آپ حیران ہو گئے کہ وہ کون سا کام تھا؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نمازیں نہیں پڑھتے تھے؟ روزے رکھتے تھے؟ سب کچھ کرتے تھے لیکن ایک کام نہیں ہوا تھا جو سب سے پہلے اسلام میں سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اس کا نام ہے ”تدوین دین“..... نمازیں پڑھی جاتی تھیں لیکن نماز کا طریقہ ترتیب سے لکھا ہوا نہیں تھا کہ شرطیں کتنی ہیں؟..... ارکان کتنے ہیں؟ واجبات کتنے ہیں؟ سجدہ سہو کہاں کہاں آئے گا؟ وضو کیا ضرور جاتا تھا لیکن وضو کا طریقہ مدون نہیں تھا مرتب نہیں تھا..... تو ہمارے امام نے کونسا کام کیا جو پہلے نہیں تھا..... (وہ تھا) تدوین دین.....

اہل سنت والجماعت حنفی..... اہل سنت میں ہماری نسبت اللہ کے نبی پاکؐ کی طرف ہے جو ”دین کی تکمیل“ کا اعلان کرنے والے ہیں والجماعت میں صحابہؓ کی طرف ”تکمیل دین“ کا کام جن سے اللہ نے لیا اور حنفی میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جن سے اللہ نے ”تدوین دین“ کا کام لے لیا۔

عام فہم

شاید یہ عربی الفاظ آچکے یا نہ رہیں..... بعض دوست جو ہیں۔ اردو میں ترجمہ ہی عرض کر دیتا ہوں..... نبی (ﷺ) دین کے لانے والے..... جن کی طرف نسبت اہل سنت ہے۔ صحابہؓ دین کے پھیلانے والے..... جن کی طرف نسبت ”والجماعت“ ہے۔ امام دین کے لکھوانے والے جن کی طرف نسبت ”حنفی“ کے نام سے ہے۔

بڑا اور چھوٹا رافضی

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں صحابہؓ نے وہی دین پھیلایا جو نبی پاکؐ لائے تھے یا نیا بنا کے پھیلایا؟..... (وہی پھیلایا..... سامعین)۔ اماموں نے وہی لکھوایا جو نبیؐ اور صحابہؓ والا طریقہ تھا یا نیا بنا کر لکھوایا..... (وہی لکھوایا..... سامعین) جو یہ کہہ صحابہؓ نے نیا پھیلایا وہ بڑا رافضی (شیخہ) ہے۔ جو کہے کہ امامؑ نے نیا بنایا وہ چھوٹا

رافضی (شیخہ) ہے۔ نہ صحابہؓ نے دین بدلا نہ ائمہ نے دین بدلا۔

وسو سے ڈالنے کا طریقہ

اب وسو سے کیسے ڈالے جاتے ہیں کہ جی آپ ”حنفی ہیں یا محمدی“..... آپ ”حنفی ہیں یا محمدی؟“ اسلئے میں کہا کرتا ہوں کہ کم از کم میرے پاس دوسری جماعت پڑھ لیتے تو اردو لفظ ”یا“ کا صحیح استعمال آ جاتا۔ کہ کہاں استعمال کیا جاتا ہے یہ سوال ہی غلط ہے۔ آپ کہیں گے اچھا طریقہ جس کا جواب نہ آیا اسکو غلط کہہ دیا آسان طریقہ ہے نا..... نہیں آپ سے کہلو! نگا کہ یہ غلط ہے۔ بھئی آج ہفتہ ہے یا اتوار؟ (اتوار..... سامعین) آج رات اتوار کی ہے یا فروری کی؟..... جی!..... اب آپ دیکھ لیں کہ یہ ہے ”غیر مقلدوں“ والا سوال جسکو اتنی بھی عقل نہیں کہ فروری میں بھی راتیں آتی ہیں۔ اچھا!..... بھئی آپ پنجاب میں بیٹھے ہیں یا سرحد میں؟ (پنجاب میں..... سامعین) جی! پنجاب میں..... تو آپ پنجاب میں بیٹھے ہیں یا پاکستان میں؟..... جی! پہلا سوال صحیح تھا نا دونوں صوبے تھے..... دونوں میں یا کا لفظ آئے سوال صحیح ہے۔ (اچھا) آج ہفتہ ہے یا اتوار..... دو مہینوں میں یا آئے آپ کہیں گے کہ سوال صحیح ہے۔ لیکن ایک طرف دن لگا دیا دوسری طرف مہینہ تو آپ سمجھیں گے کہ یہ سوال غیر مقلدوں والا ہے..... ملکوں میں یا آئے کے آپ پاکستان میں بیٹھے ہیں یا بھارت میں..... آپ کہیں گے سوال صحیح ہے دونوں طرف ملک ہیں..... صوبوں کا ذکر آئے آپ پنجاب میں ہیں یا سرحد میں؟ آپ کہیں گے سوال صحیح ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ آپ پنجاب میں بیٹھے ہیں یا پاکستان میں۔ تو کہیں گے یہ کون ہے کہ جس کو اتنا بھی پتا نہیں کہ پنجاب پاکستان کا صوبہ ہے۔ تو یہ سوال غلط ہے یا صحیح؟..... (غلط..... سامعین) تو یاد رکھیں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مجتہد اور امام ہیں۔ امام کے مقابلہ میں امام کے نام سے یا آئے گا کہ آپ حنفی ہیں یا شافعی؟۔ نمدی کے ساتھ یا لگے تو یوں پوچھا جائے گا کہ آپ محمدی ہیں یا موسوی؟ دونوں طرف نبی ہونے چاہئیں نا لیکن یہ پوچھنا کہ آپ حنفی ہے یا محمدی..... یہ خالص ”غیر مقلدیت“

ہے۔ جن کو اپنی زبان کا لفظ "یا" صحیح استعمال کرنا نہیں آتا وہ کہتے ہیں ہمیں قرآن ابوحنیفہؒ سے زیادہ آتا ہے۔ ہمیں حدیث امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ آتی ہے۔ اچھا اندازہ لگائیں جو ایک اپنی زبان کا لفظ صحیح استعمال کرنے پر قادر نہیں وہ دین کے ٹھیکیدار ہیں۔ تو ہم ہیں اہل سنت والجماعت حنفی۔

ایک اور انداز سے

یہ سوال اور ایک مثال عرض کردوں یہ ایسا ہی بیوقوفوں والا سوال ہے کہ آپ حنفی ہیں یا محمدی؟ جیسے ایک آدمی حدیث پڑھے اس میں یہ تو پوچھ سکتے ہیں کہ مولانا یہ حدیث بخاری کی ہے یا ترمذی کی؟ لیکن اگر کوئی یوں پوچھے کہ یہ حدیث بخاری کی ہے یا نبی پاکؐ کی؟... تو پھر غلط ہوگا سوال یا نہیں ہوگا۔ (غلط سامعین) یہ قاری عاصمؒ کی قرأت ہے یا قاری حمزہؒ کی؟ یہ سوال صحیح ہے دونوں طرف قاری ہیں نا۔ اور اگر کوئی پوچھے کہ یہ قاری عاصمؒ کی قرأت ہے یا اللہ کے نبیؐ کی؟ تو قاری عاصمؒ تو قرأت پہنچانے والے ہیں کوئی نئی قرأت بنانے والے نہیں ہیں۔ تو یہ سوال غلط ہے۔

تظہیر دین

اور دیکھئے اسٹیج پر "دیوبند" کا نام بھی بار بار آ رہا ہے۔ اب آپ پوچھیں گے کہ دیوبند کے علماء نے کونسا کام کیا کہ لوگ اپنے آپ کو "دیوبندی" بھی کہنے لگ گئے چلو پہلے کام تو پورے ہو گئے ہیں سارے۔ "تکمیل دین" کا اعلان اللہ کے نبیؐ پاک نے فرمایا۔ "تکمیل دین" کا صحابہؓ کے ذریعے۔ نبی دین کے لانے والے، صحابہؓ پھیلانے والے اور "تدین دین" کن کے ذریعے ہوا ائمہ کے ذریعے تو علماء دیوبند نے کونسا کام کیا ہے کہ لوگ اپنے آپ کو دیوبندی بھی کہتے ہیں۔ تو وہ بھی افتاء یا درکھیں لیں۔ علماء دیوبند نے جو کام کیا اس کا نام ہے "تظہیر دین"۔ اللہ کے نبیؐ کی (سنت کی) طرف پر جب وہ طرف سے حملے ہونے لگے (غیر مقلدوں نے اپنا نام اہلحدیث رکھ کر حدیث و سنت پر جھوٹ بولا۔ اور بریلویوں نے بدعات کے ذریعے

سنت کو مٹانے کی کوشش کی تو ایسی صورت میں علماء دیوبند نے سنت کو صاف مٹا کر کے ہمیشہ باقی رکھا۔۔۔۔۔ (ناقل) ہم اہل سنت والجماعت ہیں ہمیں دونوں طرف لڑنا پڑتا ہے سنت کو بچانے کے لئے۔

عام فہم مثال

اس کو ایک عام فہم مثال سے سمجھیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ وہ کیا چاہتے ہیں؟ ہم کیا چاہتے ہیں؟

آپ کے ملک میں ایک نوٹ سو روپے کا چلتا ہے۔ ٹھیک ہے ایک نوٹ چند سال پہلے چلتا تھا پھر حکومت نے اسکو (ختم کر دیا) لیکن کئی لوگوں کے گھروں میں اب بھی وہ نوٹ رو گئے ہیں۔ تبدیل نہیں ہو سکے۔ تاریخ گزر گئی۔ اور ایک نوٹ سو روپے کا پانچ سو روپے کا.... پانچ پانچ پیسے میں عید کے دن ملا کرتا ہے اور عید مبارک بھی لکھا ہوتا ہے۔ تین قسم کے نوٹ ہوتے ہیں نا؟ ہماری مثال تو اس نوٹ کی ہے جو اب بھی بینک اور بازار میں چل رہا ہے۔ وہ (غیر مقلد) پرانا (منسوخ) نوٹ دے کر نیا نوٹ ہم سے چھین کر فراڈ کرنا چاہتے ہیں اللہ اس فراڈ سے بچائے (آمین)۔ وہ (بریلوی) پانچ پیسے کا جعلی نوٹ دے کر ہم سے پانچ سو کا اصل نوٹ چھیننا چاہتے ہیں۔ وہ بھی فراڈ ہے یہ بھی فراڈ ہے۔ ہم کہتے ہیں جو اصل کرنسی ہے وہی سب کے پاس ہونی چاہئے۔ تو ان سب سے بچانے کے لئے علماء دیوبند جو کام کر رہے ہیں اس کا نام ہے "تظہیر دین" ہم اہلسنت والجماعت حنفی دیوبندی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔

تو اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے ہم کو "مسلمان" بنایا اور مسلمانوں میں سے "اہل سنت والجماعت" بنایا اور پھر ان میں سے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد "حنفی" بنایا۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات

ہمیں تو کئی شکر ادا کرنے پڑتے ہیں اللہ کے (کیونکہ) اللہ کے انعام ہم پر

زیادہ ہیں نا؟ ہمارے نبی سارے نبیوں سے افضل..... ٹھیک ہے بات یا غلط؟..... ایک دن صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضرت سارے ہی اپنے پیر، استاذ، نبی کو اونچا کہا کرتے ہیں تو کوئی عام فہم سی دلیل ہمیں بتادیں کہ ہم دلیل سے بتا سکیں کہ ہمارے نبی سارے نبیوں سے افضل ہیں تو آپ نے دلیل کیا سمجھائی کہ باقی نبی ایک ایک علاقے کے نبی بن کر آئے تھے مجھے خدا نے ساری دنیا کا نبی بنا کر بھیجا ہے اور عقل میں بھی آتی ہے بات۔ ایک آدمی ایک مسجد خانپور میں بنادے جتنے لوگ نماز پڑھیں گے اس کا اتنا اجر ملے گا یا نہیں (ملیگا..... سامعین) اور دوسرا دنیا کے ہر شہر میں ایک مسجد بنا دے تو اس کا ثواب زیادہ ہوگا یا اُسکا..... (سامعین) جو زیادہ ہے..... اب ساری دنیا میں جس نبی کے امتی ہیں اور ایک نبی کے امتی ایک علاقے میں تو افغلیت کن کو ملے گی جو ساری دنیا کے نبی ہیں..... حضرت نے دلیل سکھائی۔ یہ دلیل مضبوط ہے یا کمزور؟ (مضبوط... سامعین)۔ شک تو نہیں اس دلیل میں؟ (نہیں..... سامعین)۔

اسی لئے میں عرض کرتا ہوں ہمارے نبی بھی ساری دنیا کے نبی اور ہمارے امام بھی ساری دنیا کے امام۔ امام شافعیؒ کے مقلدین اور ایک دو علاقے میں ملیں گے ساری دنیا میں نہیں ملیں گے۔ امام مالکؒ کے مقلدین ایک دو علاقے میں ملیں گے ساری دنیا میں نہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کے مقلدین ایک آدھ علاقے میں ملیں گے ساری دنیا میں نہیں ملیں گے۔ لیکن وہ امام جسکے مقلدین سے دنیا کا کوئی علاقہ ہی خالی نہیں۔ وہ ایک ہی امام ہے۔ ”سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ“۔

وسو سے ڈالنے کا انداز

تو ہم تو مسلک حق پر الحمد للہ قائم ہیں۔ لیکن آج دور ہے وسوسوں کا اور وسو سے ڈالنے کے عجیب و غریب انداز ہوتے ہیں ایک بے چارہ نوجوان ہمارا دوکان دار نماز ظہر کی پڑھ کر نکلا۔ سامنے سے ایک صاحب ملے آپ کہاں سے آئے ہیں؟ جی نماز پڑھ کے آیا ہوں۔

(اس نے پوچھا): جماعت سے پڑھی اکیلے؟
(جواب دیا): جی جماعت سے پڑھی ہے۔
(اس نے پوچھا): فاتحہ پڑھی تھی پیچھے؟
(جواب دیا): جی میں نے تو نہیں پڑھی۔

اب جلدی سے وہ آدمی (سوال پوچھنے والا) خود کاغذ لے کر لکھ لے گا کہ اس سے پتہ چلا کہ آپ کا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ یہ خود لکھ لے گا۔ حالانکہ ہم نہیں کبھی نہیں کہا۔ اب وہ کہے گا کہ میں اپنے مولوی صاحب سے وہ حدیث لاتا ہوں جس کا ترجمہ ہوگا کہ ”فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی“۔

اور تو وہ حدیث لکھوائے گا جس کا ترجمہ ہو کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ اب وہ بے چارہ آئے گا بھی ایسی کوئی حدیث لکھ دو۔ ہم کہتے ہیں کہ بھی ہم جو دعویٰ کرتے ہیں اس کی دلیل کے ذمہ دار ہیں یا جو ہم پر ٹھوسا جائے اس کے ذمہ دار ہیں۔ پہلے ہم سے بات تو سنو ہم کہتے کیا ہیں؟ ہم کہتے ہیں جس طرح سنن کبریٰ بیہقی کی ج ۳ ص ۹۶ اور مدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۷۰ میں حدیث موجود ہے کہ حضرت پاک نے فرمایا۔

لاجمعة الا بخطبة

”خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا“۔

آپ کے ملک میں کوئی مسجد ہے جہاں خطبہ کے بغیر لوگ جمعہ پڑھتے ہوں۔ آپ یہ مسئلہ مانتے ہیں کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا (جی..... سامعین) جو مانتے ہیں ذرا ہاتھ کھڑا کریں مجھے پتہ چل جائے (جزاک اللہ ماشاء اللہ ٹھیک ہے) اچھا اب وہ ہاتھ کھڑا کریں جنکو خطبہ یاد ہے۔ بھی آپ باقی لوگ (جنہوں نے ہاتھ کھڑے نہیں کئے) جمعہ نہیں پڑھتے؟ (پڑھتے ہیں..... سامعین) آپ نے دیکھو مانا ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا تو آپ کا تو جمعہ نہیں ہوتا نا پھر؟..... جی..... ہوتا ہے جمعہ؟ کیسے ہو جاتا ہے (سامعین..... امام پڑھتا ہے) وہ امام اپنے لئے پڑھتا ہے تمہارے لئے تو پڑھتا پڑھتا ہے۔ بھی عجیب بات ہے کہتے ہیں امام پڑھتا ہے۔ امام پڑھتا ہے۔

ایک مناظرہ کا واقعہ

سرحد میں نجف پور کے علاقے میں ہم گئے۔ اسی مسئلہ (فاتحہ خلف الامام) پر مناظرہ تھا۔ اے سی صاحب بھی پہنچ گئے انہوں نے آکر دونوں طرف کے علماء کو ایک کمرہ میں اکٹھا کر لیا اور کہنے لگے کہ علماء کا تو کام یہ ہے کہ وہ ملک میں امن قائم کریں آپ یہاں قتل کروانے آ گئے ہیں۔ میں نے کہا بات یہ ہے کہ جب دو آدمی یا دو فرقے لڑ پڑیں نا تو لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے یہ غلط ہے، کوئی کہتا وہ غلط ہے، کوئی کہتا ہے دونوں ہی غلط ہیں۔ یہی ہوتا ہے نا؟..... لیکن آپ تو جج ہیں جج تو پتا لگا لیا کرتا ہے کہ کون غلط ہے۔ ان کے یہ اشتہار چھپے ہوئے ہیں کہ:

”حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی“

ان کی تقریریں ہیں کہ:

”حنفیوں کی نماز نہیں ہوتی“

ہم نے کبھی ان کی نماز پر کوئی ایسا تبصرہ نہیں کیا یہ اشتہار ان کے موجود ہیں ہم تو یہ بتانے آئے ہیں اپنے (حنفی) ساتھیوں کو کہ بھی (ہماری نمازیں) ہو جاتی ہیں۔ ہماری ہو جاتی ہے۔ کیا اس سے قانون ہمیں روکتا ہے؟ کہ ہم کہیں کہ ہماری (نماز) ہو جاتی ہے۔ قانون روکتا ہے؟ (نہیں روکتا..... سامعین) شریعت روکتی ہے؟ (نہیں روکتی..... سامعین) میں نے کہا یہ جو رات دن کہتے ہیں (اور) اشتہار پھیلاتے ہیں..... تو ان کے وہاں امیر جماعت کا نام ہے ”ربیع افتخار احمد“..... اس نے کہا اے سی صاحب میرے تو سر میں درد ہے تین رات سے سویا نہیں..... میں نے کہا خیر تو تھی؟ (کہنے لگا) بس جی یہ مناظرہ کا جو شور پڑ گیا۔ میں نے کہا ربیع صاحب دس سال سے آپ کے اشتہار اس علاقے میں مسجدوں میں لگائے جا رہے ہیں حنفیوں میں بانٹے جا رہے ہیں۔ اس دن آپ یہ اشتہار لے کر اے سی صاحب کے پاس چلے جاتے کہ میری جماعت ایک فتنہ کھڑا کر رہی ہے اور یہاں لڑائی ہو جائے گی۔ اس کو

سمجھاؤ تو میں سمجھتا کہ آپ انصاف والے آدمی ہیں دس سال تو آپ خود لگاتے رہے اشتہار یہ..... آج جب پتا چلتا تھا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کیا ہے تو آج آپ کو ذی سی صاحب اور اے سی صاحب کی کوشیوں کے طواف یاد آئے۔

دھوکہ دینے کا انداز

اصل میں اسکی اگلی بات آپ کو سنانا چاہتا ہوں کہ ان کے ان پڑھ آدمی بات کیسے کرتے ہیں اس نے کہا اے سی صاحب! اللہ کی قسم ہمیں حنفیوں سے کوئی عناد اور ضد نہیں..... بات یہ ہے کلمہ یہ بھی اللہ کے نبی کا پڑھتے ہیں ہم بھی اللہ کے نبی کا پڑھتے ہیں..... لیکن اس کے بعد ہم کہتے ہیں جس کا کلمہ پڑھو بات بھی اسی کی مانو..... یہ کہتے ہیں نہیں کلمہ ہم نبی پاک کا پڑھیں گے بات ابوحنیفہ کی مانیں گے۔ امام ابوحنیفہ (کے بارے میں) کہتا ہے تھے بڑے نیک آدمی لیکن ان کو حدیثیں نہیں ملی تھیں۔ اس لئے ان کی نیکی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے وہ یہ فرما گئے تھے کہ بھی جب صحیح حدیث مل جائے تو مان لینا۔ اب ہم ان کو صحیح حدیث دکھاتے ہیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور (ساتھ) یہ کہتے ہیں اگر آپ اس کو مان لیں گے تو اللہ کے نبی بھی راضی ہو جائیں گے آپ کے امام بھی راضی ہو جائیں گے۔ اگر آپ نہ مانیں گے اللہ کے نبی بھی ناراض ہو جائیں گے آپ کے امام بھی ناراض ہو جائیں گے۔ اب دیکھو اسکی بات کا انداز کیسا تھا۔

اے سی صاحب نے (مجھ سے) پوچھا آپ اللہ کے نبی کی احادیث کو نہیں مانتے؟ میں نے کہا جی مانتے ہیں لیکن ان کی طرح ادھوری نہیں مانتے پوری مانتے ہیں۔ کہنے لگے ادھوری پوری کا کیا مسئلہ ہے۔ میں نے کہا وہ ابھی آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گا میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں۔ (اے سی کہنے لگا) میں کوئی مولوی صاحب ہوں؟

میں نے کہا کئی مسئلے ہر مسلمان کو آتے ہیں۔ میں نے یہی کہا کہ مسئلہ یہ ہے کہ ”خطبے کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا“ آپ یہ مانتے ہیں مسئلہ؟..... اے سی صاحب

کہنے لگے بالکل مانتا ہوں تو میں نے کہا آپ جمعہ پڑھتے ہیں؟..... (کہنے لگے) جی پڑھتا ہوں۔ میں نے کہا ذرا خطبہ سنا دیں پھر آج؟ کہتا ہے میں اے سی ہوں خطیب تھوڑی ہوں۔

میں نے کہا پھر خطیب نے جمعہ اپنا پڑھنا ہے آپ نے اپنا پڑھنا ہے (کہنے لگا) میں بہرا تھوڑی ہوں مجھے اس کی آواز نہیں سنائی دیتی تو میں نے کہا بے چارے خفی بہرے ہیں ان کو اپنے امام کی قرأت نہیں سنائی دیتی..... تو میں نے کہا اچھا آپ کے کان بند کرتا ہوں (کہنے لگا) وہ کیسے؟ میں نے کہا آپ دیر سے آئے پچھلی صف میں بیٹھے جمعہ میں ادھر خطبہ شروع ہوا ادھر بجلی غیر مقلد ہو گئی (یعنی چلی گئی) اسپیکر بند ہو گیا۔ تو اب پچھلوں کو آواز سنائی دے گی خطیب کی؟ تو مسئلہ تو یہ ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا تو میں نے کہا آج تو آپ پھر پڑھیں گے نا کیونکہ آپ کو آواز سنائی نہیں دے رہی؟ کہنے لگا نہیں میں آج بھی نہیں پڑھوں گا میں نے کہا کیوں؟ اب تو آواز سنائی نہیں دیتی؟ کہنے لگا نظر تو آ رہا ہے نہ کہ خطیب کھڑا ہے (اور) پڑھ رہا ہے کچھ۔ میں نے کہا بے چارے خفیں کو نہیں پتا کہ ہمارا امام بھی مصلیٰ پر کھڑا ہے۔ میں نے کہا اچھا میں آپ کی آنکھیں بند کرتا ہوں (کہنے لگا) وہ کیسے؟ میں نے کہا آپ اس وقت جمعہ کے لئے تشریف لائے جب خطیب خطبہ (ختم) کر کے جمعہ پڑھا رہا ہے۔ آکر آپ نماز میں شریک ہوئے آپ نے خطیب کا خطبہ کانوں سے سنا؟ کہنے لگا نہیں..... میں نے کہا آنکھوں سے خطبہ پڑھتے دیکھا؟ کہنے لگا نہیں..... میں نے کہا آج تو پھنسے ہیں نا پھر؟ (اور) مسئلہ آپ کو یاد ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ اب تو پہلے بیٹھ کر خطبہ پڑھیں گے پھر جماعت میں ملیں گے نا؟ کہنے لگا نہیں نہیں پورا مسئلہ یوں ہے کہ:

”خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔ لیکن خطیب کا پڑھا ہوا خطبہ سب کی طرف سے ہو جاتا ہے کسی کو آواز سنائی دے یا نہ سنائی دے یا کوئی بعد میں ہی جماعت میں ملے اس کی طرف سے بھی خطبہ ہو جاتا ہے“

غیر مقلدوں کو لا جواب کرنے کا طریقہ

اور کوئی ایک آدمی باہر جا کر نہیں کہتا کہ میں بغیر خطبے والا جمعہ پڑھ کر آیا ہوں..... کوئی کہتا ہے؟..... غیر مقلد بھی خود خطبہ نہیں نا پڑھتے؟..... تو اس کا حل یہی ہے یہ جمعہ پڑھ کر نکلیں:

آپ ایک نوجوان کو پوچھیں : آپ جمعہ پڑھ آئے ہیں؟
وہ کہے گا : جی پڑھا آیا ہوں۔
آپ پوچھیں : خطبہ آپ نے خود پڑھا تھا؟
وہ کہے گا : نہیں

تو جلدی سے آپ بھی کاغذ پر لکھ لیں کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے کہ خطبہ کے بغیر جمعہ ہو جاتا ہے۔ اور پوچھ کر آئیں کہ حضور پاک ﷺ نے کتنے جمعے بغیر خطبہ کے پڑھائے تھے۔ اور میں یہ حدیث لاتا ہوں کہ ”خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا“۔ میں نے کہا اے سی صاحب مسئلہ یہاں بھی پورا یہی ہے۔ کہ فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن کا نہ پڑھایا جائے تو نماز نہیں ہوتی لیکن نماز باجماعت میں امام کا پڑھا ہوا قرآن سب کی طرف سے ہو جاتا ہے۔ کسی کو آواز سنائی دے یا نہ دے یا کوئی رکوع میں ہی ملے..... جو رکوع میں ملا اس نے امام کی فاتحہ سنی؟..... اپنی پڑھی؟..... لیکن اجماع ہے چاروں ائمہ کا کہ اسکی رکعت ہو گئی..... احادیث سے بھی ہے ثابت ہوتا ہے کہ اسکی رکعت ہو گئی..... تو میں نے کہا یہ جھگڑا بارہ سو سال ہمارے ملک میں نہیں پڑا کیوں؟ ہمارے علماء مسئلہ پورا سمجھا دیا کرتے تھے۔ یہ جب سے ادھورا سمجھانے والے آ گئے ہیں ہر مسجد میں لڑائی ڈال دی ہے انہوں نے۔ تو جھگڑا صرف اتنا ہے..... اس کے بعد اے سی صاحب نے رجبہ صاحب (غیر مقلد مناظر) سے پوچھا کہ:

اے سی صاحب: رجبہ صاحب! دیکھو امین صاحب نے کیسی عام فہم انداز میں بات سمجھا دی ہے۔ آپ کو مسئلہ سمجھ آ گیا ہے؟
وہ کہتا ہے: نہیں جی مولوی کی مولوی ہی سمجھتا ہے ہمیں نہیں پتا چلا کیا کہا

ہے امین صاحب نے؟

میں نے (راجہ صاحب سے) کہا تجھے یہ جھوٹ یاد ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو حدیث نہیں ملی۔ میں نے فوراً مسند امام اعظم ص ۵۸، نکال کر اے سی صاحب کے ہاتھ میں دی خود امام صاحبؒ یہ حدیث روایت فرما رہے ہیں کہ:

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نماز میں فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن کا نہ پڑھا جائے وہ نماز نہیں ہوتی۔“

میں نے کہا راجہ صاحب امام صاحبؒ یہ حدیث روایت فرما رہے ہیں اسے سی صاحب آپ ذرا پڑھ کر سنا دیں انہیں اور اس نے یہ کہا کہ امام صاحب کو یہ حدیث نہیں ملی۔ لیکن اسکے ساتھ ساتھ امام صاحب اگلی حدیث بھی روایت فرما رہے ہیں:

”کہ جو امام کے ساتھ نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کی طرف

سے بھی ہو جاتی ہے۔“ (مسند امام اعظم ص ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴)

تو ہم یہ نہیں کہتے کہ قرأت کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں امام کی قرأت مقتدی کی قرأت (شار ہوئی ہے) جیسے خطیب کا خطبہ سب کی طرف سے مؤذن کی اذان پورے محلے کے لئے کافی ہے..... اقامت کہنے والے کی اقامت پوری جماعت کے لئے (کافی ہے)..... آپ کبھی نہیں کہتے ہم بغیر اقامت والی نماز پڑھ کے آئے ہیں۔ امام کا سترہ ساری جماعت کے لئے کافی ہے..... ایک امام کا سترہ سامنے ہو تو کوئی یہ نہیں کہتا کہ ہماری نماز آج بغیر سترے کے ہوئی ہے۔

غیر مقلدوں کی دعا

آپ کے یہاں رمضان شریف میں ختم ہوتا ہے۔ قرآن پاک کا تراویح میں۔ تو آپ پھر بعد کیا دعا مانگتے ہیں جب ختم ہوتا ہے کہ ”یا اللہ! قاری صاحب کا قرآن قبول کر لینا“ یہی ہوتا ہے نا؟..... آپ کا تو قرآن نہیں ختم ہوا نا! (ہا ہے..... سامعین)۔

اور غیر مقلد کیا دعا مانگتے ہیں کہ ”یا اللہ! امام کا قرآن ہماری فاتحہ قبول کر لینا“۔

کیونکہ انہوں نے ۱۱۳ سورتیں نہیں پڑھیں نا تراویح میں..... نہیں پڑھیں نا؟..... اب ۱۱۳ سورتیں ان کے امام نے پڑھیں یہ بھی کہتے ہیں ہماری طرف سے ہوگئی، کہتے ہیں نا؟ وہاں یہ نہیں کہتے کہ:

”یا اللہ! حافظ صاحب کا سارا قرآن قبول کر لینا

یا اللہ! ہماری صرف فاتحہ ہی کرنا قبول۔ کیونکہ ہم نے پیچھے صرف

فاتحہ ہی پڑھی ہے! اور کچھ پڑھا نہیں ہے۔“

اگر ۱۱۳ سورتیں امام پڑھے وہ سب کی طرف سے ہو جاتی ہیں تو بھی ایک سو چودھویں سورۃ کیوں نہیں ہوتی؟

حدیث کا مذاق

اب دیکھئے یہ تو تھی بات حدیث پاک کی۔ ایک جگہ مناظرے میں ان کے گستاخانہ انداز پر بات یاد آئی۔ میں نے جب یہ حدیث (متذکرہ) پیش کی تو ان کا مناظر کہنے لگا کہ ”یہ اللہ کے نبی کی حدیث ہے؟“

میں نے کہا: بالکل؟

کہنے لگا: میں قیاس کروں؟

میں نے کہا: نہ۔

کہنے لگا: کیوں؟

میں نے کہا: ہمارے امامؒ فرماتے ہیں کہ حدیث آجائے تو قیاس نہیں کرنا چاہئے۔

کہنے لگا: میں کرونگا۔

میں نے کہا: تیری مرضی ہوگی میرا امامؒ تو منع کرتا ہے۔

اب اندازہ لگاؤ بات رونے کی ہے اس نے قیاس کیا کیا؟

اس نے کہا: اگر امام کی قرأت سب مقتدیوں کی قرأت ہے تو پھر میرا قیاس ہے کہ

امام کی بیوی بھی سب مقتدیوں کی بیوی ہے۔“ اور اس پر نعرے لگے ”مسک
المحدث زندہ باد“ کسی کی پیشانی پر بل نہیں آیا۔ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث کا مذاق
اڑانے پر۔

میرا جواب

میں نے کہا بھی دیکھو ہمارے ہاں وقت ضرورت قیاس ہوا امامؑ نے کئے اور
ہم ان پر عمل بھی کر رہے ہیں۔ آپکے مولوی نے آج پہلا ہی قیاس کیا ہے اس پر عمل
ضرور ہو جائے۔ اس بیچارے کو یہی حسد ہے کہ ابو حنیفہؒ کے اتنے قیاسوں پر امت عمل
کر رہی ہے۔ اور میں نے آج ایک ہی قیاس کیا ہے اور کسی نے اس پر عمل نہیں
کیا۔ اب ایک طرف سے ایک غیر مقلد اٹھا ایسی بات نہ کر د میں نے کہا بے غیرت
بیٹھ جا! اللہ کے نبی کی حدیث کا مذاق اڑایا ہے تجھے غیرت نہیں آئی اب میں نے
صرف یہی کہا کہ تیرے مولوی کا قیاس ہے اس پر عمل کرنا چاہئے اب تجھے غیرت آئی
مولوی کے بارے میں اللہ کے نبی کے بارے میں تجھے غیرت نہیں آئی؟ تو مقصد یہی
ہے کہ یہ بے چارے احادیث ادھوری بیان کرتے ہیں پوری بیان نہیں کرتے۔

چھ نمبر

آپ کے یہاں تبلیغی جماعت ہے؟ (جی بالکل ہے..... سامعین)

چھ نمبر بھی یاد ہیں؟..... (جی یاد ہیں..... سامعین)

بس پھر ان کے بھی چھ نمبر بھی یاد کر لیں ختم کرتا ہوں حضرت کا بیان مفصل
ہوگا۔ (انشاء اللہ)

ایک بے چارہ طالب علم تھا پڑھنے کہیں گیا حنفیوں کے مدرسہ میں۔ اب
وہاں جب پڑھنا پڑتا تھا یہ صرف یاد کرو یہ نحو یاد کرو یہ بڑا تنگ آیا کہنے لگا کوئی ایسا
مدرسہ ہو جہاں بغیر پڑھے سند ملتی ہو۔ اب بے چارہ (مدرسے کے باہر) بیٹھا ہے۔
کوئی غیر مقلد گزرا کہنے لگا یہاں کیسے بیٹھے ہو؟..... اس نے کہا مدرسے والے
پڑھاتے ہیں میرا پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ گھر والے تنگ کرتے ہیں پڑھ کے آؤ، سند

لے کے آؤ..... اس (غیر مقلد) نے کہا پھر ہمارے یہاں آ جاؤ وہ لے گیا اس نے
سند لکھ دی یہ لے لو۔ اس نے کہا سند تو لکھ دی یہ تو مجھے پڑھنا بھی نہیں آتا کیا لکھا
ہے اس میں؟ اس (غیر مقلد) نے کہا ہم اتنا لمبا چوڑا نہیں پڑھاتے بس چھ نمبر یاد
کر لو۔ اس نے کہا جی کون سے؟

پہلا نمبر

اس نے کہا جی پہلا نمبر یہ ہے جب کسی سے ملو وہ جس حال میں ہو فوراً
حدیث کا مطالبہ کر دو اور کہو کہ حضرت! اس قسم کا رومال کس حدیث میں آتا ہے جی؟،
یوں بیٹھنا کس حدیث میں آتا ہے؟ اس قسم کی ریڑھی کس حدیث میں آتی ہے؟ اس
قسم کی عینک کس حدیث میں آتی ہے؟ اس طرح کی ٹیپ کس حدیث میں آتی ہے؟
اب وہ بے چارے (حنفی) بھاگے پھریں گے کہ مولوی صاحب حدیث نکال کے دو
کوئی حدیث والا آ گیا ہے۔ وہ حدیث کے بغیر بات ہی نہیں کرتا۔ اور تیرا کام ہوگا
کہ گلی بازار میں کہے ”بس جی! امتیوں کی فقہ پڑھاتے ہیں کسی کو حدیث نہیں آتی
میں نے حدیث پوچھی کوئی بتا سکا ہی نہیں“۔ اب اتنے کام کے لئے کسی علم کی ضرورت
ہے؟ ہم چھ سال کے ایک بچے کو بھیج دیتے ہیں وہ بازار میں ہر ریڑھی پر ہاتھ رکھ کر
پوچھ آئے گا کہ یہ ریڑھی کس حدیث میں آتی ہے؟

اس نے کہا یہ بات تو حضرت آپ نے گر کی بتائی میں تو کسی کو چین لینے نہ
اؤں کوئی میرے سامنے نہ کھڑا ہو کہ کھڑے ہونے کی حدیث پوچھے گا کوئی نہ بیٹھے
کوئی کپڑا پہنے گا تو رنگ کی حدیث پوچھ لوں گا۔ یہ تو آپ نے ایسا کام بتایا کہ کسی کو
اب میں چین سے بیٹھنے نہیں دوں گا۔

دوسرا نمبر

لیکن ایک دل میں خدشہ ہے تھوڑا (اس نے پوچھا کہ وہ کیا؟) کہ میں بھی
آخر جا کر وہاں کوئی کام کروں گا یا نہیں؟ اگر کسی نے مجھ سے پوچھ لیا کہ یہ (تیری
مینک) کس حدیث میں ہے پھر؟ اس نے کہا ڈرتے کیوں ہو۔ دوسرا نمبر یاد کر لو۔ جی

کیا اس نے کہا جب تم سے کوئی پوچھے ناکہ یہ تمہاری عینک کس حدیث میں ہے تو فوراً جواب دیتا۔

”کس حدیث میں منع ہے۔“

اور پورے علاقے میں شور مچا دینا کہ کچھ نہیں آتا حنفیوں کو۔ اس عینک کے ثبوت کی حدیث مانگی تھی۔ اس کے منع کی مانگی تھی نہ وہ ملی نہ یہ ملی۔

تیسرا نمبر

اس نے کہا یہ تو بات ٹھیک ہے لیکن ساری دنیا ان پڑحوں کی نہیں۔ مخزن العلوم اتنا بڑا مدرسہ ہے جہاں دورۂ حدیث بھی ہوتا ہے۔ اب میں کوئی ایسی بات پوچھ بیٹھوں جو صحیح حدیث میں مل جائے اور وہ حدیث لے آئیں تو یہ بتاؤ کہ مان لوں یا نہ؟ اس نے کہا ماننے کی کیا ضرورت ہے۔ اس نے کہا پھر اب کیا کروں؟ تیسرا نمبر ایک انہیں بتاؤ کہ جس طرح رافضی ہزاروں صحابہؓ میں سے چار پانچ کو مانتے ہیں، ہم حدیث کی سینکڑوں کتابوں میں سے صرف چھ (کتا ہیں) مانتے ہیں باقی مانتے ہی نہیں۔ اب وہ (حنفی) طحاوی شریف لائیں گے تم فوراً کہتا یہ نہیں میں مانتا۔ یعنی کسی ایک حدیث کا انکار نہیں پوری کتابوں کا انکار۔ حالانکہ آپکے یہاں دورۂ حدیث شریف ہو رہا ہے۔ کبھی کسی طالب علم نے یہ نہیں کہا کہ امام بخاریؒ شافعی تھے میں حنفی ہوں میں نہیں پڑھتا بخاری..... کہا ہے کسی نے؟ کسی استاذ نے یہ نہیں کہا کہ ابوداؤد تو حنبلی تھے میں کیوں پڑھاؤں ابوداؤد؟ بھئی مؤطا امام مالک مالکی پڑھیں ہم کیوں پڑھیں؟ ہم کہتے ہیں حدیثیں تو اللہ کے نبی پاک کی ہیں نا ہمارے یہاں یہ ضد اور تعصب نہیں یہ میرا اور تیر نہیں کہ یہ حدیث میری ہے اور وہ تیری ہے۔

ایک لطیفہ

وہ کہتے ہیں ایک پیر صاحب تھے ان کے مرید گاؤں میں رہتے تھے آپس میں دونوں مرید لڑ پڑے پیر صاحب بے چارے آگئے۔ جو پہلے گھر مرید کا آیا نا وہاں چلے گئے وہ لڑے ہوئے تھے دونوں..... تو کسی نے (دوسرے مرید کو) بتایا کہ

حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں..... تو سارا ثواب تو خدمت کا وہ کما رہا ہے۔ اس نے کہا پیر صاحب تو ہماری مشترکہ جائیداد ہیں چلو میں بھی جاتا ہوں۔ یہ گیا تو وہ (مرید جس کے گھر پیر صاحب تھے) ایک ٹانگ دبا رہا تھا حضرت کی۔ دوسری ٹانگ فارغ تھی جلدی سے اس نے یہ (والی ٹانگ) دہانی شروع کر دی۔ لیکن ذرا تیزی میں جو بیٹھا نا تو اس کی انگلی اس ٹانگ کو لگ گئی جس کو دوسرا (مرید) دبا رہا تھا اس نے یہ سمجھا کہ اس نے میرے حق میں دست اندازی کی ہے اس نے پیر صاحب کی اس ٹانگ پر زور سے مکا مارا تو کون ہوتا ہے میری ٹانگ کو انگلی لگانے والا؟..... یہ اٹھا ڈنڈا لے آیا اور (پیر صاحب کی اس ٹانگ پر) زور سے ڈنڈا مارا کہ تو کون ہوتا ہے میری ٹانگ پر مکا مارنے والا؟

اب وہ اٹھ کے کلباڑی لے آیا اللہ کی قسم آج شریف کی ٹانگ نہیں رہنے دوں گا کاٹ کے چھوڑ دوں گا۔ اب پیر صاحب بے چارے ہاتھ جوڑیں کہ خدا کا واسطہ ٹانگ میری ہے اللہ کے واسطے معاف کر دو (ٹانگ میری ہے) وہ کہتا ہے نہیں نہیں یہ شریف کی ٹانگ ہے ہم کاٹ کے چھوڑینگے۔ غیر مقلد کہتا ہے۔ بے شک طحاوی شریف میں نبی پاکؐ کی حدیثیں ہیں لیکن لکھنے والا حنفی ہے یہ شریف کی ٹانگ ہے ہم اس کو کاٹ کے چھوڑیں گے۔ مؤطا امام محمد میں بے شک حدیثیں اللہ کے نبی پاکؐ کی ہیں لیکن یہ شریف کی ٹانگ ہے ہم اس کو کاٹ کے چھوڑیں گے..... یہ میرا اور تیر کے لئے تیسرا نمبر رکھا ہوا ہے۔ کتابوں کا انکار ہو رہا ہے۔ اور ہمارے بعض دوست آتے ہیں جی یہ کتاب وہ نہیں مانتے اس سے حدیث نہ دکھاؤ..... کیوں نہ دکھائیں؟ ہم ان کے لئے اپنے نبیؐ کی حدیثوں کا انکار کریں۔ میں کہتا ہوں جس کی نہ مانیں اس کی پہلے دکھاؤ تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ لوگ منکرین حدیث میں سے ہیں۔ آپ حدیثیں پڑھیں بار بار اس کتاب سے۔ آپ حیران ہو گئے کہ اٹھ کر بھاگے گا۔ حدیث سن کر، تو کتنے نمبر ہو گئے۔ (تین..... سامعین)

غیر مقلدوں کا حال

ہمارے ضلع اوکاڑہ میں ایک ہائی اسکول ہے اس کے ہیڈ ماسٹر صاحب بابا فرید الدین گنج شکر کی اولاد میں سے ہیں۔ بے چارے نماز نہیں پڑھتے تھے۔ پانچ ٹیچر غیر مقلد ہیں (اسکول میں) چار تو فارغ التحصیل عالم۔ اور پانچوں بے چارہ کلین شیو ہے سائنس ٹیچر..... ہمارا ایک بے چارہ چلا گیا تبلیغی جماعت والا یسین نائب۔ کا نام ہے۔ وہ ہیڈ ماسٹر کورائونڈ لے گیا۔ وہ چار دن بھی لکھوا دیئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہیڈ ماسٹر صاحب کے پانچ وقت کے نمازی بن گئے (سبحان اللہ..... سامعین) اب ایک تو ہے نا تبلیغی جماعت کا کام کہ جو نماز نہیں پڑھتے ان کو کہنا بھی نماز پڑھو۔ کھیتوں میں بے چارے پھر رہے ہیں۔ جی آپ کہاں؟

وہ بے چارہ مسلمان تھا کلمہ پڑھتا تھا لیکن نماز میں سستی ہوگئی تھی ہم یاہ دوانے گئے تھے۔ دوکان پر کھڑے ہیں مکان پر کھڑے ہیں (اور دعوت دے رہے ہیں)..... تو آپ کے علاقے میں غیر مقتد بھی آکر در در جاتے ہیں بے نمازیوں کے پاس..... نہیں! ان کا کام بعد میں شروع ہوتا ہے..... جب شروع کر دی کسی نے نماز یہ آجاتے ہیں۔ تیری نہیں ہوتی..... تیری نہیں ہوتی..... تیری نہیں ہوتی..... ان (تبلغ داواں) کا کام ہے بے نمازی کو نماز پر لگانا اور ان (غیر مقلدوں) کا مشن ہے کہ نمازی کے دل میں اتنے وسوسے ڈالنا کہ وہ بے چارہ چھوڑ ہی جائے کہ نہیں ہوتی تو کیا کریں؟ ان کا الٹ مشن ہے۔

تو اب وہ ہیڈ ماسٹر صاحب تو نماز پڑھنے لگے۔ اب آگئے یہ! ہیڈ ماسٹر صاحب آپ کی تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ آپ کا جی وضو نہیں ہوتا۔ ”صلوۃ الرسول“ آگئی۔ صادق سیالکوٹی کی۔ ادھر سے جناب کئی کتابوں کا ڈھیر لگ گیا۔ اب بیچارے (ہیڈ ماسٹر صاحب) کو نیا نیا شوق ہوا تھا دین کی کتابیں پڑھنے کا۔ اس نے پڑھنی شروع کر دیں۔ ایک دن مولوی یسین نائب سے کہنے لگا کہ یسین! ابھی میں تیرا شکر گزار تو بہت ہوں۔ کہ تو نے نماز پر لگا دیا۔ لیکن اب میں آگے جا رہا ہوں ذرا۔ کہا آگے

کدھر؟ دیکھو کتنی کتابیں ہیں حدیث کی۔ اس نے دیکھا اور کہا دو چار دن نہ جائیں ہم امین صاحب کو بلاتے ہیں..... (ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا) جلدی بلاؤ پھر۔ میں گیا۔ انہوں نے ”صلوۃ الرسول“ نکال کر رکھی ماسٹر صاحب نے، سارے ٹیچر بھی بیٹھے تھے اور کہا:

صلوۃ الرسول کا حال

یہ جو حدیث ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ اس میں نسائی شریف کا حوالہ بھی تھا۔ میں نے نسائی کھول کر سامنے رکھی میں نے کہا صادق صاحب نے جو آخری جملہ لکھا ہے نا اس میں.....

فانه لاصلوۃ لمن لم یقرأ بها

یہ نسائی میں نہیں ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کہنے لگے ایسا ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا: دو گیا ہے ہو سکتا ہے کیا؟ اب وہ دیکھیں دونوں طرف کتاب کو (اور غیر مقلد مولویوں سے پوچھیں) مولوی صاحب یہ کیا ہے۔ اتنا دھوکہ؟..... میں نے کہا یہ تو اسکا کام ہے جسکا نام صادق ہے۔ جن کا نام ہی کچھ اور ہو پتا نہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ جس کا نام صادق ہے اس نے تو یہ کام کیا ہے نا؟ پھر میں نے کہا بین السطور میں لکھا ہے ”نافع بن محمود“ کے بارے میں کہ مسطور ہے اس کا پتہ نہیں اس کے حالات پردہ خفی میں ہیں کہ یہ قابل اعتماد ہے بھی یا نہیں؟ جو بات یہاں ہے وہ لکھی نہیں اور جو نہیں ہے وہ لکھ دی میں نے ہیڈ ماسٹر صاحب سے کہا جہاں (نسائی میں) یہ روایت ہے نا اس کے بعد کیا ہے:

باب تاویل قوله تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له

وانصتوا لعلکم ترحمون

اور آگے (اس باب کی تفسیر میں حدیث شریف):

واذا قرأ فالصوت..... (نسائی شریف..... ص ۱۰۷)

اس کی تشریح:..... میں نے کہا اگر بالفرض وہ حدیث صحیح بھی ہو (جو صلوۃ الرسول میں

اوکاڑہ میں۔ ایک دوکان وار تھا اس کے ادھر بھی غیر مقلدوں کی دوکان۔۔۔ اور بھی۔۔۔۔۔ اور وہ روز کہتے تھے۔ رفع یدین نہ کرنے کی کوئی حدیث نہیں۔ اس نے پڑھی اس نے کہا یہ دیکھو تم کہتے تھے (کوئی حدیث نہیں) دو حدیثیں لکھی ہیں۔ اب وہ کہا لکھا رہا ہے؟ (حدیث۔۔۔۔۔ سامعین) وہ دوکاندار کہتے ہیں تمہاری فقہ میں یہ لکھا ہے اس نے کہا فقہ کی بات نہیں نبی کی حدیث مان لو۔۔۔۔۔ نہیں مانتے ہم تمہاری فقہ میں چ لکھا ہے۔ اس نے کہا میں نے تو فقہ پڑھی نہیں نا۔ تم پہلے کہتے تھے حدیث نہیں میں حدیث لایا ہوں۔ اب وہ سارے (دوکاندار) اکٹھے ہوئے بھی کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ یہ کہتے ہیں ہم ہیں اہل حدیث۔۔۔۔۔ میں کہتا ہوں حدیث مان لو یہ کہتے ہیں ہم نہیں مانتے یہ کیسے اہل حدیث ہیں؟ وہ میرے پاس آیا کہنے لگا مولوی صاحب! (میں نے حدیث دکھائی) ایک نے بھی نہیں مانی حدیث ایک نے بھی۔ میں نے کہا شاید آپ سمجھتے ہوں یہ انکے دوکاندار تھے اسلئے نہیں مانی انکے مولوی بھی نہیں مانتے۔ مدرسہ میں جا کر دیکھ لو اب وہ چلا گیا مدرسے میں۔ شیخ الحدیث صاحب پڑھا رہے تھے حدیث 'خفیوں کو دیکھ کر پھر غصہ آ جاتا ہے بے چاروں کو ادھر ہی شروع ہو گئے انہوں نے بیان شروع کیا کہ اللہ کے نبی پاک کی حدیثیں محدثین نے اکٹھی کیں۔ ہزاروں میلوں کا سفر کیا بھوکے رہے پیاسے رہے۔ کتنے ظالم ہیں یہ خفی کہ حدیث مانتے نہیں۔ وہ بیٹھا سنتا رہا۔ جب درس ختم ہوا اس نے کہا حضرت آپ نے ماشاء اللہ بہت کچھ بیان کیا محدثین کی خدمات پر بڑی محنت کی۔ آج میں بھی چالیس حدیثیں منانے لایا ہوں ذرا سن لینا۔ (شیخ الحدیث صاحب کہتے ہیں) نہیں پہلے مجھے دکھاؤ کون سی سنائی ہیں۔ اس نے کہا حدیثیں نبی پاک کی ہیں آپ کے دستخطوں کی ضرورت نہیں۔ کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں نبی کی احادیث سناؤں میں نے اپنے نبی پاک کی حدیثیں پڑھنی ہیں آپ کے کہنے سے میں باز تھوڑی آؤنگا۔ (شیخ الحدیث صاحب کہنے لگے) نہیں جو ہم نہیں سننا چاہتے وہ نہیں سنیں گے۔ اس نے کہا میں سنا کے جاؤنگا آج۔۔۔۔۔ اس نے پہلی (حدیث) پڑھی ان غیر مقلدوں نے پٹائی شروع کر دی اب وہ حیران ہے کہ میں کوئی گالیاں نہیں دے رہا (بلکہ) نبی پاک کی حدیثیں

سنا رہا ہوں اس نے مجھے آ کر بتایا پٹائی تو میری خوب ہوئی لیکن میں بھی پوری چالیس (حدیثیں) سنا کر آیا ہوں۔ اور کہتا ہے کہ گالیاں شاید انہوں نے چار سو دی ہیں مجھے حدیث سن کر۔۔۔۔۔ تو کتنے نمبر ہو گئے؟ (پانچ۔۔۔۔۔ سامعین)

اس نے کہا یہ پانچ نمبر تو ہو گئے حدیث کے انکار کرنے کیلئے اب کوئی مجھ سے حدیث منوانا نہیں سکتا۔ اب ایک بات کا جواب سمجھا دیں کہ جو مخزن العلوم سے پڑھ کر گئے ہیں کوئی حدیث پڑھا رہا ہے کوئی فقہ پڑھا رہا ہے کوئی صرف نحو پڑھا رہا ہے میں کیا پڑھاؤنگا جا کے؟ اور تو کچھ ہے ہی نہیں نا۔ اس نے کہا چھٹا نمبر یاد کر لو۔

چھٹا نمبر

اس نے کہا جو کچھ وہ (خفی) پڑھائیں کہہ دینا غلط ہے۔ وہ (خفی) نماز پڑھیں کہہ دینا غلط ہے نماز۔۔۔۔۔ وہ جمعہ پڑھیں کہہ دینا غلط ہے جمعہ۔۔۔۔۔ وہ عید پڑھیں کہہ دینا غلط ہے عید۔۔۔۔۔ وہ جنازہ پڑھیں غلط ہے جنازہ۔۔۔۔۔ حدیث کے مطابق نہیں ہے۔

غیر مقلدین کے جنازے

حدیث کے مطابق کیا ہے۔ عارف والے میں ان کے مولوی نے جنازہ پڑھایا۔ چھ مہینہ کی بچی تھی تو یہ جنازہ بلند آواز سے پڑھاتے ہیں نا۔ اس میں یہ دعا مانگی کہ یا اللہ اس کے پہلے خاوند سے اچھا خاوند دینا اب اس کو۔ اب بچی تھی چھ مہینے کی۔ ہمارا ایک شاگرد وہاں رہتا ہے بے چارہ وہ گھر سن رہا تھا آواز وہ چلا گیا لڑکی کے والد کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے کہا بڑا افسوس ہوا بچی فوت ہوئی آپکی تو بچی کے پہلے خاوند کا نام کیا ہے؟ اس (لڑکی کے باپ) کا تو رنگ سرخ ہو گیا اس نے کہا کیا بات کی ہے؟ شرم نہیں آتی چھ مہینے کی بچی کے خاوند کا نام لیتا ہے۔ اس نے کہا میں نے تو ایک کا لیا ہے اس (مولوی) نے تو دو کروا دیے ہیں۔ اب وہ کہے یہ دعا پڑھی گئی ہے یا نہیں وہ مشکوٰۃ ترجمے والی لے گئے دیکھو کیا معنی لکھا ہے۔۔۔۔۔ اب وہ لڑکی کا باپ بڑا پریشان ہوا کہنے لگا مولوی صاحب یہ کیا کیا (مولوی نے کہا) وہی

(حدیث) ہے..... دہیٹ (حدیث) ہے۔

اس نے کہا مولوی صاحب خدا کیلئے اپنی بچی کا بے شک تو چار (نکاح) کروانا تیسرے مہینے میں..... لیکن ہماری بچیوں کا ایسا جنازہ خراب نہ کیا کرو۔
تو چھٹا نمبر کیا ہے کہ جو کچھ حنفی کریں کہہ دینا غلط ہے۔

اب وہ بے چارہ سند لے کر پورے چھ نمبر سیکھ کر وہاں (گاؤں) آ گیا۔ جا کر جماعت کی طرح مسجد میں..... ہاں بھی کسی نے مسئلہ پوچھنا ہو تو پوچھ لینا..... لوگ ہنسنے لگے بھی یہ کوئی نیا ہی مولوی آ گیا ہے۔ آدھی رات کو کبھی دوپہر کے وقت دروازہ بجا کر..... چوہدری صاحب!..... ہاں جی کیا..... میں حاضر ہوا تھا کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو پوچھ لینا۔ اس نے کہا بھی تیرے علم کو دیکھ لگ رہی ہے ضرورت ہوگی ہم خود پوچھ لیں گے۔ چھین سے رہ۔ نیند ہماری حرام کر دی تو نے۔ اس نے کہا اس طرح تو یہ مولوی قابو نہیں آئیں گے جب تک یہ نمبر استعمال نہ ہوئے۔

صبح جناب باہر گیٹ پر کھڑا ہو گیا۔ بچے بے چارے اسکول جانے والے نکل رہے تھے قرآن پڑھ کر۔ ایک کو بلا کر کہا ہاں بھی کیا پڑھ کے آئے ہو جی قرآن پاک کون سا پارہ پندرہواں۔ کلمہ یاد ہے؟ جی یاد ہے سناؤ۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (اس نے کہا غلط ہے)۔

اب سارے علاقے میں شور مچ گیا بھی مولوی صاحبان تو پہلے بھی پڑھ کے آتے رہے علاقے میں لیکن یہ مولوی صاحب کچھ زیادہ ہی پڑھ آئے ہیں چودہ سو سال والی نماز بھی غلط ہے۔ چودہ سو سال والا جمعہ بھی غلط ہے۔ چودہ سو سال والا کلمہ بھی غلط ہے۔ چودہ سو سال والا جنازہ بھی غلط ہے۔ کچھ زیادہ پڑھ گیا بے چارہ مولوی..... اب جناب مولوی صاحبان نے بھی توجہ کی پوچھیں تو سہی حضرت بات کیا ہے؟ اس نے کہا ”مناظرہ“ کر لو..... بے غیرت کو شہرت مقصد تھی نا..... مناظرہ کر لو۔ لوگوں نے کہا اچھا مناظرہ طے ہو گیا۔ ادھر جی ظاہر پیر سے بھاگے آ رہے ہیں جی کہاں جا رہے ہو۔ خانپور جا رہے ہیں کیا بات ہے؟ جی مناظرہ ہے کس بات پر..... اس نے پوچھا بھی کچھ کلمہ کیا ہے۔

لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ

اب لوگ آ گئے ہاں جی حضرت کیا بات ہے مناظرہ کس بات پر ہے لوگ آ رہے ہیں۔ جی مناظرہ اس بات پر ہے ایک مولوی صاحب نیا پڑھ کر آئے ہیں انہوں نے بے چارے کلمے میں ”و“ (واو) ڈال دی ہے۔ واو پیاری ہوتی ہے تارتک کی۔ انہوں نے کلمہ میں ”و“ ڈال دی ہے اور سنی علماء نے ”و“ نکالنی ہے تاکہ بے چارہ کلمہ پھر سے تندرست ہو جائے۔ اس مسئلہ پر کہتے ہیں مناظرہ ہے۔ یہ جب اکٹھے ہو گئے پوچھا حضرت جی کیا بات ہے کہا بات یہ ہے چھ نمبر سن لو ان کی تاب لا سکتے ہو تو ٹھیک در نہ آج کے بعد جو میں کہوں صحیح جو کچھ تم کہو غلط تو ان چھ نمبروں سے زیادہ نہ انکے مولوی جانتے ہیں نہ انکے ان پڑھ جانتے ہیں بے چارے۔ ان کا سارا علمی حدود اربعہ اتنا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ تو میں نے عرض کیا ہم لوگ مسلمان ہیں۔ اہل سنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے نبی ساری دنیا کے نبی اور ہمارے امام ساری دنیا کے امام ہمارے نبی سارے نبیوں سے افضل اور ہمارے امام سارے اماموں سے افضل۔

غیر مقلدوں کے فراڈ کا نیا طریقہ

اچھا ایک انکا نیا طریقہ یہ ہے ترجمان السنہ (ماہ جنوری ۱۹۹۰ء) احسان الہی صاحب ظہیر کی یاد میں ان کے صاحبزادہ صاحب نکال رہے ہیں۔ یہ اپنے رسالوں میں ایک عجیب عنوان دیا کرتے ہیں:

”میں الحمدیٹ کیوں ہوا؟“

اس (رسالہ) کے صفحہ ۲۹ پر ہے ”کون ہوا ہے الحمدیٹ؟ محمد یوسف پشتر کب ہوا ہے؟“ ۱۹۶۰ء میں اور بیان کب اس نے دیا ۱۹۱۱ء میں..... بیان کا سن لکھا ہے ۱۹۱۱ء اور اہل حدیث کب ہوا ہے۔ ۱۹۶۰ء میں اور مرا ہے ۱۸۷۰ء میں..... کہتا ہے میری منتفی ”منظر گڑھ“ میں ہوئی تھی۔ حسین پور کے علاقہ میں اور ۱۹۶۰ء میں منظر گڑھ کے ضلع میں ریل بالکل نہیں تھی۔ تو کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے ”آمین“

کی وجہ سے کہا کہ بھئی اس کا نکاح نہ کرو؛ ممکن ہوئی ہے تو مولانا مظفر حسین صاحب کا ندھلوی مرحوم نے کہا کہ بھئی کوئی بات نہیں ہو لینے دو۔

مولانا مظفر حسین صاحب مرحوم کا ندھلوی ۱۹۰۰ء سے پہلے وفات فرما چکے تھے اب ۱۹۶۰ء میں کہنے آئے تھے قبر سے نکل کر کہ بھئی نکاح کر دو بیچارے کا۔ اس ایک واقعہ میں کہ ۱۹۶۰ء میں مظفر گڑھ میں ریلوے لائن نہیں تھی اور امرتسر سے میں نے مغرب کا سفر کیا تو پہلے مظفر گڑھ آیا اور آگے دہلی..... اردو میں ہے یہ واقعہ۔ اب آپ اندازہ لگائیں اس قسم کے یہ بیانات (غیر مقلد دیتے ہیں) جس کا نہ سر نہ پاؤں۔ تصدیق کرنے والا بھی کب سے فوت ہو چکا۔ ۱۹۰۰ء نہیں دیکھا اس نے ۱۹۶۰ء تو کجا۔ اور کاش جو اس میں سچی بات تھی وہ نہ چھپاتے وہ بھی لکھ دیتے کہ یہ محمد یوسف دس سال کے بعد مرزائی (قادیانی) ہو گیا تھا۔ ”اشاعت السنہ“ محمد حسین بنالوی کا رسالہ، ص ۱۱۴ ج ۲۱ میں درج ہے (اصل میں یہ واقعہ ۱۸۶۰ء کا ہے۔ اب انہوں نے بتانے کے لئے نیا واقعہ بنا کر ۱۹۶۰ء لکھ دیا)

سب سے پہلا غیر مقلد ہندوستان میں یہ ہے پنجاب میں اور اس پر جو اصل کتاب میں عنوان یہ لکھا تھا کہ ”ہندوستان میں عمل بالحدیث کیسے شروع ہوا؟“ وہ نہیں لکھا تاکہ پتہ نہ چل جائے کہ ۱۸۶۰ء سے پہلے غیر مقلد دنیا میں تھا ہی نہیں۔ جس کتاب سے یہ واقعہ چوری کیا ہے مولانا ثناء اللہ کی زندگی کے حالات ہیں اس کا نام ہے ”نقوش ابوالوفاء“۔ یہ میرے ہاتھ میں ہے اسکے صفحے ۳۹۔ واقعہ پہلے ۱۹۱۱ء لکھ کر شائع کیا گیا پھر ۱۹۶۰ء لکھ کر شائع کیا گیا اور اس بزرگ (مولانا مظفر حسین کا ندھلوی) کی تصدیق جو نہ ۱۹۱۱ء میں حیات تھے نہ ۱۹۶۰ء میں..... اور اس کا واقعہ جو نہ ۱۹۱۱ء میں زندہ ہے نہ ۱۹۶۰ء میں۔ اور وہ جو بعد میں مرزائی ہو گیا۔ محمد حسین بنالوی لکھتا ہے کہ:

”میں بڑے افسوس سے یہ خبر اپنے رسالہ میں شائع کر رہا ہوں کہ ہمارے صوبہ پنجاب کا پہلا عامل بالحدیث حافظ محمد یوسف پنشنر مرزا غلام احمد قادیانی کا مؤید اور حامی بن گیا ہے۔“

اور اگر پھر بھی شک ہے تو مرزا قادیانی کی کتاب ہے۔ ”اربعین“ اس کے پہلے صفحہ پر یہی نام آپ کو مل جائے گا ”حافظ محمد یوسف پنشنر“۔ یہ لاہور کے اصل غیر مقلد تھے الٰہی بخش، محمد یوسف پنشنر، محمد جنوٹا جریشم یہ سارے مرزائی بنے بعد میں اب عوام کو پریشان کرنے کے لئے یہ تازہ اسی رسالہ میں آگیا ہے کہ اب کوئی اہل حدیث ہوا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین
استغفر الله تعالى ربی من کل ذنب واتوب الیه

تمہید

دوستو بزرگو! میں نے آپ کے سامنے سورۃ توبہ کی ایک آیت کریمہ (نمبر: ۱۲۲) تلاوت کی ہے اور صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث پڑھی ہے۔ قرآن پاک کی اس آیت میں بھی ”فقہ“ کا تذکرہ ہے اور نبی اقدس ﷺ کی حدیث میں بھی ”فقہ“ کا تذکرہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وما كان المؤمنون لينفروا كافة

”اور مسلمانوں سے یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب نکلیں“

معلوم یہ ہوتا ہے کہ مسلمان کسی کام کے لئے جارہے ہیں اس آیت کے سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ نبی اقدس ﷺ وسلم کے فرمان پر مسلمان جہاد کے لئے جارہے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين

”تو کیوں نہ ہو کہ ان ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ

دین کی سمجھ حاصل کریں۔“

ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون

(البقرہ: ۱۲۲)

”اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنا میں اس امید پر کہ وہ بچیں۔“

یہ سورۃ آنحضرت ﷺ کے مبارک دور کے آخری سالوں میں نازل ہوئی ہے۔ جس وقت اسلام ملک عرب کے بہت سے حصے میں پھیل چکا تھا۔ اب بات یہ تھی کہ جو لوگ نبی اقدس کی خدمت اقدس میں حاضر ہیں وہ تو جب کوئی مسئلہ پیش آتا خود حضرت اقدس ﷺ سے پوچھ لیتے لیکن جو لوگ دور رہتے تھے نہ تو (ان کو) خود نبی اقدس ﷺ ہر مسئلہ بتانے کے لئے وہاں تشریف لے جاسکتے ہیں اور نہ وہ ہر مسئلہ کو پوچھنے کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ تو دین آخر ان تک بھی پہنچا ہے اور پہنچانا ہے۔ تو نبی اقدس ﷺ اور ان لوگوں کے درمیان وہ کونسا واسطہ ہوگا

ضرورت فقہ اور مسئلہ تراویح

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده

ولا نبوة بعده ولا رسوله بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فساعدوا الله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم.

وما كان المؤمنون لينفروا كافة. فلولا نفر من كل فرقة

منهم طائفة ليتفقهوا في الدين. ولينذروا قومهم اذا رجعوا

اليهم لعلهم يحذرون. وقال رسول الله ﷺ من يرد الله به

خيرا يفقهه في الدين.

صدق الله مولانا العظيم وبلغنا رسوله النبي الكريم و

نحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله

رب العالمين رب اشرح لي صدري ويسر لي امري واحلل

عقلمة من لسانى يفقهوا قولى رب زدنى علما و ارزقنى

فهما. سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم

الحكيم. اللهم صلى على سيدنا و مولانا محمد و على آل

سيدنا و مولانا محمد و بارك وسلم و صل عليه.

جس کو اللہ اور اس کا رسول قابل اعتماد سمجھیں؟ اور ان کے ذریعے پہنچا ہوا دین خدا اور رسول کے نزدیک پسندیدہ ہو؟ تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ جماعت "فقہاء" کی ہوگی۔ فقہاء کے ذریعے سے جو دین پہنچے گا وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک قابل اعتماد ہوگا اور نبی اقدس کے نزدیک بھی قابل اعتماد ہوگا۔

آیت میں فقہاء کا ذکر

آپ کے ذہن میں یہ بات آ رہی ہوگی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ یہاں فقہاء کی بجائے قاری اور حافظ کا نام لے دیتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ یہاں محدث کا ذکر فرمادیتے۔ قرآن اور حدیث کا لفظ آجاتا۔ آخر اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہاں "فقہ" کا تذکرہ فرمادیا۔ تو قرآن پاک چونکہ ایک کامل کتاب ہے اور اسلام مکمل دین ہے اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک ہی لفظ ایسا استعمال فرمایا جس میں یہ ساری چیزیں آگئیں۔ چونکہ فقہ کی بنیاد چار چیزیں ہوتی ہیں۔

نمبر اول: کتاب اللہ شریف قرآن پاک

نمبر دوم: سنت رسول اللہ ﷺ

نمبر تین: اجماع امت اور

نمبر چار: قیاس شرعی

تو جب فقہ کا لفظ بول دیا گیا تو اس کا مطلب ہے کہ جانے والا فقہ قرآن بھی ساتھ لے کر جائے گا، اللہ کے نبی کی سنت بھی ساتھ لے کر جائے گا، امت کے اجماعی مسائل بھی ساتھ لے کر جائے گا اور جو نئے مسائل سامنے آئیں گے ان کا حل بھی قیاس شرعی سے دریافت کر لے گا۔ تو دین اسلام کے لئے فقہ نہایت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر مسائل مکمل نہیں ہوتے۔ اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ دین کے پہنچانے کا جو قابل اعتماد ذریعہ ہیں یہ فقہاء ہیں۔ مثلاً ایک آدمی ایک عاتق میں صرف قرآن پاک لے کر چلا گیا اس نے جا کر قرآن سنایا کہ:

اقیموا الصلوٰۃ نماز قائم کرو

اب وہ لوگ پوچھتے ہیں کہ کتنی رکعتیں پڑھیں؟ تو قرآن پاک میں ان رکعتوں کا کوئی تذکرہ نہیں تو قرآن پاک پہنچنے کے بعد بھی نماز کا مکمل طریقہ ان لوگوں کو معلوم نہیں۔ اب کوئی شخص حدیث کی کتاب لے کر چلا گیا اس میں یہ تو ملا کہ حضرت نے چار رکعت ادا فرمائیں! پھر چار رکعت پڑھی پھر وہ رکعت ظہر کی ادا فرمائیں۔ لیکن یہ تفصیل کہ ان میں کون کون سی رکعتیں سنت ہیں کون کون سی فرض ہیں کون کون سی نفل ہیں۔ یہ تفصیل احادیث میں موجود نہیں۔ اب اس کی بھی ضرورت باقی نہ رہی۔ تو بغیر فقہ کے دین کے مسائل مکمل نہیں ہوتے۔ اس لئے آج ہم جو نمازیں پڑھ رہے ہیں وہ اس فقہ کے مطابق پڑھ رہے ہیں۔ روزوں کے مسائل معلوم کرتے ہیں تو اسی فقہ سے معلوم کرتے ہیں حج کرتے ہیں تو مکمل مسائل صرف فقہ ہی سے ہمیں ملتے ہیں۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہی کامل اور مکمل ذریعہ یہاں بیان فرمایا کہ کچھ لوگ فقیہ بنیں۔

اب یہاں ایک بات سوچنے کی ہے کہ یہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو جہاد کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں ان کی مادری زبان پنجابی تھی یا سرائیکی تھی (عربی تھی) تو وہ قرآن پاک کی عربی آیات سن کر نبی پاک ﷺ کی عربی احادیث سن کر انکا مطلب سمجھ لیتے تھے یا نہیں؟ (سمجھ لیتے تھے۔ سامعین)۔ ہم سے بہتر سمجھتے تھے یا کچھ کم سمجھتے تھے (بہتر سمجھتے تھے۔ سامعین)۔

ظاہر ہے کہ وہ ہم سے بہت زیادہ بہتر سمجھتے تھے تو اگر قرآن پاک کا ترجمہ جان لینے کا نام فقہ ہوتا..... حدیث کا ترجمہ جان لینے کا نام فقہ ہوتا تو ان میں سے ہر ایک آدمی ہم سے زیادہ اچھا ترجمہ سمجھتا تھا۔ ان میں سے ہر شخص ہم سے زیادہ بہتر مطلب حدیث کا جانتا تھا۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان ترجمہ جاننے والوں..... مطلب سمجھنے والوں کو فرمایا کہ ہر جماعت میں سے کچھ آدمی بیٹھ جائیں اور فقیہ بنیں۔ معلوم ہوا کہ صرف الفاظ کا یاد کرنا فقہ نہیں..... اس کا نام فقہ نہیں۔ کوئی بخاری شریف کا اردو ترجمہ پڑھ کر سمجھے کہ میں فقیہ بن گیا ہوں (تو) اس نے قرآن پاک کی اس آیت کو سمجھا نہیں فقہ مزید گہرائی کا نام ہے۔ تو نبی اقدس ﷺ اور آپ کے ان

صحابہؓ کو اللہ تبارک و تعالیٰ جو فرما رہے ہیں کہ ہر فرقے میں سے ایک ایک آدمی بیٹھ جائے۔

فرقے کا مطلب

اب آپ سوچیں گے کہ وہ فرقے کیسے تھے تو اس زمانے میں فرقے یہ نہیں تھے جو آجکل بنے ہوئے ہیں۔ جیسے آپ رائے و مذہب میں اجتماع کے موقع پر دیکھتے ہیں کہ ضلع رحیم یار خان کے لوگ ایک جگہ بیٹھیں ہیں تاکہ آپس میں سفر میں کوئی تکلیف اور پریشانی نہ ہو۔ دوسرے ضلع کے لوگ ایک جماعت بنا کر بیٹھ جائیں تاکہ آپس میں سہولت رہے اسی طرح صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو جہاد کے لئے جا رہے ہیں ان میں مذہبی فرقے نہیں تھے۔

من کل فرقة کا جو لفظ ہے ان میں یہی تھا کہ ایک ایک قوم کے لوگ علیحدہ علیحدہ اپنی جماعت بنا کر ایک ایک علاقے کے لوگ جا رہے تھے تاکہ سفر میں کسی قسم کی پریشانی ہو تو ایک دوسرے کی واقفیت ہمارے لئے ان پریشانیوں کے دور ہونے کا باعث بنتی رہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جب جا رہے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر قوم ہر فرقے کا کم از کم ایک ایک آدمی فقیہ ضرور بنے۔ اب جب یہ فقیہ بن جائیں گے تو پھر کیا کریں گے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولبذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون

یہ یہاں سے فقیہ بن کر اپنی قوم میں چلا جائے گا۔ اب ساری قوم اس ایک فقیہ کی فقہ پر عمل کرے گی اور اس کی تقلید کرے گی اس سے دین کے مسائل پوچھ کر ان پر عمل کرے گی اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکموں سے ان کو ڈرائیں گے تاکہ یہ لوگ خدا کی نافرمانی سے بچ سکیں تو اس آیت کریمہ سے یہی معلوم ہوا کہ اللہ کا دین آگے پہنچانے کے لئے سب سے قابل اعتماد ذریعہ فقہاء کا ہے اور فقہاء کے پاس مکمل دین ہوتا ہے ان کے پاس دین کا کوئی خاص ایک پہلو نہیں ہوتا اس کو آپ ایک مثال

سے سمجھیں۔

فقہ کی مثال

آپ کا بچہ اسکول میں پڑھتا ہے اس کے پاس ایک اردو کی کتاب ایک معاشرتی علوم کی کتاب ہے ایک وحیات کی کتاب اور ایک انگریزی کی کتاب ہے ان ساری کتابوں میں ایک ایک مضمون ہے۔ لیکن ایک اس کے پاس گائیڈ Guide ہوتی ہے جس میں تمام مضامین یکجا ہوتے ہیں۔ تو فقہ کیا ہے؟ یہ اسلامی علوم کی Guide Book ہے۔ قرآن پاک کے تمام مسائل فقہ میں آ جاتے ہیں۔ امت کے اجماعی مسائل سارے فقہ میں آ جاتے ہیں اور قیاس شرعی کے بھی تمام مسائل فقہ میں آ جاتے ہیں۔ تو فقہ کے سمجھانے کی ایک چھوٹی سے مثال (مزید) عرض کرتا ہوں کیونکہ وقت بہت کم ہے۔

فقہ کی ایک اور مثال

اب دیکھئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر کھی تمہارے پینے کی چیز میں گر جائے تو اسے غوطہ دے کر نکال کر پھینک دو۔ اب یہ الفاظ مجھے یاد ہیں اس کا ترجمہ بھی یاد ہے لیکن ایک آدمی آ گیا اس کے پاس دودھ کا گلاس ہے اس میں دو پھھر گرے ہوئے ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ پھھر نکال دیں کس طرح نکالنے چاہئیں اس کا (شرعی) مسئلہ کیا ہے؟ تو اب حدیث میں پھھر کا لفظ کہیں آتا ہی نہیں کہ پھھر گر جائیں تو کس طرح نکالا جائے۔ اور سینکڑوں جانور موجود ہیں چھوٹے چھوٹے وہ سارے گر جائیں تو کس طرح نکالے جائیں تو اس کے لئے اب الفاظ مجھے بھی آتے تھے..... ترجمہ مجھے بھی یاد تھا لیکن فقیہ نے مجھے بتایا کہ ان الفاظ کے نیچے اللہ کے نبیؐ نے ایک قاعدہ بیان فرمایا ہوا ہے جو ہر شخص کو نظر نہیں آتا۔ اجتہاد کی خوردبین لگانے سے وہ نظر آیا کرتا ہے۔ تو انہوں نے بتایا اس کے نیچے قاعدہ یہ ہے کہ کبھی ایک ایسا جانور ہے جس کی رگوں میں دودھ پھرنے والا خون نہیں۔ اب ہر وہ جانور جس کی

رگوں میں یہ خون نہیں ہے اسکو کبھی پر قیاس کر کے اس کا وہی حکم معلوم کر لیا جائے گا جو کبھی کا ہے۔ تو چھپر کی گوں میں بھی دوڑنے پھرنے والا خون نہیں اب چھپر کو کبھی پر قیاس کر کے نکال دیا۔ اسی طریقے سے بھڑ ہے..... جگنو ہے..... کیزیاں ہیں..... چونیاں ہیں ان کی رگوں میں بھی دوڑنے پھرنے والا خون موجود نہیں اگرچہ حدیث میں ان کا ذکر نہیں آیا کہ یہ پینے کی چیز میں گر جائیں تو کیا کیا جائے۔ لیکن فقہ نے حدیث سے ہی ایک قاعدہ اخذ کر کے ان سب کا حکم معلوم کر لیا اس کو کہتے ہیں فقہ۔

تقلید اور ترک تقلید

یعنی کتاب و سنت کے الفاظ میں بھی بہت سے مسائل ہیں اور بہت سے مسائل اسکی تہہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسطور رکھے ہیں جس طرح سطح سمندر اس کی سیر بھی انسان کے لئے..... صحت کے لئے مفید ہے۔ لیکن بہت سے موتی (اللہ نے) اسکی تہہ کے نیچے چھپا رکھے ہیں۔ ان کو حاصل کرنے کیلئے غوطہ خور کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہر آدمی کا یہ کام نہیں۔ اب غوطہ خور (موتی) نیچے سے نکال لائے اور ہم شکر یہ ادا کر کے اس سے حاصل کر لیں اس کو ”تقلید“ کہتے ہیں اور ”ترک تقلید“ کہتے ہیں کہ مجھے غوطہ لگانا تو آتا نہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ میں اس غوطہ خور سے موتی لینے کے لئے تیار نہیں۔ اب سب دانا مجھے یہی سمجھائیں گے جب تو غوطہ خور نہیں ہے تو تو غوطہ نہ لگانا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ جب یہ (غوطہ خور) خود غوطہ لگا کر نیچے سے لایا ہے تو میں بھی خود نیچے جاؤنگا چنانچہ اس کے بعد سب کے روکنے کے باوجود میں نے غوطہ لگا دیا اب لوگ سارے دیکھ رہے ہیں کہ باقی غوطہ خور تو موتی لے کر آ گئے ہیں لیکن یہ خود ہی اوپر نہیں آیا تو ”تقلید“ کہتے ہیں غوطہ خور سے موتی لے کر استعمال کر لیا جائے اور اسی کو ”مقلد“ کہتے ہیں اور ”غیر مقلد“ کہتے ہیں جو خود ڈوب کر مر جائے نہ موتی نصیب ہو اور نہ زندگی باقی رہے اسکی۔

فقہاء نبیوں کے کامل وارث

تو اس لئے فقہ جو ہے یہ کتاب و سنت کی تہہ سے مسائل کے دریافت کر لینے کا نام ہے اور دین کے مکمل مسائل صرف ”فقہ“ میں ملتے ہیں اور کسی علم میں نہیں ملتے تو یہ جو فقہاء بنیں گے یہ کیا کام کریں گے..... پوری قوم کا اعتماد اپنے اس فقیہ پر ہوگا۔ فتویٰ انہیں کا چلے گا۔ علماء حضرات جانتے ہیں کہ آیت میں جو لفظ ولید شدوا فومہم اذا رجعوا الیہم آیا ہے یہ ”انذار“ نذیر اور بشیر صفتیں وراصل نبیوں کی اللہ تبارک و تعالیٰ بیان فرماتے ہیں قرآن پاک میں۔ اس آیت میں یہ صفت فقہاء کی بیان فرما کے بتادیا کہ نبیوں کے اگر کامل وارث ہیں تو صرف اور صرف فقہاء ہیں۔ اسی لئے علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ ”مبسوط“ کا خطبہ یمنیں سے شروع فرماتے ہیں۔

الحمد لله الذي جعل ولاية الانذار للفقهاء بعد الانبياء

ترجمہ: ”تقریبیں خدا ہی کیلئے ہیں کہ جس نے فقہاء کو نبیوں کا وارث بنادیا۔“

تو اس آیت میں بھی فقہاء کو نبیوں کا وارث قرار دے دیا گیا ہے۔ اور یہ انذار اور سحذرون ”بچنا اور ڈرانا“۔ ان الفاظ پر غور کریں تو بالکل یہی مفہوم قانون کا ہوا کرتا ہے۔ تو مطلب یہ کہ قانون جو ہے وہ فقہ کا ہی نافذ ہوگا جب بھی نافذ ہوگا۔

ایک واقعہ

ایک دوست (غیر مقلد) تقریر کر رہا تھا اور بڑے غصے میں۔ کہنے لگا میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ فقہ کو ملک سے نکال کر دم لوں گا۔ میں نے کہا اللہ کے بندے ابھی تو تو فقہ اپنے مفتیوں سے نہیں چھین سکا۔ تیرے مفتی ہماری فقہ پر فتوے دے رہے ہیں۔ ”فتاویٰ نذیر“ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں..... ”فتاویٰ شامیہ“ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں..... ”فتاویٰ ستاریہ“ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں..... ”فتاویٰ علماء حدیث“ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں..... ”فتاویٰ غزنویہ“ میں فقہ حنفی کے حوالے ہیں..... تو جو ابھی اپنے مفتیوں سے فقہ نہیں چھین سکا وہ فقہ کو ملک سے کیسے

نکال دے گا؟ میں نے کہا ابھی تک تو آپ فقہ کو اپنے مدرسہ سے نہیں نکال سکتے تمہارے مدارس میں ہماری کتاب ہدایہ پڑھائی جا رہی ہے..... شرح وقایہ پڑھائی جا رہی ہے..... چند حدیث کے نام پر لیا جاتا ہے اور تنخواہ فقہ پڑھا کر لی جا رہی ہے۔ تو یہ بتایا جائے کہ تمہارے اصول پر یہ تنخواہ جائز بھی ہے یا ناجائز ہے۔ تو میں نے کہا کہ آپ نے اگر ضرورت پر تجربہ کرنا ہے تو ملک سے نکالنے سے پہلے اپنے گھر سے نکال کر دیکھیں۔ (صرف) ایک گھر سے اس نے کہا نکال دی۔ اب جناب ٹلہر کا وقت آیا نماز پڑھنی ہے سب بیٹھے ہیں۔ کہتا ہے ہمیں نماز پڑھو۔ اس نے کہا نماز کی تو شرطیں بھی معلوم نہیں کتنی ہیں کیونکہ فقہ میں لکھی شخص وہ کتاب ہم باہر رکھ آئے ہیں۔ نماز کی رکعتوں کی تقسیم کا علم نہیں ہے کہ سنتوں کی نیت کتنی رکعتوں میں کرنی ہے فرض کتنے پڑھنے ہیں..... نوافل کتنے ہیں..... یہ تقسیم فقہ کی کتاب میں تھی اب ہم پڑھیں کیا؟ نماز کے ارکان کا پتہ نہیں..... بھول کے مسائل سجدہ و سہو کے مسائل کا ایک دو مسائل کے سوا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ تو اب کیا نماز پڑھیں؟ تو اس نے کہا کہ اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ صرف فقہ سے ہی نہیں گئے خدا سے بھی گئے ہم۔ کیونکہ خدا کی عبادت کرنے کا پورا طریقہ ہمیں معلوم نہیں ہے تو اس نے کہا کہ اچھا چلو سوچتے ہیں کوئی صلح کر بیٹھے ان سے..... کھانا تو لے آؤ۔ اس (کی بیوی) نے کہا کیا لاؤں اس نے کہا دودھ لے آؤ۔ اس نے کہا دودھ تو بھینس کا ہے اور بھینس کا لفظ قرآن میں بھی نہیں اور حدیث میں بھی نہیں تو بھینس کا دودھ تو فقہاء نے قیاس سے جائز کیا تھا۔ تو جب فقہ نکال بھینس بھی ان کے گھر باندھ آئے ہیں ہم اس لئے نہ دودھ قسمت میں رہا اور نہ چائے قسمت میں رہی۔ نہ گھی قسمت میں رہا نہ مکھن قسمت میں رہا۔ حتیٰ کے کسی تک قسمت میں نہیں رہی۔ تو ایسی فقہ نکالی اب کیا کریں؟ اس نے کہا پھر اور کوئی چیز اس نے کہا دال پکائی تھی پانی میں وہ ہے اگر کہیں تو لے آؤں اس نے کہا چلو وہی لے آؤ اب ایسی ہنڈیا تھی قدر تھی نہیں۔ اسے ڈھانکا نہیں۔ اس میں جناب چمچر گر کے مرا ہوا ہے چونٹیاں گر کر مری ہوئی ہیں۔ دو تین بھڑیں اس میں بھن بھنار ہی ہیں دو چار کھیاں ڈوبنے کی ہیں اور آٹھ دس چونٹیاں مری ہوئی ہیں اس نے

کہا کہ اللہ کی بندی اس کو صاف تو کر دیتی اس نے کہا کیسے صاف کروں فقہ کے بغیر چیونٹی نکلتی نہیں۔ فقہ کے بغیر چمچر نکلتا نہیں فقہ کے بغیر یہ بھڑ نکلتی نہیں۔ فقہ کے بغیر جگنو نکلتا نہیں۔ فقہ کے بغیر تو یہ صاف بھی نہیں ہوگا اس لئے جب فقہ کو گھر سے نکال دیا ہے تو اب کیا صورت ہوگی۔ اب تو یہی ہے کہ چیونٹیاں کھانی پڑھنی یہ بھڑ جو ہے یہ زبان کو کاٹ کاٹ کے کھائے گی یہ نکل نہیں سکتی کیونکہ وہ زبان جو فقہ کے خلاف بولتی ہے اس کا علاج یہی ہے کہ بھڑیں اسے کاٹ کاٹ کر کھائیں اور اگر فقہ کو نہ مانا گیا تو وہ نکل سکتی نہیں۔

دین کب تک غالب رہے گا

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ”دین اس وقت تک غالب رہے گا جب ایک جماعت جہاد میں مصروف رہے اور دوسری فقہ میں۔“

(بخاری - ج ۸ ص ۸ : مسلم - ج ۲ ص ۱۳۴)

اس وقت تک فرمایا دین کو سربلندی حاصل رہے گی مجاہدین کا کام کیا ہے؟..... ملک گیری..... ملک حاصل کرنا..... کیا کام ہے؟..... ملک حاصل کرنا۔ اور فقہاء کا کام کیا ہے؟..... اس ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنا تو اسی چیز سے سربلندی رہے گی نا۔ اب دیکھئے قانون جو ہے وہ جب بھی نافذ ہوا فقہ کی شکل میں نافذ ہوا۔ اب ہم جب مطالبہ کرتے ہیں کہ فقہ حنفی کو نافذ کیا جائے تو کئی طرف سے آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ فقہ کو ہم نہیں مانیں گے۔ صرف اسلام کا قانون آئے اور کتاب و سنت کا قانون آئے لیکن یہ ایک فریب ہے اس کو ذرا سمجھیں مثال سے۔

فقہ اور فقہاء کی حیثیت

آپ کے ملک میں اس وقت کوئی قانون چل رہا ہے یا نہیں؟ چل رہا ہے نا..... تو آپ کے ملک میں ایک تو آئین ہوتا ہے..... متن قانون کیا ہوتا ہے؟..... آئین..... اسی کا نام اسلام میں ”کتاب و سنت“ ہے..... جو آئین ہے اسی کا نام کیا

ہے؟ کتاب و سنت۔ اب بعض اوقات آئین میں کوئی چیز قابل تشریح ہو تو قومی اسمبلی خود اس کی تشریح کر دیتی ہے۔ تو اس قومی اسمبلی کی جگہ اسلام میں ”خلافت راشدہ“ ہے۔ اور ہر خلیفہ راشد اس اسمبلی کا اسپیکر ہے۔ تو اب دیکھئے کوئی شخص صرف آئین کا نام لے لیکن خلافت راشدہ کو چھوڑنا چاہے قومی اسمبلی سے صرف نظر کرے تو وہ ملک میں ملک کے آئین کو چلا سکتا ہے؟ پھر اس کے بعد آپ کے ہر صوبہ میں ایک ہائی کورٹ ہوتی ہے۔ اس کا چیف جسٹس جو بے قانون ساز نہیں ہوتا۔ قانون دان ہوتا ہے۔ لیکن اپنے ملک کے قانون کا اتنا ماہر ہوتا ہے کہ اس کا فیصلہ بطور نظیر قانون کی کتاب PLD میں نقل کر لیا جاتا ہے اور جتنی ماتحت عدالتیں ہیں۔۔۔۔۔ DC صاحب کے پاس کیس آئے۔ کمشنر صاحب کے ہاں کیس آئے۔۔۔۔۔ سینئر سول جج کے پاس کیس آئے۔۔۔۔۔ تو وہ اس PLD کا حوالہ دے کر فیصلہ کرتا ہے اس کے حوالے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔ تو یہ جس کو آپ اپنی اصطلاح میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس کہتے ہیں اسے اسلامی اصطلاح میں ”مجتہد“ کہا جاتا ہے۔ مجتہد بھی قانون ساز نہیں ہوتا۔ قانون کا ماہر ہوتا ہے۔ اور جس طرح مجتہدین (دنیا یعنی قانون دانوں) کے فیصلے PLD میں محفوظ کر لئے گئے اسی طرح اسلام کے مجتہدین کے فیصلے (اسلامی) PLD (اسلامی کتابوں) میں محفوظ کر لئے گئے۔ یہ ہدایہ۔۔۔۔۔ یہ عالمگیری۔۔۔۔۔ یہ شرح وقایہ۔۔۔۔۔ یہ کتابیں بالکل ایسی حیثیت رکھتی ہیں اسلام میں جیسے آپ کے ملک میں PLD کی کتابیں ہیں۔ اور جس طرح ماتحت عدالتیں اس PLD کا۔۔۔۔۔ Reference۔۔۔۔۔ اور حوالہ دیتی ہیں۔۔۔۔۔ اسی طرح جو حنفی (اور دیگر مقلدین) ہیں وہ۔۔۔۔۔ قال ابو حنیفہ۔۔۔۔۔ قال الشافعی۔۔۔۔۔ قال احمد۔۔۔۔۔ لکھتے ہیں۔ یہ قال مالک لکھتے ہیں۔۔۔۔۔ تو جس طرح ملک میں قانون نافذ ہوتا ہے اسی طرح ہر قانون نافذ ہوتا ہے۔ جس طرح اس میں ہائی کورٹ کی بھی ضرورت ہے اور اس سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ سپریم کورٹ کی بھی ضرورت ہے اس سے بھی صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ اور ماتحت عدالتوں کبھی ضرورت ہوتی ہے اس سے صرف نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔۔ جب بھی کوئی آدمی عدالت کا فیصلہ سنتا ہے تو اسے یہی پتہ ہوتا ہے کہ فیصلہ اس جج کی ذاتی رائے نہیں بلکہ پاکستان کے قانون کا فیصلہ ہے۔ جب بھی وہ ہائی کورٹ کا فیصلہ سنتا ہے تو اسکے ذہن میں ایک ہی بات ہوتی ہے کہ یہ اس جج کی ذاتی رائے نہیں بلکہ

آئین رہے۔۔۔۔۔ اور ہائی کورٹ ختم کر دی جائیں۔۔۔۔۔ سپریم کورٹ ملک سے ختم کر دی جائیں۔۔۔۔۔ ماتحت ساری عدالتیں ختم کر دی جائیں۔ تو کیا ملک کا قانون چل سکتا ہے؟۔۔۔۔۔ آج کل جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام تو آئے لیکن اسلام میں قیاس شرعی اور اجتہاد اور فقہ کو دخل نہ ہو۔ یہ بالکل ایسی بات ہے کہ کوئی یہ کہے کہ آئین پاکستان تو نافذ رہے لیکن میں صوبہ پنجاب میں رہتا ہوں۔۔۔۔۔ ہائی کورٹ کے فیصلوں کو قبول نہیں کروں گا۔ تو اگر ہائی کورٹ کا فیصلہ ہی صوبے میں رد کر قبول نہیں تو قانون نافذ کون کرے گا یہاں؟ اور قانون چلے گا کس کے ذریعے سے؟۔۔۔۔۔ کوئی آدمی یہ کہے کہ قانون اسلام تو آئے لیکن اجماعی مسائل بطور قانون نافذ نہ کئے جائیں تو یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ میں ملک پاکستان میں رہتا ہوں۔۔۔۔۔ سپریم کورٹ کے فیصلوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں۔۔۔۔۔ تو کیا کوئی ملک کسی بیوقوف کے کہنے سے اپنی سپریم کورٹ کو ختم کر سکتا ہے۔ کیا کوئی صوبہ بغیر ہائی کورٹ کی عدالت کے اپنے قانون کو آگے چلا سکتا ہے کوئی آدمی یہ کہے میں ضلع میں رہوں گا لیکن DC کے فیصلوں کا پابند نہیں ہوں گا لیکن کمشنر کے فیصلوں کا پابند نہیں ہوں گا۔۔۔۔۔ کیونکہ یہ PLD کے حوالے دیتے ہیں سیدھے آئین کے حوالے نقل نہیں کر رہے۔ تو یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی کہے کہ میں مسلمان تو کہلاؤں گا لیکن اسلامی مفتیوں کے فیصلے ماننے کے لئے تیار نہیں کیونکہ یہ اپنے فتاویٰ میں قال ابو حنیفہ لکھتے ہیں یہ قال الشافعی لکھتے ہیں۔ یہ قال احمد لکھتے ہیں۔ یہ قال مالک لکھتے ہیں۔۔۔۔۔ تو جس طرح ملک میں قانون نافذ ہوتا ہے اسی طرح ہر قانون نافذ ہوتا ہے۔ جس طرح اس میں ہائی کورٹ کی بھی ضرورت ہے اور اس سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔ سپریم کورٹ کی بھی ضرورت ہے اس سے بھی صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ اور ماتحت عدالتوں کبھی ضرورت ہوتی ہے اس سے صرف نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔۔ جب بھی کوئی آدمی عدالت کا فیصلہ سنتا ہے تو اسے یہی پتہ ہوتا ہے کہ فیصلہ اس جج کی ذاتی رائے نہیں بلکہ پاکستان کے قانون کا فیصلہ ہے۔ جب بھی وہ ہائی کورٹ کا فیصلہ سنتا ہے تو اسکے ذہن میں ایک ہی بات ہوتی ہے کہ یہ اس جج کی ذاتی رائے نہیں بلکہ

آئین پاکستان کا ہی فیصلہ ہے۔ بالکل اسی طرح حضرات ائمہ مجتہدینؒ وہ جو فقہ مرتب فرما گئے ہیں اس میں یہ ان کے ذاتی فیصلے نہیں ہیں..... بلکہ کتاب و سنت سے استنباط کر کے انہوں نے یہ فیصلے دیئے ہیں۔ تو اب میں آپ حضرات سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ کوئی آدمی آئے اور کہے کہ بھئی مجھے دوٹ دو میں حکومت بناؤنگا۔ تو آپ پوچھیں حکومت بنانے کے بعد تیرا منشور کیا ہوگا؟ تو وہ کہے کہ ساری ہائی کورٹ بند کرادونگا..... تمام سپریم کورٹ ختم کرا دوں گا..... تمام ماتحت عدالتیں جو ہیں انکو ختم کرا دوں گا..... تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا وہ ملک میں قانون چلانے کی اہلیت رکھتا ہے؟..... ایسا آدمی جو ہے وہ تو بین عدالت کا مرتکب ہے یا نہیں؟..... تو ایسے لوگ جو تو بین عدالت کے مرتکب ہوتے ہیں وہ دراصل قانون کے ہی منکر ہوا کرتے ہیں۔

اہل استنباط

اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو نہایت آسانی سے یہ باتیں سمجھائیں ہیں کیونکہ وجہ یہ ہے کہ فقہ کی ضرورت بہت زیادہ ہے۔ اور عوام کو ہے۔ اس لئے ایسے (عام فہم) انداز میں سمجھائی گئیں۔ یہ ضرورت کہ ہر آدمی اسکو سمجھ جائے۔ قرآن پاک سے جب پوچھا گیا کہ دراصل یہ فقہ کہتے کس کو ہیں؟ تو قرآن نے ایک مثال دیا۔ فرمائی:-

(النساء: ۸۳)

الذین یستنبطونہ منہم

یعنی جس طرح کچھ پانی اللہ تعالیٰ نے زمین کے اوپر پیدا کر رکھا ہے (بہت سا) دریاؤں کی شکل میں بہہ رہا ہے..... بہت سا پانی کا ذخیرہ زمین کی تہ میں نیچے چھپا رکھا ہے..... تو اللہ تعالیٰ نے پانی کی مثال دے کر سمجھایا کہ جتنا تمہارا زندگی میں پانی ضروری ہے خواہ تم کسی علاقے میں رہتے ہو اتنی ہی تمہاری اسلامی زندگی کے لئے فقہ ضروری ہے..... جس طرح تم پانی کے بغیر گزارا نہیں کر سکتے اسی طرح تم فقہ کے بغیر گزارا نہیں کر سکتے۔ لیکن آپ ہر جگہ پانی پیتے ہیں یا نہیں

استعمال کرتے ہیں یا نہیں؟ اب وہ پانی آپ کسی کے کنوئیں سے لے آئیں..... کسی کے نلکے سے لے آئیں..... کسی کے ٹیوب ویل سے لے آئیں..... آپ کے دل میں کبھی یہ دوسرہ آیا کہ یہ پانی کنواں کھودنے والے نے پیدا کیا ہے خدا کا پیدا کیا ہوا ہے..... کبھی آپ کے دل میں یہ دوسرہ آیا کہ یہ پانی ٹیوب ویل لگانے والے نے پیدا کیا ہے خدا کا پیدا کیا ہوا نہیں..... آپ روزانہ پانی پیتے ہیں، ایک نے نلکا کا دیا راستے میں آپ نے پانی پیا..... پہلے شکر خدا کا ادا کیا یا اللہ تیرا شکر ہے یہ تیری نعمت ہے اور پھر اس کے لئے دعا کی کہ یا اللہ اس کو بھی خوش رکھ جس نے راستے میں گرمی میں یہ نلکا لگا دیا ہے۔ اور تیرے پیدا کیے ہوئے پانی کو ظاہر کر دیا ہے تاکہ اس کا استعمال آسان ہو جائے۔ تو جیسے ٹیوب ویل میں جو پانی ہے..... کنوئیں میں پانی ہے..... نلکے میں پانی ہے..... یہ خدا کا ہی پیدا کیا ہوا ہے اس نلکا لگانے والے نے صرف آسانی بنا دی ہے ہمارے لئے تاکہ اس پانی کا استعمال ہمارے لئے آسان بنائے ورنہ یہ ایک قطرہ بھی پانی اس نے خود پیدا نہیں کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے استنباط یہاں بیان فرما کے یہ بات سمجھادی کہ جس طرح ہر علاقے میں تمہیں پانی کی ضرورت ہے اور پانی پیتے ہوئے تمہیں کبھی یہ دوسرہ نہیں آیا کہ نلکے کا پانی خدا نے نہیں کیا اس طریقے سے آج تک آپ کے دل میں کبھی دوسرہ آیا ایسا؟..... اب کوئی بیوقوف اور پاگل یہ شور مچائے کہ دیکھو یہ جو پانی براہ راست آسمان سے آتا ہے اس کے نیچے یوں منہ کر کے پینا یہ تو خدا کا پانی پینا ہے اور نلکے سے پانی پینا شرک ہے کیونکہ اس میں انسانی محنت کا دخل ہو گیا ہے..... کنوئیں سے پانی پینا حرام ہے کیونکہ پانی انسان نے محنت کر کے نکالا ہے..... ٹیوب ویل کا پانی پینا شرک ہے..... کفر ہے..... بدعت ہے..... کیونکہ اس میں انسانی محنت کا دخل ہو گیا ہے تو دیکھو اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیسی آسان اور عام فہم مثال سے ہمیں بات سمجھا دی۔

اب میں آپ سے ہی پوچھتا ہوں کہ ایک فرقہ کھڑا ہو جائے..... ایک امت کہے..... بھئی آپ ہمیں دوٹ دیں ہم ملک میں قانون بنانا چاہتے ہیں..... آپ ان سے پوچھیں آپ کا منشور کیا ہے..... وہ کہیں جب ہم برسر

بارش کے پانی کی ہے۔ جب یہ بارش زمین پر نازل ہوتی ہے۔۔۔ زمین تین قسم کی ہوتی ہے۔

ایک نشیبی زمین جہاں پانی پانی کی شکل میں تالاب بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

ایک دو کھیت ہیں جس کو بخاری شریف میں حضرت ﷺ نے ارض طیبہ بیان فرمایا کہ وہ پاکیزہ زمین اس نے اپنا سینہ کھول دیا اور وہ پانی اندر جذب ہو گیا۔ اب ہماری زندگی کی تمام ضروریات اللہ تعالیٰ نے اسی پانی کی برکت سے اس کھیت میں پیدا فرمادیں۔ ہمیں گندم کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ کہاں ہوتی ہے تالاب میں یا کھیت؟ میں ہمیں گنے کی ضرورت ہے وہ کہاں ہوتا ہے؟ ہمیں جوار ہاجرے کی ضرورت ہے وہ کہاں ملتا ہے؟ ہمیں کپاس کی ضرورت ہے وہ کہاں ہوتی ہے؟ ہمیں آم اناڑ کیا ان پھلوں کی ضرورت ہے وہ کہاں ہوتے ہیں؟ ہمیں پھلوں کی ضرورت ہے خوشبو کے لئے وہ کہاں ہوتے ہیں؟ ہمیں جڑی بوٹیوں کی ضرورت ہے دوا دارو کے لئے وہ کہاں ہوتے ہیں؟ تو اس کو حضرت نے فقہ سے تعبیر فرمایا۔

(مشکوٰۃ بمعناہ بخاری و مسلم)

تالاب مثال ہے حدیث کی کتاب کی کس کتاب کی؟ (حدیث کی کتاب کی سامعین) جس طرح تالاب میں ہر پڑھا لکھا یا ان پڑھا اپنی آنکھوں سے پانی دیکھ لیتا ہے۔ اسی طرح حدیث کی کتاب میں ہر آدمی کو قساں قساں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ نظر آ جاتے ہیں۔۔۔ لیکن کھیت میں ہر وقت پانی نظر نہیں آتا۔ عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ اس کھیت میں جتنی بھی فصل پیدا ہوئی ہے وہ ساری اس پانی کی ہی برکت ہے۔ اب کھیت (چیزوں کے اعتبار سے) مکمل ہے اور تالاب! اس میں مکمل چیزیں (نہیں)۔ اسی لئے یہ تالاب والا خود بھی بیچارہ کھیت والے سے جا کر چیزیں منسلک کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے جتنے بھی محدثین ہوتے ہیں وہ کسی نہ کسی امام کے مقلد ہوتے ہیں۔ محدثین کے حالات میں جو کتابیں خود محدثین نے لکھیں ہیں وہ چار ہی

حکومت آئیں گے۔۔۔ تو کسی گھر میں ناکا نہیں رہنے دیں گے۔۔۔ جب ہم ہم حکومت آئیں گے تو دنیا میں کوئی کنواں باقی نہیں رہنے دیں گے۔ جب ہم حکومت آئیں گے تو کوئی ثوب دیل باقی نہیں رہنے دیئے جائیں گے۔ صرف بارش کے پانی پر گزارا ہوگا (اور اس کے سوا کسی پر نہیں) کیوں کہ ہم خدا کے ماننے والے ہیں۔ ہم ان بندوں کے پیچھے لگنے والے نہیں ہیں تو میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسا فرقہ ملک کو کامیاب کرے گا یا اجازے گا۔

.. (اجازے گا۔ سامعین) تو اب دیکھیے یہ کہنا کہ ہم اسلام چاہتے ہیں لیکن اسلامی فقہ کا قانون نہیں آئے گا۔ بالکل ایسی ہی جہالت اور یہ قوفی کی بات ہے کہ ہم ملک میں قانون چاہتے ہیں۔ پانی کی ضرورت ہے لیکن نکلے گا پانی نہیں ہوگا ناکا اٹھا دیا جائے گا۔ ثوب دیل برباد کر دیئے جائیں گے تو کیا ایسا فرقہ بھی ملک کو چلا سکتا ہے۔

کائنات کا عاجز فرقہ

جو فرقہ آج تک ہمارے سامنے اس بات سے عاجز ہے کہ وہ ایک رکعت نماز کے مسائل نہیں بتا سکتا وہ بھی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ ہم ملک کو چلا سکتے ہیں؟ ایک رکعت نماز کے مسائل ہمیں نہیں بتا سکتا۔ جو پیالی چائے میں پڑے ہوئے پھر نہیں نکال سکتا جیسے جمہور نے خدا کو محصر نے مار ڈالا تھا نا؟ یہ جمہور مذہب تو ایک محصر سے مر جاتا ہے۔ وہ لنگڑا محصر سامنے نہیں کر رہا ہے کہ بہت ہے تو نکالو مجھے ذرا؟ ارے جو محصر سے مار کھا جائے وہ ملک کا قانون چلا سکتا ہے؟ ان کو کیا حق۔ ملک میں قانون چلانے کا دعویٰ کریں۔

فقہ کی مثال از روئے حدیث

صحیح بخاری شریف میں ایک اور مثال ہے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ "اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو دین مجھ پر نازل فرمایا۔ اس کی مثال

قسم کی ہیں:

(۱) طبقاتِ حنفیہ (۲) طبقاتِ شافعیہ (۳) طبقاتِ مالکیہ (۴) طبقاتِ حنابلہ
طبقاتِ غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث نے محدثین کے حالات میں نہیں لکھی۔

☆..... تیسری زمین وہ ہے جو ایک ٹیلہ تھا..... نہ تو وہاں تالاب کی شکل میں کھڑا ہوا..... نہ تو وہاں کھیت کی طرح کوئی فصل اُگی لیکن جو لوگ یہاں آباد ہیں ان کو بھی ضروریاتِ زندگی کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اب یہ ضروریاتِ زندگی کھیت والے سے حاصل کریں گے یا نہیں؟..... اور حاصل کرنے کے طریقے دو ہیں ایک جائز اور ایک ناجائز۔ تو جائز طریقے سے ان سے چیز لے لینا اسے کہتے ہیں تقلید..... کیا کہتے ہیں؟..... تقلید..... جائز تعلق سے چیز لے لینا (تقلید کہلاتا ہے)..... اور چوری کر لینا۔ گئے یہاں سے اکھاڑے اور دو چار جوتے کھائے چوری کر کے اور پھلیاں اگلے کھیت سے توڑنی شروع کر دیں۔ آخر زندگی تو بے چارے نے گزاری ہے نا؟ تو اس طرح سے ”کہیں کی اینٹ کہیں کا روہڑا بھان تھی نے کنبہ جوڑا“ بے چاروں کا کوئی مذہب ہی نہیں۔

ایک لطیفہ

وہ اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ شادی تھی کسی کی تو شادی میں مہمان دو طرفہ ہوتے ہیں ایک بارات کے ساتھ آتے ہیں اور ایک لڑکی کے گھر والوں میں سے ہم تو ”میل“ کہتے ہیں۔ پتا نہیں آپ کیا کہتے ہیں انہیں؟۔ ایک آدمی نے روٹی کھانی تھی، تھا نہیں رشتہ دار ان کا۔ اس نے سوچا کسی طرف میں بھی بیٹھ جاؤں۔ اب سوچنے لگا بارات والوں میں بیٹھوں یا میل والوں میں بیٹھوں؟..... سوچتا رہا آخر درمیان میں بیٹھ گیا ایک جگہ۔ اب بارات بیٹھی ہے آپس میں تعارف ہو رہا ہے کہ یہ کون ہے یہ لڑکی کا ”صورا“ (سر) ہے چلتے چلتے رشتے پوچھے جارہے ہیں اب اس پر بھی آئے کہ بھی تو کون ہے؟ اس نے کہا میں لڑکی کا ”ٹئیرا“ ہوں وہ لوگ کہنے لگے یہ کوئی نا

ہی رشتہ ہے۔ غیر مقلدوں والا پہلے تو کبھی سنا نہیں۔ ”ٹئیرا“ کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا لڑکی کا باپ اور میں کسی زمانے میں اکٹھے ”ٹڈ“ چلایا کرتے تھے۔ اب وہ سمجھ گے کہ یہ صرف کھانے کا بہانہ ہے رشتہ (نہیں ہے)..... کہنے لگے یہ رشتہ ہم نہیں جانتے۔ کوئی غیر مقلدوں میں ایسا رشتہ تو ہوگا نا؟ عام اوگوں میں ایسا کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ آپ جائیں ہم ایسے رشتے کو پہچانتے ہی نہیں اب یہ بیچارہ بڑا پریشان ہوا کہ کھانا کھانا تھا یا رشتہ بھی گھڑا لیکن پھر بھی کھانا نہیں ملا تو اس کے پاس ایک ڈنڈا تھا اس نے منہ کو لگایا اور باجے والوں میں کھڑا ہو گیا کہ چلو باجے والوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اب جب باجے والے روٹی کھانے لگے تو کھلانے والے نے دیکھا کہ باقیوں کے پاس تو باجا ہے۔ یہ ایک ڈنڈے والا درمیان میں پھر رہا ہے یہ کون ہے؟ تو اس (کھانا کھلانے والے) نے کہا بھی دیکھو روٹی کھا لو لیکن پہلے اپنا اپنا باجا بجا کے سناؤ سارے۔ اب سب نے اپنا اپنا باجا بجا کے سنا دیا جب اس کی باری آئی ہاں بھی تم بھی بجاؤ اس نے کہا میرا کیلا نہیں جتا سب میں ملا جلا بجا کرتا ہے۔

تو بالکل یہی بات غیر مقلد کہتا ہے کہ میرا کیلا کوئی مذہب نہیں سب میں ملا جلا میرا مذہب ہے۔ تو اسی طرح ان بے چاروں کا مسلک کیا ہے چوری ڈاکے کا مسلک ہے دو چار مسئلے شافعیوں کے جدائے اور ہاں ہاں جی ہم تمہارے جیسے ہیں جی۔ ہم آپ جیسے ہیں ان کے ساتھ مل گئے اور دو چار مسئلے حنبلیوں سے لے لیے ان کے پاس چلے گئے جی ہم آپ جیسے ہیں۔ (اور وہاں کہنے لگے) دنیا میں ہمارا فرقہ صرف پاکستان میں چند آدمی رہتے ہیں اور بالکل یتیم مسکین فرقہ ہے..... جو سو آپ کے پاس ہو زکوٰۃ ہو ہم یتیموں مسکینوں کو دیدیا کرد..... کیونکہ اور دنیا میں ہمارا فرقہ موجود نہیں ہے:

”اتنے بڑے جہاں میں کوئی نہیں ہمارا۔“

تو آپ اندازہ لگائیں اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فقہ کی مثال دی ہے کھیت سے اور باقی جتنے لوگ ہیں ان کو بھی ضروریاتِ زندگی کے لئے کھیت کی ضرورت ہے یا

نہیں؟ اب ہم لوگ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے محنت کر کے جو کھیت پکایا تھا اہل فصل کھا رہے ہیں اور عقیدہ یہی رکھتے ہیں کہ اس فصل کا پیدا کرنے والا خدا ہے اور محنت کرنے والے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ہم خدا کا بھی شکر یہ ادا کر رہے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دعا دے رہے ہیں تو اب کوئی آپ کے پاس جہالت آئے ووٹ لینے کے لئے... ہاں بھئی ووٹ لے کے آپ کیا کریں گے؟ کہ ہم ملک میں قانون چلائیں گے... آپ کا منظور کیا ہوگا؟ اس نے کہا کہ سب سے پہلے ہم ملک کے سب کمیٹوں کو آگ لگا دیں گے۔ اجازت دیجئے کیونکہ کھیت مثال فقہ کی ہے نا؟ اور یہ مثال میں نے اپنی طرف سے بیان نہیں کی بخاری شریف میں اللہ کے پیغمبر ﷺ نے مثال بیان فرمائی ہے تو دیکھئے جس طرح کھیت کے لئے پانی ضروری ہے اسی طرح اسلامی زندگی کے لئے فقہ ضروری ہے۔ کوئی کھیت بغیر پانی کے چنپ سکتا نہیں اور جو کھیت کا دشمن ہے وہ ملک کا دشمن ہے اسی طرح جو فقہ کا دشمن ہے وہ اسلام کا دشمن ہے تو جب بھی قانون آئیگا فقہ کی شکل میں آئے گا۔ یہ کہنا کہ اسلام نافذ ہو فقہ نافذ نہ ہو یہ ایسی بات ہے کہ ملک میں بارانی زمینیں رہیں لیکن کھیت وغیرہ اس سے فصل وغیرہ ہم اگنے نہیں دیتے بس بارش کا پانی پی پی کر گزارا کریں گے اور آپ کو بھی بارش کے پانی پر ہی رکھیں گے۔ اب جب ہم نہایت واضح دلیلیاں دے رہے ہیں تو سمجھا دیتے ہیں کہ فقہ کے بغیر کبھی بھی کسی ملک میں قانون نافذ نہیں ہوا اور (جب بھی قانون آئیگا) فقہ ہی کی شکل میں قانون آئے گا تو اب دو باتوں سے ہمیں ڈرایا جاتا ہے ایک تو یہ بات کہی جاتی ہے فقہ کتنی ہی ضروری صحیح لیکن آپ نام نہ لیں کیوں؟

فقہ حنفی اور فقہ جعفری کا فرق

آپ فقہ حنفی کا نام لیں گے تو وہ (شیعہ) فقہ جعفری کا نام لیں گے اس لئے آپ کم از کم ان کا خیال کریں کہ آپ فقہ حنفی کا نام لینا چھوڑ دیں۔ میں نے آپ سے پوچھا فقہ کی بنیاد کتنی چیزوں پر ہے... (چار قرآن سنت اجماع قیاس شرعی

ماہمین) تو فقہ جعفری والوں کا قرآن غار میں ہے (بقول شیعہ) ان کا قرآن کہاں ہے؟ (غار میں) تو ان کی فقہ کی پہلی بنیاد ہی نہیں وہ فقہ کسی جس کی بنیاد میں قرآن نہ ہو۔ اور دوسری بنیاد سنت ہے تو شیعہ کے پاس حدیث کی کوئی کتاب نہیں تو گویا دوسری بنیاد بھی موجود نہیں... اجماع امت تیسری بنیاد ہے اس کو وہ دانتے نہیں ورنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق ماننا پڑے گا... ورنہ قابوق اعظم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق ماننا پڑے گا اس لئے وہ اجماع کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں تو فقہ کی تیسری بنیاد بھی ان کے پاس موجود نہیں... اور چوتھی بنیاد قیاس شرعی ہے قیاس تو ہوتا ہی کتاب و سنت سامنے رکھ کر ہے۔ جب کتاب و سنت ہی نہیں تو قیاس ہوگا کہاں؟ تو اس لئے ان کے پاس نام ہے فقہ کا لیکن بنیاد ایک بھی نہیں تو وہ تو جھوٹا نام ہونا؟

دو ڈر

تو اب میں آپ سے پوچھتا ہوں دنیا میں لوگوں نے سچے خدا کے مقابلہ میں جھوٹے خدا بنائے یا نہیں؟ اب ہم سچے خدا کا نام لیں تو کوئی ڈرائے کہ وہ بیشک خدا ہی لیکن آپ نام لیں گے تو (کئی لوگ) جھوٹے خداؤں کا نام لیں گے... اب ہم رسول پاک ﷺ کا نام لیں تو کوئی ڈرائے کہ وہ بے شک سچے ہی لیکن آپ نام لیں گے تو قادیانی بھی مرزا کا نام لیں گے۔ اس لئے جھوٹے نبی سے ڈر کر آپ سچے نبی کا نام بالکل لینا چھوڑ دیں تو اس کو آپ عقلمندی کہیں گے؟ ضعیف اور جھوٹی حدیثیں دنیا میں موجود ہیں یا نہیں؟ اب میں نے پڑھی حدیث تو وہ آدمی کھڑے ہو جائیں۔ مجھے مشورہ دیں کہ آپ بالکل کوئی حدیث نہ پڑھیں خواہ کتنی ہی سچی کیوں نہ ہو... کیوں؟ ورنہ لوگ جھوٹی پڑھیں گے پھر تو کیا ہم اس مشورہ سے سچی حدیثیں پڑھنا چھوڑ دیجئے... آپ کے ملک میں جعلی کرنسی ہوتی ہے یا نہیں؟... ہوتی ہے نا؟... تو اب کوئی مشورہ دے خبردار کبھی کھرا پیسہ بھی پاس نہ رکھنا کیونکہ ملک میں جعلی کرنسی بھی موجود ہے۔ آپ کے پیسے پاس رکھنے سے ان لوگوں کو رشہ (موت)

مل جائے گا اور وہ جعلی سکہ بازار میں چلانا شروع کر دیں گے۔ تو کیا واقعی اس ڈر سے آپ اپنے سارے پیسے پھینک دیں گے؟ جعلی دوائیں دنیا میں بنتی ہیں یا نہیں؟ تو ایسی کوئی کہے کہ خبردار کوئی اچھی دوا نہ پینا کیونکہ ملک میں جعلی دوا فروش موجود ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو بھی اس گناہ میں شرکت کرنی پڑے اور آپ کے اس صحیح دوا پینے کی وجہ سے ان لوگوں کو خواہ مخواہ حوصلہ بڑھ جائے اور وہ جھوٹی اور جعلی دوائیں پینا شروع کر دیں۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا یہ جو بات ہے اس طریقے سے اگر ہر جگہ آپ سچ کو مانتے ہیں جھوٹ کو چھوڑتے ہیں تو فقہ میں کیوں مانی نہیں جاتی بات؟ ہر کہتے ہیں کہ سچی فقہ کو ہم کسی قیمت پر چھوڑ دیتے ہیں اور جھوٹی فقہ کو کسی قیمت پر مانیں گے نہیں..... اور ایک ڈراوا اور دیا جاتا ہے کہ اگر ضرور ہی فقہ نافذ کرنی ہے تو آج کل وکلاء ہیں..... جسٹس ہیں..... پروفیسر ہیں عربی جانتے ہیں..... یہ بھی تو عربی سے واقف ہیں نا؟ تو ان لوگوں کو بٹھا دیا جائے یہ ایک فقہ مرتب کر لیں۔ تو پہلی بات تو یہ..... یہ بات مجھے ایک غیر مقلد وکیل نے کہی ایک تقریر میں..... تو میں کہا اچھا پہلے آپ یہ بتائیں کل یہاں جج کتنے ہیں آپ کے ملک میں..... فقہ تقریباً دو ہزار ہیں۔ میں نے کہا پہلے ہیں چار مذاہب..... ان میں سے یہاں صرف ایک مذہب ہے باقی تین یہاں (نہیں ہیں) لیکن آپ شور مچاتے ہیں چار مذاہبوں میں اختلاف ہے۔ چار مذاہبوں میں (اختلاف ہے)۔ تو جب دو ہزار فقہیں بنیں گی تو ان میں اختلاف ہوگا یا نہیں؟ کسی ملک میں دو ہزار فقہیں بیک وقت نافذ ہو سکیں گی..... جی..... نافذ تو ایک ہی ہوگی نا؟..... تو پھر آخر وہ فقہ جو خیر القرون میں مرتب ہوئی ہے اس نے کیا گناہ کیا ہے اس کو چھوڑ کر ان لوگوں کو (فقہ مرتب کرنے کے لئے) بٹھایا جائے جو کردار کے اعتبار سے زانی بھی ہیں..... جو شرابی بھی ہیں۔ اور ان کو کہا جائے کہ تم قانون اسلامی مرتب کرو۔ جو اپنے جسموں کے لئے قانون اسلامی پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں..... تو اصل بات یہی ہے کہ جب خدا کی کسی نعمت کی ناشکری کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ پھر عقل چھین لیتے ہیں۔ انہوں نے فقہ کی ناشکری کی اب دیکھو یہ ابوحنیفہ کی فقہ کے خلاف تو رات دن بولیں گے..... لیکن کوئی زانی کہے کہ یہ فقہ ہے

تو یہ کہیں گے..... آمنا و صدقنا..... کوئی شرابی کہے میں فقہ بناتا ہوں تو یہ اس کے پیچھے لگ جائیں گے تو میں تو کہا کرتا ہوں کہ یہ خدا کا عذاب اور قہر ہے کہ خیر القرون کے مقابلہ میں ایسی فقہ کی اجازت دینا اور ایسی فقہ کے پیچھے پڑنا.....

مسئلہ تراویح

سوال: یہ لکھا ہے کہ مسئلہ تراویح ضرور بیان کریں کہ تراویح آٹھ ہیں یا نہیں؟

جواب: بھئی آٹھ (۸) اور بیس (۲۰) کا تو کوئی جھگڑا ہی نہیں دنیا میں یہ یاد رکھیں تراویح ہیں ہی آٹھ اور بیس کا۔ جھگڑا جو آج ذال بیٹھے ہیں وہ دراصل جھگڑا آٹھ اور بیس کا نہیں ہے۔ جھگڑا یہ ہے کہ نماز تراویح کوئی نماز ہے بھی یا نہیں۔ شیعہ کھل کر کہتے ہیں کہ نماز تراویح کوئی نماز نہیں اور وہ پڑھتے بھی نہیں..... اہل سنت والجماعت کھل کر کہتے ہیں کہ نماز تراویح ایک مستقل نماز ہے جو صرف رمضان شریف میں پڑھی جاتی ہے..... جیسے جمعہ صرف جمعہ کے دن پڑھا جاتا ہے..... (اسی طرح تراویح) باقی گیارہ مہینے میں نہیں پڑھی جاتی۔

اب غیر مقلدوں نے نہ تو شیعوں کی طرح کھل کر انکار کیا نہ سنیوں کی طرح کھل کر اقرار کیا..... انہوں نے یہ کہا وہ جو تہجد والی نماز ہے نا..... گیارہ مہینے اس کا نام تہجد ہوتا ہے اور بارہویں مہینے اسی کا نام تراویح ہو جاتا ہے نماز ایک ہی ہے..... گیارہ مہینے نام اور ہے بارہویں مہینے نام اور؟ یہ ایسا ہے جیسے کوئی کہے میں گیارہ مہینے اپنی بیوی کو بیوی کہتا ہوں اور بارہویں مہینے ماں کہا کرتا ہوں۔ اب کوئی عقلمند پوچھے کہ آخر وہ گیارہ مہینے بیوی رہی بارہویں مہینے ماں کیسے بن گئی؟ اب یہ کہتے ہیں نماز ایک ہی ہے لیکن فرق ہو گیا ہے گیارہ مہینے نام تہجد بارہویں مہینے نام تراویح..... گیارہ مہینے اس کا وقت رات کا آخری حصہ بارہویں مہینے اول حصہ..... گیارہ مہینے وہ اکیلے پڑھی جائیگی بارہویں مہینے جماعت سے..... گیارہ مہینے گھر میں بارہویں مہینے مسجد میں..... گیارہ مہینے اس میں قرآن ختم کرنا کوئی ضروری نہیں بارہویں مہینے قرآن ختم

کرنا ہے۔ گیارہ مہینے اس نماز کو نفل کہا جائیگا، بارہویں مہینے سنت مؤکدہ کہا جائے گا۔ اب یہ چھ فرق جو انہوں نے کئے ہیں..... ہم کہتے ہیں اس چھ فرق کی ایک حدیث ہمیں سنادیں..... قیامت تک یہ ایسی حدیث نہیں سنا سکتے کہ حضرت ﷺ نے خود فرمایا کہ گیارہ مہینے نام یہ (تہجد) اور بارہویں مہینے اس کا نام (تراویح) ہوگا۔ ان بے چاروں کو تراویح کا معنی بھی نہیں آتا۔

تراویح کے معنی

تراویح جمع کا لفظ ہے اس کا واحد ہے ”ترویجہ“ آپ چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر آرام کرتے ہیں نا؟ کوئی تسبیح پڑھ لی اس کو کہتے ہیں ”ترویجہ“..... تو عربی میں جمع تین سے شروع ہوتی ہے کم از کم۔ اس پہلے شروع نہیں ہوتی تو جب آپ نے چار رکعتیں پڑھ کر ایک مرتبہ آرام کیا تو ہم کہیں گے یہ ”ترویجہ“ ہے..... آٹھ رکعتیں پڑھ کر ایک مرتبہ پھر آرام کیا تو ہم کہیں گے ”ترویجہ ثانی“ دو ”ترویجہ“ ہو گئے..... اور بارہ رکعتیں پڑھ کر جب تیسری مرتبہ آرام کریں گے تو کم از کم اس کا لفظ ”تراویح“ استعمال ہو سکتا ہے اس سے پہلے لفظ تراویح استعمال ہو سکتا ہی نہیں تو ان بیچاروں کو اگر تراویح کا معنی بھی آتا ہوتا تو یہ کبھی آٹھ (رکعت) کے ساتھ لفظ ”تراویح“ استعمال نہ کرتے..... اب یہ جو حدیثیں آپ لوگوں کو دکھاتے ہیں، ساری تہجد کے بارے میں ہیں یہ ایسا ہی (بے) مثال سے سمجھیں

آپ یہاں عمر کے کتنے فرض پڑھتے ہیں جی؟..... (چار رکعت..

سامعین) تو میں آج اعلان کرتا ہوں کہ عمر کے تین فرض ہیں۔ آپ کہیں وہ کیسے؟ میں نے کہا حدیث شریف میں ہے۔ میں حدیث بھی ایک پڑھ دیتا ہوں جس میں تین رکعت کا ذکر آگیا۔ اب مولوی صاحب اٹھے کہ مجھے میرے مقتدی بعد میں پوچھیں گے کہ آپ کو یہ (حدیث) کیوں نہیں ملی خواہ مخواہ ایک رکعت زیادہ ہمیں پڑھاتے رہے۔ انہوں نے اٹھ کر حدیث دیکھی یہ ٹھیک لکھا تھا تین رکعت لیکن ساتھ لفظ ”مغرب“ کا تھا عصر کا نہیں تھا۔ تو یہ مجھے کہنے لگے کہ آپ نے تو عصر کی رکعتیں

ہتائی تھیں اور یہ تو مغرب لکھا ہے۔ تو میں کہتا ہوں آپ کو نہیں پتہ یہ مغرب اور عصر ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ مغرب اور عصر ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ بالکل یہی کیفیت ان (غیر مقلدوں) کی ہے۔ کہتے ہیں کہ۔

”اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔“

تو ہم کہتے ہیں ساری دنیا جانتی ہے کہ جو نماز سارا سال پڑھی جاتی ہے اس کا نام تہجد ہے۔ تو یہ تو تہجد کی حدیث ہے۔ تو کہتے ہیں آپ کو پھر پتہ ہی نہیں۔ یہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب مسجد نبوی میں بیس رکعت (تراویح) باجماعت ہو رہی تھی..... اماں عائشہ صدیقہ حیات تھیں یا نہیں؟..... ان میں نبی کی سنت کا اتنا جذبہ تھا جتنا آج کے غیر مقلدوں میں ہے یا نہیں؟..... زیادہ تھا دو کیسے؟ (سامعین..... زیادہ تھا) پہلے آج کا جذبہ سن لیں۔ ایک آدی رمضان میں بالکل روزہ نہیں اس نے رکھا، کوئی نماز نہیں پڑھی..... نہ روزہ رکھا نہ نماز پڑھی۔ غیر مقلد کبھی اس کے خلاف کوئی اشتہار شائع نہیں کریں گے۔ نہ اسے کچھ کہیں گے جا کے۔ یہ بے چاری ہماری تبلیغی جماعت ہے نا! لوگوں نے ان کا نام ”سوزا پارٹی“ رکھا ہے۔ یہ جس کو چٹ جاتے ہیں ایک دفعہ تو مسجد دکھاتے ہیں آگے اس کی مرضی۔ تو اب دیکھیے ان کا کام ہے بے نمازیوں کے پاس جانا..... بے چارے منتیں کرتے ہیں۔ ان کو لے آتے ہیں ایک دفعہ مسجد..... غیر مقلد کبھی بے نمازی کے پاس نہیں جاتے..... جب ہماری تبلیغی جماعت نے منتیں کر کے اس کو نماز پر لگا لیا۔ اب وہ ہو گیا نمازی۔ اب یہ آ جاتا ہے..... ایک ادھر سے آئے گا..... تیری نہیں ہوتی! دوسرا ادھر سے آئے گا..... تیری نہیں ہوتی! تو فی فرقتہ ہے نمازیوں کے دلوں میں دوسو ڈالنے والا۔ جب تک کوئی نماز نہیں پڑھتا اس وقت تک یہ کچھ نہیں کہتے جا کے۔ تو یہی حال رمضان شریف میں ہے۔ جس نے پانچوں نمازیں نہیں پڑھیں..... روزہ بھی نہیں رکھا..... نہ اس کے

خلاف کوئی تقریر ہے..... نا کوئی اشتہار ہے..... نا کوئی انعامی چیلنج ہے۔ اب جناب جس بے چارے نے روزہ رکھا پانچوں جماعتوں میں تکبیر اولیٰ میں شریک ہوا آگے... اب رات کو تراویح بے چارہ بیس پڑھ بیٹھا..... جناب اس کے کپڑے پہاڑیئے..... بیس ہزار روپے کا چیلنج..... بیس ہزار روپے کا چیلنج..... پچیس ہزار روپے کا چیلنج..... اس بے چارے نے یہ گناہ کر لیا بیس رکعات تراویح پڑھ بیٹھا۔ اب اندازہ لگائیں فرشتے گیارہ مہینے جنت کو آراستہ کرتے ہیں رمضان کی خوشی میں اور غیر مقلد گیارہ مہینے میٹنگ کرتے ہیں کہ بھی پچھلے سال خانپور کی کس مسجد میں تراویح پر لڑائی نہیں کروائی تھی..... اس دفعہ وہاں ضرور کروائی ہے جا کے لڑائی۔ تو اب بے چاروں کا مشن دیکھیں کہ ہے کیا؟ ہماری تبلیغی جماعت نماز پر لگاتی ہے..... یہ آہستہ آہستہ اس کو کھوجتے ہیں کہ اب تیری نہیں ہوتی..... تیری نہیں ہوتی۔ اور پھر بڑے خوش ہوتے ہیں..... یہ تبلیغی جماعت والے جب جاتے ہیں نا واپس رائے وند تو وہاں اپنی کارروائی سناتے ہیں..... ہم نے یہ کیا..... اور اس طرح ہمیں کہا گیا اور ہم نے یوں کیا..... تو یہ بھی رات کو بیٹھ جاتے ہیں اور کارروائی سناتے ہیں..... ایک کہتا ہے آج میں نے تین حنفیوں کو کہا تھا تو بے نماز ہے..... دوسرا کہتا ہے میں نے کہا تھا کہ تو مشرک بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں شاباش تو زیادہ اچھا ہے..... تیسرا کہتا میں نے تو آج سارا دن چھٹی لی ہوئی تھی اور پھر پھر کر ایک ایک دکان پر کہہ رہا تھا تم بے نماز ہو تمہاری نماز نہیں ہوتی..... تمہاری نماز نہیں ہوتی..... یہ کہتے ہیں جنت کا سرٹیفکیٹ تو ہی آج لے کر آیا ہے کہ یہ سب کچھ کر کے آیا اتنا بڑا کام..... تو اب دیکھئے بعض ہمارے حنفی دوست بھی ان کی دیکھا دیکھی (آٹھ رکعت) پڑھ کر ٹنگل جاتے ہیں میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھ کر ختم کرتا ہوں:

ظہر سے پہلے کتنی سنتیں آپ پڑھتے ہیں (سامعین..... چار) یہ مؤکدہ ہے ہیں یا غیر مؤکدہ؟..... (مؤکدہ..... سامعین)..... تو ایک مشورہ میں آپ کو دو ٹوکا مہینے میں ایک دن چار کے بجائے دو پڑھا کریں ٹھیک ہے..... (سامعین..... نہیں جی)..... کیوں؟ مہینے میں ایک مرتبہ..... تو دیکھو آپ کے کبھی تصور میں بھی یہ بات نہیں

آئے گی کہ ہم چار سنتوں کو دو پڑھیں..... آئے گی؟..... اسی طرح بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ جس طرح ظہر کی چار رکعتوں کو دو پڑھ کر چلے جانا نہ آپ کا دل مطمئن ہوگا اس پر کہ میں نے سنت پڑھی ہے..... جو لوگ آٹھ پڑھ چلے جاتے ہیں وہ دو سنتوں کو ضائع کرتے ہیں۔ اور کس مہینے میں جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہوتا ہے..... دو سنتیں کون سی ضائع کرتے ہیں۔

☆..... ایک تو یہ کہ آٹھ پڑھ کر چلے گئے تو سنت پوری نہیں ہوئی۔

☆..... دوسرے قرآن بھی پورا نہیں سنا۔ ایک قرآن پڑھنا یا سننا یہ

سنت ہے۔

تو اب اندازہ لگائیں رمضان شریف میں تو لوگ کوشش کرتے ہیں کہ نوافل بھی زیادہ پڑھیں..... کوشش کرتے ہیں نا..... اللہ کے نیک بندے..... اور غیر مقلدوں کی تو بات ہی نہیں بے چاروں کی..... دیکھو وہ نماز کے دشمن ہیں نا..... غیر مقلد..... تو خدا نے ان پر ایک عذاب بھیجا ہوا ہے شاید آپ نے کبھی دیکھا ہے یا نہیں..... آگے پیچھے خارش ہو یا نہ ہو..... نماز میں ان کو خارش ضرور ہوتی ہے..... کبھی یہاں انگلی ہے..... کبھی یہاں ہے..... کبھی وہاں ہے..... بس جو نماز شروع کی..... بس اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز میں ان پر خارش مسلط کر دی ہے..... بس جناب نماز سے فارغ ہوئے پھر نہ خارش نہ کچھ..... سکون سے نماز پڑھ سکتا ہی نہیں غیر مقلد..... وہ کہتا تھا تمہاری نماز نہیں ہوتی لیکن ان کا نقشہ دیکھنے والا ہوتا ہے کہ ان کی کہیں ہوتی ہے..... تو اس لئے بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے..... آٹھ رکعت کے ساتھ..... آپ کو کوئی کہے آٹھ ہیں..... آپ صرف ایک بات پوچھیں..... آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ..... اللہ کے نبی سے..... کسی خلیفہ راشد سے..... کسی ایک صحابی سے..... کسی ایک تابعی..... کسی ایک تبع تابعی سے دکھا دیں..... ہم پچیس ہزار انعام دیئے..... پورے خیر القرون میں آٹھ رکعت کے ساتھ تراویح کا لفظ ملتا ہی نہیں۔ بیس کے ساتھ ہم دکھائیے۔

☆..... حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکٹھا کرتے ہیں قاریوں کو..... فرماتے ہیں

تراویح پڑھاؤ:

خمس ترویحات عشرین رکعة

(تفصیلی ج ۲ ص ۴۹۷)

تراویح کا لفظ ساتھ موجود ہے۔ میں رکعت کے ساتھ ہم دکھا سکتے ہیں لیکن آئندہ کے ساتھ تراویح کا لفظ..... یہ سارے ملکر بھی نہیں دکھا سکتے۔ تو اس لئے ہمارے جو حنفی دوست اتنی سستی کرتے ہیں..... ان کے بارے میں کہہ رہا ہوں..... کے آگے پیچھے تو لوگ تہجد کے لئے تو مشکل اٹھتے ہیں نا..... رمضان میں اٹھ کر بھی تہجد سے محروم ہیں وہ..... تہجد نہیں پڑھتے..... لیکن آپ لوگ جو ہیں تہجد بھی پڑھیں اور تراویح بھی میں پوری پڑھیں۔

واخر دعونا ان الحمد لله رب العالمين.
استغفر الله تعالى ربى من كل ذنب واتوب اليه.

تحقیق اور حق تحقیق

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسالة بعده اما بعدا

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم
بسم الله الرحمن الرحيم

واذا جاءهم امر من الا من او الخوف اذا عوا به ولو ردوه
الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه
منهم ولولا فضل الله عليكم ورحمته لا تبعث الشيطان الا
قليلاً وقال رسول الله ﷺ فقيه واحد اشد على الشيطان من
الف عابد او كما قال ﷺ صدق الله مولانا العظيم وبلغنا
رسوله النبى الكريم ونحن على ذلك لمن الشاهدين
والشاكرين والحمد لله رب العالمين .

رب اشرح لى صدرى ويسر امرى واحلل عقدة من
لسانى يفقهوا قولى رب زدنى علما وارزقنى فهما .
سبحانك لا علمنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم
اللهم صلى على سيدنا محمد وعلى آل سيدنا محمد و
بارك وسلم عليه .

تمہید

دوستو بزرگو! اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو اشرف المخلوقات ہے اور پھر انسانوں میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں مسلمان بنایا کیونکہ سچا دین صرف اسلام ہے اور مسلمان کہلانے والوں میں سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں اہل سنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی کیونکہ پاک پیغمبر ﷺ نے جب یہ فرمایا کہ:

وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتين و سبعین ملة وتفرق امتی

علی ثلاث و سبعین ملة کلہم فی النار الا ملة واحدة، قالوا من

ہی یا رسول اللہ؟ قال ما انا علیہ واصحابی. (مسند ۲۰)

فرمایا میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی تو ساتھ یہ بھی فرمایا کہ نجات پانے والے کون ہوں گے ما انا علیہ واصحابی جو میری سنت اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوں گے۔ جس طرح سارے دینوں کے مقابلے میں سچا دین صرف اسلام ہے۔ مسلمان کہلانے والے سارے فرقوں میں نجات پانے والی جماعت کا نام اہل سنت والجماعت ہے اور پھر اہل سنت والجماعت میں سے ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مقلد بنایا۔ ہم اسی لئے حنفی کہلاتے ہیں میں نے آپ کے سامنے اس وقت جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس میں ایک اہم مضمون ہے جس کی آج ہر شخص کو ضرورت ہے۔

حق تحقیق کس کو؟

وہ ضرورت کیا ہے ہر آدمی چاہتا ہے کہ تحقیق والی بات پر عمل کیا جائے بغیر تحقیق کے بات پر عمل نہ کیا جائے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ قرآن پاک نے تحقیق کا حق دیا کس کو ہے؟ اب آپ نے یہ بھی نہیں کیا ہوگا کہ ڈاکٹر صاحب سے نسخہ لکھوا کر کہہاں سے چیک کروایا ہو یا سونے کو آپ چیک کروانے کے لئے کسی موچی کے پاس گئے

ہوں ساری دنیا مانتی ہے کہ برفن کے کچھ لوگ (ماہر) ہوتے ہیں جو اس فن کی تحقیق کر سکتے ہیں۔ دوسرے لوگ وہ تحقیق نہیں کر سکتے، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ایک بانی کورٹ کے جج کے فیصلے کی چیکنگ آپ کسی پنواری صاحب سے نہیں کرواتے امام ابو حنیفہؒ کے اجتہاد کی چیکنگ ہر گزیریایا بیچنے والا شروع کر دیتا ہے جو گانے کی کیسٹس بیچتا ہے، ہڈاٹھ کر امام صاحبؒ کے اجتہادات کی چیکنگ شروع کر دیتا ہے۔

منافقوں کی عادت

تو کیا دین اتنی سستی چیز ہے جو بھی اٹھے اس کی چیکنگ شروع کر دے اور یہ کہہ کہ میں نے تحقیق کر لی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا واذا جاء ہم امر من الامن او الخوف پیچھے منافقین کا تذکرہ آ رہا ہے کہ منافقوں کی ایک عادت بن گئی کہ جب بھی کوئی خبر امن یا خوف کی آتی ہے تو بغیر تحقیق کے اس کو پھیلادیتے ہیں۔ اگر وہ خبر دین ہوگی تو دین کا نقصان ہوگا دنیا کی ہوگی تو دنیا کا نقصان ہوگا۔

حق تحقیق رسولؐ اور اہل استنباط کو ہے

فرمایا چاہیے تو یہ تھا کہ وہ رسولؐ کے پاس خبر لے جاتے وہ تحقیق کر کے بتاتے کہ صحیح ہے یا نہیں؟

اور اگر رسولؐ کے پاس نہیں پہنچ سکتے تو اہل استنباط اولی الامر کے پاس لے جائیں وہ تحقیق کر کے بتاتے تو تحقیق کا حق قرآن پاک نے دو ہستیوں کو دیا ہے رسولؐ کو اور مجتہد کو۔

اس کے علاوہ تحقیق کا حق دین میں کسی اور کو خدا نے سرے سے دیا ہی نہیں کہ وہ یہ کہے جی میں نے تحقیق کر لی ہے۔

استنباط کا لفظ اللہ تبارک و تعالیٰ نے استعمال فرمایا اور رسولؐ کا لفظ استعمال فرمایا تو اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

واذا جاء ہم امر من الامن او الخوف اذا عواہہ ولو ردوہ الی

الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم۔ (اشاء، ۸۳)
ترجمہ: ”اور جب ان کے پاس پہنچتی ہے کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اس کو پہنچا دیتے رسول تک اور اپنے حاکموں تک تو تحقیق کرتے اس کو جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں اس کی۔“

احسان خداوندی

ولولا فضل الله علیکم و رحمته لا نبعث الشیطان الا قلیلا (اشاء، ۸۳)
ترجمہ: ”اور اگر اللہ کا خاص فضل و رحمت تم پر نہ ہوتی (کہ تحقیق کا بوجھ عوام پر نہ ڈالا یہ تحقیق کا کام رسول اور مجتہد کے ذمہ لگا دیا تو تم تحقیق کے دعوہ میں) شیطان کے تابعدار بن جاتے مگر بہت کم۔“

اللہ تعالیٰ اب اپنا احسان جتا رہے ہیں کہ یہ خدا کا احسان ہے کہ تحقیق کا بوجھ آپ پر نہیں ڈالا مجتہدین پر ڈال دیا تاکہ آپ کو تحقیق شدہ بات مل جائے اور آپ اس پر عمل کریں یہ اللہ کا فضل ہے اللہ کا احسان ہے!

اگر اللہ تبارک و تعالیٰ مجتہدین کو تحقیق کرنے کا حق نہ دیتا اور ہر آدمی کو حق ہوتا لا نبعث الشیطان الا قلیلا تو پھر تم نام قرآن کا لیتے اور تابعداری شیطان کی کرتے نام حدیث کا لیتے اور تابع داری شیطان کی کرتے۔

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ایک تو یہ بات بتائی کہ ہر آدمی بغیر تحقیق کے جو بات کرتا پھرتا ہے یہ نفاق کی علامت ہے۔

منافع کے دل میں اخلاق و فقہ جمع نہیں ہو سکتے

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

حصلتان لا یجتمعان فی منافع حسن سمت ولا فقه فی الدین

(ترمذی ج ۲ ص ۹۳)

”منافع کے دل میں دو چیزیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں اچھا اخلاق اور فقہ فی الدین۔“

یہ اکٹھی نہیں ہو سکتی جیسے یہاں حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لا تبعث الشیطان الا قلیلا اسی طرح خود رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (ترمذی ج ۲ ص ۹۳)

”ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے سخت ہے“ اس سے پتہ چلا کہ فقیہ اور شیطان کی آپس میں لگ چکی ہے شیطان فقیہ کو برداشت نہیں کرتا اتنا اللہ تعالیٰ نے ذہانت کے ساتھ فرمایا لیکن پھر بھی دنیا میں ایسے لوگ نکل آتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے اس حکم کو نہیں مانتے ہیں عرض کر رہا تھا (کہ شریعت نے) تحقیق کا حق دو ہستیوں کو دیا ہے۔

رسول سے حق تحقیق چھیننے والا فرقہ

کن کن کو؟ رسول کو اور مجتہد کو رسول سے تحقیق کا حق چھیننے کے لئے ایک فرقہ کھڑا ہو گیا اس نے کہا ہمیں قرآن پاک خود پڑھنا ہے رسول سے سمجھنے کی ضرورت نہیں اس نے اپنا نام رکھ لیا اہل قرآن کیا نام رکھ لیا؟ (اہل قرآن سامعین)
انہوں نے کہا کہ اغت موجود ہے عربی زبان دنیا میں بولی جا رہی ہے قرآن آسان کتاب ہے ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر (انعام، ۱۸)
کیا ضرورت ہے کہ ہم رسول سے اس قرآن کو سمجھیں۔

اب رسول سے بٹانے کے لئے طریقہ کیا اختیار کیا کہ خالق و مخلوق میں جو انتہاء فاصلے تھے انکو بیان کرنا شروع کر دیا گیا کہ وہ خالق ہے یہ رسول مخلوق ہے وہ معبود ہے یہ عابد ہے وہ معبود ہے یہ ساجد ہے وہ دکھانے پینے سے پاک ہے یہ کھانا پیتا ہے وہ بیوی بچوں سے پاک ہے یہ بیوی بچوں والا ہے۔

اگر ہم نے رسول کی بات بھی مان لی تو گویا ہم نے رسول کو خدا کا شریک کر لیا اور انہوں نے نام کیا رکھا؟ اہل قرآن!

اللہ تبارک و تعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے ہی جواب سمجھا دیا۔

لفظ رسول کا استعمال فرمایا کہ بھائی رسول تو اپنی کہتا ہی نہیں وہ کہتا ہی خدا کی بیٹے یہ جو انہوں نے فاصلے قائم کئے کہ عاز اللہ اللہ تعالیٰ رسول کو بھیجتا ہے

وہ رسول دنیا میں آ کے ایک آیت خدا کی سناتا ہے اور میں باتیں معاذ اللہ خدا کے خلاف لوگوں کو بتا دیتا ہے۔

یہ تاثر ان لوگوں نے قائم کیا اور یہ کہا کہ ہم قرآن پاک کے سمجھنے میں اللہ کے پاک پیغمبر کے محتاج نہیں؟

خود ایک آدمی مجھے کہنے لگا کہ جی اللہ نے دماغ کس لئے دیا ہے کیا ضرورت ہے سنت کی؟

میں نے کہا اگر صرف دماغ کافی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو تئیس سال یہاں دنیا میں نہ رکھتے نبوت کے بعد!

قرآن پاک کی عملی تفسیر سنت ہے

برآدی سمجھ لیتا وہ تشریف لائے تھے اور قرآن پاک دیکر چلے جاتے سمجھتے رہو جو کچھ بھی ہے نبی اقدس ﷺ نے اس قرآن پاک کو سمجھایا اس پر عمل کر کے دکھایا۔ اور اسی عملی نمونے کا نام سنت ہے! کیا نام ہے؟ (سنت۔ سامعین)

ہم جو اہل سنت کہلاتے ہیں تو سنت میں دو باتیں آ جاتی ہیں یاد رکھنا۔

(۱) علم قرآن کا (۲) اور نمونہ عمل رسول اللہ ﷺ کا

ہم نے پڑھنا ہے یہاں سے اقموا الصلوٰۃ نماز قائم کرو اور دیکھنا ہے کہ حضرت ﷺ کیسے نماز ادا فرما رہے ہیں۔

قرآن کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ قرآن پاک لفظی قرآن ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اسی قرآن پاک کی چلتی پھرتی عملی تفسیر ہیں؟

آپ کی عادت! آپ کی عبادت! آپ کا جہاد! آپ کی دعوت! آپ کی نماز! آپ کا حج! آپ کا روزہ! آپ کی زکوٰۃ! جو کچھ بھی تھا وہ اسی قرآن پاک کی عملی تفسیر تھی تو اہل سنت وہ لوگ کہلاتے ہیں جو عمل قرآن پر کرتے ہیں لیکن

قادیانیوں کی طرح خود غلط ترجمہ نہیں نکالتے جس طرح رسول پاک ﷺ نے عمل کر کے دکھایا اسی طرح عمل کرتے ہیں۔

منکرین حدیث کا دھوکہ

تو ان لوگوں کا جنہوں نے اپنا نام اہل قرآن رکھا اور لوگوں کو دھوکہ دینا شروع کیا ہے کہ بھی یہ قرآن کب سے ہے؟ سب نے کہا کہ جی حضور پاک ﷺ کے زمانے سے!

جس دن سے قرآن ہے اسی دن سے ہم اہل قرآن بھی ہیں حالانکہ پیدا انگریز کے دور میں ہوئے!

ہم ان سے کہتے ہیں کہ قرآن کی اشاعت میں تمہارا کیا حصہ ہوتا؟ انگریز کے دور سے پہلے اپنا قرآن کا ترجمہ دکھاؤ کہاں ہے؟ جیسے قادیانیوں کا انگریز کے دور سے پہلے کا (ترجمہ قرآن) یقیناً نہیں اہل قرآن کہلانے والوں کا بھی نہیں!

اب وہ آپ کو دھوکہ کیسے دیتے ہیں پوچھتے ہیں بھی قرآن حق ہے یا نہیں؟ آپ کیا کہتے ہیں؟ حق! کہتے ہیں: جب قرآن حق تو اہل قرآن بھی برحق!

ہم کہتے ہیں قرآن بالکل حق لیکن یہ اہل قرآن کپے باطل پرست۔ اجراع شیطان کا کرنے والے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیت میں رسول کے لفظ سے ان کا رد کر دیا کہ تم جو یہ پروپیگنڈا کرتے ہو کہ رسول خدا کے خلاف باتیں بیان کرتا ہے اس کا معنی ہے کہ باقی قرآن کو تم کیا سمجھتے؟ تمہیں تو رسول کے لفظ کا معنی ہی نہیں آتا۔

پیغمبر اپنی بات نہیں کہتا وہ تو جس کا پیغام لایا اسی کی بات پہنچاتا ہے

وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى (انجم: ۳)

وہ جو کچھ بھی کہتا ہے اپنی خواہش سے نہیں کہتا اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے تو پیغمبر بیان کرتا ہے۔

مولانا کاندھلوی فرماتے ہیں۔

گفتہ او اے گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
رسول کا فرمان خدا کا فرمان ہوتا ہے اگرچہ زبان رسول کی چل رہی ہے۔

گفتہ اور گفتہ اللہ واں
ہجود شجرہ موسیٰ عمراں بداں

اس کے فرمان کو اللہ کا فرمان سمجھو جیسے موسیٰ علیہ السلام درخت کے پاس
گئے تھے تو آواز آرہی تھی انی انا ربک فاخلع نعلیک (طہ: ۱۲)

آنچه آواز یکہ آمد دراز درخت
از خدا بودہ نہ بودہ از درخت

اگرچہ آواز درخت سے سنائی دے رہی تھی لیکن وہ آواز خدا کی تھی درخت کی
نہیں تھی اس طرح زبان مصطفیٰ ﷺ کی ہے اور کلام خدا کا لوگوں کو سنایا جا رہا ہے۔
تو جس کو لفظ رسول کا معنی آجائے وہ کبھی اس جھوٹ پر یقین نہیں رکھ سکتا
کہ اللہ کے پاک پیغمبر خدا کے خلاف باتیں کیا کرتے تھے وہ خدا کی بات پہنچانے
آئے تھے خدا کا دین سمجھانے آئے تھے۔

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ رسول خدا کے خلاف باتیں کرتا ہے اللہ کہتا ہے کہ وہ
تابع شیطان ہے لتبعنم الشیطان الا قلیلا اگرچہ نام اس نے اپنا اہل قرآن ہی
رکھ لیا ہو لیکن وہ رسول اور خدا میں جو کشتی کروانا چاہتا ہے معاذ اللہ کہ خدا کچھ کہتا ہے
رسول کچھ کہتا ہے یہ اس کا سب سے بڑا دھوکہ اور سب سے بڑا فراڈ ہے۔

اب پہلا حق (تحقیق) رسول کو تھا دوسرا حق تھا مجتہد کو۔

مجتہدین سے حق تحقیق چھیننے والا فرقہ

اب جنہوں نے مجتہدین سے اجتہاد کا حق چھیننا چاہا انہوں نے یہ فرق بنایا
کہ وہ رسول ہے یہ امتی ہے اگر امتی کی بات بھی مان لی گئی تو گویا یہ شرک فی
الرسالت ہو جائے گا۔

وہ معصوم ہے یہ غیر معصوم ہے اور یہ بتانا شروع کر دیا کہ معاذ اللہ رسول
کچھ فرماتے ہیں اور مجتہد اس کے خلاف کچھ اور ہی کہنا شروع کر دیتے ہیں۔
اب مجتہد کو آگے سے ہٹانے کے لئے جیسے انہوں نے رسول کو آگے
سے ہٹانے کے لئے نام اہل قرآن رکھ لیا تھا ہمارے دوستوں نے مجتہد کو آگے سے
ہٹانے کے لئے یہ نام الحمد للہ رکھ لیا اور لوگوں میں یہ تاثر دیا کہ اجتہاد کتاب و سنت
کی مخالفت کا نام ہے فقہ کتاب و سنت کی مخالفت کا نام ہے۔

استنباط کسے کہتے ہیں؟

استنباط کسے کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کے لئے پانی کو بہت
ضروری بنایا ہے یہ ضروریات زندگی میں سے ہے۔

کچھ پانی بارش کے ذریعہ برسا وہ دریاؤں میں بہہ رہا ہے اور بہت سا ذخیرہ
زمین کے نیچے چھپا رکھا ہے اب زمین کے نیچے چھپا ہوا جو پانی ہے اس کو نکال لینا
'کنواں بنا کے' نکالنا لگا کے' نیوب ویل لگا کے' اس کو عربی زبان میں استنباط کہتے
ہیں۔

کیا کہتے ہیں؟ (استنباط..... سامعین)

جو زمین کی تہ کے نیچے پانی ہے اس سے ہم اس وقت تک فائدہ نہیں اٹھا
سکتے جب تک وہ باہر نہ نکلے وہ جب باہر نکلے گا تو اس سے فائدہ حاصل کریں گے
غسل کریں گے وضو کریں گے پیئیں گے کھانا پکائیں گے ایک تو استنباط کے لفظ میں
پہلی بات یہ سمجھادی کہ بھی جتنا پانی ضروری ہے انسانی زندگی کے لئے اتنی ہی فقہ
ضروری ہے اسلامی زندگی کے لئے۔

ایک واقعہ

پچھلے ہفتے کی بات ہے کہ ایک مولوی بڑے زور سے تقریر فرما رہے تھے ہم
قرآن حدیث بیان کرتے ہیں یہ بہشتی زیور سناتے ہیں یہ تعلیم الاسلام سناتے ہیں ہم

سارے مسئلے قرآن و حدیث سے سنا سکتے ہیں میں نے چٹ لکھ کر بھیجی کہ مولانا آپ خانہ خدا میں بیٹھے ہیں اور قرآن آپ کے ہاتھ میں ہے مسند رسول پر بیٹھے ہیں آپ وہ آیت یا حدیث سنا دیں بیٹھے بیٹھے کہ بھینس حلال ہے یا حرام؟

بھینس کو عربی میں "جاموس" کہتے ہیں حافظ صاحبان بیٹھے ہوں گے جاموس کا لفظ پورے قرآن میں آیا ہی نہیں کہیں اب دو لڑکا ہم نے بھیجا کانٹا کا اس نے کہا کہ جی یہ حدیث سنا دیں اس نے نیچے رکھ دی پر جی نہیں جی وہ کہنے لگا یہ حدیث ضرور سنائیں تاکہ پتہ چل جائے آپ ہر مسئلہ قرآن و حدیث سے سنا رہے ہیں! اس نے اشارہ کیا کہ بھئی اہلکے بند کردو (مولوی صاحب نے) اہلکے بند کر داکے کہتے ہیں یہ ہم قیاس سے مانتے ہیں کہ بھینس حلال ہے میں نے کہا کہ پھر اتنا شور کیوں مچ رہا تھا ہم قرآن و حدیث کو مانتے ہیں فقہ کو مانتے ہی نہیں؟

ادھر سے ہمارے ساتھی نے بھی اہلکے کھول لیا اس نے کہا کہ مولوی صاحب نے اقرار کر لیا ہے کہ ہم اہل قیاس ہیں۔ اہل حدیث نہیں ہیں۔

اب وہ مولوی صاحب جو تھے ان کو الگ کر لیا گیا دوسرے مولوی صاحب کھڑے ہو گئے انہوں نے یہ دلیل بیان کی کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو جانور داڑھ سے شکار کرتے ہیں یا پنچے سے شکار کرتے ہیں وہ حرام ہیں چونکہ بھینس نہ داڑھ سے شکار کرتی ہے نہ پنچے سے شکار کرتی ہے اس لئے یہ حلال ہے۔

ہم نے پوچھا کہ گدھا بھی نہ داڑھ سے شکار کرتا ہے نہ پنچے سے شکار کرتا ہے تو اس کے بھی حلال ہونے کا فتویٰ دے دیجئے۔

اب وہ مولوی صاحب بھی پیچھے ہٹ گئے تیسرے حضرت آگئے کہنے لگے کہ جنگلی گدھا حلال ہے حدیث میں ہے جنگلی گدھا حلال ہے ہم کہہ رہے ہیں جس طرح جنگلی گدھے کی حدیث سنا رہے ہو بھینس کی بھی سنا دو جلدی سے ہم کہتے ہیں کہ بھینس والی حدیث سناؤ یہ گدھے والی سنا رہا ہے۔

ہم بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ اللہ کے بندے بھینس والی حدیث سناؤ کہ بھینس حلال ہے اور اگر آپ کے پاس کوئی حدیث نہیں قرآن کی کوئی آیت نہیں تو

ماری بھینس حنفی مدرسوں میں بھیج دیں کیونکہ آپ کے لئے تو وہ حرام ہیں۔ بھینس کو گائے پر قیاس کیا گیا ہے۔ اب اگر قیاس حلال ہے تو بھینس بھی حلال ہے قیاس حرام ہے تو بھینس بھی حرام ہے۔

بھینس حرام ہوگی تو گوشت بھی حرام ہو گیا دودھ بھی حرام ہو گیا سبھی بھی حرام ہو گیا اس سے کچی ہوئی چائے بھی حرام ہو گئی لسی بھی حرام ہو گئی۔

اب ہم بار بار پوچھتے ہیں کہ خدا کے لئے بھینس والی حدیث پڑھ کر سناؤ تاکہ ہمیں بہشتی زیور کی طرف نہ ہی جانا پڑے۔ ہم آپ کے مذہب میں آجائیں گے۔

آخر دس پندرہ غیر مقلد اٹھے انہوں نے منت کی کہ مولوی صاحب بند کردو تقریر یہ سارے علاقہ میں شور مچ جائے گا کہ یہ گدھا کھانے والے ہیں۔

اگر بھینس والی حدیث ہے تو سنا دو اور اگر بھینس والی حدیث نہیں ہے تو پھر جلد بند کردو کافی دیر ہو گئی ہے اب تو ہمیں گلیوں میں کوئی نہیں پھرنے دے گا ہم نے پوچھا کہ بھائی آخر آپ کہتے ہیں جنگلی گدھا حلال ہے مگر والا حرام ہے کیا وہ داڑھوں سے شکار کرتا ہے؟ آخر وہ فرق آپ نے جو بیان کیا ہے وہ تو یہاں نہیں پائی جاتی تو بات یہ ہے کہ اس طرح کہنا آسان ہے دلیل سے ثابت کرنا مشکل ہے۔

ایک اور واقعہ

ایک اور صاحب اسی طرح تقریر فرما رہے تھے لیاقت پور میں ہم نے چٹ لکھ کر بھیجی ایک عورت فوت ہو گئی ہے اس کے پیٹ میں بچہ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ زندہ ہے کیا اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لینے کی اجازت قرآن و حدیث میں ہے یا نہیں؟ جب لڑکے گئے۔ ان سے ٹیپ بھی لیکر رکھ لی کیسٹ نکال کے جیب میں ڈال لی اور اہلکے بند کر کے کہنے لگے کہ جب تک واقعہ پیش نہ آئے ہم اس کا حکم تلاش نہیں کرتے لکھا کہ یہ آپ کی اپنی مرضی ہے یا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تلاش نہ کرنا حکم؟ چلو اسی کی حدیث سنا دو کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ حکم پہلے تلاش نہ کرنا دیکھئے تاہی ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے التحیات اس نے پڑھ لی ہے درود

شریف کی جگہ الحمد شریف بھول کر شروع کر دی اب وہ نیت توڑ کے پوچھنے جائے گا مسئلہ کہ جی میں کیا کروں یا پہلے اس کو مسئلہ یاد کرنا چاہیے (پہلے) وہ کہتے ہیں نہیں پہلے نہیں کرنا چاہئے جب پیش آئے گا پھر اس نے کہا حضرت یہاں جب پیش آ گیا تو میں آپ کے پیچھے تاریک منڈی جاؤں گا عورت تو پہلے مرچکی ہوگی بچہ اتنی دیر زندہ رہے گا؟ تو کیا فائدہ ہوگا آپ کے پاس دہاں جانے کا ہمیں آپ ہمیں یہاں مسئلہ بتادیں۔

ایک ڈاکٹر صاحب پاس بیٹھے تھے انہوں نے دیکھا کہ مہاوی صاحب کی جان چھڑانی چاہئے اس نے کہا میں ڈاکٹر ہوں مجھے اچھی طرح پتہ ہے کہ بچہ پہلے مرنا ہے ماں بعد میں مرتی ہے یہ واقعہ بالکل ہو سکتا ہی نہیں۔

بس پھر کیا تھا سب نے شور مچا دیا یہ واقعہ ہو ہی نہیں سکتا یہ ہو ہی نہیں سکتا (مکرر) آخر لڑکے میرے بھی بیٹھے ہوئے تھے کچے تو نہیں تھے ناں! انہوں نے جیب سے اخبار نکالا کہ یہ ڈاکٹر صاحبان کا ہی بیان ہے ایسا کچھ ہے نو مہینہ کا ہو چکا ہے الحمد للہ زندہ ہے جو نکالا گیا تھا اس سے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب آپ ہی ڈاکٹر ہیں یا یہ بھی ڈاکٹر صاحبان ہیں جنہوں نے یہ رپورٹ اخبار میں چھپوائی ہے۔

اب وہ خاموش! اب تو واقعہ ہو چکا ناں اب یہ حدیث سنا دیں کہ جنہوں نے آپریشن کر کے بچہ نکالا ہے ان کو گناہ دیا یا ثواب ہوا؟ گناہ ہے تو اس کی حد کتنی ہے؟ ثواب ہے تو کیا ثواب ان کو ہوا؟ بس خاموش قرآن و حدیث کا نام بھی بھول گئے بیچارے..... دوسرے دن پھر ہم نے (رقعہ) بھیجا کہ میں گھر سے نکلا تھا جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے راستہ میں دیکھا کہ قربانی کا بکرا تھا وہ کھرا گیا کسی بس سے تڑپ رہا ہے میں اسے ذبح کرنا شروع کرتا ہوں تو جماعت جاتی ہے جماعت سے ملتا ہوں تو یہ حرام ہو رہا ہے مجھے حدیث پاک سے بتایا جائے کہ اب میں ان دو کاموں میں سے کون سا کام کروں کونسا چھوڑ دوں؟ انہوں نے پھر کہا کہ یہ کیسٹ بند کر دو نیپ رکھ لی اس کے بعد جواب کیا دیا کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو جائے دنیا میں کسی جگہ ایک سیڈنٹ ہو سکتا ہی نہیں۔

انہوں نے کہا کہ حضرت یہ تو مسجدوں میں جماعت کھڑی ہوتی ہے تو ہم مار کے بھاگ جاتے ہیں نماز پڑھنے والوں کو شبید کر کے چلے جاتے ہیں اور آپ کہتے ہیں ہو سکتا ہی نہیں؟

تو بات یہ ہے کہ دعویٰ تو بہت اونچا ہوتا ہے ہمارے دوستوں کا لیکن جب ہم مسائل پوچھتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ بھی ہمیں کوئی ضد نہیں آپ یہ سارے مسائل ہمیں قرآن و حدیث سے دکھا دیں ہم آپ کے ساتھ ملنے کو تیار ہیں۔

ایک اور واقعہ

ایک بیڈ ماسٹر صاحب تھے میرے پاس آئے دو مولوی صاحبان ساتھ تھے کہ جی انہوں نے مجھے کتابیں پڑھائی ہیں اور میں نے پڑھی ہیں میں نے کہا اچھا بخاری شریف دیکھی ہے، مسلم شریف دیکھی ہے اور ترجمہ والی تو یہ بڑی فکر ہے کہ سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا ہمیں اپنی نماز صحیح کرنی چاہئے اور بخاری و مسلم کے مطابق پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

میں نے کہا کہ بخاری و مسلم میں مکمل نماز ہے ہی نہیں، حساب تو مکمل نماز کا ہوتا ہے ناں؟ میں نے کہا آپ تو ایک طرف ہو جائیں کیونکہ آپ نے دس دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ مطالعہ کیا ہوگا ناں بخاری کا؟

یہ دونوں مولوی صاحبان جنہوں نے بارہ سال پڑھی ہے قرآن و حدیث پڑھا ہے اور اب تیس سال سے پڑھا رہے ہیں یہ مجھے سمجھا دیں کہ مکمل نماز کے مسائل ہیں وہاں؟ مجھ سے حافیہ طور پر نکھوالیں کہ جس دن سلام تک پوری نماز سکھا دیں گے میں الحمد للہ دو جاؤں گا اب دیر ان کی طرف سے ہوگی جتنی میری نمازیں انکے خیال میں غلط ہوں گی گناہ ان کو ہوگا۔

یہ مجھے آج کر لیں الحمد للہ، مہینہ کے بعد کر لیں، سال کے بعد کر لیں، دو سال کے بعد کر لیں، مجھے نماز مکمل سکھا دیں اب ان سے جب ہم نے پوچھا شروع کیا مسائل کہ بھائی دیکھو تکبیر تحریر ہے امام ادنیٰ کہتا ہے مقتدی آہستہ..... ذرا اس

فرق کی حدیث سنا دو ایسے ہی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا؟ (سامعین..... ایسے ہوتا ہے)
کہیں بھی فرق کی کوئی حدیث ہو تو جن کو تکبیر تحریرہ بھی نہیں آتی.....؟

اب میں نے اس ہیڈ ماسٹر صاحب سے پوچھا کہ یہ صاحب جو چالیس دینتالیس سال سے مطالعہ قرآن حدیث کا کر رہے ہیں انکو تکبیر تحریرہ کا مسئلہ بھی نہیں آتا؟

آپ نے اسکول میں بھی پڑھانا ہے یونٹیں بھی پڑھانی ہیں آپ کو یہ دعوت دے رہے ہیں کہ آپ تھوڑا سا مطالعہ کر کے فارغ ہو جائیں اور نماز ہمارے والی پڑھنی شروع کر دیں جس کا ان کے پاس بھی ثبوت نہیں۔

نماز میں آپ سارے درود شریف آہستہ پڑھتے ہیں ناں مولانا نے جو فرمایا آج سے دس سال پہلے میں نے یہاں مولویوں سے پوچھا تھا کہ اس کی کوئی حدیث سنا دیں گالی تو نہیں ہے ناں آج دس سال ہو چکے ہیں آج تک کوئی حدیث نہیں سنا سکے تو ہم اہلسنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں تحقیق کا حق اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسولؐ کے بعد مجتہدین کو دیا ہے ہر آدمی کو نہیں دیا۔

ہر آدمی دین کی تحقیق نہیں کر سکتا

یہی بات غلط ہے کہ ہر آدمی پوری تحقیق دین کی کر سکتا ہے۔ تو یہ یاد رہے گی کہ کتنوں کو تحقیق کا حق ہے (دو کو..... سامعین) کن کن کو؟ رسولؐ کو تحقیق کا حق ہے رسولؐ کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔ کیا کہتے ہیں؟ (اہل سنت..... سامعین)

اور اس کے بعد مجتہد کو حق ہے ان کی طرف نسبت کر کے ہم اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں تو قرآن میں دو تختیوں کا ذکر آیا۔

اب جو صرف ایک نسبت بتاتا ہے دوسری نہیں بتاتا وہ قرآن کی اس آیت کا انکار کر رہا ہے میں نے آپ کے سامنے آج عرض کیا کہ سننے کو تو یہ بات بڑی عجیب ہوگی کہ ہم قرآن سناتے ہیں یہ بہشتی زیور سناتے ہیں؟

کیا بخاری و مسلم میں نماز کا مکمل طریقہ ہے؟

ایک مولوی صاحب بڑے جوش میں اتر رہے تھے میں بخاری لے کے آتا ہوں تو قدوری لے کے آتا؟

میں مسلم لے کے آتا ہوں تو بہشتی زیور لے کے آتا؟

میں نے نہ قدوری لی نہ بہشتی زیور میں تعلیم الاسلام لیکر چلا گیا کنسی کتاب لیکر چلا گیا؟ (تعلیم الاسلام..... سامعین)۔

میں نے کہا بھی یہ تعلیم الاسلام ہے اس میں یہ نماز کی شرطیں لکھی ہیں آپ بخاری مسلم سے یہ حدیث دکھا دیں کہ یہ شرطیں غلط ہیں میں اسی وقت تو بہ کر لوں گا کس بات سے؟ ان شرطوں سے جو فقہ کی کتاب میں لکھی ہیں لیکن نماز تو نہیں چھوڑنی ناں میں نے اس کے بعد مجھے وہ حدیث دکھاؤ جس میں نماز کی صحیح شرطیں لکھی ہوں کیونکہ نماز تو میں نے پڑھنی ہے ناں آخر؟

یہ دو حدیثیں میں نے پوچھیں ایک حدیث وہ کہ ان شرطوں کو غلط کہہ دیا گیا ہو دوسری وہ کہ یہ غلط ہوں گی ہم نے چھوڑ دیں بس (حدیث) لکھ دیں ہم چھوڑ دیں گے۔

نماز تو ہم نے نہیں چھوڑنی وہ تو ہم نے پڑھنی ہے ناں۔

نماز کی صحیح شرطیں ہمیں کسی حدیث سے دکھا دیں ترجمہ سے ہر عام آدمی بھی پڑھ کے دیکھ لے کہ یہ نماز کی شرطیں ہیں۔

اب میں قرآن اٹھا کر آگے کرتا ہوں وہ کہتا ہے ادھر کو لے جاؤ اور قرآن کا تو دشمن ہے میں بخاری اٹھا کر اس کے آگے کرتا ہوں یہ لو بخاری شریف سے نماز کی شرطیں نکالو وہ بخاری کو ہاتھ نہیں لگاتا میں مسلم اٹھا کے دیتا ہوں.....؟ (ہاتھ نہیں لگاتا) آخر سوچ کر مجھے کہتا کیا ہے آپ کا کیا خیال ہے بخاری مسلم میں پوری نماز نہیں ہے؟ امام بخاری نماز نہیں پڑھتے تھے؟ امام مسلمؒ نماز نہیں پڑھتے تھے؟ میں نے کہا یہ تو ہم نے پوچھنا ہی ہے آپ سے۔

کہ جب بخاری میں نماز نہیں تو وہ کیسے پڑھتے تھے ہمارے پاس تو جواب ہے کہ امام شافعیؒ کی فقہ کے مطابق پڑھتے تھے ان کے مقلد جو تھے۔

آپ کے پاس کیا جواب ہے؟

کیونکہ اس (بخاری و مسلم) میں تو مکمل نماز نہیں ہے تو اب دیکھئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل استنباط ائمہ مجتہدین (کو تحقیق کا حق دیا)۔ میں عرض کر رہا تھا کہ استنباط کسے کہتے ہیں؟ جو پانی زمین کی تہہ سے نکال لیا جائے پانی انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے یا نہیں اس کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے؟ (نہیں..... سامعین)

ہر نمازی مجتہدین سے مسئلے لیتا ہے

جو بھی شخص دنیا میں نماز پڑھتا ہے وہ مجتہدین سے مسئلے لیتا ہے اگرچہ چوری ہی کر کے لے جائے۔

ایک شخص مجھے کہنے لگا جی ہم نہیں لیتے میں نے کہا آپ کی نماز شروع بھی فقہ سے ہوتی ہے اور ختم بھی فقہ پر ہوتی ہے۔

آپ کا امام اللہ اکبر اونچی کہتا ہے مقتدی آہستہ کہتا ہے آپ کا امام السلام علیکم ورحمۃ اللہ اونچی کہتا ہے اور مقتدی آہستہ کہتا ہے یہ فرق فقہ کی کتاب میں ہے حدیث میں کہیں موجود نہیں ہے۔

غیر مقلدوں کی مثال

تو جس طرح پانی کے بغیر گزارہ مشکل ہے فقہ کے بغیر گزارہ مشکل ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہ چوری کر کے مسئلے لے لیتے ہیں ہم پوچھ کر لے لیتے ہیں اور ہم ان مجتہدین سے مانگ کر لے لیتے ہیں کہ جی ہمیں سمجھ نہیں آئی آپ ہمیں سمجھا دیں اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ایک زمیندار ہے اس کا گنے کا کھیت ہے میں نے اس سے گنا مانگ کر لیا اور ایک نوجوان نے گنا چوری کر کے توڑ لیا سمجھے مثال کو۔

گنا ایک ہی کھیت کا ہے میں نے مانگ کر لیا اس نے چوری سے توڑ لیا لیکن

حرام حلال کا فرق ہو گیا یا نہیں؟ (ہو گیا..... سامعین)

میں نے مانگ کر لیا وہ حلال ہے گنے کو نہیں دیکھا جائے گا یہ دیکھا جائے گا کہ لیا کس طریقہ سے ہے جائز طریقہ سے لیا ہے یا ناجائز طریقہ سے لیا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ تحقیق کا حق رسولؐ کے بعد مجتہدین کو دیا۔

تقلید کب سے شروع ہوئی؟

تو اسلام میں پہلے دن سے تقلید چلی آرہی ہے یاد رکھنا۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں المستصفیٰ میں علامہ حامدؒ احکام میں شاہ ولی اللہ عقدا لجید میں فرماتے ہیں کہ اسلام میں ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ فتویٰ لینے یا دینے پر پابندی لگائی گئی ہو اور کبھی مفتی پر پابندی نہیں لگائی گئی کہ وہ دلیل بھی پوری بیان کرے وہ صرف مسائل بیان کر دے اور لوگ ان مسائل پر عمل کرتے تھے اب دیکھئے۔

یہ کہتے ہیں کہ صحابہؓ حدیث مانتے تھے دلیل کیا ہے چار ہزار متن ہیں احادیث کے کتنے؟ چار ہزار متون ہیں احکام کی احادیث کے۔ پھر یاد کر لیں کتنے ہیں چار ہزار وہ صحابہؓ سے مروی ہیں تو پتہ چلا کہ صحابہؓ نے جو حدیث کی روایت کی ہے وہ حدیث کو مانتے تھے! کتنے متن ہیں؟ (چار ہزار..... سامعین)

صحابہؓ کے فتاویٰ بلا ذکر دلیل

اور چھتیس ہزار سے زیادہ صحابہؓ کے فقہی فتاویٰ ہیں۔

کتنے ہیں چھتیس ہزار سے زائد مصنف ابن ابی شیبہ مولہ جلدوں میں مصنف عبدالرزاق گیارہ جلدوں میں تہذیب الآثار کتاب الآثار امام محمدؒ یہ کتابیں بھری پڑی ہیں۔

صحابیؓ نے صرف مسئلہ بتا دیا ہے دلیل کے تحت کوئی حدیث یا آیت بیان نہیں کی۔ باقی سب نے ان سے مسئلہ سن کر عمل کر لیا ہے کسی نے دلیل کا مطالبہ نہیں

کیا۔ اب چار ہزار حدیثیں صحابہ روایت کر دیں تو اہل قرآن کے پیچھے یہ لوگ لٹے (انہی) لیکر پھریں کہ وہ سنت کو مانتے تھے؟

علماء حضرات موجود ہیں صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہے بعض نے ایک لاکھ چوبیس ہزار لکھی ہے بعض نے ایک لاکھ چوالیس ہزار لکھی ہے۔

کتنی؟ ایک لاکھ چوالیس ہزار۔

ایک لاکھ سے زائد ہوئی ناں

ذیڑھ لاکھ کے قریب!

وہ سارے عربی دان تھے یا نہیں؟ ان کی مادری زبان عربی تھی یا نہیں؟

فتویٰ صرف چہ صحابہ دیتے تھے

لیکن آپ کتابیں اٹھا کر دیکھیں فتویٰ صرف چہ صحابہ دیتے تھے۔

ابن قیمؒ نے بہت زور لگایا ہے تو انہوں نے لکھا ہے کہ چہ تو عام طور پر فتویٰ دیتے تھے اور بائیس وہ ہیں جن کے چند فتوے ہیں۔

اور کچھ وہ ہیں جن کا ایک آدھ فتویٰ ملتا ہے۔

اب ان کی مادری زبان عربی تھی ان کو بھی یہ جرات نہیں ہوتی تھی کہ ہر آدمی مفتی بن بیٹھے۔

حدیث معاذؓ

حضرت پاک ﷺ نے جب حضرت معاذؓ کو یمن بھیجا تو یمن والے سارے سراپائیں بولتے تھے ناں؟ (نہیں..... سامعین)

عربی بولتے تھے تو جب منشور طے ہوا ہے فیصلہ کس طرح کرو گے کہا کتاب اللہ کی کتاب سے۔ فرمایا فان لم تجد فیہ اگر کتاب اللہ میں مسئلہ نہ ملا پھر کیا کرو گے کہا بسنہ رسول اللہ اگر سنت سے بھی نہ ملا پھر کیا کرو گے کہا اجتہاد براسی کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کر کے فیصلہ دوں گا تو ان کے فیصلے

یمن والے مانتے تھے یا انکار کرتے تھے؟ (مانتے تھے..... سامعین)

یمن والوں کی زبان کیا تھی؟ عربی! قرآن کی زبان کیا ہے؟ عربی!

حدیث کی زبان کیا ہے؟ عربی! اب حضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ

معاذؓ وہ تو سارے ہی عربی جانتے ہیں بس ان کو قرآن و حدیث دے دینا ہر آدمی خود مسئلہ نکالتا رہے گا اور عمل کرتا رہے گا۔

یورا یمن حضرت معاذؓ کا مقلد تھا

میں نے بار بار یہ مطالبہ اپنے دوستوں سے کیا کہ پورے ملک یمن میں حضرت پاک ﷺ کے زمانے میں حضرت کے حکم سے سارے لوگ حضرت معاذؓ کی تقلید کرتے تھے ایک نام ایسا نکال دیں جس نے انھیں کہا ہو معاذ تم قرآن سناؤ گے میں مان لوں گا تم حدیث سناؤ گے میں مان لوں گا لیکن جب اجتہاد کی باری آئے گی تو میں بھی عربی جانتا ہوں؟ کسی نے نہیں کہا۔

اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی زندہ تھے یا نہیں؟ اور حضرت عمرؓ بھی زندہ تھے یا نہیں تھے؟ کسی نے یہ بھی کبھی انھیں نہیں کہا کہ معاذؓ جب اجتہاد کی باری آئے گی تو ہم سارے تیرا فیصلہ نہیں مانیں گے کوئی ابوبکر کا اجتہاد مانے گا کوئی عمرؓ کا اجتہاد مانے گا کوئی عثمانؓ اور کوئی علیؓ کا اجتہاد مانے گا؟ کسی نے بھی نہیں کہا۔

کیوں؟ جس یقین کے تحت حضرت معاذؓ کا فتویٰ ان کو مل سکتا تھا اس یقین کے ساتھ ابوبکرؓ کا فتویٰ ان تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

جب تو نے فتویٰ دے دیا سب عمل کرتے نظر آ رہے ہیں تو بات یقینی ہوئی ناں! وہاں سے جو فتویٰ لیکر آئے گا پتہ نہیں فتویٰ لیکر آنے والا اعتماد والا بھی ہے کہ نہیں؟ (مکہ یا مدینہ سے)

حضرت پاک ﷺ کے زمانہ میں مسئلہ معلوم کرنے کے طریقے

تو حضرت پاک ﷺ کے زمانہ میں مسائل معلوم کرنے کے تین طریقے

تھے۔ کتنے؟ (تین..... سامعین)

جو حضرت پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں رہتے تھے وہ ذات اقدس ﷺ سے پوچھ لیتے تھے جب بھی کچھ بھول گیا کوئی مسئلہ پیش آ گیا حضرت ﷺ یہ بات ہوئی ہے وضاحت فرمادیں تو ذات اقدس ﷺ سے جو دور رہتے تھے حضور ﷺ سے ان میں جو مجتہد ہوتا وہ اجتہاد کرتا جیسے یمن میں حضرت معاذؓ جو غیر مجتہد ہوتا وہ اپنے مجتہد کی تقلید کر لیتا جیسے سارے اہل یمن! تو کتنے طریقے تھے؟ تین گیارہ ہجری میں حضرتؓ کا وصال ہو گیا اب دو طریقے باقی رہ گئے۔ مجتہدین اجتہاد کرتے تھے (اور مقلد تقلید کرتے تھے)۔

پورے مکہ میں صرف حضرت ابن عباسؓ کا فتویٰ

پورے مکہ مکرمہ میں صرف عبداللہ بن عباسؓ کا فتویٰ چلتا تھا! انکے فتوے حدیث کی کتابوں میں بھرے ہوئے ہیں بغیر کسی آیت اور حدیث کے فتویٰ دیتے تھے اور سارے مکہ والے ان کے فتوے پر عمل کرتے تھے۔

پورے مدینہ میں زید بن ثابتؓ کا فتویٰ

پورے مدینہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کا فتویٰ چلتا تھا بخاری شریف میں روایت موجود ہے کہ مدینہ کے لوگ مکہ میں حج کے لئے گئے ایک مسئلہ کی ضرورت پڑی مکہ کے مفتی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا انہوں نے مسئلہ بتایا۔ بعد میں کسی مدینہ والے نے بتایا کہ یہ ہمارے مفتی صاحب زید بن ثابتؓ کے خلاف بتایا ہے بخاری میں الفاظ ہیں:

ان اهل المدينة سألوا ابن عباس رضي الله عنهما عن امرأة طافت ثم حاضت قال لهم تنفرو قالوا لا نأخذ بقولك وندع قال زيد.

(صحیح بخاری: کتاب الحج، باب اذا حاضت المرأة بعد ما طافت)

بقول ابن عباسؓ کہ ہم اپنے مفتی کا فتویٰ نہیں چھوڑیں گے اس سے زیادہ

تقلید شخصی اور کیا ہوتی ہے؟

پورے کوفہ میں ابن مسعودؓ کا فتویٰ

پورے کوفہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کا فتویٰ چلتا تھا پورے بصرہ میں حضرت انسؓ کا فتویٰ چلتا تھا عبداللہ بن مسعودؓ کے فتوے حدیث کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں کتاب الامار امام محمدؓ میں دیکھیں۔ بغیر کسی آیت اور حدیث بیان کئے صرف مسئلہ بتاتے ہیں اور عمل کرنے والے بغیر مطالبہ دلیل کے اس پر عمل کر رہے ہیں۔

تابعینؓ کا دور

اب تابعینؓ کا دور پورے مکہ میں حضرت عطاء بن ابی رباحؓ کا فتویٰ چلتا تھا۔ تو یہ تین باتیں میں بتا رہا تھا تین چیزیں تھیں۔ (۱) ذات اقدسؐ (۲) اجتہاد (۳) اور تقلید

غیر مقلدوں کا کذب

گیارہ ہجری میں یہ بات ختم ہو گئی خیر القرون کے بعد اجتہاد پر بھی پابندی لگا دی گئی اب صرف تقلید باقی رہی لیکن تقلید آج سے شروع نہیں ہوئی بلکہ شروع سے آرہی ہے یہی وہ بات ہے جس کو وہ جھوٹ بولا کرتے ہیں کہ تقلید چوتھی صدی میں شروع ہوئی ہے شروع نہیں ہوئی چوتھی صدی کے بعد صرف تقلید باقی رہی اجتہاد ختم ہو گیا اس بات کا یہ جھوٹ بولتے ہیں اور اسی جھوٹ سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں لوگ سوچتے ہیں کہ یار وہ پہلے جو تقلید نہیں کرتے تھے وہ مسلمان تھے یا نہیں حالانکہ وہ تقلید کرتے تھے۔

تقلید کی مثال حدیث سے

اس کی مثال حدیث سے دیتا ہوں یہ قرآن پاک حضرت پاک ﷺ کے

زمانہ میں جمع نہیں ہوا ایمانہ میں لڑائی لڑی گئی مسلمانہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے ساتھ (جہاد میں) تو بہت سے قاری شہید ہوئے حضرت عمرؓ یہ بخاری شریف (ج ۲، ص ۷۳۵) کی حدیثیں سنارہا ہوں انہوں نے آکر عرض کیا کہ حضرت قرآن کو جمع کر دیا جائے صحابی اس طرح شہید ہونے لگے تو قرآن ضائع ہی نہ ہو جائے اب گفتگو سنیں شیخین کی۔

ابوبکرؓ فرما رہے ہیں کہ نہیں جو کام نبیؐ نے نہیں کیا میں نہیں کروں گا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں بار بار واللہ خیر۔ اللہ کی قسم بڑا اچھا کام ہے اب نہ حضرت عمرؓ کوئی آیت سنارہے ہیں کہ اس آیت میں آتا ہے قرآن جمع کرو اور نہ حدیث سنارہے ہیں کہ اس حدیث میں آتا ہے جمع کرو۔

بلکہ مان رہے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت نے جمع نہیں فرمایا۔

پھر ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میرا بھی سینہ کھل گیا اور میں نے زید بن ثابتؓ کو کہا کہ جمع کرو اب یہ قرآن جو جمع ہوا تقلید جمع ہوانا۔

اگر تقلید شرک ہے تو جو قرآن شرک کی طرح جمع ہوا ہے اس کی تقلید ان کو جائز ہوگئی؟ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں یہ بخاری (ص ۷۳۶) کی حدیث ہے یہ بات چلی کہ لوگوں کو اختلاف ہو گیا ہے لغات کے بارے میں حضرت عثمانؓ نے دعائیں مانگ کے اجازت لی تھی کہ ہر لغت پر اجازت دی جائے قرآن پاک کی جب تک عرب میں دین رہا تو یہ بات فتنہ نہیں تھی دیکھئے نا آپ کے سرائیکی میں بھی پنجابی میں بھی رنگ رنگ قسم کی لغتیں ہیں نا؟

کوئی ولی محمدؐ کہتا ہے کوئی بلی محمدؐ کہتا ہے واؤ کو بابو لیتے ہیں جالندھر والے ایسا ہوتا ہے نا! کوئی کور کہتا ہے کوئی گور کہتا ہے لیکن آپس میں سمجھ تو لیتے ہیں کہ یہی چیز ہے باہر والے سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں وہ کچھ اور کہہ رہا ہے اور یہ کچھ اور کہہ رہا ہے وہ جیسے علامہ رومیؒ نے حکایت نقل فرمائی ہے۔

ایک حکایت

کہ چار آدمی جارہے تھے ایک رومی ایک ترکی تھا ایک ایرانی تھا اور ایک عربی تھا۔ بھوک لگی ہوئی تھی ایک دوسرے کی زبان سمجھتے نہیں تو راستہ میں کسی نے ایک روپیہ دیا انہیں۔ اب سب پیٹ پر ہاتھ مارتے ہیں کچھ کھانے کے لئے چاہئے ایک دوسرے کی بات سمجھتے نہیں رومی کہنے لگا ”اوس اوس“ ترکی نے ہاتھ مارا کہ نہیں ”استافل“ ایرانی نے کہا ”انگور“ کہا نہیں عربی نے کہا ”عنب“ نہیں سب لڑیں روپیہ ایک ہے۔

چار چیزیں کیسے آئیں ایک آدمی چاروں زبانیں جاننے والا آگیا اس نے کہا بھئی لڑتے کیوں ہو روپیہ مجھے دو میں سب کو راضی کرتا ہوں وہ انگور لے آیا۔ اب رومی کہے یہی تو اوس ہے جیسے میں کہہ رہا تھا ترکی والا کہتا استافل کہہ رہا تھا وہ یہی تو ہے عربی کہے میں جو عنب کہہ رہا تھا یہی تو ہے ایرانی کہنے لگا جو انگور کہہ رہا تھا وہ یہی تو ہے۔

تو نہ جاننے سے بھی بڑی لڑائیاں ہو جاتی ہیں ناں۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا لغت قریش والی حضرت عثمانؓ نے جو سب مہاجرین انصارؓ کو اکٹھا کیا اور فرمایا کہ چونکہ حضور پاک ﷺ کی اصل لغت قریش ہے اس پر قرآن جمع کیا جائے باقی لغات سے روک دیا گیا۔

اب سات لغات پر حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن پڑھا جاتا تھا یا نہیں؟ پڑھا جاتا رہا۔

ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں پڑھا جاتا رہا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پڑھا جاتا رہا یا نہیں؟ پڑھا جاتا رہا۔

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں باقی لغات سے روک دیا صرف قریش کی لغت پر جاری رہا تو کوئی یہ جھوٹ بولے کہ لغت قریش پر حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں قرآن نہیں پڑھا جاتا تھا عثمانؓ کے زمانہ میں شروع ہوا جھوٹ ہے نہیں؟ (جھوٹ

ہے..... سامعین)

ابوبکرؓ کے زمانہ میں نہیں پڑھا جاتا تھا جھوٹ ہے یا نہیں (جھوٹ ہے..... سامعین)

باقی لغتوں سے ردکا گیا ہے اب جب یہ روکا گیا تو مشورے سے ردکا کسی نے کوئی آیت بیان نہیں کی کوئی حدیث بیان نہیں کی۔

پھر اس کے بعد دیکھو اس پر جو اعراب لگائے گئے ہیں حضرت ﷺ کے زمانہ میں زیر زبر اس پر تھی؟ اوقاف تھے؟ کچھ بھی نہیں تھا یہ تو بعد میں حجاج بن یوسف نے لگائے ہیں۔ تو یہ اعراب کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟ اب ویسے انہوں نے شروع کر دیا ہے میرے پاس ہے مسنون قرات والا قرآن مجھے پڑھتے ہی خدشہ ہوا کوئی بات ہے!

تو زیر زبر تو ابھی نہیں نکالی اوقاف نکال دیئے۔

میں نے ان کے ایک مولوی سے کہا بھئی یہ کیا کیا؟ جی حضور پاک ﷺ کے زمانے میں (اوقاف) نہیں تھے۔

وقف بدلنے سے معنی بدل جاتے ہیں

میں نے کہا وقف کرنے سے معنی بدلتے ہیں کہ نہیں بدلتے؟

میں نے مثال دی میں ایک فقرہ بولتا ہوں۔

”روکو مت جانے دو“ میں نے وقف روکو پر کیا ہے ناں! اب دوبارہ بولتا

ہوں روکو مت۔ جانے دو معنی بدل گیا ہے یا نہیں بدلا؟ (بدل گیا..... سامعین)

تو کوئی لفظ کم و بیش ہوا ہے یا صرف وقف آگے پیچھے ہوا ہے؟

(وقف آگے پیچھے ہوا ہے..... سامعین)

اب جو انہوں نے وقف نکال دیئے اب پتہ نہیں پیچھے کہاں وقف

کریئے معنی کیا ہوگا اس کا؟

یہاں تلاوت کرے گا وہاں (موت کے بعد) جوتے پڑنا شروع ہو جائیں

گئے۔ تو مولانا رومؒ نے ایک مثال دی ہے۔

حکایت مولانا رومؒ

ایک پیچارا نبھرا تھا اس کو پتہ چلا کہ اس کا دوست بیمار ہے کہ بھئی عیادت تو سنت ہے میں بیمار پرسی کر آؤں اب اسے پتہ تھا کہ میں جو کچھ پوچھوں گا وہ سنے گا جو جواب دے گا وہ میں تو سنوں گا نہیں اس نے خود ہی بیٹھ کر ایک سوال جواب بنالیا کہ میں کہوں گا اسلام علیکم وہ کہے گا وعلیکم السلام۔

میں کہوں گا سناؤ کیا حال ہے وہ کہے گا اللہ کا شکر ہے میں (بھی) کہوں گا اللہ کا شکر ہے میں پوچھوں گا کون سی دوائی کھاتے ہو وہ کسی دوائی کا نام لے گا میں تعریف کر دوں گا کہ اچھی دوائی ہے۔

بھئی کس حکیم صاحب کا علاج شروع کیا ہے وہ کسی حکیم کا نام لے گا میں کہہ دوں گا اچھا حکیم ہے یہ خود سوال جواب بنا کے چلا گیا وہ پیچارا زیادہ ہی بیمار تھا (بہرے نے) السلام علیکم کہا اس نے کہا وعلیکم السلام (بہرے نے پوچھا) کیا حال ہے اس نے کہا مر رہا ہوں اس نے کہا اللہ کا شکر ہے۔

اب اس کی پیشانی پر بل آگئے کہ بھئی میں اس کے گھر کھانے جاتا ہوں کہتا ہے یہ اللہ کا شکر ہے۔

اس نے پوچھا کون سی دوائی لیتے ہو غصہ میں تھا کہتا ہے ”زہر“ کہنے لگا ماشاء اللہ بڑی بابرکت دوا ہے۔

تو غصے میں طاقت بھی آ جاتی ہے ناں۔

وہ اٹھ کے بیٹھ گیا اس نے پوچھا کہ کس ڈاکٹر صاحب کا علاج شروع ہے اس نے کہا عزرائیل کا۔ ماشاء اللہ جہاں آتا ہے برکتیں لیکر آتا ہے اس نے دھکے دے دیکر باہر نکال دیا پانی پوچھا نہ کچھ اب بیٹھا سوچ رہا ہے میں نے کوئی گناہ کی بات تو نہیں کی۔

دوست ہے عیادت سنت ہے بیمار پرسی کرنے گیا ہوں اور یہ سات سال کی

دوستی ختم ہوگئی پر اے کو بھی آدمی اتنی گری میں آدمی پانی پوچھتا ہے اس نے پانی بھی نہ پوچھا؟ دھکے دیکر نکال دیا۔

بروز قیامت غیر مقلدوں کا حال

یہی حال غیر مقلد کا قیامت کے دن ہوگا سوچے گا پڑھا تو قرآن ہی تھا لیکن دفتوں کا پتہ نہیں کہاں کہاں کرتا رہا ہے۔
اس لئے وہاں جب جوتے پڑنا شروع ہو گئے تو سوچے گا بھی خفیوں کو قرآن پڑھنے پر ثواب مل رہا ہے اور ہمیں جوتے پڑ رہے ہیں۔
قصہ کیا ہے؟ تو اب انہوں نے کچھ شروع کیا ہے تھوڑا سا تو جس طرح لغت قریش جو ہے اس پر پہلے ہی سے عمل آ رہا تھا تھلید پہلے دن سے آ رہی ہے۔

چیلنج

یہ جو دوست رفتے لکھ رہے ہیں یہ بھی لکھ کر بھیجیں صرف ایک صحابی کا نام کہ جس کے بارے میں کسی تاریخ میں لکھا ہو کان لا یجتہد ولا یقلد۔
نہ وہ اجتہاد کر سکتا تھا اور نہ تقلید کرتا تھا اور غیر مقلد تھا دس ہزار روپیہ انعام ہوگا۔

ایک تابعی دیکھا دو ایک تبع تابعی کا نام دیکھا دو اور لکھ کر بھیجے خیر القرون میں ایک بھی غیر مقلد ثابت نہیں۔ ایک بھی۔

احناف کی سند متصل ہے

یہ سب تو ملکہ و کثور یہ کے دور کے ہیں وہاں کیسے ہوتے؟

تو ہم ہیں اہل سنت والجماعت میں عرض کر رہا ہوں۔

سنت اللہ کے نبی ﷺ سے صحابہ نے لی ناں آنکھوں سے دیکھ کر یا سن کر؟ آنکھوں سے دیکھ کر اور صحابہ سے ملاقات ہمارے امام نے کی تو ہماری سند متصل ہے یا نہیں؟ متصل ہے؟

ہماری سند متصل ہے پھر خاص اس کے لئے نسائی میں باب ہے متصل ہے باب غزوۃ الہند دوسری جلد میں۔

فاتحین ہند خفی تھے

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ہند کو فتح کریں گے اور وہ عیسائی کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کا درجہ ایک فرمایا اور ہند کے فاتح بالاتفاق خفی ہیں۔
محمود غزنوی خفی ہیں۔ غوری خاندان خفی۔ سادات خاندان خفی ہیں۔ سوری خاندان خفی۔ تغلق خاندان خفی، مغلیہ خاندان خفی، سب خفی تھے۔
آج بھی جو جہاد کر رہے ہیں ان میں سب سے آگے خفی ہیں اگر کوئی جاتا ہے تو پیارہ ان کا طفلی بن کے جاتا ہے تو ساری دنیا میں ہمیشہ جہاد کو خفیوں نے ہی زندہ رکھا ہے اب اہل سنت والجماعت خفیوں کے ذریعہ یہاں اسلام آیا۔

قرآن آیا، نبی کی سنت آئی، اسلامی قانون آیا کتنے بڑے بڑے ملک خفیوں نے فتح کر کے اسلامی حکومت میں شامل کیے ہم بھی پوچھنے کا حق رکھتے ہیں ایک ملک نہیں، ایک صوبہ نہیں، ایک ضلع نہیں، ایک تحصیل نہیں، ایک تھانہ نہیں، چار انگل زمین کافر سے چھین کر کسی غیر مقلد نے اسلامی حکومت میں شامل کی ہو ہمیں دکھا دیں چار انگل زمین کبھی بھی قیامت تک یہ بات ثابت نہیں کر سکتے تو جنہوں نے یہاں اسلام پھیلایا آج ان کے اسلام کو مشکوک کہا جا رہا ہے جنہوں نے میاں جنڈی دیوی اور بتوں کی پوجا سے جٹا کر نماز پڑھنے کا طریقہ سکھایا آج ان کی نماز کو غلط کہا جا رہا ہے۔

ہزار سال تک اس نماز کو کسی نے غلط نہیں کہا۔

امام صاحب نے صحابہ کا زمانہ پایا مختلف اقوال ہیں ۳۰ سال بھی ۴۰ سال بھی، انسہ سال بھی، چلو تیس ہی مانو تو تیس سال کی عمر میں مسلمان نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں مانہیں؟ (شروع کر دیتے ہیں..... سامعین)

تو جب ۱۰ سال زمانہ پایا تو جب امام صاحب نماز پڑھتے تھے امام

صاحب صحابہؓ کو دیکھ لیتے تھے یا کوئی رکاوٹ تھی دیکھنے میں؟ (نہیں..... سامعین) صحابی بھی امام صاحبؒ کو دیکھ لیتے تھے دیکھو ایک نماز میں یہاں آپ کے ہاں پڑھوں اللہ اکبر کہہ کر سر پر ہاتھ باندھ لوں سبحانک اللہم وبحمدک تو آپ مجھے روکیں ٹوکیں گے یا نہیں؟ (روکیں گے..... سامعین) میں نے کوئی فرض ضائع کیا ہے کوئی واجب ضائع کیا ہے سنت ضائع کی ہے تو آپ روکیں گے؟ اس کا مطلب ہے کہ پندرہویں صدی کے مسلمان کا ایمان اتنا مضبوط ہے کہ ایک کام بھی سنت کے خلاف نہیں کرنے دیتا تو صحابہؓ کا ایمان کیا پندرہویں صدی کے لوگوں کے (معاذ اللہ) برابر تھا یا نہیں؟ کیا وہ سنت کے خلاف دیکھ کر خاموش رہ سکتے تھے؟ اگر ایک مسئلہ بھی ہماری نماز کے خلاف ہوتا تو اعتراض صحابہؓ ضرور کرتے تابعینؓ کرتے صحابہؓ استاد ہیں تابعینؓ ہم جماعت ہیں تبع تابعینؓ شاگرد ہیں تو ہماری نماز صحابہؓ کے سامنے پڑھی گئی تابعینؓ کے سامنے تصدیق ہوئی تبع تابعینؓ کے سامنے تصدیق ہوئی کسی صحابہؓ نے غلط نہیں کہا ہاں انگریز کے دور میں امرتسر سے آواز اٹھی کہ ابو حنیفہؒ کی نماز ٹھیک نہیں۔

غیر مقلدین کی بنیاد

سکھوں کے شہر روپن سے آواز اٹھی ابو حنیفہؒ کی نماز غلط تھی۔

ایک جگہ میں تقریر کر رہا تھا ایک نوجوان غصے میں کھڑا ہو گیا کہ تمہاری نماز کی تصدیق ہوئی ہماری نماز کی نہیں ہوئی آپ بھی فرمائیں کہ حکیم محمد صادق صاحب نے سیالکوٹ میں کتاب لکھی "صلوة الرسول" جنگ اخبار نے تصدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے نوائے وقت اخبار نے تصدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے صحیفہ عزیز نے تصدیق کی کہ بڑی اچھی کتاب ہے میں نے کہا کہ ہماری نماز کی تصدیق صحابہؓ تابعینؓ سے ہوئی اور ان کی تصدیق عرش پر خدا نے کی والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنه (الترجمہ: ۱۰۰)

تبع تابعینؓ کی تصدیق امام الانبیاءؑ نے کی۔

خیر الناس قرنی ثم الذین یلوئہم ثم الذین یلوئہم

تو اگر جنگ اخبار کی تصدیق ہے تو پڑھ دیں کس حدیث میں ہے۔

سوال :- جب سر ڈھانپ کر نماز پڑھنا فرض نہیں تو ننگے سر پڑھ لی جائے تو کیا حرج ہے۔؟

الجواب :- اس کا مطلب ہے صرف فرض پورے کرنے چاہئیں سبحانک اللہم فرض نہیں ہے چھوڑ دیں تو کیا حرج ہوگا سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی العظیم فرض نہیں تو چھوڑنے میں کیا حرج ہوگا تو ساری سنتیں چھوڑ دی جائیں سارے واجبات چھوڑ دیئے جائیں سارے مستحبات چھوڑ دیئے جائیں تو انکے ہاں کوئی حرج ہوگا یا نہیں؟

ایک ہے کبھی کبھی بھول کر چھوڑ دینا اور ایک ہے عادت بنا لینا سبحانک اللہم چھوڑنے کی عادت بنا لینے میں حرج ہے یا نہیں اس پر اشتہار چھپا ہوا ہے ہماری طرف سے ان کے فتویٰ وہ مساجد میں آپ لگائیں قاضی صاحب کے ہاں وہ ہے تو دیکھئے صرف ناف سے لیکر گھٹنے تک ہمارے ہاں ستر ہے ان کے ہاں عضو خاص اور وبر ستر ہے صاف وحید الزمان نے لکھا ہے شرح بخاری میں ہے "لیس علی فرجہ شی" ران بخاری کی حدیث کے مطابق ستر نہیں لکھا ہے کہ حضور ﷺ خیر کی جنگ میں ران ننگی کہہ کے جارہے تھے (معاذ اللہ، معاذ اللہ)

تو پھر وہاں بھی اتنا ہی فرض سمجھا کریں یہ صرف ستر کا قصہ کیوں ہے تو دیکھئے فرض واجبات سنتیں پوری کرنی چاہئیں یا نہیں ہم کہتے ہیں مستحبات بھی نہیں چھوڑنے چاہئیں آداب کو بھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔

غیر مقلد کا سوال غیر مقلد کا جواب

خود اسی قسم کا سوال ان کے امیر محمد اسماعیل سے ہوا فتویٰ علماء الہدایت کی چوتھی جلد میں سائل نے سوال کیا کہ ننگے سر نماز پڑھنے سے خصوصی طور پر حضور اکرم

ﷺ نے منع فرمایا ہے تو حدیث سنائیں؟ سوال کرنے والا بھی ان کا (غیر مقلد) آدمی ہے اور جواب دینے والا بھی ان کا امیر محمد اسماعیل سلفی ہے (جواب میں لکھتا ہے کہ) اگر آپ نماز میں ٹانگیں اوپر سر نیچے کر لیں تو کسی حدیث میں منع نہیں لیکن دیکھنے والا آدمی یہ سمجھے گا بیہودہ آدمی ہے اسی طرح کی ایک حرکت ننگے سر نماز پڑھنا بھی ہے خود انہوں نے لکھا ہے مولانا داؤد غزنوی جو ان کے دوسرے امیر جماعت تھے انہوں نے لکھا ہے کوئی اس وجہ سے ننگے سر نماز پڑھتا ہے یہ زیادہ ثواب ہے تو یہ عیسائیوں کا مسلک ہے اسلام کا طریقہ نہیں گرجا میں جا کر دیکھیں وہ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور اگر سستی کی وجہ سے نہیں لیتے تو یہ منافقوں کا طریقہ ہے واذا قاموا الى الصلوة قاموا اكسالى یہ تو سر چھپانے کا لکھا ہے وہ جو دس سال کا قرضہ ہے درود شریف آہستہ پڑھنے کی حدیث 'سبحان ربی العظیم' آہستہ پڑھنے کی حدیث۔ (وہ کونسا حلالی غیر مقلد چکانیچ)

دیکھو اتنا رحم دل ہوتا ہے آدمی دس سال بعد قرضہ مانگ لے اور دس سال میں نام بھی نہ لے لیکن جو دس سال کے بعد بھی نہ چکا سکے اس کے پلے میں کچھ ہے درود شریف کے بعد پڑھنے والی دعا کے بارے میں حدیث کہ آہستہ پڑھنی چاہیے (یہ سوالات جو لکھ رہے ہو) دس سال ہو گئے ہیں میرے سوال آپ پر قرض ہیں ان کا جواب بھی دو۔

سوال :- عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے یا نہیں احادیث سے ثابت کریں؟
الجواب :- اس پر تو میرا رسالہ بھی چھپا ہوا ہے اور حدیث الحمدیث میں بھی کافی فرق ہے۔ بھی عورت اور مرد میں بھی فرق ہے یا نہیں؟ کیا خیال ہے یہ آتے ہیں اور ٹوپی دہاں پھیلتے ہیں اللہ اکبر کہتے ہیں (ان کی) عورتیں بھی دو پنا پھینک دیتی ہیں؟ یہ آدمی پنڈلی ننگی کرتے ہیں (ان کی) عورتیں بھی آدمی پنڈلی ننگی کرتی ہیں؟ کیا خیال ہے یہ جو سوال ہے کہ مرد عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں نہ خدا کا فرمان ہے نہ رسول کا۔ ان کا اپنا قیاس ہے یا کہ حضرت کا فرمان ہے عورت مرد کی مانند نہیں اس کو ستر کا خیال رکھنا چاہئے۔

جس طرح ایک علت قرآن میں آگنی یسئلونک عن المحیض (البقرہ: ۲۲۲) تو اس کا جواب اتنا ہی کافی تھا قریب نہ جاؤ قفل ہوا ذی کہ وہ ناپاکی ہے اب نفاس کا لفظ نہیں ہے لیکن اس کا حکم سمجھ میں آگیا وہ بھی ناپاکی کے دن ہیں بلکہ اسی سے یہ بھی سمجھ آگیا جو مقام عارضی طور پر ناپاک ہے وہ قابل استہمال نہیں لیکن جو سرے سے ہے ہی ناپاک اسی طرح حضرت نے عورت کے لئے فرمادیا اس کو پردہ کا اہتمام کرنا چاہئے اسی قانون کو علماء ائمہ فقہاء نے لکھا خود ان کے فتویٰ غزنویہ میں موجود ہے اب سینے تک ہاتھ اٹھانے میں پردہ زیادہ کھلتا ہے یا کان کی لو تک اٹھانے میں تو حدیثیں دونوں ہیں اس قاعدہ کو رکھ کر ہم یہاں تک اٹھاتے ہیں کانوں تک اور وہ سینے تک اٹھاتی ہے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔

اب ہاتھ ناف کے نیچے تک باندھنے میں پردہ زیادہ کھلتا ہے یا سینے تک باندھنے میں تو دونوں حدیثیں تھیں اس قاعدہ کو سامنے رکھ کر جو اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا ہم یہاں ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں وہ یہاں سینہ پر باندھتی ہیں یہ جو کہتے ہیں کہ یہ فرق قیاس ہے قیاس ہے اور چاروں امام حنفی مالکی شافعی حنبلی کا اجماع ہے عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے۔

رحیم یار خان میں کتنی عورتیں امام ہیں فرق تو کرتے ہیں نا خود بھی اس طرح بخاری میں بھی حدیث ہے کوئی ایسا واقعہ پیش آئے عورت تالی بجالے مرد سبحان اللہ کہے تو ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ رسالہ میں بھی ہے حدیث الحمدیث میں بھی ہے ان کے پاس قیاس ہے کوئی آیت حدیث لکھ کر بھیجیں کہ اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہو مرد عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں اللہ کے رسول نے فرمایا ہوا انکی دلیل ہم نہیں مانتے کیونکہ ہماری چار دلیلیں ہیں ان کو ہم خدا بھی نہیں مانتے ان کو ہم رسول بھی نہیں مانتے اجماع امت بھی نہیں مانتے مجتہد بھی نہیں مانتے آپ کس حیثیت سے اپنی بات منوانا چاہتے ہیں پہلے اپنی حیثیت ظاہر کریں کہ کیا بن کر آپ ہمیں دلیلیں دیتے ہیں۔

سوال :- تین امام رفع یدین کے قائل ہیں حنفی ممانعت کیوں کرتے ہیں فاتحہ کی

سات آیات بسم اللہ سمیت بن جاتی ہیں خفی بسم اللہ کو فاتحہ کی جز کیوں نہیں مانتے حالانکہ سعودی قرآن میں بسم اللہ سمیت فاتحہ شمار کی ہے خفی اس کو کیوں نہیں مانتے؟
الجواب :- یہ جو بات ہے پتا نہیں جھوٹ بولنے کی ان کو عادت پڑ گئی ہے رفع یدین والے معاملہ میں ایک امام بھی ان کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ یہ دس جگہ سنت مانتے ہیں وہ نو جگہ ہے ایک سنت چھوڑنے سے نماز خلاف سنت ہوتی ہے یا نہیں؟ ان کے ہاں تو چاروں اماموں کی نماز خلاف سنت ہے یہ اماموں کا نام کیوں لیتے ہیں قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اماموں کا نام لیتے ہیں۔

پھر امام مالکؒ فرماتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں کسی کو رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا ان کے ساتھ نہ صحابیؓ ہے نہ تابعیؓ ہے نہ کوئی امام انکو تو پرچی لکھنا چاہئے اتنے بڑے جہاں میں کوئی نہیں ہمارا۔

سنت اور حدیث میں فرق

مولانا داؤد غزنوی کے پوتے میرے پاس آئے گلشن اقبال میں بیٹھا ہوا تھا ساتھ ہی ان کا مدرسہ ہے مدرسہ ابو بکر پانچ ان کے طالب علم بھی تھے ہمارے بھی تھے کہنے لگا جی مجھے آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا سنا ہے آپ ابجدیث کے بڑے خلاف ہیں میں نے کہا میں تو اہل قرآن کے بھی بڑا خلاف ہوں کہنے لگا وہ تو ہم بھی ان کے خلاف ہیں اب کہنے لگا حدیث کوئی بری چیز ہے میں نے کہا قرآن کوئی بری چیز ہے جس کے تم بھی خلاف ہو ہمیں تو ہمارے نبی پاک ﷺ نے فرمایا علیکم بسنتی میری سنت کو لازم پکڑو فمن رغب عن سنتی فلیس منی (بخاری ج ۲، ص ۵۵۷) جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے اس لئے ہم سن بن گئے من احب سنتی فقد احبنی من احبنی کان فی الجنة جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے میرے سے محبت کی جس نے میرے سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا ہم تو انشاء اللہ قیامت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوں گے فرمایا من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة

شہید تم بھی کوئی حدیث سناؤ جس میں ہو علیکم باحدیثی من تمسک باحدیثی مجھے کہتا ہے میں سمجھتا تھا آپ تھوڑے مخالف ہیں آپ تو بہت ہی مخالف ہیں میں نے کہا میں نے مخالفت کی بات نہیں کی پہلے حدیث خود سنا ہوں پھر آپ سے مطالبہ کرتا ہوں میں نے کہا اچھا حدیث کی تعریف سناؤ کہنے لگا نبی ﷺ کے قول و فعل تقریر کو حدیث کہتے ہیں میں نے کہا یہ تعریف کس نے کی ہے؟ کسی حدیث میں یا قرآن میں ہے یہ تو امتی کی کی ہوئی تعریف ہے کہنے لگا قرآن میں ہے واذا سر النبی الی بعض ازواجه حدیثا (التحریم: ۳) میں نے کہا ادھر رسول اللہ ﷺ نے قول چھپایا تھا یا فعل یا تقریر کیا چیز چھپائی تھی حدیث کی تعریف بھی امتیوں سے لیتے ہیں حدیث کا ضعیف صحیح ہونا امت سے لیتے ہیں تو جب بھی کوئی کہتا ہے حدیث صحیح ہے میں نے کہا تم اپنی رائے سے کہہ رہے ہو یا کسی محدث نے بتلایا ہے کہنے لگا محدثین نے میں نے کہا فقہاء کی بات ماننے کا حکم قرآن نے دیا ہے محدثین کی بات ماننے کا حکم قرآن نے دیا ہو تو دکھاؤ فقہاء حضور ﷺ کے زمانہ میں تھے محدثین تو حضور ﷺ کے زمانے میں نہیں تھے اسماء الرجال والا تھا نہیں مسلم شریف میں ہے اس وقت کوئی سند کا اعتبار نہیں تھا پھر بعد میں خائن لوگ آئے تو اس لئے اسماء الرجال کا فن مدون کیا گیا اس وجہ سے یہ بدعت حسہ ہے قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے سنت اور حدیث میں فرق یہ ہے سنت کہتے ہیں نبی کے طریقہ پر چلنے کو سنت کا معنی ہی طریقہ ہے حدیث کہتے ہیں بات کو یعنی بات والے آدمی کو ابجدیث کہتے ہیں باتیں بڑی بتاتا ہے دلیل پیش نہیں کر سکتا یا یوں سمجھیں حدیث ضد ہے قدیم کی قدیم پرانے کو کہتے ہیں حدیث جدید چیز کو کیونکہ یہ نیا ہے وجود کے اعتبار سے بھی اور نام کے اعتبار سے بھی ابجدیث کا معنی ہے بدعتی فرقہ۔

ایک اپنے ساتھی نے بہاولپور میں سوال کیا یہ تو تم نے لغت کے اعتبار سے بتایا ہے کیا حدیث سے دکھا سکتے ہیں میں نے کہا ہاں غنیۃ الطالبین میں حدیث ہے۔

الہمدیث کا ماخذ

غنیۃ الطالبین میں حدیث لکھی ہوئی ہے کہ ایک دن شیطان نے اپنی دم اپنی دہر میں ڈالی اس سے سات انڈے نکلے جو چوتھا انڈہ نکلا اس کا نام حدیث ہے اس کی ڈیوٹی ہے نمازیوں کے دل میں وسوسہ ڈالنا۔ تیری نہیں ہوتی، تیری نہیں ہوتی، اب دیکھئے فوج میں نے آپ کو دکھا دی ہے چور آپ نے پکڑنا ہے اب انہوں نے غنیۃ الطالبین چھاپی ہے اس مقام پر انہوں نے حدیث کو حدیث بنا دیا ہے بالکل موجود ہے مذہب تو صرف اسلام ہے چار مذہب کہاں سے آئے آگے تو علم کے دریا بہہ رہے ہیں اول من قاس اہلیس حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ امرتسر میں تقریر فرما رہے تھے ان کے مناظر مولانا ثناء اللہ صاحب اسٹیج پر بیٹھے تھے انہوں نے قصہ میں رقعہ لکھا آپ کب تک حدیث کا انکار کریں گے اقواء بھافی نفسک، رواہ مسلم ترجمہ بھی لکھ دیا دل میں پڑھیے روایت کیا ہے اس کو کسی مسلمان نے علامہ انور شاہ صاحبؒ نے فرمایا امام ابو حنیفہؒ کے مقابلہ میں جو یہ مجتہدین تیار فرما رہے ہیں ان کے ذرا علمی انوارات ملاحظہ فرمائیں۔ یہ پنچارہ قاس کو (ص) کے ساتھ لکھ رہا ہے اور کہتا ہے مجھے اماموں کی کوئی ضرورت نہیں، صحابہؓ کی کوئی ضرورت نہیں میں خود قرآن کو سمجھ کر اس پر عمل کروں گا۔

ایک مثال

جیسے پنجابی میں کہتے ہیں (پانہ پڑی وقت نو پھری) باقی ۴ مذاہب کہاں سے آئے بھائی اسلام ہماری منزل ہے یہ چار راستے ہیں مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے ہمارا مذہب حنفی ہے منزل محمدی ہے جب کوئی مذہب پوچھتا ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو گزرے ایک زمانہ ہو چکا ہے آپ تک حدیث کیسے پہنچی ہے آپ کے ملک میں راستے ہیں خود راستہ مقصود نہیں ہوتا بلکہ کسی منزل کے لئے راستہ بتایا جاتا ہے کسی جنگل میں راستہ نہیں ہوتا ہمارا مذہب حنفی ہے منزل محمد ﷺ ہے اور

ایک شہر کو چار راستے جاتے ہیں بلکہ دس بھی ہو جائیں کوئی حرج نہیں جیسے ایک مسجد میں آنے کے کئی راستے ہوتے ہیں تو مذہب کا معنی راستہ ہے اور راستے چلنے کے لئے ہوتے ہیں لڑنے کے لئے نہیں ہوتے اب مذہب کا معنی یاد ہو گیا ہے جو ملک کے راستوں کو توڑتا ہے وہ ملک کا غدار ہے اور جو نبی ﷺ کے سنت کے راستوں کو توڑتا ہے وہ سنت کا غدار ہے پھر مذہب کے معنی راستہ ہے سرکاری لوگ بھی سفر کر رہے ہیں گناہ گار بھی کر رہے ہیں اللہ والے بھی کر رہے ہیں یہ راستہ جس پر سارے چل رہے ہیں لیکن کوئی جھاڑی کے پیچھے چھپا بیٹھا ہو پولیس والے کہتے ہیں آوارہ گروہ ہے ہم کہتے ہیں غیر مقلد ہے راستہ چھوڑ دیا ہے راستہ وہی ہے فقہ حنفی ان مسائل کا نام ہے جن پر عمل کرتے ہیں جس طرح قرآن اسی کتاب کا نام ہے جس کی ہم تلاوت کرتے ہیں شاذ قراتیں کہیں ملیں تو اس کا نام قرآن نہیں اسی طرح شاذ مسائل کا نام فقہ حنفی نہیں ہے تو مذہب پر میں نے ۴ باتیں کی ہیں۔

غیر مقلدوں کی مثالیں

ان کی مثالیں بڑی عجیب ہوتی ہیں وہ روپڑی صاحب کہنے لگے یہ چار مذہب بھینس کے چار تھن ہیں ایک سے حنیفوں نے دودھ نکالا ایک سے مالکیوں نے ایک سے شافعیوں نے ایک سے حنبلیوں نے ہم نے ان چار سے دودھ لیکر مکھن نکال کر لٹی ان کو دے دی مکھن خود لے لیا مسلک الہمدیث زندہ باد میں نے چٹ لکھی کیا واقعی نبی پاک ﷺ کی حدیث میں ہے مجتہد بھینس کے تھن کو کہتے ہیں یا یہ اپنے مولوی کی بات کو حدیث کہتے ہیں میں نے جواب میں کہا کہ کوئی خدا کی جس نعمت کی ناشکری کرے اللہ تعالیٰ وہ نعمت اس سے چھین لیتے ہیں انہوں نے فقہ کی ناشکری کی ندانے ان سے سمجھ چھین لی مثال جو دی ہے وہ ہمارے خلاف نہیں دودھ جو پیدا ہوتا ہے وہ تھنوں میں نہیں ہوتا بلکہ پیدا آگے ہوتا ہے تھن صرف دودھ پنچارہا ہے اسی طرح اگر مجتہدین نبیؐ کی حدیث کو آگے پنچارہا ہے میں تو ایک مسئلہ بھی انہوں نے نہیں نکالا تھن چار ہیں مقصد ایک ہے دودھ۔ مذاہب چار ہیں مقصد ایک ہے

”اتباع سنت“ پھر میں نے پوچھا ۴ تھیں تو آپ نے ہمارے حوالے کر دیئے پانچواں تھیں کون سا ہے جس سے آپ نے سارا دودھ نکال لیا ہے کوئی بھینس ایسی نہیں جس کے پانچ تھیں ہوں شاید غیر مقلدین کی ہو جب میں نے اس مثال کی مرمت کی ہے تو پھر فیصل آباد میں میٹنگ ہوئی کوئی اور مثال گھڑی جائے تین ماہ کے بعد دوسری مثال آئی۔

مثال : یہ محمدی گاڑی جا رہی ہے چھک چھک ابو حنیفہ ٹیٹی (T.T) ہے شافی مالک ٹیٹی (T.T) ہے میں نے کہا کسی حدیث میں ہے جہتہ کا نام ٹیٹی (T.T) نعرہ لگ گیا مسلک الحمدیث زندہ باد حدیث تو آپ پڑھتے نہیں صرف نعرہ لگاتے ہیں پھر میں نے کہا کہ اگر امام صاحب ٹیٹی ہیں تو پھر آپ گھر نہ جائیں گے کیونکہ ٹیٹی ات پکڑتے ہیں جس کے پاس ٹکٹ نہ ہو ٹکٹ بھی گاڑی کی چابیے اور ٹکٹ بھی آج کی ۱۴۰۰ سو سال پرانی نہ ہو میں نے کہا جس ٹکٹ پر آپ جانا چاہتے ہیں وہ امام صاحب کی تحقیق کے مطابق منسوخ ہو چکی ہے تو مذہب کے بارے میں آدھی بات پوچھتے ہیں آپ پوری طرح جواب دیا کریں ہمارا مذہب خفی ہے منزل محمدی ہے تاکہ بات واضح ہو جائے اللہ تعالیٰ اہل حق کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.

استغفر الله تعالى من كل ذنب واتوب اليه

حقیقت عیسائیت و غیر مقلدیت

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده
ولا نبوة بعده ولا رسول بعده ولا رسالة بعده اما بعدا

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم.

بسم الله الرحمن الرحیم.

فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فی
الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم
یحذرون. وقال رسول الله ﷺ فقیه واحد اشد علی
الشیطان من الف عابد.

صدق الله مولانا العظیم وبلغنا رسوله النبی
الکریم ونحن علی ذلک لمن الشاهدین والشاکرین
والحمد لله رب العالمین رب اشرح لی صدري ویسر لی
امری واحلل عقدة من لساني یفقهوا قولی رب زدنی
علما و ارزقنی فهما. سبحانک لا علم لنا انا ما علمتنا
انک انت العلیم الحکیم. اللهم صلی علی سیدنا و
مولانا محمد و علی ال سیدنا و مولانا محمد و بارک
وسلم وصل علیہ.

تمہید

دوستو بزرگو! اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے کہ اللہ نے اپنی ساری مخلوقات میں سے ہمیں انسان بنایا جو کہ اشرف المخلوقات ہے۔ اور پھر انسانوں میں سے مسلمان بنایا کیونکہ سچا دین صرف اور صرف اسلام ہے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اور مسلمانوں میں سے ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہلسنت والجماعت بننے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس طرح سارے دینوں میں سچا دین صرف اسلام ہے۔ مسلمان کہلانے والوں میں سچی جماعت اور نجات پانے والی جماعت کا نام ”اہلسنت والجماعت“ ہے۔ اور پھر ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تھکید کی توفیق عطا فرمائی۔ جن کی رہنمائی میں ہم اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ کی سنتوں پر عمل کر رہے ہیں۔ اس لئے ہم ”حنفی“ بھی کہلاتے ہیں۔

دو اتفاقی باتیں

ایک دو باتیں ایسی ہیں جن میں آپ میرے ساتھ بیٹھنا اتفاق کریں گے:

☆..... پہلی بات یہ ہے کہ دین اسلام کامل ہے۔ یہ سب کا یقین ہے اس پر سب کا اتفاق ہے یا نہیں۔ (ہے..... سامعین)

☆..... دوسری بات یہ کہ سچ سچ ہوتا ہے اور وہی کامیاب ہوتا ہے۔ جھوٹ جھوٹ ہوتا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

یہ دو ہی باتیں آگر آپ ذہن میں رکھیں تو بہت سے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں۔

کوئی مسئلہ مکمل اختلافی نہیں ہوتا

یاد رکھیں! کوئی مسئلہ بھی پورا اختلافی نہیں ہوتا۔ اس میں کچھ نہ کچھ پہلو اتفاق والا ہوتا ہے تو جس بات پر اتفاق ہو پہلے اس کو سمجھیں تو اختلاف کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ اگر اتفاق کی بات کی طرف آپ بالکل نہ آئیں اختلاف کا ہی شور مچاتے رہیں تو پھر آپ عوام کو بات سمجھا نہیں سکتے نہ آپ (خود) سمجھ سکتے ہیں۔

ایک عیسائی سے مناظرہ

ایک عیسائی سے میرا مناظرہ تھا۔ وہ پادری کہنے لگا کہ آپ ایک دلیل ایسی بیان کریں جس سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت اس طرح ثابت ہو جائے کہ میں انکار نہ کر سکوں۔

میں نے کہا: میں سو دلیل بھی آپ سناؤں گا آپ اس میں کچھ نہ کچھ جواب دینا شروع کر دیجئے۔

کہنے لگا: پھر آپ دلیل نہیں دینا چاہتے؟

میں نے کہا: نہیں! دینا چاہتا ہوں۔ لیکن میں طریقہ ایسا اختیار کرنا چاہتا ہوں کہ سو دلیلوں کے بجائے ایک ہی دلیل کام کر جائے۔

کہنے لگا: وہ کیا ہوگا؟

میں نے کہا: کچھ ایسے پیغمبر بھی ہیں جن کو میں اور آپ اتفاقی طور پر نبی مانتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام ہیں، موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ جن کے نبی ہونے پر (ہم دونوں کا) اتفاق ہے تو آپ ان میں سے کسی نبی کے نبی ہونے کی دلیل بیان کریں تاکہ ایک پیمانہ خود آپ بنالیں کہ جی نبی کی نبوت اس قسم کی دلیل سے ثابت ہوتی ہے۔ پیمانہ آپ بنائیں گے۔ ابراہیم علیہ السلام کے لئے موسیٰ علیہ السلام کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ پھر اس کے برابر بلکہ اس سے بڑھ کر دلیل انشاء اللہ اعزیز میں (اپنے نبی ﷺ کے لیے) دے دوں گا اور یہ ایسا انداز ہوگا کہ جس سے بات بالکل کھل کر سامنے آجائے گی۔ اس نے پہلے تو یسعیاہ نبی کی کتاب کھولی اور اس کی ایک عبارت پڑھی کہ:

”ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام عمانوئیل رکھیں گے۔“

(یسعیاہ نبی..... ۷: ۱۴)

میں نے کہا: اس سے آپ کیا چاہتے ہیں؟

کہتا ہے: جی عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پیشین گوئی یسعیاہ نبی نے کی ہے۔

میں نے کہا: یہ کلیہ قاعدہ ہے۔ تو پہلے آدم علیہ السلام کے لئے پیشین گوئی بتائیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے لئے کوئی پیشین گوئی بتائیں، موسیٰ علیہ السلام کے لئے کوئی پیشین گوئی بتائیں۔ یہ کلیہ قاعدہ نہیں ہے کہ جو ہر جگہ فٹ آ سکے۔ اور پھر اس کو بھی میں نہیں سمجھتا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے لئے پیشین گوئی ہے۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ زور آپ اس لفظ پر ڈالیں گے کہ اس میں ”کنواری“ کا لفظ ہے۔ میں اسی کو غلط سمجھتا ہوں کیونکہ یہودی بائبل ہے میرے ہاتھ میں اس میں یہاں ”جوان عورت“ لکھا ہے کنواری عورت نہیں لکھا یہ تمہاری Reference Bible ہے اس کے حاشیہ پر بھی لکھا ہے جوان عورت۔ یہ عبرانی کا لفظ ”ہالماہ“ ہے جو اسی بائبل میں ۱۸ جگہ آیا ہے۔ ۱۷ جگہ آپ نے بھی ترجمہ جوان عورت کیا ہے۔ اور یہاں آپ نے ترجمہ کبھی کنواری عورت کرتے ہیں کبھی جوان عورت کرتے ہیں۔ تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ جوان عورت سے بی بی آمنہ مراد ہیں۔ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بی بی آمنہ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ نہ کوئی بہن ہے نہ کوئی بھائی ہے۔ ایک ہی بیٹا ہوا ہے۔ تو اس طرح تو میں بھی کہہ سکتا ہوں۔ آپ کی بات تو نہیں بنتی کچھ۔

پھر میں نے پوچھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا اسی کتاب کا ۵۳ باب وہ بھی مسیح کے بارے میں ہے۔ آپ کے نزدیک؟

کہنے لگا: جی ہاں۔

میں نے کہا: پھر اس باب ۷ کو آپ وہاں کیوں چسپاں کر رہے ہیں کیونکہ دونوں میں سخت اختلاف ہے۔ وہاں تو یہ لکھا ہے کہ معاذ اللہ۔

”وہ آدمیوں میں حقیر و مردود و مرغمناک اور رنج کا آشنا تھا۔۔۔۔۔ ہم نے اس کی کچھ قدر نہ جانی۔“

(یسعیاہ۔۔۔۔۔ ۵۳:۵۳)

تو یہاں لکھا ہے وہ عمانوئیل ہوگا۔ اللہ اس کے ساتھ ہوگا اور وہاں اس کے خلاف لکھا ہے۔ یا تو آپ ۵۳ باب مسیح کے بارے میں مانیں یا باب ۷ مانیں۔

پھر میں نے کہا: میں عمانوئیل کسے مانوں۔ عمانوئیل کا معنی ہے جس کے ساتھ خدا ہو۔

اسکو مانوں جو کہتا ہے:

ان الله معانا

”خدا ہمارے ساتھ ہے“

اور اللہ کیا فرماتا ہے:

ما ودعك ربك وما قلا

”تجھے خدا نے چھوڑا نہیں نہ تجھ سے ناراض ہوا ہے۔“

یا میں عمانوئیل اسے مانوں کہ جس نے چھ گھنٹے صلیب پر معاذ اللہ نعرہ لگایا ہو:

ابلی ابللی! لما شفتنی؟

ترجمہ: اے خدا! اے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ (انجیل متی ۲۷:۳۶-۳۷)

جسے اللہ چھوڑ جائے وہ عمانوئیل نہیں ہوتا۔

میں نے جب اتنی بات کی تو لوگ جو بیٹھے تھے وکیل یا پروفیسر تھے عیسائی۔

ان پڑھ آدمی نہیں تھے۔ (ان میں سے) ایک وکیل کھڑا ہوا۔

اس نے کہا: جی ہم Request کرتے ہیں کہ آپ بات بند کر دیں کیونکہ ہمارا پادری

آپ کی بات کا جواب نہیں دے سکتا۔ ہم نے پادری نتھانی انکے پاس تھا (اسکے پاس)

گاڑی بھیجی ہے۔ وہ آجائے گا چند منٹوں میں تو اس سے آپ بات کریں۔

میں نے کہا: جب تک وہ آئے گا اس وقت تک تو بات چلنے دیں بات پیشین گوئی پر

انہوں نے شروع کی جس کی پیشین گوئی سچی ہو وہ نبی ہوتا ہے۔

میری پیشین گوئی

میں نے کہا: میں پیشین گوئی کرنے لگا ہوں۔ اتنی جلدی کسی کی پیشین گوئی سچی نہیں

ہوئی۔ جو اسی مجلس میں سچی ہوگی۔

کہنے لگے: وہ کیا؟

میں نے کہا: جو آدمی نتھانی کو لینے گیا ہے اگر اس نے بتا دیا کہ وہاں امین بیٹھا ہے تو

وہ کبھی نہیں آئیگا۔ اور اگر اس نے نہ بتایا تو وہ یہاں آئے گا لیکن یہاں آ کر مناظرہ

بالکل نہیں کرے گا۔ وہی بات ہوئی پانچ سات منٹ بعد وہ گاڑی پر آ گیا۔ اترتے ہی کار سے بجائے ادھر بیٹھنے کے میری پانکٹی آ بیٹھا۔

میں نے کہا: بھئی ادھر جا کر بیٹھو تم تو مناظرہ کے لئے بلائے گئے ہو۔

اس نے کہا: مجھے اس نے بتایا ہی نہیں تھا کہ وہاں آپ بیٹھے ہیں ورنہ میں کبھی بھی نہ آتا۔

میں نے کہا: چلو اب تو آ گئے ہونا اب کرو مناظرہ۔

کہنے لگا: کوئی عقلمند آدمی جلتی آگ میں چھلانگ نہیں لگا سکتا اس لئے میں آپ سے مناظرہ نہیں کرتا۔

میں نے کہا: بھئی بری پیشین گوئی تو ہوگئی ہے سچی۔ پہلے پادری کے مطابق تو معاذ اللہ مجھے نبی ماننا چاہئے۔ لیکن میں یہی کہتا ہوں کہ میرے نبی پر ایمان لے آؤ جس کا میں امتی ہوں۔ خیر وہ تو بات ختم ہوگئی لیکن ان (عیسائیوں) کو غصہ بہت تھا۔

دوسرے پادری سے مناظرہ

پھر ایک پادری کو بلا کے لائے اس سے بھی میں نے یہی کہا کہ بھئی ایک اتفاقی پیمانہ بنا لو اس کے بعد آگے چلیں گے۔

اتفاقی پیمانہ

اس نے کہا کہ جی موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ آپ بھی جانتے ہیں انہوں نے پتھر پہ لاشی ماری جس سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ دریا پر لاشی ماری اور راستے بن گئے۔ یہ معجزہ ان کے نبی ہونے کی دلیل ہے۔

میں نے کہا: بالکل ٹھیک ہے اب ایک پیمانہ تو سامنے آ گیا نا۔

میرا جواب

میں نے کہا: موسیٰ علیہ السلام نے جس دریا پر لاشی ماری تھی وہ دریا پہلے آسمان پر تھا یا چوتھے آسمان پر؟ اس نے کہا: جی زمین پر۔

میں نے کہا: لاشی پانی تک پہنچی تھی یا دور رہی تھی؟

کہنے لگا: پانی کے اوپر لگی تھی جا کے۔

میں نے کہا: بالکل برحق معجزہ اتنا بڑا معجزہ ہے کہ اسی بنا پر یہودیوں نے بھی موسیٰ علیہ السلام کو نبی مانا عیسائیوں نے بھی مانا مسلمانوں نے بھی مانا۔

ایک نظر ادھر بھی!

لیکن اب ذرا ہماری طرف بھی نظر دوڑائیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ زمین پر کھڑے ہیں اور آسمان کے چاند کی طرف یوں انگلی سے اشارہ فرمایا ہے۔ انگلی چاند تک پہنچی نہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیئے۔ ارشاد ربانی ہے۔

اقتربت الساعة وانشق القمر (اقرار)

میں نے کہا: زمین پر موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ظاہر ہو تو ان کے نبی ہونے میں نہ کسی یہودی کو شک رہے نہ کسی عیسائی کو شک رہے نہ کسی مسلمان کو شک رہے۔ اور جس نبی کا معجزہ آسمان پر ظاہر ہو چاند کے ٹکڑے ہو جائیں اس کی نبوت میں کیسے کوئی عقلمند آدمی شک کر سکتا ہے۔

یہ تو اسی طرح کی حماقت ہوگی کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ زمین سے جو مٹی کا تیل نکلتا ہے اس کو جلایا جائے تو روشنی ہوتی ہے لیکن آسمان کا سورج روشنی نہیں دے سکتا۔ جس کا معجزہ زمین پر ظاہر ہوا اس کو تو آپ نبی مان رہے ہیں اور جس کا معجزہ اللہ نے آسمان پر دکھایا اسکے نبی ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟

دیکھو کی درخواست

تو وہی جو دیکھ بیٹھے تھے عیسائی کہنے لگے مولوی صاحب! آپ بحث بند کر دیں کیونکہ آپ کی دلیل واقعی اتنی دزنی ہے کہ اب وہی صورتیں ہیں۔ یا ہم ایمان لے آئیں یا ہم ضد کر دیں اور تیسری کوئی بات نہیں۔ اس لئے ہم آگے مناظرہ سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

پڑھتے نا؟ اس پر ایک بیان بنا لو کہ آپ ان ایک سو تیرہ سورتوں کو کیسے منع کر رہے ہیں۔ اور کیا چیز آپ حضرات کے پاس ہے پھر اس کے بعد آگے چلیں۔

غیر مقلدوں کو ایک مشورہ

اگر قرآن پاک میں ہے تو لکھ دیں آیت نہیں ہے تو صاف تحریر دے دیں کہ قرآن پاک اس مسئلہ میں ہمارے سر پر ہاتھ رکھنے کو تیار نہیں۔ پھر حدیث کی طرف جانے سے پہلے ہم سے پوچھیں کہ کیا آپ کا قرآن ساتھ دیتا ہے اس مسئلہ میں یا نہیں؟ تو میں نے جیسے مغرب سے پہلے یہ بتایا تھا کہ نماز پڑھنے کے دو ہی طریقے ہیں اور قرآن پاک کی دو آیتوں نے دونوں کا فیصلہ کر دیا:

فاقرأوا ما یسر من القرآن^(۱) (الزلزلہ: ۲۰)

حضرت نے اکیلے نمازی کے بارے میں یہ طریقہ بتایا اور:

و اذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون^(۲) (الاعراف: ۲۰۴)

یہ باجماعت نماز پڑھنے والوں کے لئے حضرت پاکؐ نے طریقہ بتایا کہ جب قرآن پاک سے مسئلہ ثابت ہو گیا ہم یہ بیان کر رہے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں اب بھی کوئی آدمی یہ کہے کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں اور یہ ابو حنیفہ کا قول مانتے ہیں تو کیا اس بات میں وہ آدمی کبھی سچا ہو سکتا ہے؟ تو اس بارے میں یہی آپ سے عرض کرتا ہوں جس طرح اس پادری کے ساتھ بات ہوئی کہ جب (معاملہ) اتفاقی بات پر آیا تو مسئلہ سمجھنا آسان ہو گیا یا نہیں؟ اسی طریقے سے اتفاقی بات پر چلیں اور آگے جو اختلافی بات ہے اس کی طرف جائیں تو کوئی بھی مسئلہ مشکل نہیں۔

ایک واقعہ

یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آیا میں جب کراچی بنوری ٹاؤن میں تھا۔ تو ہفتے کا دن تھا میں گھر سے نکلا تو ایک نو جوان دروازے کے باہر کھڑا در رہا ہے۔ میں جب

(۱)۔۔۔ اب پڑھو جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے۔

(۲)۔۔۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس پر کان دھو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم کیا جائے۔

نکلا اس نے سلام کیا۔

(لڑکے نے پوچھا): جی امین صاحب آپ کا نام ہے؟

میں نے کہا: میرا ہی نام ہے۔

اس نے کہا: جی میں بہت پریشان ہوں آپ کے پاس کل بھی حاضر ہوا تھا لیکن آپ کہیں جمعہ پڑھانے گئے ہوئے تھے۔ آج بھی آیا ہوں۔

میں نے کہا: فرمائیے۔

کہنے لگا: (یہاں) کراچی میں کئی قسم کے کالج ہیں (جن میں) ایک ایسا کالج ہے جو غیر ملکیوں کا ہے۔ اس میں اکثر لڑکے بھی غیر ملکی پڑھتے ہیں ہم چھ لڑکے صرف مسلمان ہیں جو وہاں پڑھتے ہیں۔ ہم چھ میں سے ایک لڑکا تبلیغی جماعت میں جاتا تھا اس نے کھینچ تان کے ہمیں بھی نمازی بنادیا۔ ہم جمعرات کو تبلیغی مرکز (مدنی مسجد) جا رہے تھے بس پر تو راستے میں میٹرک کے کچھ ساتھی ملے۔ جو اپنے آپ کو ”المحدیث“ کہتے تھے۔ انہوں نے ہمارے (سروں) پر ٹوپی وغیرہ دیکھی کیونکہ اس زمانہ میں ہم نماز وغیرہ پڑھتے ہی نہیں تھے (انہوں نے) اندازہ لگایا کہ بھتی اب انہوں نے نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔

تبلیغی جماعت اور جماعت غیر مقلدین کا فرق

تو جیسے مولانا فرما رہے تھے کہ دو کام الگ الگ ہیں ایک تو تبلیغی جماعت کا کام ہے نا؟ کہ کہیں کھیت میں پھر رہے ہیں کسی دکان پر کھڑے ہیں کسی گھر کے سامنے کہیں گلی میں بھٹی اللہ کے بندوں شہیں کیا ہو گیا ہے کہاں پھر رہے ہوں؟ (کہتے ہیں) جی یہ ایک آدمی مسلمان ہے کلمہ نبی پاک ﷺ کا پڑھتا ہے۔ لیکن ست اور غافل ہو گیا ہے نماز نہیں پڑھتا ہم یاد کرانے آئے تھے کہ بھی نماز پڑھو۔ کتنے لوگ ہیں جن کو انہوں نے نمازی بنادیا۔ لیکن آپ کبھی غیر مقلدوں کو اس طرح پھرتے نہیں دیکھیں گے کہ بے نمازیوں کو نمازی بنائے۔ ہاں جب کوئی بے چارہ نماز شروع کر دیگا۔ اب آجائیں گے:

”تیری نہیں ہوتی..... تیری نہیں ہوتی..... تیری نہیں ہوتی“

اب اس غریب کو نماز نہیں پڑھنے دیجئے۔ جب تک کوئی آدمی نماز نہیں پڑھتا اسے پتہ نہیں ہوتا کہ ہمارے علاقے میں کوئی غیر مقلد بھی رہتا ہے یا نہیں۔ جس دن دیکھا کہ یہ مسجد سے نکل رہا ہے اب کوئی ادھر سے آجائے گا تیری نہیں ہوتی کوئی ادھر سے آجائے گا تیری نہیں ہوتی۔

یہی کچھ اس لڑکے کے ساتھ ہوا

یہی کچھ اس بچے چارے نو جوان کے ساتھ حشر ہوا۔

انہوں نے پوچھا: تم مرکز (مدنی مسجد) جا رہے ہو؟

ہم نے کہا: جی ہاں۔

انہوں نے پھر کہا: تمہاری تو نماز ہی نہیں ہوتی۔

ہم نے جواب دیا: کیوں ہم پڑھتے ہیں۔ ہوتی کیوں نہیں؟

انہوں نے کہا: تو فاتحہ پڑھتا ہے امام کے پیچھے؟

ہم نے کہا: نہیں۔

(اس پر) اس (غیر مقلد) نے خود کاغذ نکالا جیب سے سوال کرنے والے

نے اور لکھ لیا:

”تیرا عقیدہ ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔“

اور کہا: کرو دستخط یہاں۔

لڑکے نے کہا: جی میں نے دستخط کر دیئے۔

اب وہ کہتا ہے: تو نے وہ حدیث لانی ہے جس کا معنی ہوگا فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ اور میں وہ حدیث لاؤں گا جس کا معنی ہوگا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

لڑکے نے کہا: ہم مرکز چلے گئے۔ وہاں بیان سنا۔ اسکے بعد وہ تین مولوی صاحبان کے سامنے وہ چٹ رکھی تو سب نے آپ کا نام لیا کہ وہاں (امین صاحب کے پاس) چلے جاؤ۔ یہ مسئلہ وہاں سمجھ آؤ جا کے۔ تو میں کل بھی آیا تھا کل آپ نہیں ملے۔ لیکن

جب جمعہ کے بعد میں گھر گیا جمعہ میں نے یہیں پڑھا ہے تو وہی دولڑکے اور تین مولوی صاحبان وہاں اور بیٹھے تھے میری بیٹھک میں۔ ایک کے ہاتھ میں ایک اشتہار تھا ”تین لاکھ روپیہ انعام“ (بعنوان) کوئی ثابت کر دے کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا منع ہے۔ ایک (اشتہار) میں تھا کہ:

”اگر کوئی سورۃ فاتحہ کا منع ہونا ثابت کر دے امام کے پیچھے تو اس

کے ہر حرف پر دس دس روپے رکھ کر میں انعام دوں گا۔“

تو وہ بیٹھے تھے وہاں۔ وہ اشتہار بھی میں نے لے لئے میں نے کہا میں گیا تھا ابھی میں سمجھ کر نہیں آیا کل جاؤنگا پھر۔

دھوکے کا جواب دھوکے سے

میں نے کہا: تم صحیح جگہ پہنچ گئے ہو انشاء اللہ اب مسئلہ سمجھ آ جائے گا۔ میں نے درسگاہ میں بٹھالیا۔

میں نے کہا: تیرے ساتھ انہوں نے بڑا دھوکہ کیا ہے اس کا جواب بھی دھوکے سے ہی دینا ہے۔ دھوکے کا جواب دھوکے سے ہی دینا ہے۔

کہنے لگا: وہ کیسے؟

میں نے کہا: تو نے جا کر یہ سوال کرنا ہے کہ:

”جب تمہارا خطیب (جمعہ کو) خطبہ پڑھتا ہے تم خود خطبہ پڑھتے ہو؟“

وہ کہے گا: نہیں۔

میں نے کہا: تم خود کاغذ پر لکھ لینا تمہارا عقیدہ ہے کہ خطبہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ کہنا کہ کرو دستخط یہاں۔ اب اسے کہنا کہ تو نے وہ حدیث لانی ہیں کہ حضرت ﷺ بغیر خطبے کے جمعہ پڑھاتے تھے۔ حدیث میں ہو کہ:

”خطبہ کے بغیر جمعہ ہو جاتا ہے۔“

یہ حدیث لانی ہیں تجھے اور میں وہ حدیث لاؤنگا کہ حضرت خطبے کے ساتھ جمعہ پڑھاتے تھے۔

میں نے کہا: اس دھوکے کا جواب تو اسی طرح دینا ہے جا کہ جو اس نے تیرے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔

باقی اصل مسئلہ

باقی رہا مسئلہ کی بات تو پہلے میں نے اسے یہی بات سمجھائی کہ یہ دو آیتیں ہیں۔ جو میں نے پہلے سمجھایا اور اسی کے بارے میں یہ بات میں نے بتائی۔

حیث کا جواب

اب دیکھو کسی نے چٹ لکھی ہے کہ آیت واذا قرء القرآن الخ خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آپ نماز کے بارے میں فرما رہے ہیں؟

الجواب

میں نے اپنی بات کہی ہے یا حضرت ﷺ کی حدیث سنائی ہے واذا قرء القرآن فاستمعوا لکھا خیال ہے۔ اب اللہ کے نبی قرآن کو زیادہ سمجھتے ہیں یا یہ میرا دوست چٹ لکھنے والا۔ پھر اللہ کے نبی ﷺ قرآن کن کو پڑھایا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو:

یعلمهم الكتاب والحكمة

بات ٹھیک ہے یا نہیں انہیں قرآن سمجھ آ گیا تھا یا نہیں؟ اب ان لوگوں سے پوچھو:

اس آیت کی تشریح سیدنا عبد اللہ ابن عباسؓ سے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ کرمہ میں وہ رحیم یار خان یا خانپور میں نہیں۔ مکہ کرمہ میں فرما رہے ہیں۔

المومن لمی سعة من الاستماع اليه الا لمی صلوة المفروضة

او المكتوبة

”کہ اگر کوئی آدمی قرآن پڑھے تو دوسرے مسلمان کو دعوت ہے اگر وقت ہے سننے کا تو سنئے اگر کسی کام جانا ہے تو چلا جائے۔ مگر فرض نمازوں میں یہ چھوٹ نہیں ہے“

انما نظرة هذه الآية نزلت لمی صلوة المكتوبة. (کتاب القراءة ص ۷۳)

”یہ آیت جو ہے فرض نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔“

اور آگے یہاں تک فرمایا ہے:

”اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کوئی امام کے پیچھے (فاتحہ) پڑھتا

ہے تو وہ گدھوں سے زیادہ جفا کار ہے۔“

کتاب القراءة تکمیلی میں یہ روایت موجود ہے۔

چیلنج

تو یہ میں اپنی بات سن رہا ہوں یا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی جن کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے دعا مانگی تھی کہ:

اللهم فقهه في الدين و علمه التاويل.

(مسند احمد ج ۱ ص ۳۲۸، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳)

”اے اللہ! اسے دین کی سمجھ اور قرآن کریم کی تفسیر و تاویل میں مہارت عطا

فرمادے۔“

اور جب انہوں نے یہ فرمایا تو مکہ مکرمہ میں ایک آدمی ثابت کر دیں کتنے آدمی؟ صرف ایک آدمی۔ جس نے یہ کہا ہو کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ جس طرح میرے دوست نے لکھا ہے۔ دس ہزار روپیہ فی روایت انعام دو لگا۔ صرف ایک روایت۔ جیسے میں نے یہ کہا تا کہ یہ آیت نماز کے لئے نازل ہوئی ہے تو رحیم یار خان کے دوست نے فوراً چٹ لکھی آخر مکہ مکرمہ کے صحابہؓ اور تابعینؓ میں بھی دین کا کوئی جذبہ اور شوق تھا یا نہیں؟ جب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بیان فرمایا تو رحیم یار خان کی طرح مکہ مکرمہ کے کسی ایک صحابی یا تابعی نے یہ کہا ہوا:

”عبد اللہ! یہ آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔“

اس قسم کا صحابی کا قول لکھنا گناہ تو نہیں ہے تا کہیں بھی۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ مسجد میں بیٹھ کر قطعاً کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر میرا دوست لکھ کر بھیجے میں تسلیم بھی

کردن کا اور فی صحیح روایت دس ہزار روپیہ انعام کا وعدہ بھی کرتا ہوں۔

عبداللہ ابن عمرؓ سے اس آیت کی تشریح

اب دیکھئے دوسرا مرکز اسلام کا مدینہ منورہ ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جو آخری نبیؐ کے صحابی ہیں دوسرے خلیفہ راشد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ ہیں۔ اللہ کے نبیؐ سے قرآن پڑھا ہے۔ فرماتے ہیں:

كانت بنو اسرائيل اذا قرأت انتمهم جاوبوهم

”یہودیوں اور عیسائیوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب نماز جماعت سے پڑھتے امام بھی اللہ کی کتاب زبور پڑھ رہا ہے وہ بھی پڑھ رہے ہیں پیچھے۔ امام بھی انجیل پڑھ رہا وہ بھی پیچھے انجیل پڑھ رہے ہیں۔“

تو اسلام میں یہ بات بولی تھی کہ جب تک اپنا حکم نہ آئے پہلی شریعت کے حکم پر لوگ عمل کر لیتے تھے۔

دیکھئے حفاظ حضرات بیٹھے ہیں یہ تو آیت ہے:

فول وجهک شطر المسجد الحرام

لیکن آیت کون سے پارہ میں ہے کہ:

فول وجهک شطر البيت المقدس

ہے کہیں؟ (نہیں..... سامعین) تو کیوں حضرت پڑھتے تھے اس لئے کہ ابھی پہلی شریعت کا حکم چلا آرہا تھا۔ تو اسی طریقے سے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں یعنی اسرائیلیوں میں یہ مسئلہ تھا کہ امام کے پیچھے قرأت کیا کرتے تھے آگے کیا فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

فکره الله ذلك لهذه الامة

اللہ تعالیٰ کو اس امت کے لئے یہودیوں کی ریت نہ پسند آئی

فلنزلت واذاقرا القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون

(الذکر المکرم..... ص ۱۵۶ ج ۳)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اب یہودیوں کی ریت چھوڑ دو عیسائیوں کی ریت چھوڑ دو۔ جب تمہارا امام قرأت کرے تو تم خاموش رہا کرو۔“

یہ انہوں نے کہاں بیٹھ کر فرمایا اوکاڑہ میں یا رحیم یارخان میں؟ (مدینہ میں..... سامعین)

مدینہ منورہ میں اس وقت اور بھی صحابہ کرامؓ حیات تھے یا نہیں؟ تابعینؓ تھے یا نہیں؟ لیکن کیا رحیم یارخان کی طرح مدینہ منورہ میں کسی نے یہ سن کر کہا کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نہیں آئی ہے کسی ایک آدمی نے اس طرح کی چٹ لکھی ہو یا عبداللہ ابن عمرؓ کو کہا ہو کہ یہ نماز کے بارے میں آیت نازل نہیں ہوئی۔ اس پر بھی میں یہی کہتا ہوں کہ وہ روایت ضرور لکھ کر بھیجیں اور انشاء اللہ ہم 10,000 روپیہ انعام دیں گے فی روایت۔

(کسی نے پھر چٹ بھیجی تو فرمایا کہ) یہ کوئی حدیث یا روایت (چٹ لکھنے والوں کی طرف سے) نہیں آئی اس کو بعد میں دیکھتا ہوں کیا ہے؟ اس لئے بتایا ہے کہ شاید آپ سمجھیں (کہ غیر مقلدوں نے کوئی) روایت (لکھ کر بھیجی ہے) یہ ہمارے دوستوں کی قسمت میں نہیں ہے کہ کوئی روایت یا حدیث میری تقریر میں لکھ کر بھیجیں۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تشریح

تیسرا مرکز کوفہ تھا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اما ان لکم ان تفهموا اما ان لکم ان تعقلوا

”کیا تمہیں عقل اور سمجھ نہیں ہے کہ جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔“

جس طرح اللہ نے حکم دیا ہے:

واذا قرأ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون۔ (تیسرا ابن جریر ص ۱۰۳ ج ۹)

کوفہ کی حیثیت علمی

تو کوفہ ۸۰ شہر ہے جس میں ایک ہزار پچاس صحابہؓ پہنچے اور ۸۳۰۰۰ تابعینؓ

یہاں آباد تھے۔ ایک ہزار پچاس صحابہؓ میں سے یا تیرا سی ہزار تابعینؓ میں سے کسی ایک نے کہا ہو کہ عبد اللہ ابن مسعودؓ آپ ﷺ کا خط کہہ رہے ہیں۔ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ یہ ہمیں کوئی میرا دوست لکھ کر بھیجے دیکھو میں گالی نہیں دے رہا۔ میں یہ آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ جس طرح نبی پاک ﷺ اور صحابہؓ نے قرآن سمجھا ہم وہی چیز آپ کے سامنے لا رہے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مغفلؓ سے اس آیت کی تشریح

چوتھا مرکز بصرہ تھا۔ بصرہ میں حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

قال في الصلوة (كتاب المرأة ص ۸۷)

”یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔“

وہاں بھی کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔

بعض مفسرین کے نزدیک

ہاں چونکہ جس طرح قرآن میں ”انصات“ (خاموش) کا لفظ آیا ہے۔ خطبے کے لئے بھی حضرت پاک ﷺ نے ”انصات“ کا لفظ بیان فرمایا تو بعض مفسرین نے ساتھ خطبہ کا بھی ذکر کر دیا لیکن اس سے نماز کی نفی نہیں ہوئی۔

عام فہم مثال

عام فہم مثال سے سمجھو مکہ مکرمہ میں لوگ بت پوچھتے تھے تا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور مدینہ منورہ میں یہودی آباد تھے جو قبروں کی پوجا بھی کرتے تھے اب جو آیتیں اس لئے مکہ میں نازل ہوئیں کہ بھی بت کو سجدہ نہیں کرنا بت کی عبادت نہیں کرنی اگر کوئی گھوڑے کی عبادت کرے تو آپ وہ آیت پڑھ دیتے ہیں یا نہیں۔ اگر کوئی درخت کی پوجا کرے آپ وہ آیت پڑھ دیتے ہیں یا نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ یہ اس موقع پر نازل ہوئی بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ بھی اس حکم

میں شامل ہے۔ تو جب آپ نے درخت کی پوجا سے روکا اور وہ آیت پڑھی جو بت کے لئے نازل ہوئی تھی تو کیا کوئی عقلمند آدمی یہ سمجھے گا کہ یہ آیت درخت کو سجدہ کرنے سے منع نہیں کر رہی۔ وہ بھی اس میں شامل ہیں۔ تو اگر اسی طرح اگر بعض مفسرین نے خطبہ کا ذکر کیا تو ہم خطبہ میں بھی خاموش رہتے ہیں تو ہماری بات تو اور مضبوط ہوئی کم تو نہیں ہوئی نا؟ تو دیکھئے میں نے اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ کی: واذا قرأوا انصتوا (مسلم..... ص ۱۷۴ ج ۱) حدیث پڑھی۔

عدالت میں بحث

عدالت فیصل آباد میں جب حدیث پر بحث ہوئی میں نے وہاں انہیں کہا جس طرح میں نے پڑھی ہے:

اذا اكبر فكبروا

”امام اللہ اکبر کہے تم اللہ اکبر کہو“

واذا قرأوا فانصتوا

”امام قرأت کرے تم خاموش رہو“

واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين.

(مسلم... ج ۱ ص ۱۷۴)

”امام غیر المغضوب علیہم والضالین کہے تم آمین کہہ لو۔“

تم بھی ایک حدیث پڑھو کہ حضرت نے کہا ہے:

اذا اكبر فكبروا

”امام اللہ اکبر کہے تم اللہ اکبر کہو“

واذا قرأوا الفاتحة. فاقروا الفاتحة

”جب امام فاتحہ پڑھے تم بھی فاتحہ پڑھو۔“

واذا قال آمين فعملوا

”جب آمین کہے تم آمین کہو“

حج کا حکم

اس طرح کی حدیث لائیں حج نے بھی کہا کہ آپ بھی اس کے مقابلے میں کوئی ایسی حدیث لائیں کہ پورا نماز کا طریقہ ہو تکبیر سے لے کر التحیات تک جس طرح انہوں نے حدیث پیش کی ہے۔ لیکن وہ اس عدالت میں بھی پیش نہیں کر سکتے اب بھی پیش نہیں کر سکیں گے۔ اور قیامت کی صبح تک پیش نہیں کر سکیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔

اصل مسئلہ

تو میں سمجھا یہ رہا تھا کہ اس نوجوان کو میں نے یہ دونوں طریقے سمجھائے اس کے بعد میں نے بتایا مسئلہ سمجھو جس طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ ”خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا“۔ لیکن خطیب کا پڑھا ہوا خطبہ سب کی طرف سے ہو جاتا ہے۔ کسی کو آواز سنائی دے یا نہ دے کوئی گھر ہی بیٹھا ہو جس نے آکر جماعت میں ملنا ہے اسکی طرف سے بھی ہو گیا۔

میرا سوال

تو میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ حضرات سارے خطبہ پڑھتے ہیں یا صرف خطیب صاحب پڑھتے ہیں۔ (صرف خطیب صاحب پڑھتے ہیں..... سامعین) تو جب آپ مسجد سے باہر نکلتے ہیں تو باہر شور مچاتے ہیں کہ ہم آج بغیر خطبہ والا جمعہ پڑھ کے آئے ہیں۔ یا یوں کہتے ہیں کہ جو خطیب صاحب نے خطبہ پڑھا ہے وہ ہماری طرف سے ہو گیا ہے۔ اسی طرح کبھی ہم نے شور مچایا کہ ہم فاتحہ اور سورۃ کے بغیر نماز پڑھ کے آئے ہیں۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ جو کچھ امام نے پڑھا وہ ہماری طرف سے بھی ادا ہو گیا ہے جس طرح ہمارا جمعہ خطبہ والا ہے اسی طرح ہماری نماز بھی فاتحہ اور سورۃ والی ہے۔ ہم نے تو کبھی یہ بات نہیں کہی۔

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی لیکن باجماعت نماز میں امام کی

قرأت سب کی طرف سے ہو جاتی ہے۔ اللہ کے پاک پیغمبر مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

من كان له امام فقرأه الامام له قراءة

(طحاوی شریف..... ص ۱۰۶ کتاب القراءات للبیہقی..... ص ۱۳۸)

”جو امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو امام کی قرأت ہی سب کی قرأت ہے۔“

روپڑی صاحب کا فرمان

حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب فرمانے لگے کہ یہاں قرأت کا لفظ ہے اور فاتحہ کو قرأت نہیں کہتے۔

میں نے کہا: پھر کسے کہتے ہیں؟
کہنے لگے: اگلی سورت کو قرأت کو کہتے ہیں فاتحہ کو قرأت نہیں کہتے۔

فاتحہ قرأت ہے

میں نے اس وقت (فاتحہ کے قرأت ہونے پر) سات حدیثیں پڑھی تھیں اب صرف دو پڑھتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ان النبي صلى الله عليه وسلم و ابا بكر و عمر و عثمان
كانوا يفتتحون القراءة بالحمد لله رب العالمين

(ترمذی..... ج ۱ ص ۵۷: ابوداؤد شریف..... ص ۱۱۳ ج ۱)

نبی پاک ﷺ جب امام بنتے تو قرأت کہاں سے شروع کرتے الحمد للہ رب العالمین سے۔

اللہ کے نبی مکہ رہے ہیں فاتحہ قرأت ہے میرا دوست غیر مقلد کہتا ہے فاتحہ قرأت نہیں ہے۔ آپ کس کی مانیں گے؟ (اللہ کے نبی کی..... سامعین)

اب مصلیٰ پر امامت کے لئے کون آگئے ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

انہوں نے امام بن کر قرأت کہاں سے شروع کی ہے۔ الحمد للہ رب العالمین سے۔ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فاتحہ کو قرأت فرما رہے ہیں اور میرا دوست غیر مقلد کہتا ہے کہ فاتحہ قرأت نہیں ہم صدیق کو سچا سمجھیں یا اس دوست کو سچا سمجھیں۔ (صدیقؓ کو..... سامعین)

اب معلیٰ پر کون آگئے ہیں حضرت فاروق اعظمؓ کون فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔ اللہ کے پاک پیغمبرؐ فرماتے ہیں۔

لو کان بعدی نبی لکان عسر

اگر میرے بعد بھی نبوت جاری رہتی تو عمرؓ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نبوت عطا فرماتے۔ فرماتے ہیں کہ جس گلی میں میرا یہ جوان شیر پاؤں رکھ دے وہاں وہ (غیر مقلد شیطان..... ناقل) نہیں آتا۔ ہاں دیکھو تین طلاق کے مسئلہ میں پاؤں رکھا ہے نا۔ تو کبھی آتے دیکھے ہیں۔ بیس تراویح کے لئے پاؤں رکھا ہے نا اس گلی سے تو بھاگتے تو نظر آتے ہیں آتے نظر نہیں آتے۔

اب حضرت عمر فاروقؓ نے قرأت شروع کی۔ الحمد شریف سے ٹھیک ہے نا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فاتحہ قرأت ہے اور میرا غیر مقلد دوست کہتا ہے کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے ہم کس کو سچا سمجھیں فاروق اعظمؓ کو یا اپنے اس دوست کو۔ (فاروق اعظمؓ کو..... سامعین)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کون عثمانؓ جس سے عرش کے فرشتے تک حیا کرتے ہیں۔ میں نے کہا شاید اس بے چارے (غیر مقلد) کو بھی حیا آ ہی جائے وہ جب امام بنے تو انہوں کہاں سے قرأت شروع کی الحمد للہ رب العالمین سے۔ لیکن میرے دوست جو ہیں وہ کہتے ہیں وہ جوتھے غلط تھے۔ (ہم غیر مقلد صحیح ہیں)

سیدنا ابو ہریرہؓ کو حضورؐ کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ابو داؤد شریف میں حدیث ہے کہ حضور پاک ﷺ نے مجھے فرمایا:

اخرج فناد فی طرق المدینة

”جاؤ مدینہ کی گلیوں میں منادی کر کے آؤ اعلان کر کے آؤ“

انه لا صلوة الا بقراءة

کہ قرأت کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہاں یہ بھی بتاؤ نا کہ قرأت کیا ہے؟

ولو بفتاحة الكتاب فما زاد (ابوداؤد..... ج ۱ ص ۱۱۸)

”کہ قرأت کیا ہے فاتحہ اور کچھ اور قرآن کا حصہ پڑھنا۔“

اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ مدینہ کی گلی گلی میں اعلان کروا رہے ہیں فاتحہ قرأت ہے۔ میرا دوست پاکستان کے شہر شہر میں اعلان کرتا پھر رہا ہے۔ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔ بھی ہم کس کی مانیں کس کی نہ مانیں۔ اس وقت صرف میں نے دو (حدیثیں) پڑھیں ہیں۔ (روپڑی صاحب سے مناظرہ میں) سات پڑھیں تھیں اس کے بعد میں نے حافظ صاحب سے درخواست کی کہ اب آپ صرف ایک حدیث پڑھ دیں صرف ایک۔ حضرت نے فرمایا ہو فاتحہ قرأت نہیں ہے اگلی سورت قرأت ہے۔ میں اس حدیث کے پہلے راوی سے لے کر آخری لفظ تک ایک ایک حرف پر سو سو روپیہ رکھ کے انعام دوں گا۔ لیکن حافظ صاحب چار دفعہ سامنے آئے آج تک پیش نہیں کر سکے اب بھی کسی دوست کے پاس ایسی حدیث ہو تو وہ لکھ کر مجھے ابھی جھوٹا کر سکتا ہے حدیث لکھنے کی کھلی اجازت ہے۔ یہ حدیث لکھے کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔ اس لئے مجھے یہی کہنا پڑتا ہے جب حافظ صاحب ملتے ہیں:

مانا کہ تم حسین ہو پر دل کے سختی نہیں

عاشق کے اک سوال کو پورا نہ کر سکے

ایک حدیث مانگی تھی وہ بھی آج تک نہیں ملی۔ کیا کریں نام الحمدیث ہے۔ غیر مقلد مجھ سے کہتے ہیں آپ حدیثیں ہی مانگتے ہیں میں نے کہا کیا کروں نام آپ کا الحمدیث ہے نا حدیث نہ مانگیں تو کیا مانگیں۔

تو میں نے اسکو سمجھایا کہ جس نے یہ اشتہار تجھے دکھایا تھا کہ اگر فاتحہ کا لفظ ہو کہ امام کے پیچھے پڑھنا منع ہے تو میں تین لاکھ روپیہ لکھا تھا دوں گا۔ میں نے بتایا۔

سارے قرآن کا مسئلہ

ہمارا مسئلہ سارے قرآن کا ہے۔ تم اب اس سے یہی سوال پوچھنا جا کے کہ ناپاک حائفہ عورت کو قرآن پڑھنا منع ہے تا تم اب فاتحہ کا لفظ دکھاؤ کہ حائفہ عورت فاتحہ نہ پڑھے ہم پانچ لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔ لیکن وہاں یہی ہے تا کہ حائفہ عورت قرآن نہ پڑھے تو فاتحہ بھی منع ہوگئی یا نہیں ہوئی میں نے کہا جس نے یہ لکھا ہے تا اشتہار میں ہر حرف پر دس روپیہ انعام دوں گا کہ منع کا لفظ فاتحہ کے ساتھ ہو۔ اسے کہنا یا فاتحہ تو چھوٹی سورۃ ہے تو "البقرۃ" کا لفظ دکھا کہ امام کے پیچھے البقرہ پڑھنا منع ہے لفظ البقرہ اور منع کا ہو تو میں ہر حرف پر ایک ایک ہزار روپیہ تجھے انعام دوں گا۔ تو ہمارے دوست بے چارے اس قسم کے دعوے دیتے ہیں لوگوں کو۔ خیر اس نے بات سمجھی اس کے بعد دو تین دفعہ دہرائی بات اس نے۔ کہا جی میری تسلی ہوگئی ہے اب میں جاتا ہوں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔

کرم دین سلفی کی کتاب کا حال

اس کے بعد وہ چھ لڑکے آئے (ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی) کہ جی ان کو میں نے صحیح عقیدہ سمجھا دیا ہے یہ تابع ہو گئے ہیں میرے دوست ہیں میں نے کہا کہ جزاک اللہ آپ نے ماشاء اللہ بہت اچھا کام کیا ہے یہ کتاب آج کل مفت تقسیم ہو رہی ہے "نماز میں سورۃ فاتحہ" از کرم دین سلفی۔

کہتے ہیں جی اس میں چار سو دلیلیں دی ہیں۔ یہ دلیلیں کیا ہیں۔ ایک سند کو ایک ایک نمبر دیا ہے۔ روایتیں کتاب القراءۃ البیہقی سے لی ہیں اس میں جو باتیں ۷۸ صفحہ تک تھیں اس کو ۲۱۵ صفحے دے کر نمبر دار اس میں نقل کر دیا ہے۔ ۸۷ صفحے کی باتیں ۲۱۵ نمبر دے کر۔ اس پر نقل کر دیا ہے۔ صفحہ ۸۷ کے بعد آگے (کتاب القراءۃ میں) کہا ہے خود ان کا ترجمہ ہے:

"ان لوگوں کے دلائل کا بیان جو آہستہ قرأت والی رکعات میں امام کے پیچھے قرأت کو واجب سمجھتے ہیں لیکن جبری قرأت والی

رکعات میں نہیں۔

اب یہ لکھ رہے ہیں خود:

"مجاہد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی انصاری قرأت کی آواز سنی

نماز میں سنی تو یہ آیت نازل ہوئی واذا قرأ القرآن الخ۔"

اور تقریباً پچیس روایتیں اسی قسم کی اس کتاب میں درج ہیں۔ جن میں یہ بتایا گیا تھا کہ (فاتحہ) پڑھنے والی حدیثیں اس آیت (واذا قرأ القرآن الخ) سے پہلے کی ہیں اس کے بعد یہ آیت آگئی۔ اب یہ اگلی جو اتنی کتاب اس نے لکھی ہے اللہ کے بندے نے وہ جس میں قرآن کی آیتیں ہیں وہ اسکو بیان کرنی چاہئے تھیں یا نہیں (کرنی چاہیں تھی..... سامعین)

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر اسی طرح کوئی عیسائی آج کتاب لکھ دے کہ دیکھو اللہ کے نبی اور ان کے صحابہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور جو بعد میں آیت نازل ہوئی:

فول وجھک شطر المسجد الحرام

اور جو اس کے بعد کی حدیثیں ہیں وہ نہ لکھتے تو اسے آپ دھوکہ کہیں گے یا تبلیغ دین کہیں گے؟ کوئی وہ والی حدیثیں شائع کر دے کہ بھی نماز میں صحابہؓ باتیں کر لیا کرتے تھے اور جو بعد میں قوموا للہ فانتہن نازل ہوئی اور آپ نے باتوں سے منع فرما دیا آپ اسے تبلیغ دین کہیں گے یا دھوکہ کہیں گے؟

میرے دوستو! اگر آپ نے یہی کتاب تقسیم کرنی ہے تو اپنی مسجد کے ساتھ ایک مردہ خانہ بھی بنالو تا کہ پتہ چلے کہ یہ پہلے زمانے کی حدیثوں پر عمل کرنے والے ہیں۔ ایک طرف شراب خانہ بھی بنالو کیونکہ خود بخاری میں حضورؐ کے چچا کے شراب پینے کا واقعہ موجود ہے۔ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا۔ اپنی مسجد کا محراب بھی بیت المقدس کی طرف کر لوتا کہ لوگ دیکھ کر سمجھ لیں کہ بھی یہ پہلے زمانے کی حدیثیں لوگوں کو سنار ہے ہیں بعد والی نہیں سنائیں گے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ بھی آپ آخری زمانے کی حدیثوں پر عمل کریں گے یا پہلے زمانے والی حدیثوں پر (آخری

والی..... سامعین)۔

لیکن اس میرے دوست نے دیکھو کیا کیا یہ بھی انہوں نے ترجمہ کیا ہے اس سے ص ۷۸ تک جو باتیں تھی وہ اس کتاب میں نقل کر دیں اور ۲۱۵ نمبر دیے۔ بڑا شور مچاتے ہیں کہ ۲۱۵ دلیل ہیں ہمارے پاس جو قول کہیں سے مل گیا ایک نمبر اس پر لکھ دیا۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کیا اس کے بعد یہ کتاب ختم ہوگئی ہے؟ یہ کتاب تو جاری ہے صفحہ ۱۸۶ تک۔ تو یہ بعد والے سو سے زیادہ صفحے بیکار تھے اس کتاب کے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آج تک آپ نے کوئی ایسا دھوکہ باز آدمی دیکھا؟ میں نے کم از کم یہ مثال پہلی دفعہ دیکھی ہے۔

اب اس کو دونوں کتابیں دی تھیں مطالعہ کے لئے کہ ان پڑھ ہے ان کو کیا پتہ تھا کہ امین کے پاس لے جایگا۔ اب وہ (یہ دونوں کتابیں کتاب القراءۃ اور کرم دین کی کتاب) ان کے پیچھے لے کر پھرتا ہے کہ یہ کتاب صحیح ہے یا غلط۔ کہتے ہیں صحیح ہے اس نے کہا صفحہ ۷۸ تک صحیح ہے تو باقی اگلے صفحات کا کیا حال ہے۔ اب وہ خاموش۔ تو یہ ہمارے دوستوں کا حال ہے۔ تو قرأت خلف الامام کے بارہ میں ہمارے پاس قرآن ہے اللہ کے نبی صلی اللہ کی احادیث ہیں صحابہ کا اجماع ہے۔

دوسری حیث

پھر یہ دیکھیں کہ (غیر مقلدوں نے) کوئی حدیث یا آیت لکھ کر بھیجی ہے یا نہیں۔

(چٹ میں لکھا ہے) تقلید کے لغوی معنی کیا ہیں فقہی کتابوں سے جو معنی ثابت ہیں کیا وہ درست ہیں؟ کسی کی اندھا دھند اطاعت کرنا؟

الجواب

اس پر صرف میں اتنا کہوں گا جس نے یہ لکھ کر بھیجا ہے کہ کسی ہماری فقہ کی کتاب میں اندھا دھن کا لفظ نہیں ہے۔

لعنة الله على الكاذبين.

ورنہ ابھی صفحہ لکھ کر بھیجیں کتاب کا اور عبارت لکھ کر بھیجیں۔ اگر لکھ کر نہ بھیجی تو آپ اس کو جھوٹا سمجھیں گے یا نہیں (سمجھیں گے..... سامعین) آگے (چٹ میں لکھا ہے کہ) حدیث نبویؐ ہے:

لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب

صحیح مند کے ساتھ ثابت ہے اس میں باجماعت نماز کا حکم بھی شامل ہے۔

الجواب

یہ اس نے شامل کیا ہے اللہ کے نبیؐ نے شامل نہیں کیا۔ اس میں ہمارا جھگڑا ان سے یہی ہے کہ حدیث پوری مانتی چاہئے یا ادھوری؟ آپ کا کیا خیال ہے؟ (پوری..... سامعین) پوری حدیث اسی کتاب القراءۃ میں کئی صحابہؓ سے آئی ہے:

لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب فصاعداً^(۱)
(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۹)

ترجمہ: ”کہ نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جو فاتحہ اور کچھ حصہ قرآن کا نہ پڑھے۔“
فرمایا کہ:

ان لا صلوة الا بقراءة فاتحة الكتاب وما تيسر (موارد القرآن ص ۱۲۶)

”نماز نہیں ہوتی جو نہ پڑھے فاتحہ اور جتنا اور کچھ آسانی سے پڑھ سکے۔“

اسی طرح: ”نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جو نہ پڑھے فاتحہ الكتاب فما زاد

(۱)۔ قال سليمان لمن يصلي وحده.

ترجمہ: حضرت امام سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اکیلے نمازی کے لیے ہے۔

قال الترمذی و امام احمد بن حنبل فقال معنى قول النبي صلى الله عليه وسلم لا صلوة لمن

لم يقرأ بفاتحة الكتاب اذا كان وحده. (ترمذی..... ج ۱ ص ۵۸)

ترجمہ: امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کہ اسکی نماز جائز نہیں جو سورۃ فاتحہ کے ساتھ

(مزید) قرأت نہ کرے (اس کے متعلق) امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت ہے جب کہ کوئی

اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ (محمد ظفر عفی عنہ)

جو زیادہ پڑھ سکتا ہے فاتحہ سے وہ بھی پڑھے۔“

اب بات صرف اتنی ہے جب یہ پڑھتے ہیں آدمی حدیث تو ترجمہ کرتے ہیں:

”کسی کی نماز نہیں ہوتی نہ امام کی نہ مقتدی کی نہ فرض نہ نفل نہ جنازے نہ جمعے کی نہ عید کی۔“

اسی طرح کرتے ہیں تا ترجمہ..... میں کہتا ہوں پوری حدیث کا ترجمہ کرنا۔
”جو شخص نماز میں فاتحہ اور سورت نہ پڑھے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی ہو یا عید ہو یا جمعہ ہو اس کی نماز نہیں ہوتی۔“

اس طرح یہ خود بھی بے نمازی بن جائیں گے کیونکہ ان کے مقتدی بھی فاتحہ کے بعد والی سورت نہیں پڑھتے۔

ایمان داری سے بتائیں

مسجد میں آپ بیٹھے ہیں ایمانداری سے بتائیں جو پوری حدیث مانتا ہے اس کو یہ ”اہل الرائے“ کہتے ہیں اور جو آدمی حدیث مانتا ہے اس کو یہ ”الاجحدیث“ کہتے ہیں۔

ایک مناظرے میں

ایک مناظرے میں (ایک غیر مقلد مناظر نے) حدیث پڑھی اور فصاعداً (کالفظ) چھوڑ دیا۔ میں نے اس پر کہا یہ اللہ کے نبی پاک کا ارشاد آپ نے کیوں چھوڑا ہے تو کہتا ہے ایک ہی لفظ چھوڑا ہے نا ایک ہی۔ میں نے کہا اس ایک لفظ میں ایک سوترہ سورتوں کا حکم ہے اور تو نے ایک سوترہ سورتوں کا حکم چھوڑ دیا۔

ہمارا جھگڑا

اب اس میں ہمارا جھگڑا صرف اتنا ہے ہم کہتے ہیں حدیث پوری مانو یہ کہتے ہیں ہم ادھوری مانیں گے۔ میں کہتا ہوں جو پوری حدیث مانے اس کو اہل

الرائے کہتا اور جو ادھوری مانے اس کو ”الاجحدیث“ کہنا یہ کہیں جائز ہے اس بارے میں کوئی حدیث لکھ کر بھیجیں۔

تیسری چٹ

معلوم ہوا ہے کہ رفیع یدین کے مسئلے میں فیصل آباد اور گوجرانوالہ عدالت میں آپ شکست کھا چکے ہیں؟

الجواب

بھی جھوٹ بولنا، لعنت ان کی قسمت میں لکھی ہوئی ہے۔ فیصل آباد کے جج (عظمت شاہ) نے جو فیصلہ لکھا تھا وہ یہ ہے:

جسٹس عظمت شاہ کا فیصلہ

”حنفیوں نے جو حدیث پیش کی ہے یہ بالکل صحیح ہے اور جو لوگ ملک میں یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ان (حنفیوں) کی نماز نہیں ہوتی وہ ملک میں فتنہ ڈال رہے ہیں عوام کو بھی ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے اور حکومت کو بھی ان پر نظر رکھنی چاہئے۔“
کیا اس میں میری شکست ہے یا ان کی شکست ہے؟ (انکی..... سامعین)۔

دوسرا جھوٹ

رفیع یدین کے بارے میں میں کسی عدالت میں گیا ہی نہیں۔ انہوں نے ایک مقدمہ اپنے آپ کیا سیالکوٹ کی عدالت میں پچاس ہزار روپے کا مکان (فروخت کر کے) مقدمہ پر لگا دیا۔ اور پانچ سال تک تقریباً مقدمہ یہ اکیلے ہی لڑتے رہے۔

اسکے بعد جو اکیلا فیصلہ ہوتا وہ سب پر حجت تو نہیں ہوتا نا؟ لیکن خدا کی لاشی بے آواز ہے نا۔

جسٹس مسعود الرحمن کا فیصلہ

جو فیصلہ وہاں ہوا وہ سیشن جج کے الفاظ کیا ہیں فیصل آباد والے جج کا نام تھا عظمت شاہ اور اس جج کا نام تھا جسٹس مسعود الرحمن۔ اس نے لکھا ہے:

”زیر بحث مسئلہ رفع یدین ہے۔ جس کا فیصلہ صدیوں پہلے ہو چکا ہے۔ اہلسنت والجماعت چارہی جماعتیں ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی جن میں سے شافعی اور حنبلی رفع یدین کرتے ہیں جبکہ مالکی اور حنفی رفع یدین نہیں کرتے۔“

جج نے غیر مقلدوں کو سنتوں سے خارج کر دیا

میں نے فیصلہ لے کر پہلی تقریر یا لکھوت میں کی دیکھو پچاس ہزار روپیہ بھی لگایا مکان بھی بیچا اور جج نے تمہیں سنتوں میں سے خارج کر دیا۔ اس نے کہا سنی صرف چار جماعتیں ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ اب اگر تم اپنے آپ کو اہلسنت کہو گے تو ”توہین عدالت“ کا کیس تم پر بن جائے گا۔ پھر آگے جج نے کیا لکھا ہے:

”حنفی، مالکی جو بغیر رفع یدین کے نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز سنت کے مطابق ہے“

جج کا اگلا جوتا

یہ اس فیصلہ میں بات آگئی تو ان کے خلاف ہوئی یا ہمارے خلاف ہوئی آگے جو اس نے جوتا مارا ہے وہ بھی دیکھنے والا ہے۔ جج لکھتا ہے (ان کا تو ہر دو کا مدار فیصلہ کرنے کو تیار ہے) جج لکھتا ہے:

”میں اپنے آپ میں ایسے مسائل کے فیصلہ کرنے کی قوت نہیں پاتا کیونکہ اس کے لئے اجتہادی قوت کی ضرورت ہے جو کہ میرے پاس نہیں ہے۔“

تو اس نے کہا مجتہد کی تقلید کرو اس مسئلہ میں میرے فیصلہ کی طرف نہ آؤ۔ تو جس نے مجتہد کی تقلید پر لگایا فیصلہ ان کے حق میں ہے یا ہمارے حق میں ہے۔ دیکھو

اگر یہ چئیں نہ لکھتے تو میں آپ کو نہ بتاتا کہ کیا ہو رہا ہے (غیر مقلدوں کے ساتھ)۔

چوتھی جٹ

امام ابوحنیفہؒ سے ائمہ کرام امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ وغیرہ رفع یدین فاتحہ خلف الامام میں اختلاف کیوں کرتے ہیں؟

الجواب

خدا جانے کون جھوٹا آدمی ہے۔ ابو یوسفؒ اور محمدؒ نے کبھی رفع یدین میں اختلاف نہیں کیا ہمارے امام سے دیکھئے آپ کے سامنے یہ حضرات رقعے لکھ رہے ہیں۔ میں نے مانگا تھا یہ کہ ابن عباسؓ کو کسی نے رقعہ لکھا ہو کہ یہ آیت (واذا قرأ القرآن..... الخ) نماز کے لئے نہیں آئی کوئی ایسا رقعہ آیا ان کا۔ مدینے والوں نے لکھا ہو۔ دیکھو میں پھر کہتا ہوں نبیؐ کی حدیث صحیح میں نے مانگی ہے یا قرآن کی آیت کہ ۱۱۳ سورتیں امام کے پیچھے پڑھنا منع اور حرام ہے ایک صرف فاتحہ فرض ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ کوئی لکھ کر بھیج رہے ہیں؟ (پھر ایک رقعہ آیا ہے) موضوع سے جو متعلق رقعہ ہوگا اس کا جواب ہوگا یاد رکھنا۔

پانچویں جٹ

پھر یہ جھوٹ بولا ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کے طریقے امام ابوحنیفہؒ اور احادیث کے مختلف کیوں ہیں؟

الجواب

لعنة الله على الكاذبين

اگر اس (رقعہ لکھنے والے) نے اپنی ماں کا حلال دودھ پیا ہے تو یہ لکھ کر بھیج کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ میں کون سا طریقہ بتایا اور اللہ کے نبیؐ کا طریقہ اس سے مختلف ہے۔

مظفر گڑھ کے علاقہ میں انہوں نے آدھ گھنٹہ کے بعد اعلان کیا تھا کہ ہم

اپنی نماز جنازہ کی مکمل ترتیب حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے، نہیں کر سکتے، نہیں کر سکتے۔ اب بھی کسی ماں کے لال میں جرأت ہے۔ یہ جنازہ پڑھتے اس میں پہلے سبحانک اللہ پڑھتے ہیں، پھر اعوذ باللہ، بسم اللہ فاتحہ آمین، سورت پہلی تکبیر کے بعد حضرت ﷺ نے ترتیب سے یہ چیزیں پڑھی ہوں جنازہ میں۔ دوسری تکبیر کے بعد صراحت ہو کہ دوسری ہی تکبیر کے بعد حضرت ﷺ نے خاص ورود ابراہیمی پڑھا ہے۔ تیسری تکبیر کے بعد ان کی طرح حضرت ﷺ نے دس بارہ دعائیں پڑھی ہیں۔ ابھی لکھ کر بھیجیں ان کا جنازہ اللہ کے نبی ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں، قطعاً ثابت نہیں، قطعاً ثابت نہیں۔ سوائے جھوٹ کے ان بے چاروں کے پلے میں کچھ نہیں ہے۔

چھٹی حیث

یہ ایک چٹ ہے۔ کسی بھی حدیث کو پرکھنے کا کیا معیار ہے؟

الجواب

جو لوگ اپنے آپ کو غیر مقلد کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دلیلیں صرف دو ہیں یا اللہ کی بات یا رسول ﷺ کی بات۔ ان سے تو ہمارا مطالبہ یہی ہے۔ جس حدیث کو صحیح کہیں یا اللہ تعالیٰ سے کہلوائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا اللہ کے رسول سے کہلوائیں کہ یہ حدیث صحیح ہے جس حدیث کو ضعیف کہیں یا اللہ تعالیٰ سے کہلوائیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا اللہ کے رسول سے کہلوائیں۔ اگر کسی امتی کا نام لیا تو پہلے لکھ کر دینا پڑے گا کہ میں الحمد للہ نہیں رہا۔

ہم چار دلیلیں مانتے ہیں اور اس میں الحمد للہ ہمیں کوئی جھجک نہیں ہے۔

(۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) قیاس شرعی۔

ایک مثال

ایک مثال دیکر آپ کو سمجھاتا ہوں۔ رکوع آپ بھی نماز میں کرتے ہیں۔

رکوع کرنے کا حکم قرآن میں ہے وارکعوا مع الراکعین..... وارکعوا واسجدوا

قرآن میں ہے یا نہیں لیکن جب رکوع میں جاتے ہیں تو آپ کہتے ہیں اللہ اکبر رکوع میں جا کر سبحان ربی العظیم پڑھتے ہیں رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد پڑھتے ہیں نا۔ یہ قرآن میں نہیں یہ حدیث میں ہے اب جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں ہر مسئلہ قرآن سے دکھا سکتا ہوں وہ اس قدم پر جھوٹا ہو گیا نہیں۔ اب اس کے بعد یہ اللہ اکبر آپ نے آہستہ سبحان ربی العظیم، آہستہ پڑھا سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد آہستہ کہا، اکیلے میں بھی مقتدی میں بھی اس کی کوئی حدیث نہیں نہ قرآن کی آیت میں ہے۔ یہ امت کے اجماع سے ثابت ہوا ہم نے اس کو اجماع سے مانا اور قیاس ہوتا ہے کوئی نئی بات پیش آ جائے۔ آپ رکوع میں گئے رکوع میں پڑھنا تھا سبحان ربی العظیم آپ نے بھول کر پڑھ لیا سبحان ربی الاعلیٰ کوئی ماں کا لال مجھے لکھ کر بھیجے کہ اگر سبحان ربی العظیم کی جگہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ لیا جائے۔ تو اللہ کے نبی پاکؐ نے نماز کے بارے میں کیا حکم بتایا ہے۔ قیامت تک یہ حدیث سے ہمیں نہیں دکھا سکتے۔ اب دیکھئے یہاں ہم نے امام کی تقلید کی۔ تو دیکھئے تو مسئلے چار آئے نا پہلا قرآن سے لیا دوسرا سنت سے۔ اسے لئے ہم اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ ہم نے اجماع سے لیا ہم اپنے آپ کو اجماع کہتے ہیں چوتھا مسئلہ ہم نے امام سے لیا ہم اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔

غیر مقلدوں کے بڑے بھائیوں کا حال

یہ جو ان کے بڑے بھائی ”اہل قرآن“ ہیں وہ کہتے ہیں سنت قرآن کے خلاف ہے۔ میں پوچھتا ہوں یہ اللہ اکبر کہنا سبحان ربی العظیم پڑھنا، سمع اللہ لمن حمدہ کہنا یہ قرآن سے زائد بات ہے یا قرآن کے خلاف ہے زائد اور خلاف میں فرق ہوتا ہے نا؟ تو یہ زائد ہے یا خلاف ہے (زائد ہے..... سامعین) اسی طرح اجماع والی جو بات ہے کہ آہستہ پڑھنی چاہئے یہ قرآن و سنت سے زائد ہے یا خلاف ہے؟ (زائد ہے..... سامعین) جو خلاف کہے وہ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں بولتا؟ (بولتا

☆ عباسی حکومت: دولت عباسیہ پانچ سو سال رہی ہے کہہ دو پانچ سو سال (پانچ سو سال ... سامعین) اس وقت مکہ شریف مکہ شریف تھا یا نہیں؟ مدینہ شریف مدینہ شریف تھا یا نہیں۔ تاریخ کی کتاب اٹھاؤ پورے پانچ سو سال ہیں سارے قاضی اور ائمہ حنفی ہوتے تھے۔ کتنے سو سال تک (پانچ سو سال ... سامعین) دولت عباسیہ۔

اس کے بعد دو سو سال تک دولت سلجوقیہ سلجوقی حکمران رہے۔ سارے کے سارے قاضی اور مفتی جو تھے حنفی تھے۔ البتہ انہوں نے چار مصلے رکھے۔ چاروں ائمہ کو مانا۔ چار ہی مصلے تھے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ غیر مقلدوں کا کوئی مصلیٰ نہیں تھا۔ عباسی دور حکومت کے پانچ سو سال میں ایک غیر مقلد مکہ یا مدینہ کی ایک مسجد کا امام رہا ہے۔ فی حوالہ ایک لاکھ روپیہ انعام۔ بھیج دو لکھ کے۔ اس وقت مکہ شریف مکہ شریف تھا یا نہیں تھا۔ مدینہ شریف مدینہ شریف تھا یا نہیں تھا۔ سلجوقی دور میں چار مصلے تھے۔ اس میں کوئی پانچواں مصلیٰ ایک دن غیر مقلدوں کا دو سو سال میں بچھا ہو دس لاکھ روپیہ فی حوالہ انعام

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

☆ بیٹھ کر لکھ دیتے ہیں تو شمشاد سلفی سے بارگیا تھا۔ اب یہاں میں کہہ رہا ہوں لاؤ حوالے۔ قبریں اکھاڑ کر لے آؤ بڑوں کی آپ یہ حوالے ہمیں نہیں دکھا سکتے۔

☆ سلجوقیوں کے بعد دو سو سال خوارزمی حکمران رہے سارے کے سارے حنفی تھے۔ خوارزمیوں کے دو سو سالہ دور میں ایک غیر مقلد نے ایک جماعت مکہ شریف میں کرائی ہو یا مدینہ شریف میں کرائی ہو۔۔۔ دس لاکھ روپیہ فی حوالہ انعام

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

گالیاں دے لو گے مجھے لیکن تم کوئی حوالہ پیش ... نہیں کر سکتے۔

☆ اس کے بعد ساڑھے چار سو سال دولت عثمانیہ جس کو ترکی خلافت کہتے ہیں یہ

ہے۔۔۔۔۔ سامعین) اور چوتھا مسئلہ جو قیاس والا ہے یہ قرآن و سنت اور اجماع کے خلاف ہے یا زائد ہے؟ (زائد ... سامعین) تو جس طرح اہل قرآن کہلانے والے زائد مسائل جو حدیث کہ ہیں اس کے بارے میں جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ یہ قرآن کے خلاف ہیں اور یہ لوگ اجماع اور قیاس والے مسائل کے بارے میں جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں حدیث کے خلاف ہے۔

ہمارے ہاں حدیث کی پرکھ کا معیار

ہم نے سچ بولا نا چاروں باتوں میں۔ تو ہم اہلسنت والجماعت حنفی کہلاتے۔ اور چونکہ ہم چاروں باتیں مانتے ہیں اب ہمارے ہاں حدیث کی پرکھ کیا ہے جس حدیث کے مطابق چاروں اماموں نے عمل کیا وہ اجماعاً صحیح ہے۔ جس میں ائمہ کا اختلاف ہوا جس کے مطابق ہمارے مجتہد کا عمل پایا گیا۔ اصول میں ہمارے لکھا ہے:

”مجتہد کا عمل حدیث کی صحت کی دلیل ہوتا ہے۔“

یہ معیار بتا دیا ہم اپنا معیار پرکھنے کا۔ لیکن یہ ایک حدیث کو بھی اللہ یا رسول سے صحیح یا ضعیف ثابت نہیں کر سکتے یہ جب تک اہل حدیث ہونے سے انکار نہ کریں اور امتیوں کے سامنے سجدہ نہ کریں اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ:

”اگر حجر پرستی شرک ہے تو ابن حجر پرستی بھی ایمان نہیں ہے۔“

ساتویں حیث

وضاحت کریں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے ائمہ کرام کا کیا مسلک ہے؟

الجواب

میں سمجھا کہ قرآن کی آیتیں آئیں گی حدیثیں آئیں گی۔ مکہ شریف مولانا! پانچ سال سے بنا ہے یا دس سال سے اور مدینہ شریف (ہزاروں سال سے ... مولانا)

وہاں رہی اس میں بھی چاروں مصلے چاروں قاضی رہے۔ ایک غیر مقلد ایک دن ایک مسجد میں ایک نماز کا امام نہ مکہ شریف میں رہا نہ مدینہ شریف میں۔

پانچ سو سال وہ دو سو سال کل سات سو سال پھر دو سو سال خوارزمیوں کے نو سو سال پھر ساڑھے چار سو سال اگلے (عثمانیوں) کے یہ ساڑھے تیرہ سو سال میں بھی مکہ مکہ تھا یا مدینہ مدینہ تھا یا نہیں۔ تو کیا خیال ہے ایک مجھے کہنے لگا اللہ کا شکر ہے جی پہلے چار مصلے تھے اب ایک رہ گیا میں نے کہا جب چار تھے تمہارا اس وقت بھی نہیں تھا اب ایک ہے تمہارا آج بھی نہیں ہے۔ اس پر میں (رکعات) تراویح پڑھائی جارہی ہے۔ تمہارا مصلیٰ آج بھی نہیں ہے وہ لوگ جنہیں ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں یہاں ہمارے (غیر مقلد) دوست یہ کہتے ہیں کہ جی وہ ہمارے ساتھ ہیں انہوں نے طلاق ثلاثہ کے مسئلہ پر پورا رابطہ عالم اسلامی نے کہا کہ:

من طلق امرأته بفم واحدة ثلاثا

ایک دفعہ کہا تجھے تین طلاق وہ تین ہی واقع ہوگی۔ یہاں کتنے حاجی صاحبان بیٹھے ہو گئے؟ کیوں بھئی وہاں جنازے جب لوگ پڑھتے ہیں تو انکی طرح ہوتا ہے یا ہماری طرح ہوتا ہے؟ (ہماری طرح ہوتا ہے.... سامعین) کبھی کسی نے اونچی آواز سے کچھ وہاں پڑھا؟۔ تھوڑے سے وقت میں ہوتا ہے (یا انکی طرح) لہذا جنازہ ہوتا ہے؟ آج تک وہاں سے کوئی فتویٰ شائع ہوا کہ حنفی نماز غلط ہے؟ مکہ میں نماز نہیں پڑھنے دینگے۔ انہوں نے کبھی شائع کیا؟ تو بھئی یہ جو یہاں کہتے ہیں کہ حنفی نماز غلط ہے انکا ان (مکہ مدینہ والوں) کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ تو اسلئے یہ جو کہتے ہیں انکا مسلک کیا ہے؟ تو میں نے بتایا عرض کیا کہ ساڑھے تیرہ سو سال حنفیوں کی تویت رہی۔

خلافت راشدہ کی وارث فقہ

ایک بات آپ سے پوچھوں نیند تو نہیں آرہی۔ خلافت راشدہ کتنا عرصہ رہی تیس سال۔ خلافت راشدہ کا مقصد کیا تھا بھئی؟ کہ اسلامی قانون دنیا میں نافذ ہو یہی تھا یا کچھ اور تھا؟ تو یہ مقصد پورا ہوا یا نہیں ہوا؟ میں اعلان کر رہا ہوں ساڑھے تیرہ سو

سال فقہ حنفی پورے عالم اسلامی کا قانون رہی۔ خلافت راشدہ کی وارث یہی فقہ (حنفی) نکلی۔ کوئی ماں کا لال مجھے بتائے کہ ایک دن بھی مکہ میں کسی غیر مقلد کو قاضی تو کیا قاضی کا چہڑا اسی بھی رکھا گیا ہو۔ کیوں بھئی قانون کا نفاذ اتنا عرصہ رہا یا نہیں رہا۔ کس شکل میں رہا۔ فقہ حنفی کی شکل میں اور مقصد یہ تھا:

بمکن لهم دينهم الذي ارتضى لهم.

تمہیں دین ساری دنیا میں حنفیوں کے ذریعہ ہوئی صحابہ کے بعد۔

آٹھویں حیث

رفع یدین کی بحث کے بارے میں بتلائیں؟

الجواب

میں نے جیسے پہلے یہ عرض کیا تھا کہ بات اتفاق سے چلتی ہے۔

☆ مسجدوں میں یہ بھی رفع یدین نہیں کرتے ہم بھی نہیں کرتے۔ ٹھیک ہے۔ ہم

پوچھتے ہیں کہ مسجدوں میں منع کی کوئی حدیث ہے؟

☆ ... دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں یہ بھی رفع یدین نہیں کرتے ہم بھی

نہیں کرتے ہم پوچھتے ہیں کہ اس اتفاقی منع کی کوئی دلیل دوتا کہ پیمانہ تم بناؤ۔

دیکھو نا ہمارا حوصلہ پیمانہ تم بناؤ دلیل ہم سے لو لیکن پیمانہ تم بناؤ اتفاقی۔

کیوں بھئی ہونا چاہئے یا نہیں ہونا چاہئے؟ لیکن یہ کبھی اس بات پر نہیں آئیں گے۔

ایک مجھے کہنے لگا جی پوری کتابیں حدیث کی بھری ہوئی ہیں رفع یدین سے۔

میں نے کہا: جو رفع یدین آپ کرتے ہیں وہ تو کہیں بھی نہیں۔ یہ بات غور سے سننے

والی ہے۔ دیکھو ہم ایک جگہ رفع یدین کرتے ہیں اس کے بعد کسی جگہ رفع یدین نہیں

کرتے جس طرح کلمہ شریف ہے۔ لا الہ الا اللہ ایک معبود ہے اور کوئی معبود نہیں

ہے تو کلمہ پورا لا الہ الا اللہ ہے یا صرف لا الہ یا صرف الا اللہ جب تک نفی

اثبات دونوں نہیں ہو گئے کلمہ پورا ہو سکتا ہے؟ ہم جو حدیث پڑھیں گے وہ ہوگی کہ

دھوکہ

دھوکہ دیتے ہیں ایک شخص نے بخاری شریف کھول کر رکھی۔
کہنے لگا: دیکھو جی۔

میں نے کہا: دکھاؤ جی کیا دکھا رہے ہو۔

کہنے لگا: یہ ابن عمرؓ کی روایت ہے۔

میں نے کہا: گنو کتنی جگہ ہے۔ گنا تو نو جگہ بنی۔ کتنی جگہ بنی نو جگہ۔

میں نے کہا: ایک سنت رہ جائے تو نماز مطابق سنت ہوئی ہے یا خلاف سنت۔

کہنے لگا: خلاف سنت۔

وہ بھاولپور سے ایک پمفلٹ چھپا ہوا ہے ہم رفع یدین کیوں کرتے ہیں۔
اس میں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ ایک سنت چھوٹ جائے تو انسان جو ہے وہ لعنتی
بن جاتا ہے۔ معاذ اللہ۔

میں نے کہا: اب تیرے نزدیک اس طرح نماز پڑھنا تو لعنتی کا کام ہے نا؟ اور صحاح
ستہ والوں نے جو سالم کے طریقہ والی جو حدیث نقل کی ہے معاذ اللہ تیرے نزدیک
اس طرح نماز پڑھنے والے لعنتی ہیں تو وہ حدیث لا جس طرح پڑھنے کے بعد تو لعنتی
نہ رہے۔ تو کچھ سنتوں پر غافل رہے۔ اور میں نے کہا ابھی تو میں نے اثبات پوچھا
ہے نا اور پھر ۱۸ جگہ کی نفی کتنی کر کے بھی دکھا۔ کوئی بھی نہیں۔ اب میں کہوں کہ ۱۰ جگہ
کا اثبات اور ۱۸ جگہ کی نفی۔ ہونی چاہئے یا نہیں ہونی چاہئے؟ میں لا کار رہا ہوں کہ کسی
ماں کے بیٹے کے پاس ایسی حدیث ہے ساری عمر بھی نہیں اللہ کے پیغمبرؐ نے صرف
ایک نماز اس کی بھی صرف چار رکعتیں اس طرح پڑھی ہوں اس میں صراحت ہو کہ
آپ ﷺ نے ۱۰ جگہ رفع یدین کی ۱۸ جگہ نہیں کی۔ آؤ اگر کسی میں جرأت ہے تو لکھ کر
بیجج دو تمہاری والی نماز تو اللہ کے نبی نے ایک دن بھی نہیں پڑھی۔ اب بڑا پچھتایا۔
جلدی سے تیہتی اٹھالی اور:

کہنے لگا: ابو بکر صدیقؓ پڑھتے تھے ہمارے جیسی نماز۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کوفہ میں رحیم یار خان میں نہیں ادا کا رہ
میں نہیں کونسا کوفہ جس میں کتنے صحابہؓ پہنچے ایک ہزار پچاس کتنے تابعینؓ
پہنچے (۸۳۰۰۰) اگر وہاں جہاں اتنے صحابہؓ موجود ہوں اور اتنے تابعینؓ موجود ہوں کوئی
سنت کے خلاف نماز سکھاتا تو یہ خاموش رہ سکتے تھے؟ دیکھو مثال سے پوچھتا ہوں میں
آپ سے۔ کہتا ہوں بھئی سنت کے مطابق نماز سیکھو اللہ اکبر کہہ کر سر پر ہاتھ باندھ
اول۔

سبحانک اللہم و بحمدک۔ تو آپ اعتراض کریں گے یا نہیں کہ غلط
ہے؟ ایک سنت کے خلاف میں نے کیا نا تو کیا آپ کا ایمان زیادہ مضبوط ہے ان
صحابہؓ سے اور تابعینؓ سے؟ عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ کے پیغمبرؐ پہلی تکبیر کے
وقت رفع یدین کرتے پھر کسی جگہ نہیں کرتے تھے نفی بھی آگئی اثبات بھی آگیا۔ لا
الہ الا اللہ کی طرح۔ پوری بات آگئی نا۔

غیر مقلدوں کی رفع یدین

اب ان کی دیکھو کہ کتنی بار کرتے ہیں آپ نے کبھی گنا؟ گن لیں۔ چار
رکعتوں میں رکوع کتنے ہوتے ہیں؟ (چار..... سامعین) تو یہ جاتے آتے کرتے
ہیں $2 \times 4 = 8$ (آٹھ)۔ پہلی رکعت کے شروع میں کرتے ہیں پھر تیسری کے شروع
میں کرتے ہیں تو کتنی جگہ ہوگی $(8 + 2 = 10)$ یاد ہوگئی کتنی۔ کتنی جگہ کرتے ہیں دس
جگہ۔ اور کتنی جگہ نہیں کرتے سجدے کتنے ہیں چار رکعتوں میں (آٹھ..... سامعین)۔
 $(8 \times 2 = 16)$ سولہ اور دوسری اور چوتھی رکعت کے شروع میں نہیں کرتے
 $(16 + 2 = 18)$ تو کتنی جگہ نہیں کرتے ۱۸ جگہ۔ یہ بات سمجھ آئی۔ کتنی جگہ نہیں کرتے ۱۸
جگہ۔ کتنی جگہ کرتے ہیں ۱۰ جگہ۔ اب انکی دلیل وہی حدیث ہوگی نا۔ جس میں ۱۰ جگہ
ہمیشہ کرنے کا حکم ہو اور ۱۸ جگہ منع کا حکم ہو۔ لیکن قیامت تک یہ آپ کے سامنے ایسی
حدیث ایک بھی پیش نہیں کر سکیں گے۔

میں نے کہا: گنو۔

اس نے گنا: وہاں بھی ۹ نکلی۔ جو اس نے پیش کی۔

میں نے کہا: ۱۸ جگہ نفی کی دکھاؤ۔

کہنے لگا: وہ تو نہیں۔

میں نے چار ورق آگے الٹے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے نبی کے پیچھے پھر ابو بکر صدیق کے پیچھے نمازیں پڑھتا رہا پھر

حضرت عمرؓ کے پیچھے وہ پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔

ہمارا مسئلہ پورا آگیا یا نہیں۔ ہم جو صدیق کی روایت پیش کر رہے ہیں ہمارا عمل اس

کے مطابق ہے یا نہیں؟ (ہے..... سامعین) اور تم نے جو حدیث پیش کی اس کا صحیح یا

ضعیف ہونا بعد کی بات ہے پہلے تو یہ ثابت ہی نہیں تمہاری نماز ہے اس طرح نماز

پڑھنے والے کو تم تو خلاف سنت کہتے ہو لغتی کہتے ہو تم ان کا نام لیتے ہو حضرت عمرؓ کی

ہم پیش کرتے ہیں وہ صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ

طحاوی شریف اور یہ جو پیش کرتے ہیں نہ اس کی سند صحیح اور اس میں بھی نہ دس جگہ کا

اثبات اور اٹھارہ جگہ کی نفی۔ تو میں کہتا ہوں پہلے پہلی جماعت کا بچہ بلاو وہ تمہیں گنتی یاد

کرادے میں تو ماسٹر ہوں نا..... پہلی جماعت کا بچہ بلاو جب وہ کہہ دے گا اس میں

دس دفعہ کا کرنا اور اٹھارہ جگہ کا نہ کرنا ہے تو پھر بحث ہوگی حدیث صحیح ہے یا نہیں اور اس

کا مطلب کیا ہے اور جن کے پاس ہے ہی کچھ نہیں کہتے ہیں میں اعلان کرتا ہوں

خلفائے راشدینؓ میں عشرہ مبشرہ یا مہاجرین انصار کسی ایک سے ایسی نماز ثابت کر دیں

جس میں دس جگہ کا اثبات اور اٹھارہ جگہ کی نفی ہو کبھی کہتے ہیں نہیں امام ایک طرف ہیں

ابو حنیفہؒ ایک طرف ہیں اعلان کرتا ہوں اس مسئلہ میں ایک امام بھی تمہارے ساتھ نہیں

کسی ایک امام نے دس جگہ رفع یدین کیا ہو اور اٹھارہ جگہ نفی کیساتھ نماز پڑھ کر دکھائی ہو:

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلواریں ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

گیارہواں سوال

رفع یدین کیساتھ نماز پڑھنی چاہئے یہ بخاری میں موجود ہے آپ بخاری کی

مخالفت کیوں کرتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو کس فقہ پر عمل کر لیں

گے یا وہ ائمہ حدیث ہوں گے۔

جواب: دیکھیں میں نے بتایا بخاری شریف میں تمہارے مطلب کی حدیث ہے ہی

نہیں دس جگہ کا اثبات اور اٹھارہ جگہ کی نفی اور دیکھیں یہ دھوکہ دینا چھوڑ دیں۔

کیا بخاری ہر جگہ مقدم ہے؟

بخاری مسلم کی حدیث پہلے مانیں باقی بعد میں۔ بخاری مسلم میں جوتے

پہن کر نماز پڑھنے کی حدیث ہے ایک دن ایک نماز حضورؐ نے جوتے اتار کر پڑھی ہو

بخاری مسلم کی حدیث پیش کر لیکن ساری امت کا عمل جوتے اتار کے نماز پڑھنے

کا ہے یہ جو غیر مقلد جوتے اتار کر نماز پڑھتے ہیں ان سے پوچھو یہ بخاری مسلم کی

مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ بخاری مسلم بلکہ صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے کہ حضرت

نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا پوری زندگی میں۔ بخاری مسلم سے ایک حدیث پیش کرو

کہ حضرتؐ نے بیٹھ کر پیشاب کیا ہو وہاں تم مرد عورتیں بخاری کے خلاف عمل کیوں

کر رہے ہو۔

بخاری مسلم بلکہ صحاح ستہ کی ہر حدیث میں ہے کہ حضرتؐ اپنی نواسی کو

اٹھا کر نماز پڑھتے تھے میں صاف لفظوں میں مطالبہ کر رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے

زندگی کی ایک نماز کی ایک رکعت میں حضور ﷺ نے نواسی کو اٹھائے بغیر نماز پڑھی

ہو۔ بخاری سے حوالہ پیش کریں۔ جب غیر مقلد نماز پڑھ رہا ہو دو بچے اٹھا کر سوار کر دیا

کر و کہ تو بخاری کی مخالفت کر رہا ہے بخاری مسلم میں ہے حضرت کے بارے میں کان

یسا شرو و هو صائم کہ آپ مباشرت کرتے تھے اپنی ازواج مطہرات سے اس حال

میں کہ آپ روزہ دار ہوتے ایک حدیث بخاری مسلم کی دکھا دو حضور ﷺ نے بغیر

مباشرت کئے روزہ رکھا ہو تو اس قسم کے دھوکوں سے باز آ جاؤ۔ باقی یہ کہتے ہیں عیسیٰ

علیہ السلام فقہ پر عمل کریں گے یا اہلحدیث ہوں گے یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فقہ کے منکر ہوں گے قرآن میں جب فقہ کو ماننے کا ہے لیستفقہوا فی الدین (انبیاء: ۱۲۲) حدیث میں فقہ کو ماننے کا حکم ہے من یرد اللہ بہ خیرا ینفقہ فی الدین (ترمذی: ج ۲ ص ۹۸ سنن دازی ج ۱ ص ۸۵ درود و مسلم من معادین ج ۱ ص ۱۳۷) فقہہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (جامع ترمذی ج ۲ ص ۸۹ سنن ابن ماجہ ص ۲۲) دیکھو فقہ کے منکر کو شیطان کہا گیا ہے یہ مجھے ایک حدیث لکھ کر بھیجیں فقہ کے منکر کو اہلحدیث کہا گیا ہو میں گالی تو نہیں دے رہا حدیث بیان کر رہا ہوں۔ باقی رہا یہ کہ کس فقہ پر عمل کریں گے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خود مجتہد ہوں گے۔

ایک مسئلہ

اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے یہ کل کہیں گے کیا دلیل ہے تفسیر ابن جریر میں ہے: وہ آدمی حج پر گئے ایک ہرن پھر رہا تھا مکہ میں۔ ایک نے پتھر پھینکا ایسی نازک جگہ پر لگا وہ مر گیا انہوں نے حضرت عمرؓ سے جا کر مسئلہ پوچھا ایسا ہوا ہے فرمایا کہ پتھر جان بوجہ کر مارا تھا اس نے کہا حضرت مارا جان بوجہ کر تھا لیکن میرا ارادہ یہ تو نہیں تھا وہ مرجائے گا فرمایا کہ عمد اور خطا جمع ہوگئی ہے ایک بکری ذبح کرو جا کر۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کی طرف دیکھا۔ یہ جب چلے جس نے پتھر مارا تھا اس نے کہا حضرت عمرؓ نے جب بکری ذبح کرنے کے متعلق کہا تو عبدالرحمان بن عوفؓ کی طرف دیکھا لگتا یوں تھا حضرت عمرؓ کو مسئلہ صحیح یاد نہیں تھا تو ہم کیوں نہ گائے ذبح کر دیں سات قربانیاں ہو جائیں اور کسی قسم کا شبہ نہ رہے انہوں نے جا کر گائے ذبح کر دی کسی نے آ کر حضرت عمرؓ کو بتایا اس نے گائے ذبح کی ہے آپ کوڑا لے کر چلے گئے کوڑے مار رہے تھے اور فرما رہے تھے حرم میں قتل کرتا ہے اور مفتی کے مسئلہ کو حماقت سمجھتا ہے۔ تو اگر حضرت عمرؓ کا قانون آج جاری ہو جائے غیر مقلدوں کو کوڑے لگیں گے یا نہیں۔

غیر مقلدین کا قبر میں کیا حشر ہوگا؟

ایک مجھے کہنے لگا جب مرجائیں گے تو جان چھوٹ جائے گی میں نے کہا نہیں جب مرجائیں گے تو فرشتہ پیٹے گا اور کہے گا لا دریت ولا تسلیت صحیح بخاری صفحہ ۱۷۸۔ کوہاٹ کے مناظرہ میں جب پڑھی روایت فرشتہ اس لئے پیٹے گا کہ تو نہ مجتہد تھا نہ تو نے تقلید کی۔ انہوں نے شور مچایا تحریف ہوگئی تحریف ہوگئی کہ اگر بخاری کی کسی شرح میں کسی محدث نے لکھا ہو لا تسلیت کا معنی تقلید ہے ہم بارگئے تم جیت گئے۔ میں نے اس وقت بخاری کی شرح قسطلانی رکھی اور بخاری کا حاشیہ کھولا لا ابعث العلماء بالتقلید فیما یقولون وہ جو حاجی سلطان کارخانہ دار ۱۲ سال سے غیر مقلد ہو چکا تھا وہ بھاگا آیا جی دکھاؤ کہاں ہے میں نے کہا یہ ہے اس نے جا کر انہیں دکھایا اور غیر مقلد ہونے سے توبہ کی پھر میں نے کہا قبر میں بھی قیامت تک پٹائی ہوگی فرشتہ پیٹے گا غیر مقلدوں کو ایک کہنے لگا جب نکل آئیں گے پھر کیا ہوگا میں نے کہا روتے ہوئے جارہے ہوں گے دوزخ کو لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر نجات کے دو ہی راستہ ہیں یا خود ہی دین کے اندر پوری سمجھ رکھتا ہو جس کو مجتہد کہتے ہیں یا دوسرا راستہ مجتہد کی مان کر چلا جائے۔ جو میں نے مطالبہ کیا انہوں نے کوئی حدیث لکھ کر نہیں بھیجی تو کل آپ انہیں برملا کہیں اس وقت آپ کے ہاتھ ٹوٹے ہوئے تھے کیا آپ حدیثیں لکھ کر دیتے تو کافر ہو جاتے میں بار بار کہتا رہا ہوں جھوٹ لکھنے سے گناہ ہوتا ہے حدیث لکھنے سے گناہ نہیں ہوتا۔ ایک بھی حدیث لکھ کر نہیں بھیجی۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب و اتو الیہ

تمہید

برادران اہل سنت والجماعت! ہمارا ملک پاکستان جن حالات سے گزر رہا ہے اس زمانہ میں مسلمانوں کا اتحاد اور اتفاق اور آپس میں مل جل کر رہنا بہت ہی زیادہ ضروری ہے لیکن کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو مسلمانوں کے اتحاد اور اتفاق کو ایک آنکھ سے دیکھ ہی نہیں سکتے اس لئے دہاڑی کے علاقہ میں باوجود اس کے کہ بالکل پرسکون ماحول تھا بعض لوگوں نے ایسے پمفلٹ تقسیم کرنے شروع کر دیئے کہ اہل سنت والجماعت کے خلاف پردہ پیگنڈا ہو اور مسلمان ایک دوسرے سے لڑنا شروع کر دیں۔

عقیدہ کا اثبات کیسے؟

پہلی بات یہ یاد رکھیں کہ کسی کے بارے میں جو عقیدہ ہوتا ہے وہ اس (شخص) کے اپنے اقرار سے ثابت ہوتا ہے کسی کے الزام سے ثابت نہیں ہوا کرتا۔ چنانچہ بچوں کو ایمان بھل یاد کروایا جاتا ہے اور ایمان و عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب جو انسان اپنے دل سے تصدیق زبان سے اقرار کرے وہی اس کا عقیدہ ہوتا ہے اگر کوئی آدمی کسی پر الزام لگا دے کہ اس کا عقیدہ یہ ہے اور وہ اس کو نہ مانے تو کوئی آدمی بھی اس کو اس کا عقیدہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔

علمائے دیوبند کی کتب عقائد

اس لئے اہل سنت والجماعت حضرات علمائے دیوبند کے عقائد کی کتاب ”شرح عقائد نسفی“ ہے جو ان کے تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اور ان میں جو بعض نئی تفصیلات شروع ہوئیں تو اس کے بارے میں ”المہند علی المہند“ ہے جس سے ان کے عقائد واضح ہیں اور جن پر علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات ہیں۔

جہاد انگریز اور علمائے دیوبند

لیکن اس پمفلٹ میں علمائے دیوبند پر صرف الزامات قائم کئے گئے اب

فتنہ رضا خانیت اور عبارات اکابر

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده
ولا نبوة بعده ولا رسوله بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

والهكم الله واحد. الآية. وقال النبي ﷺ كل محدثة بدعة
وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار. صدق الله العظيم و
بلغنا رسول الله الكريم رب اشرح لي صدري و يسر لي
امري واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي رب زدني علما
وارزقني فهما. سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت
العليم الحكيم. اللهم صلى على سيدنا و مولانا محمد و
على آل سيدنا و مولانا محمد و بارك وسلم وصل عليه.

دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ حضرات کون ہیں جن پر یہ الزام قائم کئے گئے۔ ان میں (سب سے اول) شاہ اسماعیل شہید ہیں جن کی پیدائش ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ میں ہوئی اور انہوں نے سکھوں کے ساتھ جہاد کیا اور ان کی شہادت ۲۳ ذیقعدہ ۱۲۶۶ھ ہجری بمطابق ۱۸۳۱ء میں ہوئی اب یہ انگریزوں کے خلاف اور سکھوں کے خلاف جہاد کا براہِ اول دستہ تھے اور سب سے پہلے انہوں نے جہاد کی بنیاد رکھی۔ اس نے بعد اس جہاد میں شریک ہونے والے انگریزوں سے جہاد کرنے والے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی جن کی پیدائش ۱۲۳۸ھ رمضان المبارک اور جن کا وصال ۴ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ میں ہے اور دوسرے مجاہد جو ان علماء کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے وہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی تھے جنہوں نے رمضان المبارک میں شامی کے مقام پر انگریزوں کے خلاف جہاد کیا مئی ۱۸۵۷ء میں۔ تو انگریز اسی زمانہ سے چاہتا تھا کہ ایسا پروپیگنڈا ہو کہ مسلمان ان سے متنفر ہو جائیں مولانا خلیل احمد صاحب ان کے معتمد خاص ہیں تو ان حضرات کو سب سے پہلے سامنے رکھا گیا اور ان پر اعتراضات کئے گئے کہ یہ حضرات معاذ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی توہین کرنے والے ہیں حالانکہ یہ وہ حضرات ہیں تاریخی طور پر یہ حقیقت ثابت ہے کہ جنہوں نے اپنے خون کا آخری قطرہ بھی اللہ کی توحید اور رسول پاک ﷺ کی رسالت و عظمت کے لئے وقف کر رکھا تھا اور وہ صرف زبانی باتیں بنانے والے نہیں تھے بلکہ عملی طور پر میدان جہاد میں شریک ہوئے اور انگریز جو تھا وہ ان کے خلاف رہا اور انگریز کے دور میں یہ اور ان کے ساتھی جیلوں میں رہے اور سو سالہ دور میں انگریز نے ان کو پریشان کیا ملک میں بھی یہ قید رہے اور ملک سے باہر بھی قید رہے۔

لیکن آپ ساری رات نماز پڑھیں کسی کافر کے سر میں درد بھی نہیں ہوتا سارا دن روزہ رکھیں کسی کافر کی نکیر بھی نہیں چھوٹی۔ کافر ہمیشہ مسئلہ جہاد سے پریشان ہوتا ہے اسی لئے لارڈ کلکیشن کہتا ہے:

”کہ جب تک دنیا میں قرآن پاک موجود ہے اور قرآن پاک میں جہاد کا مسئلہ موجود ہے میں کبھی ٹھنڈی ٹھنڈی نہیں

سو سکتا۔۔۔ ایک مسلمان کو جہاد سے نہ بیوی روک سکتی ہے نہ بچہ نہ ماں باپ نہ کوئی اور دنیا میں سب سے زیادہ ڈرنے والی چیز موت ہے مگر ایک مسلمان مجاہد کے ذہن میں یہ بات کچی ہوتی ہے کہ میں نے مرنا نہیں بلکہ میں ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنے جا رہا ہوں اس لئے جو موت سے نہیں ڈرتا وہ دنیا کی اور کسی مصیبت سے ڈر ہی نہیں سکتا۔“

علماء کے خلاف انگریز کی سازش

اس لئے کافر ہمیشہ مجاہدین کو بدنام کرتے رہتے ہیں چنانچہ جب غداروں کی غداری کی وجہ سے انگریز ۱۸۵۷ء کے جہاد میں کامیاب ہو گیا اور یہ (مسلمان) لوگ ناکام ہو گئے تو جہاد سے انگریز پھر بھی بہت زیادہ خائف تھا اس لئے اس نے تلاش کیا کہ کوئی ایسا آدمی ملے جو ان مجاہدین کو بدنام کر دے۔

انگریز کی سازش اور احمد رضا خاں

اس سلسلے میں مولوی احمد رضا خاں فاضل بریلوی جس کی پیدائش ۱۸۵۶ء میں اور ۵۷ء کے جہاد میں اس کی عمر صرف ایک سال تھی جس نے نہ حضرت شہید کو دیکھا اور مولانا نانوتوی کے بھی آخری سال تھے جب یہ شخص پیدا ہوا تو اس لئے اس آدمی کو خریدایا گیا کہ تو مجاہدین کو بدنام کر۔ اس نے ۱۳۲۴ ہجری میں ایک فتویٰ دیا۔ شاہ شہید پر پہلے اس نے چار کتابیں لکھیں شاہ شہید کو کافر قرار دینے کیلئے ان کو برا بھلا اور بدنام کرنے کے لئے۔ اسی کے ساتھ پھر ان کے ساتھیوں مولانا نانوتوی اور مولانا گنگوہی کے خلاف بھی کتابیں لکھنی شروع کر دیں چنانچہ اس نے شاہ اسماعیل شہید کی وفات کے ۶۷ سال بعد پہلا رسالہ لکھا جس میں شاہ صاحب کے بارے میں لکھا کہ یہ شخص گستاخ رسول ﷺ تھا حالانکہ شاہ اسماعیل شہید کی جو کتاب ”تقویت الایمان“ ہے وہ ان کی زندگی میں اتنی مشہور ہو چکی تھی کہ ہر جگہ

پہنچ چکی تھی تو ان کی زندگی میں کسی سنی عالم نے یہ بات نہیں لکھی کہ یہ شخص مسلمان رسول ﷺ ہے یا اس کتاب میں خدا کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخیاں ہیں بلکہ ان کے وفات پانے کے بعد اس زمانہ میں چونکہ جہاد زدوروں پر تھا اس لئے یہ انگریزوں کے ایجنٹ (احمد رضا خاں وغیرہ) ڈرتے تھے کہ آج اگر ہم نے مجاہدین کے خلاف کوئی بات کی تو پھر ہمارا تہ پانچہ کر دیا جائے گا اور ہم دنیا میں رہنے کے قابل نہیں رہیں گے اس لئے اس وقت تو یہ دیکھ بیٹھے رہے لیکن قسمت کی بات تھی کہ:

تلك الايام نداولہابین الناس (۱۲۰ھ)

کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی، اب مجاہدین کی پکڑ دھکڑ شروع ہوئی کسی کالے پانی بھیجا جا رہا ہے، کسی کو پھانسی وغیرہ دی جا رہی ہے اس وقت یہ انگریز ایجنٹ اٹھے اور ان کی شہادت کے بعد ان پر یہ الزامات لگانے شروع کئے چنانچہ شاہ شہید کے بارے میں (احمد رضا نے) چار کتابیں لکھیں۔

(۱) الکوکبة الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ

(۲) سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ

(۳) سبحان السبوح (میں شاہ شہید کو خوب برا بھلا کہا۔)

(۴) ازلہ العاز (میں شاہ شہید کو برا بھلا کہا۔)

اور ۱۳۲۳ھ میں اس فتنہ تکفیر کی ابتدا اس شخص نے شروع کی اور ان پر ایسے الزامات لگائے جس کی ان کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی لیکن جب یہ الزامات اس نے لگائے تو عوام الناس نے بھی اس کو خاطر خواہ اہمیت نہ دی۔

کذب احمد رضا حرمین شریفین میں

پھر یہ حرمین شریفین گیا اور وہاں جہاں ساری دنیا اپنے گناہوں سے تڑپ کر رہی ہے وہاں بھی جا کر جھوٹ بولتا رہا کہ علمائے دیوبند کے یہ عقائد ہیں، یہ عقائد ہیں یہ ٹھیک بات ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی جھوٹ بولے مگر قادیان میں بیٹھ کر پنڈت سوامی دیانند نے جھوٹ بولے مگر دہلی میں بیٹھ کر پنڈت شرودھانند نے جھوٹ

بولے مگر ہوشیار پور میں بیٹھ کر لیکن مکہ اور مدینہ میں جھوٹ بولنے کے لئے واقعاً کسی ”اعلیٰ حضرت“ کی ضرورت تھی کوئی ”ادنیٰ حضرت“ وہاں جا کر ایسا کام نہیں کر سکتا تھا۔

علمائے حرمین کا علمائے دیوبند سے رجوع

اس لئے جب یہ واپس آیا اور اس نے شور مچایا تو جو صحیح اور معقول طریقہ تھا علمائے حرمین شریفین نے براہ راست علمائے دیوبند سے ۲۶ سوالات کئے کہ آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کے عقائد کیا ہیں؟ جس کے جواب میں علماء دیوبند نے سوال ۱۳۲۵ھ میں ”المہند علی المہند“ نامی کتاب مرتب کر کے وہاں بھیج دی اور اس پر تمام بڑے بڑے علمائے دیوبند نے دستخط کئے اور ان تمام الزامات کو الزامات قرار دیا کہ یہ الزامات (واہیات) ہیں جو ان لوگوں نے ہم پر لگائے ہیں ہم ان باتوں کو ہرگز اپنا عقیدہ نہیں مانتے بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہتے ہیں (بلکہ یہاں تک کہ) جو اللہ کے نبی پاک ﷺ کے ایک بال مبارک کی بھی توہین کرے اسے ہم کافر، مرتد اور واجب القتل سمجھتے ہیں جو نبی اقدس ﷺ کی پاک نعلین مبارک کو (معاذ اللہ) تحقیر سے ”جتوی“ کہے ہم اس کو بھی کافر اور مرتد قرار دیتے ہیں تو اس لئے (ان تمام علمائے دیوبند نے احمد رضا خاں کے عائد کردہ الزامات سے) برات ظاہر کر دی اور ان الزامات کے (تشفی بخش) جوابات دیئے اور حرمین شریفین والوں کو اس بارے میں حکم مان لیا اور کہا کہ آپ جو فیصلہ کریں گے وہ ہم مان لیں گے چنانچہ مکہ شریف، مدینہ شریف، شام، مصر، حلب، ان سب جگہ کے علماء نے اس کتاب (المہند علی المہند) پر تصدیقات لکھیں کہ یہ لوگ صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت ہیں، عاشق رسول ﷺ ہیں، اولیاء اللہ ہیں اس پر یہ جو الزامات ہیں یہ بالکل غلط ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان الزامات کی کوئی علمی حیثیت نہیں۔

ایک لطیفہ

اس کی میں ایک دو مثالیں عرض کرتا ہوں کہ ایک مولوی صاحب بہت بڑے شیخ الحدیث تھے ان سے کوئی چودھری صاحب ناراض ہو گئے اور چاہتے تھے کہ ان کو یہاں سے نکال دیں تو لوگوں کو اکٹھا کیا کہ یہ شخص گستاخ رسول ﷺ ہے لوگ کہنے لگے کہ ہم نے تو ان کے اتنے وعظ سنے ہیں ساری عمر یہ تو عاشق رسول ﷺ ہیں چودھری نے کہا میں آپ کو ابھی ثابت کر کے دکھاتا ہوں اب سب بیٹھ گئے اور حضرت شیخ الحدیث صاحب سے عرض کیا کہ حضرت ہم حاضر ہوئے ہیں آپ ہمیں حضرت پاک ﷺ کی احادیث اور اس کا ترجمہ سنائیں تاکہ ہمارا ایمان تازہ ہو حضرت شیخ الحدیث نے حدیث پڑھی اور جب فال فال قال رسول اللہ کہا تو وہ چودھری کھڑا ہو گیا اور کہا کہ دیکھو یہ کافر ہمارے نبی پاک کو "کالا" (بھنی سیاہ) کہتا ہے اور ایک دفعہ بھی نہیں دو دفعہ کالا کالا کہا ہے حالانکہ بات صاف ہے آپ ﷺ سے زیادہ حسین اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی کو بنایا ہی نہیں اب اندازہ لگائیں شیخ الحدیث بے چارے کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی لیکن ان پر ایسا الزام لگادیا گیا اور چودھری قسم کھا کر کہے کہ اس مولوی نے دو مرتبہ ہمارے نبی کو "کالا" کہا ہے (معاذ اللہ) جہاں جاتا تھا مولوی صاحب کے خلاف یہ باتیں کرتا تھا اب اس کو الزام کہتے ہیں۔

ایک اور مثال

اسی طرح لکھنؤ میں ایک مرتبہ مشاعرہ تھا اور حضرت سیدنا حسینؑ پر نظمیں پڑھی جا رہی تھیں تو ایک شاعر نے اپنی نظم کا پہلا ہی شعر پڑھا کہ:

کان نبی کا گوہر یکتا حسینؑ ہے

کہ حضرت حسینؑ نبی پاک ﷺ کی کان جس سے سونا نکلتا ہے ان کا یہ ایسا در یکتا ہیں جس کی کوئی مثال نہیں تو (احمد رضا جیسے) دو چار آدمی کھڑے ہو گئے کہ یہ کافر کہاں سے آیا ہے جو ہمارے نبی پاک ﷺ کو "کانا" کہہ رہا ہے

(معاذ اللہ) اب اندازہ لگائیں کہ شاعر بے چارے کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں تھا اس نے جلدی سے مصرع بدل دیا کہ یہ ان پڑھ لوگ کہاں سے آ گئے ہیں جو بات کو سمجھتے ہی نہیں کان جہاں سے سونا نکلتا ہے اس نے اپنا شعر بدل لیا ڈرتے ہوئے کہ چونکہ سمندر سے بھی موتی نکلتے ہیں اس نے کہا:

عمر نبی کا گوہر یکتا حسینؑ ہے

اتنے میں وہ (احمد رضا جیسے) جو تیاں لیکر اسٹیج پر پہنچ چکے تھے کہ یہ آدمی ڈبل کافر ہے پہلے ہمارے نبی پاک ﷺ کو "کانا" کہا تھا اب "بہرا" بھی کہا ہے اب کوئی آدمی صحیح سے صحیح بات کو بگاڑنا چاہے تو اس کا دنیا کے پاس کوئی علاج نہیں۔

ایک مزید مثال

جامعہ خیر المدارس جب جالندھر سے ملتان آیا اور پہلا سالانہ جلسہ ملتان میں تھا تو اشتہار چھپا۔ تین دن کا جلسہ تھا تو روزانہ تانگے پر بھی اعلان ہوتا تھا کہ آج فلاں مولوی صاحب کا بیان ہوگا فلاں مولوی صاحب کا بیان ہوگا تو آگے آگے ہمارا تانگہ اعلان کرتا تھا اور پیچھے بریلویوں کا تانگہ انہوں نے لگایا ہوا تھا ہمارا تانگہ جس چوک سے نکلتا (پیچھے سے) وہ آ جاتے اور کہتے کہ بھئی دیکھو:

”دیوبندیوں کا جلسہ ہو رہا ہے اشتہار پڑھ لیا ہے اور ان دیوبندیوں کو چندہ دیا کرو یہ گستاخ رسول ہیں دیکھو کیسی باتیں اشتہار میں لکھتے ہیں (اشتہار میں لکھا ہوا تھا کہ مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا کہ اگر عورتیں جلسہ بننا چاہیں تو بھی ان کے لئے پردہ کا انتظام ہے) لیکن بریلوی کیا پڑھتے تھے کہ بھی دیکھو اشتہار میں کیا لکھا ہے کہ ”مست رات“ کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہے اب بیچارے اشتہار چھاپنے والوں کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں تھی کہ ہمارے اشتہار کا یہ مطلب نکالا جائے گا کہتے ہیں کہ دیکھو مستوں کے لئے رات کے انتظام ہو رہے ہیں مستوں اور بدمعاشوں کے لئے یہ دیوبندیوں کا جلسہ ہے“

یہی حال بریلویوں کا

تو جب انسان اس حال پر اتر آئے تو پھر اس کا کوئی حل نہیں ہوتا یہی کچھ سو سال سے بریلوی حضرات علمائے دیوبند کی عبارات کے ساتھ کر رہے ہیں جب آج سے ۹۰ سال پہلے علمائے دیوبند نے ان الزامات سے اپنی برات بھی ظاہر کر دی علمائے حرمین شریفین نے بھی بات مان لی کہ یہ الزامات واقعی الزامات ہی ہیں اور یہ لوگ صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت ہیں لیکن بریلوی حضرات آج بھی یہ الزامات پھیلا رہے ہیں۔

علمائے دیوبند کی زندہ کرامت

لیکن اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک پاک ارشاد ہے کہ:

من دعا رجلاً بالكفر او قال عدو الله وليس كذلك الا عاد عليه

(رواہ البخاری)

”جو کسی دوسرے کو کافر کہے (یا اللہ کا دشمن کہے) اگر وہ کافر (یا دشمن) نہ ہو تو کفر اسی پر لوٹ کر واپس آ جاتا ہے“

اس حدیث میں مولوی احمد رضا کے بارے میں تو ہم نے بالکل یقینی طور آنکھوں سے دیکھ لیا کہ جو کفر اس نے ان اولیاء اللہ کے ذمہ لگانا چاہا تھا وہ کفر اسی (احمد رضا) پر لوٹ کر واپس آ گیا۔

(۱) چنانچہ مولوی احمد رضا نے (علمائے دیوبند پر) پہلا اعتراض یہ کیا تھا کہ:

”مولانا محمد قاسم نانوتوی ختم نبوت کے منکر ہیں اور ختم نبوت کا جو انکار کرے وہ کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے چنانچہ (اپنی کتاب) ”حسام الحرمین“ میں اس نے اس بات پر زور دیا“

احمد رضا کی فطری بددیانتی

لیکن یہ الزام اس نے کس طرح لگایا حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی

ایک کتاب ”تخذیر الناس“ ہے اس سے ایک عبارت ص ۲۱ سے ایک ص ۱۵ سے ایک ص ۳ سے لی اور ان تینوں کو ملا کر ایک فقرہ بنا دیا حالانکہ مولانا نانوتویؒ انسان ہیں اور انسان سے غلطی بھی ہو جاتی ہے اگر یہ ظلم کوئی اللہ کی پاک کتاب پر بھی کرنا شروع کر دیتا تو وہاں بھی مطلب کچھ کا کچھ بن سکتا تھا۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں آتا ہے:

ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت (سورۃ التین ۶)

”کہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔“

اب آدھی آیت کوئی یہاں سے لے لے اور آدھی آیت دوسری مائلے۔

سیدخلون جہنم داخرین (غافر: ۶۰)

”کہ وہ عنقریب دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔“

اب واضح ہے کہ اس میں ایک نقطہ بھی قرآن سے باہر نہیں ہے دونوں جگہ قرآن پاک کی آیت ہے لیکن ان دونوں کو ملا کر ایک کر دیا ہے مگر کوئی مسلمان اب اس کو قرآن کی آیت نہیں کہے گا اور اس سے جو مسئلہ نکل رہا ہے کوئی مسلمان اس کو قرآن کا مسئلہ کہنے کے لئے تیار نہیں تو اگر یہ ظلم خدا کے قرآن پاک پر بھی کیا جائے تو وہاں بھی معنی بدلے جاسکتے ہیں یہی کام مولوی احمد رضا نے مکہ مدینہ میں جا کر کیا اور تین جگہ سے عبارت کاٹ کر پیش کی حالانکہ وہاں جو صاف لکھا تھا ص ۱۰ پر کہ:

”رسول پاک ﷺ کا ”خاتم النبیین“ ہونا قرآن کی آیت خاتم النبیین

سے بھی ثابت ہے پھر متواتر حدیث لا نبی بعدی سے بھی ثابت ہے اور جس طرح نماز کی رکعتیں متواتر احادیث سے ثابت ہیں اگر کوئی نماز کی رکعتوں کا انکار کرے کہ ظہر کے چار فرض نہیں ہیں عصر کے چار فرض نہیں ہیں جیسے یہ شخص کافر ہے ایسا ہی حضور پاک ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرنے والا بھی کافر ہے“

(تخذیر الناس ص ۱۰)

اب مولانا نانوتویؒ حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے منکر کو کافر کہہ رہے ہیں اور اس (احمد رضا) نے وہاں (حرمین میں) جا کر جھوٹ بولا کہ وہ حضور ﷺ کی ختم

نبوت کا انکار کرتے ہیں اور یہ فتویٰ لیکر آیا کہ:

”ختم نبوت کا منکر کافر ہے اور جو اس کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے“

لیکن حضرت مولانا فوتویؒ اللہ کے ولی تھے اللہ تعالیٰ کا فرمان حدیث قدسی

میں ہے کہ:

من عاد اللہ ولباً فقد بارز اللہ بالمحاربة (مشکوٰۃ ص ۵۵)

”جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے میرا اس کے خلاف اعلان جنگ

ہوتا ہے“

اس لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ کفر اسی (احمد رضا) پر واپس لوٹا دیا

خود اس کے قلم سے ایسی باتیں لکھی گئیں چنانچہ یہ لکھتا ہے کہ:

☆ ”شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنے پیغمبر کو صراحتاً نبی بتاتے تھے“

(الگوکۃ اشباہ ص ۱۷)

اور لکھتا ہے کہ:

☆ ”دنیا میں کسی کے لئے اللہ عزوجل سے کلام حقیقی کا دعویٰ صراحتاً

(ایضاً ص ۱۸)

اس کی نبوت کا دعویٰ ہے“

مزید لکھتا ہے:

☆ ”اللہ عزوجل سے کلام حقیقی منصب نبوت بلکہ اس کے مراتب

میں اعلیٰ مرتبہ ہے تو اس کے دعویٰ کرنے میں بعض ضروریات دین یعنی نبی ﷺ کے

(ایضاً ص ۱۸-۱۹)

خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے“

پھر لکھتا ہے کہ:

☆ ”اس قول ناپاک میں اس قائل یمپاک نے بے پردہ و بے

حجاب صاف صاف تصریحیں کیں کہ وہ ظلم میں انبیاء کے برابر و ہمسرہ ہوتے ہیں

فرق اتنا ہے کہ انبیاء کو ظاہری وحی آتی ہے انہیں باطنی وہ انبیاء کے مانند معصوم ہوتے

ہیں اسی مرتبہ کا نام حکمت ہے یہ کھلم کھلا غیر نبی کو نبی بنانا ہے (حاشیہ اور نبی بھی

(ایضاً ص ۲۲ مع حاشیہ)

کیسا صاحب شریعت نبی۔)

پھر مزید لکھا کہ:

☆ ”از آجملہ یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے یوساطت نبی احکام شرعیہ

لینے کا ادنیٰ ہے اور یہ نبوت کا دعویٰ ہے امام الوہابیہ کے کفر اجتماعی کا خاص جزئیہ ہے۔“

(ایضاً حاشیہ ص ۲۲)

پھر:

☆ ”اور اپنے پیروائے بریلی کے سید احمد کو کہ نواب امیر خان کے

یہاں سواروں میں نوکر اور بیچارے نرے جاہل سادہ لوح تھے نبی بنایا۔“ (ایضاً ص ۲۳)

مزید:

☆ ”پیر جی کی مہر کا کندہ اسمہ احمد قرار پایا تھا خطبوں میں

پیر جی کے نام (کے ساتھ) ﷺ کہنا شروع ہو گیا۔ (ایضاً ص ۲۶)

احمد رضا کا اقرار

ان عبارات میں صراحتاً احمد رضا نے اقرار کیا ہے کہ اسماعیل شہیدؒ اپنے

پیرو کو نبی مانتا تھا اور نبی بھی کیسا جو صاحب شریعت نبی ہو یعنی مرزائی تو مرزا کو غیر

تشریفی نبی مانتے ہیں لیکن (بقول احمد رضا) اسماعیل شہیدؒ اپنے پیرو کو صاحب شریعت

نبی مانتے تھے مرزائیوں سے بھی آگے بڑھ کر لیکن اس کے باوجود (تمہید ایمان ص ۴۲)

پر) احمد رضا یہ لکھتا ہے کہ:

”علمائے محتاطین انہیں (اسماعیل دہلوی کو) کافر نہ کہیں یہی صواب

ہے۔ وهو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتویٰ وهو المذهب وعلیہ الاعتماد

وفیہ السلامة و السواد. یہی جواب ہے یہی فتویٰ دیا جائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے

اور یہی ہمارا مذہب ہے اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامتی اور اسی میں استقامت۔“

حق بحق دار رسید

اب ”حسام الحرمین“ کا جو فتویٰ جو وہ مکہ مدینہ سے لایا تھا اس میں صاف

تحریر تھا کہ:

”جو ختم نبوت کے منکر کو کافر نہ کہے وہ کافر ہے“

چنانچہ وہ لایا ہوا فتویٰ شاہ شہیدؒ اور مولانا نانوتویؒ پر تو نہ لگا لیکن مولوی احمد رضا کے کام آگیا اس لئے چونکہ یہ شاہ شہیدؒ کے بارے میں صراحۃً اقرار کر رہا ہے کہ شاہ شہیدؒ ختم نبوت کے منکر تھے اور وہ اپنے پیر (سید احمدؒ) کو عام نبی نہیں بلکہ صاحب شریعت نبی مانتے تھے اس کے باوجود احمد رضا نے لکھا ہے کہ میں شاہ اسماعیلؒ کو کافر نہیں کہتا تو اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ اسی لائے ہوئے فتویٰ کے مطابق کافر ہے اس لئے ہم حسام الحرمین کا وہ فتویٰ مولوی احمد رضا کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

عطاءً تو باقائے تو

اور آپ حضرات کو بھی ساتھ یہ تائید کر دینی چاہیے کہ:

حق بحق دار رسید

کہ جس کا یہ حق تھا اس کو وہ حق پہنچ چکا ہے۔

(۲) دوسرا الزام احمد رضا نے لگایا تھا وہ یہ تھا کہ:

”مولانا گنگوہیؒ یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بالفعل جھوٹ بول سکتے

(حسام الحرمین ... ۳۹)

ہیں۔“

حالانکہ یہ بات قطعاً فتاویٰ رشیدیہ میں کہیں موجود نہیں ہے فتاویٰ رشیدیہ میں بالکل اس کے برعکس ہے کہ:

”جو یہ کہے خدا جھوٹ بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے ومن اصدق من اللہ

(فتاویٰ رشیدیہ ... ص ۳۸۹)

فیلا اللہ سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے“

اب اندازہ لگائیں مولانا گنگوہیؒ ایسے آدمی کو کافر کہہ رہے ہیں اور احمد رضا

مکہ شریف اور مدینہ شریف میں جا کر ان کے ذمہ یہ جھوٹا الزام لگا رہا ہے کہ وہ کہتا ہے

کہ اللہ تعالیٰ بالفعل جھوٹ بولتے ہیں۔

احمد رضا کے جھوٹ کی مثال

حالانکہ یہ ایک ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا قرآن پاک میں آتا ہے:

لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم (المائدہ: ۱۷)

”وہ لوگ کافر ہیں اس میں کوئی شک نہیں جو مریم کے بیٹے مسیح کو اللہ سمجھتے ہیں۔“

اب کوئی پادری لقد كفرو الذين قالوا کے الفاظ حذف کر دے اور کہے

کہ دیکھو قرآن پاک میں صاف ہے۔

ان الله هو المسيح ابن مريم

”بے شک مریم کا بیٹا مسیح اللہ ہے۔“

دیکھو قرآن میں ہے کہ بغیر شک و شبہ کے مریم کے بیٹے کو خدا ماننا چاہئے۔

حالانکہ قرآن نے اس عقیدہ کو کفر کہا ہے تو جب یہ عقیدہ کفر یہ ہے اور

اسے کوئی قرآن کے ذمہ لگائے ایسا ہی جھوٹ مولوی احمد رضا نے حضرت گنگوہیؒ کے

ذمہ لگا دیا اور جو عبارت اس اشتہار میں دی ہے وہ بھی فتاویٰ رشیدیہ میں موجود نہیں

ہے۔

غیرت خداوندی جوش میں

تو اس لئے پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور یہ فتویٰ اسی پر

واپس لوٹ گیا کیونکہ خود مولوی احمد رضا کے ہاتھوں سے یہ بات لکھی گئی کہ اسماعیل

شہیدؒ کہتا ہے کہ:

☆..... ”یہاں صاف اقرار کر دیا کہ اللہ عز و جل کی بات واقع میں تو جھوٹی

ہو جانے میں حرج نہیں حرج اس میں ہے کہ بندے اس کے جھوٹ پر مطلع ہوں۔“

(الکوثرۃ اشہابیہ ... ص ۱۳)

مزید لکھتا ہے کہ:

☆..... ”اس میں صاف تصریح ہے کہ جو کچھ آدمی اپنے لئے کر سکتا ہے وہ

سب خدا نے پاک کی ذات پر بھی روا ہے جس میں کھانا، پینا، سونا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، چلنا، ڈوبنا، مرنا سب کچھ داخل ہے لہذا اس قول خبیث کے کفریات حد شمار سے باہر ہیں۔“ (ایضاً ص ۱۵)

یہاں احمد رضا اقرار کر رہا ہے کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کھانا بھی کھاتا ہے، پیتا بھی ہے، سوتا بھی ہے، پاخانہ بھی کرتا ہے، پیشاب بھی کرتا ہے، چلتا بھی ہے اور ڈوب کر مر بھی سکتا ہے۔ اسی طرح لکھتا ہے کہ:

☆.....”اللہ عزوجل تعض اور عیب سے آلودہ ہے (یہ شاہ شہیدؒ کا عقیدہ ہے بقول احمد رضا)۔“ (ایضاً ص ۱۶)

مزید:

☆.....”جن چیزوں کی نفی سے اللہ تعالیٰ کی مدح کی جاتی ہے وہ سب باتیں اللہ عزوجل کے لئے ہو سکتی ہیں ورنہ تعریف نہ ہوتی تو اللہ کے لئے سونا، اوگھنا، بہکنا، بھولنا، جو رو پینا، بندوں سے ڈرنا، کسی کو اپنی بادشاہی میں شریک کر لینا..... (یہ سب باتیں اس میں پائی جاتی ہیں)۔“ (ایضاً ص ۱۶-۱۷)

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ: (نفل کفر کفرناشد)

☆.....”وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جو مکان سے پاک ہے جن کا کھانا ممکن، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت (لوٹے بازی) جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتیٰ کے مخنث کی طرح مفعول بننا (یعنی لوٹے بازی کروانا) کوئی خباثت، کوئی فضیحت اس کے شان کے خلاف نہیں وہ کھانے کا منہ بھرنے کا پیٹ اور مروی اور زنانی کی غلامتیں بالفعل رکھتا ہے (یعنی اس کے ساتھ آلہ تناسل بھی ہے اور عورتوں کی طرح فرج بھی ہے) صمد نہیں جوف دار کھل ہے (یعنی وہ اندر سے کھوکھلا ہے) سبوح و قدوس نہیں بلکہ خشی مشکل ہے (یعنی میجڑا ہے یہ پتہ نہیں چلتا کہ مرد سے خسرانا ہے یا عورت سے خسرانا ہے) یا کم سے کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا بھی سکتا

ہے، ڈوب بھی سکتا ہے، زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر، بندوق مار کر خود کشی بھی کر سکتا ہے اس کے ماں باپ جو رو (بیوی) بیٹا سب ممکن ہیں، بلکہ ماں باپ سے ہی پیدا ہوا ہے، ربڑ کی طرح پھیلتا ہے اور سمٹتا ہے، برمبا کی طرح چوکھا ہے (یعنی چار چہرے ہیں) اس کا کلام فنا ہو سکتا ہے جو بندوں کے خوف کے بعد جھوٹ سے بچتا ہے کہ کہیں وہ مجھے جھوٹا نہ سمجھ لیں بندوں سے چڑا چھپا کر پیٹ بھر کر جھوٹ بک سکتا ہے ایسے کو جس کی خبر کچھ ہے اور علم کچھ خبر چچی ہے تو علم جھوٹا ہے، علم سچا ہے تو خبر جھوٹی ہے ایسے کو سزا دینے پر مجبور ہے نہ دے تو بے غیرت کہلائے۔

(فتاویٰ رضویہ ص ۲۵ ج ۱)

تو اس قسم کی بکواس تقریباً ۶۱ باتیں لکھیں جو ایک مسلمان پڑھ بھی نہیں سکتا۔

عبارات مذکورہ عدالت میں

چنانچہ ایک عدالت میں جب میں نے جج صاحب کو یہ عبارت سنائی شروع کی تو جج صاحب نے کہا کہ یہ میں دیکھ کر لکھ لیتا ہوں کیونکہ درہازے پر جو چیز اسی کھڑا ہے وہ عیسائی ہے وہ گھر جا کر کیا کہے گا کہ وہ مسلمانوں کی کتابوں میں (ایسی غلط) باتیں موجود ہیں۔

احمد رضا کا اقرار

یہاں صاف یہ اقرار کر رہا ہے کہ یہ عقیدے اسماعیل شہیدؒ کے ہیں لیکن اس کے بعد کہتا ہے کہ اسماعیل شہیدؒ کافر نہیں کیونکہ ہمیں اہل لالہ الا اللہ کی تکفیر سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر ایک عبارت میں ۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال اسلام کا ہو تو پھر بھی اس کو مسلمان کہنا چاہئے میں نے عدالت میں بریلویوں سے پوچھا تھا کہ یہ جو اللہ کے بارے میں کہا ہے کہ معاذ اللہ وہ مفعول بھی (لوٹے بازی کروانا بھی ہے) اس میں سوداں نہیں بلکہ کروڑواں احتمال مجھے اسلام کا نکال کر دکھاؤ یہ کہنا کہ اس میں مردوں اور عورتوں والی غلامتیں موجود ہیں اور وہ خشی مشکل ہے اس میں

کر دوڑواں احتمال ایسا نکالو جس سے اسلام کا پہلو نکل سکتا ہے تو یہ اولیاء اللہ کی کرامت تھی علمائے دیوبند کی کہ جو فتویٰ احمد رضا خاں ان کے لئے لایا تھا اللہ تعالیٰ نے اسی پر واپس لوٹا دیا حسام الحرمین میں یہی لکھا تھا وہ کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

پمفلٹ پر ایک نظر

پہلا اعتراض

تو اس بارے میں جو اشتہار والے نے پہلا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:

”اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ)

الجواب: حالانکہ میں نے بتایا یہ حوالہ بالکل غلط ہے اور فتاویٰ رشیدیہ میں تو اس عقیدہ کو کفر لکھا ہے جو خدا کو جھوٹا کہے البتہ ”وادئ احمد رضا کا اقرار میں نے سنا دیا کہ وہ کہتا ہے کہ اسمعیل شبیدؑ خدا کے بارے میں سارے غیب مانتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی کہتا ہے اس کو کافر کہنا نہیں چاہئے کیونکہ اس کے اس عقیدہ میں اسلام کا پہلو چمپا ہوا موجود ہے جو احمد رضا کو نظر آیا ہے اور کسی مسلمان کو آج تک نظر آیا نہ کوئی مسلمان نکال سکتا ہے۔

دوسرا اعتراض

”اللہ کو پہلے سے کسی بات کا علم نہیں ہوتا۔“ (نعوذ باللہ) (تفسیر بلغۃ النیر ان)

الجواب: تفسیر بلغۃ النیر ان کے ص ۱۷۹ کا حوالہ دیا صفحہ اس نے نہیں لکھا لیکن وہاں یہ لکھا ہے کہ:

”یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔“

تو کسی اور کا عقیدہ اٹھا کر ہمارے ذمہ لگا دیا گیا۔

تیسرا اعتراض

”شیطان کا علم فخر دو عالم ﷺ سے زیادہ ہے“ (معاذ اللہ)

اس پر براہین قاطعہ کا نام لکھا ہے

الجواب: اصل بات یہ ہے کہ یہ عبارت بریلویوں کی کتاب انوار ساطعہ میں لکھی ہے کہ:

”اور تماشا یہ کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس وغیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ ﷺ کا نہیں دعویٰ کرتے (لیکن) ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک، ناپاک، کفر، غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔“

(انوار ساطعہ مع البراہین القاطعہ ص ۵۳)

تو یہ عقیدہ تو بریلویوں کے مولوی عبدالمسیح کا ہے مولانا سہارنپوریؒ نے تو صرف اس کا رد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ:

”ایسے قیاسات سے عقائد ثابت نہیں ہوا کرتے اگر یہ شیطان کو حاضر و ناظر مانتا ہے بریلوی تو پھر یہ کہتا ہے کہ چونکہ حضور اکرم ﷺ زیادہ افضل ہیں تو پھر وہ بھی حاضر و ناظر ہونے چاہئیں تو مولانا نے لکھا ہے کہ:

”مولوی عبدالمسیح کم از کم مسلمان اپنے آپ کو کہتا ہے اور مسلمان شیطان سے افضل ہوتا ہے تو پھر مولوی عبدالمسیح کو بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا چاہیے“

اس لئے مولانا تو اس کا رد کر رہے ہیں اور بریلویوں نے معاذ اللہ حضور ﷺ کے لئے ایسے عقیدے ثابت کرنے کے لئے آپ کی مثالیں شیطان کے ساتھ دیں، گدھوں کے ساتھ دیں، بچوں کے ساتھ دیں اس لئے ہمارے علماء پھر ان کے جواب کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے اپنے عقیدوں کو ہمارے علماء کی طرف الزام کے طور پر لگا دیا۔

چوتھا اعتراض

(چوتھا اعتراض نقل کرنے سے قبل) شان رسالت کے بارے میں مولوی

احمد رضا کا عقیدہ واضح کردوں کہ وہ کیا ہے:

☆..... (مولوی احمد رضا خاں یہ کہتا ہے) وہابی صاحبو! تمہارے پیشوانے

ہمارے نبی ﷺ کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی۔“ (الکوہۃ اشہابیہ... ص ۲۷)

☆..... ”حضرات اولیاء انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء کونا کارے لوگ کہا گیا کیا یہ انکی شان میں گستاخی کفر خالص نہیں۔“ (الکوہۃ اشہابیہ... ص ۲۹)

☆..... ”کسی چوڑے چہرے کا تو کیا ذکر ہے مسلمانو! ایمان سے کہنا حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی نسبت ایسے ناپاک ملعون الفاظ کسی ایسے کی زبان سے نکل سکتے ہیں جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو۔“ (ایضاً)

☆..... مسلمانو مسلمانو! خدا را ان ناپاک ملعون شیطانی کلموں پر غور کر: محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نماز میں خیال لے جانا ظلمت بالائے ظلمت ہے کسی فاحشہ رنڈی کے تصور اور اس کے ساتھ زنا کا خیال کرنے سے بھی برا ہے اپنے بیل یا گدھے کے تصور میں برتن ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے..... مسلمانوں اللہ انصاف (کرد) کیا ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان و قلم سے نکلنے کا ہے حاش اللہ پادریوں پندتوں وغیرہم کھلے کافروں مشرکوں کی کتابیں دیکھو جو انہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو لکھی ہیں شاید انہیں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے ایسے کلمے ناپاک لفظ تمہارے پیارے نبی تمہارے سچے رسول ﷺ کی نسبت لکھے ہوں کہ انہیں مواخذہ دنیا کا اندیشہ ہے مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیئے اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہار کے غضب عظیم و عذاب الیم کا اصلاً اندیشہ نہ کیا مسلمانو! کیا ان گالیوں کی محمد رسول اللہ ﷺ کو اطلاع نہ ہوئی یا مطلع ہو کر ان سے انہیں ایذا نہ پہنچی ہاں ہاں واللہ واللہ انہیں اطلاع ہوئی واللہ واللہ انہیں ایذا پہنچی واللہ واللہ جو انہیں ایذا دے اس پر دنیا و آخرت میں جبار و قہار کی لعنت اس کے لئے سختی کا عذاب شدت کی عقوبت۔“ (الکوہۃ اشہابیہ... ص ۳۰-۳۱)

پھر لکھتا ہے:

☆..... ”اور انصاف کیجئے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں“

(ان عبارات سے واضح ہوا کہ بقول احمد رضا) اسماعیل دہلوی معاذ اللہ نبی پاک ﷺ کو ایسی ایسی گالیاں دیتا ہے جو کسی بڑے سے بڑے کافر نے بھی نہیں دیں بلکہ چوڑے چہرے کے الفاظ بھی استعمال کر لیتا ہے لیکن میں حیران ہوں کہ (احمد رضا) جو عاشق رسول ﷺ اپنے آپ کو کہتا ہے کہ اگر اس کو کوئی آدمی چوڑا چہرہ دے (جو کہ یہ حقیقتاً ہے... ناقل) تو یہ اس عبارت میں سے سوواں پہلو بھی نہیں نکال سکتا کہ اس میں میری عزت کا پہلو بھی موجود ہے۔ مولوی احمد رضا کے نزدیک جو شخص اللہ کے پیارے نبی پاک کو ایسی گالیاں دے کہ اس کی تاویل بھی نہ ہو سکے جو معاذ اللہ صاف بکے حضور ﷺ چوڑے چہرے چہرے ہیں بلکہ چہرے سے بھی زیادہ ذلیل ہیں (معاذ اللہ) جو یہی کہے کہ مرکمرٹی میں مل چکے ہیں اور ان کا کچھ بھی باقی نہیں رہا حیات النبی ﷺ کا انکار کرے اور جو شخص آپ ﷺ کے خیال کو معاذ اللہ گدھے کے خیال سے بھی بدتر قرار دے۔ مولوی احمد رضا کہتا ہے کہ:

”ایسا شخص اہل لا الہ الا اللہ میں سے ہے اور اس کی ان باتوں میں چونکہ اسلام کا پہلو موجود ہے اس لئے میں انہیں کافر کہنے کے لئے تیار نہیں۔“

احمد رضا خدائی شکنجے میں

تو واضح بات ہے کہ حسام الحرمین میں جو فتویٰ احمد رضا مکہ مدینہ سے لایا تھا اللہ تعالیٰ کی غیرت جب جوش میں آئی تو یہی فتویٰ مولوی احمد رضا پر چسپاں ہو گیا کیونکہ وہ اللہ کے نبی کو صاف اور صریح گالیاں بکنے والے کو بھی کافر کہنے کو تیار نہیں اور اس فتویٰ میں (یعنی حسام الحرمین میں) ہے کہ:

”جو اللہ کے نبی پاک ﷺ کی توہین کرنے والوں کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے بلکہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔“

پانچواں اعتراض

پانچواں اعتراض حفظ الایمان کے حوالے سے ہے:

”جیسا علم حضور پاک ﷺ کو ہے ایسا علم برزید بکر صبی مجنون اور جانوروں کو بھی ہے۔“ (نعوذ باللہ)

الجواب: حفظ الایمان میں یہ بات ان الفاظ میں بالکل موجود نہیں ہے اصل جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جب بریلویوں نے یہ عقیدہ گھڑا کہ اللہ کے رسول ﷺ بھی خدا کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور عقیدہ حاضر و ناظر ثابت کرنے کے لئے معاذ اللہ حضور پاک ﷺ کو شیطان سے تشبیہ دی گئی۔ اسی طرح انہوں نے حضور پاک ﷺ کو ”عالم الغیب“ کہنا شروع کر دیا پھر جب ان سے پوچھا گیا کہ عالم الغیب والشہادۃ (الحشر: ۲۲) تو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کو کہا گیا ہے آپ حضور پاک ﷺ کو عالم الغیب کس دلیل سے کہتے ہیں تو انہوں نے پھر یہی حرکت کی (اور کہا کہ) بعض غیب کی باتیں تو جانوروں کو بھی ہوتی ہیں چنانچہ احمد رضا نے ملفوظات کی ج ۴ پر لکھا کہ:

”ایک بادشاہ ایک بزرگ کو ملنے گیا اور اس بزرگ کے سامنے بہت سے سیب رکھے ہوئے تھے ان میں ایک بہت بڑا خوبصورت سیب تھا تو بادشاہ نے دل میں کہا کہ اگر یہ بزرگ اپنے ہاتھ سے یہ سیب اٹھا کر مجھے دیں تو پھر میں سمجھوں گا کہ یہ دلی اللہ ہیں تو اس بزرگ نے اپنے ہاتھ میں سیب اٹھایا اور سیب اٹھا کر کہنے لگے کہ ہم مصر میں گئے تھے وہاں ہم نے ایک گدھا دیکھا جس کو کشف ہوتا تھا اور وہ غیب کی باتیں بتاتا تھا اس کا مالک کسی کی جھولی میں کوئی چیز ڈال دیتا تھا گدھے کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوتی تھی پھر اس سے پوچھتا تھا کہ کس کے پاس یہ چیز ہے گدھا اس کے سامنے سر جھکا دیتا تھا اور یہ کہتے ہوئے سیب بادشاہ کی طرف پکڑا دیا کہ اگر ہم بھی آپ کے دل کی بات جان لیں اور غیب جان لیں تو اس گدھے جیسے تو ہو ہی جائیں گے۔“

تو دیکھو احمد رضا نے خود ثابت کیا کہ اللہ والے گدھوں کو بھی ”عالم الغیب“ مانتے ہیں اسی طرح حضرت پاک ﷺ کا علم غیب ثابت کرنے کے لئے احمد رضا نے معاذ اللہ گدھے تک کی مثال پیش کر دی دیوانوں کی کہ ہر مومن یومنون بالغیب

غیب کا علم ہوگا تو یقین رکھے گا۔

اس لئے ہمارے علماء نے اس کو انزائی طور پر جواب دیا کہ جب بعض علم غیب تو گدھوں کے لئے بھی تو مانتا ہے اور بعض علم غیب تو بچوں اور دیوانوں کے لئے بھی مانتا ہے تو پھر تو نے رسول پاک ﷺ کی کیا تعریف کی اب بجائے اس کے کہ احمد رضا اس کا جواب دیتا اس نے خواہ مخواہ مکہ میں جا کر الزام لگا دیا کہ یہ تو مولانا تھانویؒ کا اپنا عقیدہ ہے حالانکہ مولانا تھانویؒ نے اس کتاب میں اپنا عقیدہ واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ:

”نبوت کے لئے جو علوم لازم اور ضروری ہیں وہ آپ ﷺ کو بتا مہا عطا فرمادیئے گئے تھے۔“

(حفظ الایمان ص ۸)

علوم کون سے؟

اب وہ علوم کون سے ہیں؟ وہ علوم شرعیہ ہوئے ہیں مثلاً یہ شرعی مسئلہ ہے بکرا حلال ہے اور خنزیر حرام ہے یہ نبیؐ بتاتا تھا اور اس مسئلہ کے جاننے کے لئے یہ جاننا ضروری نہیں کہ کل خنزیر دنیا میں کتنے ہوئے اور کتنے ہوں گے کل بکرے کتنے ہوئے اور کتنے ہوں گے وہ کہاں کہاں مرے اور مرنے کے بعد انکے بال (اور ذرات) کہاں کہاں پہنچے ان باتوں کا تعلق علم نبوت اور علم شریعت کے ساتھ نہیں ہوتا ہاں علوم نبوت آپ پر کامل کر دیئے گئے۔

البوم اکملت لکم دینکم اتممت علیکم نعمتی

ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ: ۲)

حضرت تھانویؒ کا ایثار

اگرچہ اس عبارت میں کچھ بھی نہیں تھا مگر پھر بھی مولانا تھانویؒ نے اس عبارت کو تبدیل بھی کر دیا تھا لیکن ابھی تک احمد رضا کے چیلے اسی کو لے رہے ہیں۔

چھٹا اعتراض

چھٹا نمبر ہے کہ:

”حضور پاک ﷺ مرکز مٹی ہو گئے“

الجواب: یہ شاہ اسماعیل شہیدؒ پر الزام ہے حالانکہ ان کا مقصد صرف اتنا ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا میں مرکز قبر میں دفن ہو جاؤں گا^(۱)۔ اور آپ کے قبر میں دفن ہونے کا کوئی کافر بھی انکار نہیں کر سکتا۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کا روضہ اطہر موجود ہے اور مسلمان اور کافر یہ مانتے ہیں کہ حضرت پاک ﷺ روضہ پاک میں مدفون ہیں اسی لئے تقویت الایمان میں اس جگہ یہی لکھا ہے (جو کہ دارالاشاعت سے شائع ہوا کہ) میں بھی ایک آغوش لحد میں سو جاؤں گا۔

ساتواں اعتراض

”رحمتہ للعالمین صفت خاصہ رسول کی نہیں“

الجواب: یہ عبارت نامکمل نقل کی ہے آگے مولانا گنگوہی نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نیک بندے بھی اس دنیا و آخرت میں موجب رحمت عالم ہوئے ہیں اگرچہ جناب

(۱) چنانچہ حضرت شاہ شہید رحمہ اللہ شہنشاہِ سنیوں میں ارقام فرماتے ہیں

ان آنکھوں سے ہر چند وہ جسم پاک بتا ہر ہوا بخشی زہر خاک

اردو زبان میں لفظ ”مانا“ کے متعدد معنی ہوتے ہیں جس کے مطلب کو کائنات کے نظریہ و فضا اور سیاق و سباق کو مد نظر رکھتے ہوئے متعین کر لیا جائے گا

۱۔ نور اللغات (مانا کا مطلب) ہوتے ہوئے مانا: چہاں ہوتا ایک ذات ہوتا۔ (ج ۲ ص ۶۳۲)

۲۔ جامع اللغات۔ (مانا کا مطلب) دفن ہوتا: منی میں پڑنا۔ (ج ۲ ص ۵۶۵)

۳۔ منیر اللغات۔ (مانا کا مطلب) خاک میں مانا: دفن ہوتا (ص ۹۰)

اسی نور اللغات میں ہے کہ لفظ ”منی“ کبھی ”سے“ کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے

کہتے ہیں کہ ”درخت میں باندھ دو“ یعنی ”درخت سے باندھ دو“ (ج ۲ ص ۷۳۸)

۴۔ فریجک آصفیہ میں حیم و ہوتی کا یہ شعر بھی استشہاد میں لکھا ہے کہ:

حیم انداء سے شہو کیا پس از مرگی ہمیں باروں نے مٹی میں ملا دیا

ظاہر ہے یہاں منی میں ملنا سے مراد دفن کرنا ہی ہو سکتا ہے۔ (محمد ظفر علی حنفی)

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۰)

رسول اللہ ﷺ سب میں اٹلی ہیں۔
اور بریلیوں کو اس پر اعتراض کا حق ہی نہیں کیونکہ انہوں نے صاف دیوان محمدی میں لکھا ہے کہ۔

برائے چشم بینا از مدینہ بدسر ملتان

بر شکل صدر دیں خود رحمت ناعالمین آمد

(دیوان محمدی ص ۳۹)

آٹھواں اعتراض

لکھا ہے کہ:

”ہر مخلوق چھوٹا: دیا بڑا اللہ کی شان کے آگے چہارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔“

الجواب: یہاں حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی کتاب میں موجود نہیں لیکن مولوی احمد رضا کہتا ہے کہ یہ حضور پاک ﷺ کے بارے میں کہا گیا ہے اس کے بعد پھر کہتا ہے کہ میں اس آدمی کو کافر نہیں کہتا جو معاذ اللہ ختم معاذ اللہ حضور پاک ﷺ کو چہارے سے بھی زیادہ ذلیل کہے اگر کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ احمد رضا چہارے سے بھی زیادہ ذلیل ہے اور اس میں احمد رضا کا نام لے تو بریلی فوراً اس کے خلاف شور مچائیں گے لیکن بریلی ایسے گستاخ ہیں کہ اللہ کے نبی پاک ﷺ کے بارے میں جس شخص نے (بقول احمد رضا کے) ایسی بات کہی ہے اس کو کافر کہنا اس احتیاط کے خلاف سمجھتے ہیں۔

نواں اعتراض

پھر لکھا ہے کہ:

”انبیاء اپنی امت میں ممتاز ہوئے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوئے ہیں باقی

رباعلیٰ تو اس میں بسا اوقات امتی مساوی ہو جاتے ہیں جبکہ بسا اوقات بڑھ بھی جاتے

ہیں۔

الجواب: یہاں حوالہ نقل کرنے والے نے بہت بڑی بے انہانی کی ہے اصل الفاظ یہ تھے کہ: عمل میں بسا اوقات بظاہر^(۱) امتی مساوی ہو جاتے ہیں اور بڑھ بھی جاتے ہیں۔ اب دیکھئے یہاں بظاہر کے لحاظ سے بتایا جا رہا ہے کہ نبی کے عمل سے کسی امتی کا عمل کبھی بھی نہیں بڑھ سکتا بلکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ:

”اگر غیر صحابی احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے اور صحابی ایک کھجور خیرات کر دے تو اس کا ثواب اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔“

تو اللہ کے نبی ﷺ کی ایک تسبیح کے برابر پوری امت کی نماز مل کر نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن انہوں نے یہ لکھا ہے کہ بظاہر یہ دعویٰ ہے مثلاً (۱) معراج کی رات حضور پاک ﷺ پر ۷۰ ازیں فرض ہوئیں اور آپ ﷺ نے کل پندرہ سولہ سال نمازیں پڑھیں لیکن آج کتنے مسلمان ہیں جنہوں نے ساٹھ ستر سال پانچ نمازیں پڑھی ہیں تو گنتی میں تو بظاہر (اس امتی کی نماز) زیادہ ہی گنی جائیں گی (۲) حضرت پاک ﷺ

(۱) حضرت جت الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کا یہ لفظ ”بظاہر“ فیصلہ کن تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا صرف ظاہر کے لحاظ سے ہوتا ہے حقیقت کے اعتبار سے نہیں اس بظاہر کو سمجھنے کے لیے بریلویوں کے ”ادنیٰ حضرت“ احمد یار خاں گمراتی کی عبارت ملاحظہ کیجیے۔

”انما انما بشر مثلکم وغیرہ آیات جو بظاہر شان مصطفوی کے خلاف ہیں کشاہرات ہیں۔“

(جاء الحق ص ۱۵۵)

کیا قرآن کی کوئی آیت حقیقت میں شان مصطفوی کے خلاف ہو سکتی ہے؟ لہذا اپنا پتہ چلا کہ احمد یار خاں صاحب کے نزدیک بظاہر بمقابلہ حقیقت ہے پس یہی حال حضرت نانوتوی کی سزا کرہ عبارت کا ہے۔

اسی طرح احمد رضا خاں سے کسی نے سوال کیا: شیخ سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو بظاہر خلاف سنت ہے تو پھر اس سے پھر جانا کیسا؟ احمد رضا خاں صاحب نے جواب دیا: ”مردہی اور انتہائی گمراہی ہے۔“

(ملفوظات ج ۳ ص ۵۱)

خاں صاحب یہی کہتا چاہ رہے ہیں کہ وہ جنہیں خلاف سنت بظاہر نظر آ رہا ہے حقیقتاً وہ خلاف سنت نہیں ہیں یہی مطلب حضرت نانوتوی کی عبارت میں لیجیے۔

(محمد ظفر مٹھی ع)

نے حجت الوداع کے موقع پر ایک حج فرمایا لیکن کتنے آج آدمی ہیں جنہوں نے بیس بیس حج کئے ہوئے ہیں ہمارے امام صاحب نے پچاس حج کئے بظاہر گنتی میں یہ حج واقعتاً بہت زیادہ ہیں۔ (۳) حضرت پاک ﷺ کا قرآن حجت الوداع میں آ کر ختم ہوا اس کے بعد آپ ﷺ نے کچھ قرآن ختم کئے لیکن کتنے لوگ ہیں جو روزانہ قرآن پاک ختم کرتے ہیں گنتی میں تو یہ بہت زیادہ ہیں۔

تو اس بات کے کہنے میں یہ بات تھی کہ نبی علوم میں ممتاز ہوتے ہیں اور گنتی اعمال میں تو بعض لوگ آگے بڑھ بھی جاتے ہیں اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے۔

دسواں اعتراض

”رسول پاک کا ولادت تک کنہیا کے بنم دان منانے کی طرح ہے“

الجواب: یہاں بھی یہ بات انہوں نے نامکمل درج کی ہے وہاں لکھا ہے کہ یہ جو تم مذاق کرتے ہو کہ جب تم سے پوچھا جاتا ہے کہ تم کیوں کھڑے ہوئے ہو میلاد میں اور سمجھتے ہو کہ حضور اکرم ﷺ اب پیدا ہو رہے ہیں تو (بریلوی) کہتے ہیں کہ جب بندہ اپنے کنہیا کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے ہیں تو ہم اپنے نبی کی تعظیم کے لئے کیوں نہ کھڑے ہوں اس سے معلوم ہوا کہ ان بریلویوں نے جو نئے عقیدے گھڑے ہیں ان عقیدوں کے اثبات کے لئے کبھی ان کو رام چندر کا نام لینا پڑتا ہے کبھی شیطان کا نام لینا پڑتا ہے کبھی گدھوں کا ذکر کرنا پڑتا ہے اس لئے یہ شرارتیں خود کر رہے ہیں جب ہمارے علماء ان کے الفاظ کو ان پر واپس کرتے ہیں تو یہ شور مچاتے ہیں کہ یہ معاذ اللہ ان کا عقیدہ ہے۔

گیارہواں اعتراض

”تقویت الایمان“ کے حوالہ سے اعتراض کیا ہے:

”اور انبیاء اولیاء سب ہمارے بھائی کی طرح ہیں۔“

الجواب: یہ بھی اس نے خود ہی عبارت کا خلاصہ نکالا ہے ہمارا عقیدہ وہ ہے جو المہند

میں درج ہے کہ:

”جو شخص ہمارے پاک پیغمبر ﷺ کو اپنے نسبی بھائی کے برابر کہے وہ شخص کافر ہے۔“

(خص المہمہ ص ۵۲)

ہم تو ایسے آدمی کو کافر کہتے ہیں تقویت الایمان میں جو بات لکھی ہے کہ:

”حضرت پاک ﷺ سے ایک صحابی نے عرض کیا کہ کیا میں آپ کو سجدہ کروں آپ ﷺ نے فرمایا میری عزت کیا کرو اور عبادت صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی کیا کرو اور اپنے بھائی کا اکرام کیا کرو۔ اکر مو ا خا کم۔

یہ حدیث جو تقویت الایمان میں ہے یہ مولوی احمد رضا نے بھی ”زبدۃ الزکیۃ“ (مندرجہ فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۳۶) میں لکھی ہے اور وہاں حضور پاک ﷺ کو بھائی لکھا ہے البتہ تقویت الایمان میں مولانا شبید نے جو بات لکھی ہے وہ احمد رضا نہیں لکھ سکا وہ یہ کہ:

”برادریاں کئی قسم کی ہوتی ہیں کوئی نسبی بھائی ہوتا ہے کوئی برادری کے حساب سے ہوتا ہے کہ یہ پٹھان بھائی ہے کوئی ملک کے حساب سے ہوتا ہے کہ یہ پاکستانی بھائی ہے تو سب سے بڑی برادری انسانی برادری ہے تو مولانا نے لکھا کہ:

انسان سب آپس میں بھائی ہیں نبیوں کو اللہ ان میں بڑا مرتبہ دیتا ہے تو گویا سارے انسانوں میں بڑا مرتبہ نبیوں کا ہوا اور سارے نبیوں میں بڑا مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہوا۔

تو اس جگہ تو مولانا شبید نے یہ لکھا ہے کہ اللہ کے بعد سب سے بڑا مقام حضور اکرم ﷺ کا ہے اور نہ آپ ﷺ کے مرتبہ کو کوئی آدمی پہنچ سکتا ہے لیکن مولوی احمد رضا نے اللہ مولانا شبید پر الزام لگا دیا اور الزام لگانے کے بعد اس عقیدہ کے رکھنے والے کو کافر بھی نہیں کہتا حالانکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ کسی کلمہ گو کا یہ عقیدہ ہو جیسا احمد رضا نے بتایا ہے کہ تو وہ کافر ہے بقول احمد رضا اس فقرہ میں جو حضور اکرم ﷺ کو نسبی بھائی سمجھے۔ الخ

اس میں اسلام کا پہلو موجود ہے تو بریلویوں کا فرض ہے کہ اس میں سے

ہمیں اسلام کا پہلو نکال کر دیں۔

بارہواں اعتراض

تحدیر الناس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

”حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔“

الجواب: یہ بھی اس نے دھوکہ دیا ہے مولانا نو توئی نے تو کتاب ہی ختم نبوت کے اثبات میں لکھی ہے لیکن انہوں نے ختم نبوت کی دو قسمیں کی ہیں۔

(۱) یہ کہ زمانہ کے اعتبار سے سب سے آخر میں پیدا ہونا اس کو انہوں نے

قرآن سے ثابت کیا۔

(۲) یہ کہ آپ ﷺ اس معنی میں خاتم النبیین ہیں کہ سب سے اعلیٰ مقام رکھتے ہیں اور Final Authority ہیں آپ ﷺ نے سب کی شریعت کو منسوخ کیا لیکن کوئی آپ ﷺ کی شریعت کو منسوخ نہیں کر سکتا بلکہ سارے جتنے پہلے نبی ہیں وہ حضور پاک ﷺ کے امتی ہیں اس سیاق و سباق میں لکھا ہے کہ اگر بالفرض کوئی نبی آئے گا تو حضور پاک ﷺ کا امتی بنے گا ماتحت ہوگا اور وہ آپ ﷺ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہاں مرتبہ کے اعتبار سے ختم نبوت کا ذکر ہے نہ کہ زمانہ کے اعتبار سے۔“

تیرھواں اعتراض

آگے لکھا ہے:

”ہندوؤں کی دیوالی کی پوریاں کھانا جائز ہے۔“

اور دوسرا حوالہ پھر جوڑا ہے کہ:

”ہندوؤں کے سوت سے پانی پینا جائز ہے“ اور آگے پھر یہ لکھا ہے کہ:

”حضرت امام حسینؑ کی سبیل کا پانی پینا جائز نہیں ہے۔“

الجواب: تو یہ بھی ایک دھوکہ ہے گویا یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ہم سیدنا حسینؑ کو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی سبیل کا پانی اس سے بھی برا ہے اصل بات اس کو مثال سے سمجھیں۔

”بکری حلال ہے، خنزیر حرام ہے لیکن اگر کوئی بکری چوری کی ہو تو وہ حرام ہے۔ اسی طرح کوئی اسی بکری کو اللہ کے نام کے بجائے حضرت حسینؑ کا نام لیکر ذبح کرے تو بریلوی بھی کہتے ہیں کہ یہ بکری حرام ہے اب ایک آدمی نے بکری کسی ہندو سے لی اور ذبح مسلمان نے کی تو سب کہیں گے کہ اس کا گوشت کھانا جائز ہے کیونکہ مسلمان کا ذبیحہ ہے۔ لیکن ہندو کا ذبیحہ حرام ہے اب کوئی یہ کہے کہ دیکھو اس مسلمان کی ذبح کی ہوئی بکری یہ نہیں کھا رہا حالانکہ اس لئے نہیں کھا رہا کیونکہ یہ چوری کی ہے اس لئے نہیں کھا رہا کہ مسلمان کی ہے نہ کھانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس مسلمان نے بسم اللہ پڑھا ہے، بسم اللہ نہیں پڑھا تو اس لئے چونکہ اس سبیل حسینؑ بہ نظر لغیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور نظر لغیر اللہ کی نیت یہ عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے اس لئے اس کو منع کیا جاتا ہے اور چونکہ کافروں کا حلوا پوری جو ہے ان کا ذبیحہ حرام ہے ایسی چیزیں حرام نہیں ہوتیں اس لئے اس بات پر انہوں نے یہ لکھا ہے۔

حاصل بحث

تو مقصد یہ ہوا کہ جو کچھ ہیں الزامات ہی الزامات ہیں۔ احمد رضا اپنی ہی کتابوں کی روشنی میں ایسا کافر ہے کہ جو اس کو پرلے درجہ کا فاسق فاجر مسلمان بھی سمجھے وہ بھی کافر مرتد، دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا نکاح (رضا خانی شریعت کے مطابق) کسی انسان و حیوان سے جائز نہیں اور اس کی ساری اولاد ولد الزنا اور حرام ہے کیونکہ احمد رضا یہ کہتا ہے کہ جو حضور پاک ﷺ کو معاذ اللہ۔ معاذ اللہ چوہڑا پھمار کہے بلکہ اس سے بھی ذلیل کہے ان باتوں میں اسلام کا پہلو موجود ہے اس لئے ایسے آدمی کو کافر کہنا جائز نہیں۔ جبکہ ہم سب مسلمان کہتے ہیں کہ یہ قطعاً کفر ہے۔ اس میں اسلام کا پہلو قطعاً موجود نہیں اسی طرح احمد رضا یہ کہتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ میں

مردوں اور عورتوں والی علامتیں صاف اسے فاعل اور مفعول مانے (لوٹے بازی کرنے والا، کروانے والا مانے) ان باتوں میں بھی اسلام کا پہلو موجود ہے لہذا ان باتوں کے قائل اور کہنے والے کو کافر نہیں کہنا چاہیے ہم کہتے ہیں کہ ان میں کوئی اسلام کا پہلو موجود نہیں جس نے یہ باتیں کہیں ہیں وہ کافر ہے اگر احمد رضا نے الزام لگایا ہے تو یہ تو بہر حال پھر بھی کافر ہے۔

رضا خانیت کا مسلم لیگ پر کفر کا فتویٰ

آخر میں مولانا تھانوی علیہ الرحمۃ جن کو (احمد رضا نے) کافر کہا ہے مولانا تھانویؒ بھی تحریک آزادی کے ہیرو تھے اور مسلم لیگ کو بھی انہوں نے کافروں کی جماعت کہا اور ان کے کافر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی کہ:

”مسلم لیگ کافروں، مرتدوں کی جماعت ہے کیونکہ اس میں اشرف علی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں“

(فتویٰ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور)

تکفیری فتنہ کا سبب

اب جن لوگوں نے بھی انگریز کے خلاف تحریک آزادی یا جہاد میں حصہ لیا یہ لوگ ان کو کافر کہتے ہیں ان بے چاروں کا اصل گناہ یہی ہے چنانچہ حکومت پاکستان اور مسلم لیگ اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ علمائے دیوبند کا پاکستان بنانے میں اتنا بڑا کردار تھا کہ جب مشرقی پاکستان میں پاکستان کا جھنڈا لہرایا گیا تو ایک دیوبندی عالم مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سے کہا گیا کہ آپ یہ جھنڈا لہرائیں اور مغربی پاکستان میں جب یہ جھنڈا لہرایا گیا تو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کو کہا جو دیوبندی عالم تھے کہ آپ پاکستان کا جھنڈا لہرائیں تو گویا مسلم لیگ کی حکومت خود اس بات کا اعتراف کر رہی ہے کہ پاکستان کے بنانے میں ان حضرات کا ہاتھ ہے۔

خلاصہ یہی ہے کہ یہ جو اشتہار تقسیم کیا گیا ہے اول تو تقریباً سو سال پہلے ان الزامات سے اپنی برات بھی ظاہر کر دی گئی اور علمائے حرمین شریفین کو حکم مان کر ان کے

فیصلہ کو مان لیا گیا تو اب سو سال کے بعد ان گزرے مردوں کو اکٹھا کرنے کی کیا ضرورت پڑی تھی۔

دوسرا یہ کہ صرف الزامات ہی الزامات ہیں آج تک کسی عام دیوبندی نے بھی ان عقیدوں کو التزام نہیں کیا کہ واقعہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں اس سے پتہ چلا کہ دیوبندی بریلوی "اختلاف" نہیں بلکہ "مخالفت" ہے اختلاف میں دلیل پر نظر ہوتی ہے جب کہ مخالفت میں پروپیگنڈے پر نظر ہوتی ہے کہ اس آدمی کو بدنام کیسے کرنا ہے اس لئے بریلوی حضرات دوسرے ملکوں کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں اور ہمیشہ ہی سے بنتے آئے ہیں چنانچہ جب شرقی پاکستان کا واقعہ پیش آیا اور اس کے بعد جماعتوں کا قومی اتحاد قائم ہوا تو سب سے پہلے نورانی صاحب کا وضو ڈٹ گیا اور وہ یہاں سے بھاگ کر انگلینڈ چلے گئے اور وہاں جا کر ایسی الزامی کتاب لکھوائی جس کا نام "زلزلہ" رکھا تو اس لئے جب بھی انگریزوں کو مسلمانوں میں لڑائی کرانے کی ضرورت ہوتی ہے تو انہیں پتہ ہے کہ بریلوی حضرات اس میں ہمارے کام آتے ہیں اس لئے بریلوی حضرات جو بے چارے ناواقف ہیں وہ بھی جان لیں کہ یہ کام برطانیہ اور امریکہ کو رہا ہے۔ ان کو مسلمانوں کو لڑانے کے لئے اس میں حصہ نہیں لینا چاہیئے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى من كل ذنب واتوب اليه

حیات جاوداں

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده
ولا نبوة بعده ولا رسوله بعده ولا رسالة بعده اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

وربك يخلق ما يشاء ويختار

صدق الله العظيم وبلغنا رسوله النبي الكريم رب اشرح
لي صدري ويسر لي امري واحلل عقدة من لساني
يفقهوا قولی رب زدنی علما وارزقنی فهما سبحانک لا
علم لنا الا ما علمتنا انک انت العليم الحكيم. اللهم
صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی آل سیدنا
و مولانا محمد و بارک وسلم وصل علیہ.

تمہید

بردران اہل سنت والجماعت! بہت حضرات تشریف لائے ماشاء اللہ اور مسئلہ حیات النبی ﷺ پر اصل بیان امام اہل سنت والجماعت شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ کے صاحبزادہ مولانا عبدالحق خان بشیر صاحب کا ہوگا میں صرف حاضری گنوانے کے لئے یہاں بیٹھا ہوں۔ اسی لئے میں نے آیت حیات والی تلاوت نہیں کی۔

فضیلت اللہ کے ہاتھ میں

میں نے جو آیت کا ٹکڑا پڑھا ہے.....

”ربک یخلق ما یشاء ویختار“ (اقصص ۶۸)

اللہ تعالیٰ خالق بھی ہیں اور اختیار کرنے والے بھی ہیں درجات و مرتبے دینے والے بھی ہیں۔ سارے دن اللہ نے پیدا فرمائے لیکن جمعہ کے دن کو سب سے زیادہ فضیلت عطا فرمادی۔ سارے مہینے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے اور رمضان کے مہینے کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ فضیلت عطا فرمادی۔ ساری زمین اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی لیکن خانہ کعبہ شریف کی عظمت جو ہے وہ سب سے الگ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ خالق بھی ہیں اور ان ہی مخلوقات میں سے بعض کو بعض پر زیادہ مقام بھی عطا فرمادیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوقات میں انسان کا درجہ اونچا بنایا اور پھر انسانوں میں سے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو چن لیا۔ اور سارے نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو آخری نبی ہیں اور امام الانبیاء ہیں۔ تو ایک بات پہلے سمجھ لیں اللہ تعالیٰ جس کو خاص چیزیں عطا فرمادیں خصوصیات تو ٹھیک ہیں پھر بھی (خصوصیات کی بناء پر یہ چیزیں) خدا نہیں بن جایا کرتیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو ماں باپ سے پیدا فرمایا مگر عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمادیا۔ آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمادیا تو نہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہیں نہ آدم علیہ السلام

خدا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساری اونٹنیاں اونٹنیوں کے پیٹ سے پیدا فرمائیں لیکن ایک اونٹنی کو پہاڑ سے پیدا فرمادیا اب کوئی نہیں کہتا کہ یہ اونٹنی جو ہے خاص مقام رکھتی ہے تو خدا ہے۔ خدا انھیں بلکہ خدا ہی کی مخلوق ہے۔ سارے سانپ سہنی کے انڈے سے پیدا فرمائے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی لائیں کو سانپ بنادیا۔ اب یہ سانپ خرق عادت بنا لیکن کوئی یہ نہیں کہتا کہ یہ سانپ نہیں بلکہ خدا ہو گیا ہے۔ اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا ان میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مقام بہت زیادہ بلند رکھا۔

حضور ﷺ کی فضیلت

نبی کا مادہ ہی ”نبوہ“ ہے جس کا معنی بلندی ہے اور خاص طور پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاص مقام عطا فرمایا دیکھئے ہم سب انسان ہیں کھاتے ہیں پیتے ہیں حضرت پاکؐ بھی کھاتے پیتے تھے البتہ اللہ تعالیٰ کی ذات کھانے پینے سے پاک ہے۔ لیکن کھانے پینے کے بعد ہم کھانے میں زعفران مالیں خوراک میں پھر بھی جو پسینہ آتا ہے وہ بدبودار ہوتا ہے یا خوشبودار ہوتا ہے (بدبودار سامعین) اس دنیا میں یہی طریقہ اور یہی ریت ہے کہ کتنی بھی خوشبو استعمال کرو جب پسینہ آئیگا تو بدبودار آئیگا۔ لیکن جنت کے بارہ میں یہی ہے کہ وہاں جو پسینہ آئیگا وہ خوشبودار ہوگا۔ جنتیوں کا پسینہ خوشبودار ہوگا تو جو نعمت اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں جا کر دینگے وہ نعمت اللہ نے اپنے پاک پیغمبرؐ کو عین دنیا میں عطا فرمادی۔ اسی لئے علماء دیوبند اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کو جو جسد اطہر عطا فرمایا گیا یہ جنت کے خواص رکھتا ہے۔

جسم اور روح لازم اور ملزوم ہیں

یاد رکھیں حیات و موت کا مسئلہ تو مولانا بیان فرمائینگے یہ جسم ہمیں نظر آتا ہے روح ہمیں نظر نہیں آتی۔ اس لئے جسم یہاں پڑا ہے روح نکل گئی ہم کہتے ہیں کہ اب

جسم کچھ نہیں کر سکتا یہی بات ہے کیونکہ نظر ایسا آ رہا ہے۔ لیکن یہ بات اگلی بھی یاد رکھیں جس طرح جسم روح کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا روح بھی جسم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی۔ یہ بالکل جسم و روح کا تعلق ایسا ہی ہے جیسا بجلی کا ان پنکھوں یا بلبوں کا ہے۔ بجلی ساری تاروں میں پھر رہی ہے لیکن باب نکال دیں تو روشنی ہوگی؟ (نہیں..... سامعین) اور بلب سارے لگے ہوئے ہیں اور بجلی تاروں میں نہیں آتی تو روشنی ہوگی؟ (نہیں..... سامعین) یہ سارا میدان تار سے بھر دیا جائے لیکن بجلی کا کنکیشن نہ ہو تو پنکھا چل جائے گا؟ (نہیں..... سامعین) لیکن بجلی ہمیں نظر نہیں آتی پنکھا چلتا نظر آتا ہے اسی طرح روح ہمیں نظر نہیں آتی لیکن جب انسان بات کرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ روح ہے اس میں۔ انسان کھڑا ہوتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اس میں روح ہے۔ تو اسی طریقے سے یاد رکھیں حیات اسی چیز کا نام ہے کہ جسم و روح دونوں کا تعلق ہو۔ نہ جسم کچھ اکیلا کر سکتا ہے نہ روح کچھ اکیلی کر سکتی ہے۔ دیکھو نا اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر قرآن میں فرمادیا:

کیف تکفرون بالله وکنتم امواتا فاحیاءکم (البقرہ: ۲۸)

اب ہم جو زندہ بیٹھے ہیں کسی کی عمر تیس سال کوئی ساٹھ سال کسی کی چالیس سال اس سے پہلی حالت کو قرآن نے موت کہا کہ جبکہ عالم ارواح میں روح تھی یا نہیں تھی لیکن چونکہ جسم سے تعلق نہیں تھا اس لئے لفظ اموات استعمال کیا زندہ نہیں کہا۔ نہ جسم روح کے بغیر کچھ کر سکتا ہے نہ روح جسم کے بغیر کچھ کر سکتی ہے۔ اس لئے جہاں بھی کوئی تعلق کلام یا سماع کا ہوگا تو وہاں روح کا تعلق مانے بغیر گزارا نہیں ہوگا۔ اور نہ جسم کا تعلق مانے بغیر گزارا ہوگا۔ تو میں عرض کر رہا تھا حضرت پاک ﷺ کھانا کھاتے تھے لیکن آپ ﷺ کا پسینہ مبارک جنت والا پسینہ تھا دنیا والا نہیں تھا۔ آپ ﷺ گھر سے نکلتے ہیں اور منبر پر تشریف لے جا رہے ہیں آپ کے جہاں جہاں قدم مبارک لگ رہے ہیں وہ ساری جگہ جنت بن گئی ہے۔

امام طحاویؒ کا فرمان

امام طحاویؒ مشکل الآثار کی آخری جلد میں فرماتے ہیں کہ حضرت پاک

ﷺ نے فرمایا ”میرے گھر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے روضۃ من ریاض الجنة یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“

معلوم ہوا کہ ایک باغ ہے باغ تو بہت سے ہیں لیکن یہ ہے جہاں حضرت ﷺ کے قدم مبارک لگ رہے ہیں۔ تو جہاں حضرت پاک ﷺ کے قدم مبارک لگ جائیں جب وہ جنت بن گیا تو جہاں حضرت ﷺ خود آرام فرمائیں وہ تو بہت بڑا جنت کا باغ ہے نا (سبحان اللہ..... سامعین) امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ پتہ چلا کہ باغات تو بہت سے ہیں جنت کے۔ جہاں حضرت ﷺ کے قدم مبارک لگ رہے ہیں جب اس سے جگہ جنت بن گئی ہے تو جہاں حضرت ﷺ خود آرام فرمائیں وہ تو اس سے بڑی جنت ہے۔ اس لئے یہ ایک جنت ہے یہ جو (مقامی) کہتے ہیں کہ گھر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت ہے نہ معاذ اللہ گھر جنت ہے نہ منبر جنت ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا جواب دے چکے ہیں۔

حضور ﷺ کی نیند عام لوگوں سے مختلف ہے

اب وقت چونکہ بہت کم ہے لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ بیدار ہیں آرام فرمانے لگے سو گئے اللہ کی شان یہ ہے:

لا تاخذہ سنة ولا نوم (البقرہ: ۲۵۳)

لیکن اللہ کے نبی ﷺ سوتے بھی ہیں۔ آپ بھی سوتے ہیں میں بھی سوتا ہوں اللہ کے نبی ﷺ بھی سوتے ہیں لیکن اللہ کے نبی کی نیند میں بھی خصوصیت ہے۔ فرشتے اختلاف کر رہے ہیں۔ ایک کہہ رہا ہے کہ حضرت ﷺ سو رہے ہیں دوسرا کہہ رہا ہے نہیں جاگ رہے ہیں۔ آخر سوتی تو دنیا ہے نا لیکن کبھی نہیں سنا کہ فرشتوں نے کسی پر اختلاف کیا ہو کہ یہ سو رہے ہیں یا جاگ رہے ہیں کیونکہ نبی کی نیند عام لوگوں کی نیند سے الگ ہوتی ہے۔ نیند ہے ضرور۔ اب ایک فرشتہ کہہ رہا ہے کہ حضرت ﷺ سو رہے ہیں دوسرا کہہ رہا ہے کہ حضرت جاگ رہے ہیں اب ان دونوں باتوں میں تطبیق کون دے۔ حضرت ﷺ اٹھے اور فرمایا دونوں صحیح کہہ رہے تھے۔ جو

کہہ رہا تھا سورباہوں میں اسکی نظر میری آنکھوں پر تھی اور جو کہہ رہا تھا میں جاگ رہا ہوں اسکی نظر میرے دل پر تھی۔ (سبحان اللہ..... سامعین) میری آنکھیں سورہی تھیں اور میرا دل بیدار تھا۔ اس لئے ہم سوتے ہیں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ نیند کوئی ناپاک چیز تو نہیں ہے لیکن حضرت ﷺ نے فرمایا جب انسان سوتا ہے تو جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور ہوا وغیرہ کا ٹکنا عام سا ہو جاتا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ کو نیند میں پورے جسم کا کنٹرول ہوتا ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ وضو ٹوٹا یا نہیں اس لئے نیند کی وجہ سے اللہ کے نبی ﷺ کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ تو نیند سب کو آتی ہے اللہ کے پیغمبر ﷺ کو بھی آتی ہے مگر اللہ نے ان کو خاص خصوصیت عطا فرمائی ہے تو حضور پاک ﷺ پر نیند میں فرشتے اختلاف کر رہے ہیں۔

حضور ﷺ کی وفات بھی لوگوں سے مختلف ہے

مکہ میں مدینہ میں لوگوں کو موت آتی تھی یا نہیں؟ کبھی حضرت عمرؓ نے انکار کیا ہو موت نہیں اس کو اور باقی کہتے ہوں کہ آگئی ہے۔ آپ نے کبھی سنا اس واقعہ سے پہلے یا اس واقعہ کے بعد حضرت عمرؓ نے کسی سے اختلاف کیا ہو؟ دوسرے کہتے ہیں موت ہوگئی حضرت عمرؓ بھی کہتے ہیں موت ہوگئی اور دوسرے کہتے تھے موت نہیں ہوئی تو حضرت عمرؓ بھی کہتے تھے کہ موت نہیں ہوئی۔ لیکن آج اختلاف ہو رہا ہے۔ جیسے فرشتوں میں حضور پاک ﷺ کی نیند کے بارہ میں اختلاف ہو رہا تھا۔ پتہ یہ چل رہا ہے کہ کہتے ہیں موت ہوگئی ان کی نظر ظاہر جسم پر تھی اور حضرت عمرؓ کی نظر عالم قبر منور تک پہنچ رہی تھی اور وہاں انہیں حیات کے آثار محسوس ہو رہے تھے جیسے فرشتے کو حضرت کے قلب پر نیند میں بیداری کے آثار محسوس ہو رہے تھے اب صدیق اکبرؓ تشریف لائے تو ان کے سمجھانے پر پتہ چلا کہ جس طرح نبی ﷺ کی نیند دوسروں کی نیند سے مختلف ہوتی ہے اسی طریقے سے نبی ﷺ کی موت کی یہی کیفیت ہے۔ جسم پر موت آچکی ہے۔ لیکن دل میں حیات کے آثار موجود ہیں تو جب باقی اور بہت سی خصوصیات اللہ نے نبی ﷺ کو عطا فرمائیں۔

نیند میں آدھی زندگی پردہ میں ہوتی ہے

اب دیکھئے نیند کی بات عرض کر رہا ہوں حضرت ﷺ کا جسد اطہر مدینہ میں آرام کر رہا ہے۔ ہم سب اس وقت بیدار بیٹھے ہیں۔ جب ہم سو جاتے ہیں تو روح جسم سے نکل جاتی ہے جسم یہاں ہے روح پھر رہی ہے۔ حضرت پاک ﷺ مدینہ منورہ میں آرام فرما ہیں۔ اب یہاں ہم بیٹھے ہیں تو ہماری زندگی کھلی ہے، بیٹھا بیٹھا نظر آ رہا ہے لینا لینا نظر آ رہا ہے رکوع والا رکوع میں نظر آ رہا ہے سجدہ والا سجدہ میں نظر آ رہا ہے۔ کھانے والا کھاتے ہوئے نظر آ رہا ہے بننے والا بنتا ہوا نظر آ رہا ہے لیکن جب سو جاتے ہیں تو آدھی زندگی کھلی رہتی ہے آدھی چھپ جاتی ہے۔ مثلاً سویا ہوا کروٹ بدل رہا ہے تو سب دیکھ رہے ہیں کہ کروٹ بدل رہا ہے وہ خارش کر رہا ہے تو سب دیکھ رہے ہیں کہ یہ خارش کر رہا ہے۔ اور وہ رکوع میں ہے تو یہ نظر نہیں آ رہا ہے یہ پردہ میں ہے لوگ کہتے ہیں لینا ہوا ہے وہ ہوائی جہاز میں بیٹھا ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ لینا ہوا ہے تو نیند میں آدھی زندگی کھلی ہوتی ہے اور آدھی زندگی چھپ گئی ہے حضرت مدینہ منورہ میں آرام فرما ہیں۔ بخاری شریف کی لمبی حدیث ہے حضرت پاک ﷺ کی روح پاک جنت کی سیر کر رہی ہے دوزخ کی سیر کر رہی ہے تو جب روح جنت میں ہے تو یہاں کروٹیں بدلی جا رہی ہیں یا نہیں نبض چل رہی ہے یا نہیں؟ کھانا ہضم ہو رہا ہے یا نہیں؟ تو دیکھیے روح وہاں جنت میں جا کے بھی یہاں جسم مبارک سے تعلق رکھ رہی ہے تو وہ جنت میں جا کر تعلق رکھ رہی ہے اور دوزخ میں جا کر تعلق رکھ رہی ہے۔ وہ علین، جحین سے تعلق رکھ سکتی ہے یا نہیں رکھ سکتی ہے؟

نیند میں روح کو اولیت حاصل ہے

اس بات کو یاد رکھیں کہ بیداری میں جسم کو اولیت حاصل ہے اور نیند میں روح کو اولیت حاصل ہے۔ پہلے روح پر احکام آتے ہیں اس کے بعد جسم پر آتے ہیں۔ اب یہ نیند موت کی بہن ہے نا تو موت کا تجربہ جن کو ہوتا ہے وہ واپس نہیں

آتے۔ نیند کا ہمیں تجربہ روز ہوتا ہے۔ اب دیکھو نیند میں بھی روح کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ اب ہم جاگ رہے ہیں جن کا منہ قبلہ کی طرف ہے یہ حضرات بیٹھے ہیں ان سے پوچھو قبلہ نظر آ رہا ہے وہ کہیں گے نہیں، یہی سوچائیں منہ بھی دوسری طرف ہو جائے اور یہ اٹھ کر کہیں کہ میں ابھی خانہ کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا میں مولیٰ شریف پر درود پاک عرض کر رہا تھا تو یہ بات مانی جاسکتی ہے وہ چیزیں تو بیداری میں نظر نہیں آ رہی تھیں خواب میں نظر آ رہی ہیں

خواب میں روح جسم کا محتاج نہیں

اب دیکھئے بیداری میں روح دیکھنے کے لئے آنکھ کی محتاج ہے لیکن خواب اندھا بھی دیکھ رہا ہے، بیداری میں بولنے کے لئے روح زبان کی محتاج ہے لیکن خواب میں گونگا بھی تقریر کر رہا ہے۔ بیداری میں چلنے کیلئے روح ناگوں کی محتاج ہے مگر خواب میں لنگر اسب سے آگے بھاگا جا رہا ہے، تو جب خواب میں روح اس آنکھ کی محتاج نہیں رہی تو وہ کہتے ہیں کہ جی قبر میں آنکھ کل جاتی ہے پھر کیا ہوگا۔ اب آپریشن کر کے ڈاکٹر آنکھ نکال دے تو اسے خواب آتا ہے یا نہیں آتا؟ اس لئے خواب کی زندگی آدھی کھلی ہے آدھی چھپی ہے۔ اور میں یہ عرض کر رہا تھا کہ روح ہمیں نہ ابھی نظر آتی ہے نہ خواب میں نظر آتی ہے نہ ہی قبر میں نظر آتی ہے۔ لیکن ایک آدمی بول رہا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ آدمی زندہ ہے بے شک وہ یہ کہہ رہا ہو کہ میں مردہ ہوں، میں مر گیا ہوں، میں مر گیا ہوں تو پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ زندہ ہے، کیونکہ روح کے آثار موجود ہیں۔

ایک عام فہم مثال

دیکھئے زیر صاحب پوچھتے ہیں کہ شیخ الحدیث صاحب تشریف لے آئے ہیں یا نہیں ایک آدمی کہتا کہ تشریف تو لے آئے ہیں لیکن وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اب جب وہ آکر بتاتا ہے کہ شیخ الحدیث صاحب نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ کو یقین

ہو جاتا ہے تاکہ شیخ الحدیث صاحب زندہ ہیں؟ یا نہیں ہوتا؟ (ہو جاتا ہے..... سامعین) لیکن اگر حضرت پاک ﷺ نے قبر میں موسیٰ علیہ السلام کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہو رسول اقدس ﷺ فرما رہے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ: ”موسیٰ علیہ السلام قبر میں کھڑے نماز ادا فرما رہے ہیں“^(۱)

اب کوئی آدمی آپ کو آکر بتائے شیخ الحدیث صاحب کے بارہ میں تو آپ کو یقین ہو جاتا ہے یا نہیں ہوتا؟ (ہو جاتا ہے..... سامعین) آپ جس کو دیکھیں نماز پڑھتے اس کے زندہ ہونے میں آپ کو شک نہیں اور جس کو خدا کے پیغمبر ﷺ دیکھیں قبر میں نماز پڑھتے ہوئے۔ تو اس کی حیات میں کسی عظیم کو کیسے شبہ ہو سکتا ہے۔ سوائے مماتوں کے۔

ایک چٹ اور اس کا جواب

ایک چٹ پہلے آئی تھی کیونکہ وقت تھوڑا ہے، میں تو بس ایک دو باتیں عرض کروں گا۔ (اس میں لکھا ہے کہ) قرآن وحدیث بیان کریں علماء کی باتیں دلیل نہیں؟

الجواب

یہ بات خارجیوں سے مانگی ہوئی ہے ہم روزانہ پڑھتے ہیں نماز میں:

صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ (الفتح: ۷)

یہ جن پر اللہ کا انعام ہے یہی ہیں، صدیقین ہیں، شہداء ہیں، صالحین ہیں، ہمیں یہ کہا ہی نہیں گیا کہ تم یہ کہو کہ یا اللہ! ہمیں قرآن کا راستہ دکھا۔ وہ کتاب اللہ ہے اور اسکی صحیح سمجھ ”رجال اللہ“ کو۔

یہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین رجال اللہ ہیں۔ ہم نے لفظ قرآن سے پڑھنا

(۱)..... حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثبت و فی رواۃ ہدایہ مردت علیٰ موسیٰ لہلہ اسریٰ ہی عند الکئیف الاحمر و هو قائم یصلیٰ فی قبرہ۔

(مسلم..... ج ۲ ص ۲۶۸ نسائی..... ج ۱ ص ۱۸۵)

ہے اور عمل ان کا دیکھنا ہے۔ جو نبی کا عمل ہے وہ قرآن کی تفسیر ہے جو صدیق کا عمل ہے وہ قرآن کی تفصیل ہے جو شہید اور صالح کا عمل ہے وہ قرآن ہی کی تفسیر ہے۔ اس لئے اگر میری سمجھ میں ایسی بات آتی ہے جو صدیق کے خلاف ہے تو میں یہ نہیں کہوں گا کہ صدیق کو قرآن سمجھ نہیں آیا بلکہ میں کہوں گا کہ مجھے قرآن سمجھ نہیں آیا۔ اگر مجھے کوئی ایسی بات سمجھ آتی ہے قرآن پاک سے جو اکابر کو سمجھ نہیں آتی تو میں یہ نہیں کہوں گا کہ اکابر قرآن کے خلاف ہیں میں یہ کہوں گا کہ میری سمجھ قرآن کے خلاف ہے۔ اکابر کی سمجھ قرآن کے خلاف بالکل نہیں ہو سکتی۔

حیات النبی ﷺ

تو یاد رکھیں جب آثار حیات کے نظر آئیں تو حیات معلوم ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

الانبياء احياء في قبورهم يصلون.

(مسند ابی یوسف ج ۳ ص ۳۹۹ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱ ذخائر العقبان ج ۱ ص ۱۳۲)

(حیات الانبیاء علیہم السلام ج ۳ ص ۳۰۰ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۷۶)

”انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں حیات ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔“

اس بات میں کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کا روضہ مبارک مدینہ منورہ میں ہے کوئی کافر بھی انکار نہیں کرتا یا کرتے ہیں؟ اور دوسری بات اتنی مضبوط یہ کہ مدینہ پاک میں جو قبر پاک ہے (اس میں جو جسد اطہر ہے) کافر بھی مانتے ہیں کہ وہ دنیا والا ہے خواب و خیال والا نہیں ہے جو سیدہ آمنہ کے بطن مطہر سے پیدا ہوا وہی جس پر وحی نازل ہوئی وہی جس نے ہجرت کی وہی جسم جو معراج پر گیا وہی جسم روضہ پاک میں ہے۔ اب جب اس قبر میں حیات ہے تو یہی جسد اطہر ”فائز الحیات“ ہے۔ تو فرمایا:

الانبياء احياء في قبورهم

پہلی بات یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ تو دیکھیے جیسے سونے کے

بارے میں سناروں کی بات مانی جاتی ہے چماروں کی بات نہیں مانی جاتی۔ سنار کہتے ہیں کہ سونا صحیح اور کوئی چمار کہے کہ ملاوٹ شدہ ہے تو آپ سنار کی مانیں گے یا چمار کی؟ (سنار کی سائنس) قانون کے بارے میں بات قانون دانوں کی مانی جاتی ہے کہباروں کی نہیں مانی جاتی۔ اسی طرح حدیث میں محدثین کی بات مانی جاتی ہے اور محدثین نہ صرف یہ کہ اس کو صحیح کہتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث متواترات میں سے ہے۔^(۱)

(۱) حافظ جلال الدین السیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

حياة النبي في قبره وسانن الالبياء معلومة عندنا علماً قطعياً لما فاه عندنا من الادله في ذلك و تواترات هذا الاخبار.

ترجمہ: آنحضرت ﷺ اپنی قبر مطہر میں حیات ہیں اور (اسی طرح دیگر) تمام انبیاء کی حیات (اپنی قبروں میں) ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے کیونکہ اس پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور احادیث اس باب میں تواتر (قدر مشترک) تک پہنچ چکی ہیں۔

ان من جملة ما تواتر عن النبي صلى الله عليه وسلم حياة الانبياء في قبورهم.

ترجمہ: جو روایات آنحضرت ﷺ سے تواتر کے ساتھ مروی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور مطہرہ میں زندہ ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ مندرجہ بالا اکابر محدثین و علمائے اعلام نے منقول بالا حدیث کے صحیح ہونے پر نفس فرمائی ہے یا اسے قبول کیا ہے یا اسے استدلال ذکر کیا ہے:

(۱) حافظ بیہقی: فتح الباری ج ۱ ص ۲۳۱ (۲) حافظ ترمذی: المعتمد فی المستند ج ۲ ص ۴۰۰

(۳) حافظ ابن تیمیہ: مختصر التتاریخ المصریہ ج ۱ ص ۱۷۰ (۴) علامہ تاج الدین السبکی: طبقات

شافعیہ ج ۲ ص ۲۸۲، ۲۸۱ (۵) علامہ نور الدین عینی: مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱ (۶) حافظ ابن حجر

عسقلانی: فتح الباری ج ۱ ص ۲۳۶ (۷) حافظ بدر الدین العینی: مدار القاری ج ۷ ص ۲۰۰

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ)

متواتر حدیث کیا ہے؟

متواتر اُسے کہتے ہیں کہ جس کے بارہ میں ایسا یقین ہو جیسا یقین آنکھ سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

(۸) حافظ شمس الدین السخاوی: القول المہدیج ص ۱۲۵ (۹) حافظ جمال الدین السیوطی: فتاویٰ السیوطی ج ۲ ص ۱۴۷ (۱۰) علامہ سمودی: دوقاء الوفا ج ۲ ص ۳۰۵ (۱۱) علامہ عبدالوہاب اشعرانی: رخ المیز ص ۹۲ (۱۲) علامہ عبدالرؤف السناوی: فیض القدر ج ۳ ص ۱۸۳ (۱۳) ملا علی قاری: مرقات ج ۳ ص ۲۴۱ (۱۴) مجدد الف ثانی: مکتوبات شریف دفتر ۲ نمبر ۱۶ ص ۲۹ (۱۵) شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۱۹ (۱۶) علامہ احمد بن محمد الحکامی: نسیم الریاض ج ۲ ص ۳۹۹ (۱۷) علامہ زرقانی: شرح الموابہب ج ۵ ص ۳۳۳ (۱۸) علامہ داؤد بن سلیمان البیہودی: البحر الوحیدیہ ص ۶ (۱۹) علامہ ابوالواظ علی بن محمد بن عقیل منبلی: المروحة النبیہ ج ۱ ص ۲۰ (۲۰) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی: فیوض الحرمین ص ۲۸ (۲۱) قاضی شامہ پانی پتی: تفسیر مظہری ج ۱ ص ۱۰ (۲۲) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: فتاویٰ عزیزی ج ۱ ص ۱۶۰ (۲۳) علامہ ابن عابدین الشافعی: ردالمکار ج ۳ ص ۳۶۶ (۲۴) قاضی شاکانی: تخیل الاوطار ج ۳ ص ۳۰۵ (۲۵) علامہ آلوسی بغدادی حنفی: روح المعانی ج ۲ ص ۳۶ (۲۶) نواب قطب الدین خاں: مظاہر حق ج ۱ ص ۳۴۵ (۲۷) مولانا غلیل احمد محدث سہارن پوری: ہر اہل قلعہ ص ۱۹۹ (۲۸) علامہ انور شاہ کشمیری: فیض الباری ج ۲ ص ۹۳ (۲۹) مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی: نثر الطیب ص ۱۸۳ (۳۰) شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی: بیج البکرم ج ۳ ص ۳۳۰ (۳۱) مولانا محمد ذکریا سہارنپوری: فضائل اردو ص ۳۷ (۳۲) علامہ احمد علی سہارنپوری: حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۵۱۷۔

اس کے علاوہ اہل سنت کے تمام اکابر حنا شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا قاری محمد حبیب، مولانا ظفر احمد جلی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا مفتی مہدی حسن خاں صاحب، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا عبدالقادر رائے پوری، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا یوسف زہری، مولانا شمس الحق انصاری، مولانا عبدالحق اکوڑ، خٹک، مولانا ادریس کاندھلوی، مولانا عبداللہ درخوئی، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا زاہد احسنی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید، مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی، مولانا عبدالغفور ترمذی، مولانا محمد امین صفدر اکوڑی، مولانا سرفراز خاں صاحب صفدر دامت برکاتہم، علامہ خالد محمود مدظلہ اور مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ وغیرہ تمام اکابر آنحضرت ﷺ کی حیات فی القبر کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی حیات فی القبر کے منکر کو اہل سنت سے خارج اور بدعتی جانتے ہیں۔ مسئلہ حیات النبی ﷺ کو تفصیلی طور پر جاننے کے لیے میرے شیخ امام اہل سنت، حضرت مرشدی مولانا سرفراز خاں صاحب صفدر کی تہذیب لطیف "تسکین الصدور فی تحقیق احوال النبی فی البرزخ والقبور" یا علامہ عبدالغفور ترمذی کی "حیات النبیہ کرام" یا علامہ خالد محمود مدظلہ کی "ہدایہ الارک الازکیاء فی حیات الانبیاء" کا مطالعہ فرمائیں۔

(محمد ظفر مفتی عذ)

دیکھ کر ہوتا ہے۔ دیکھو بہت سے لوگ ایسے یہاں بیٹھے ہیں جنہوں نے ابھی تک حج نہیں کیا لیکن انہیں بھی پکا یقین ہے کہ خانہ کعبہ شریف وہاں ہے اگرچہ خود نہیں دیکھا کیوں اتنے لوگ بیان کرتے ہیں خانہ کعبہ شریف کا کہ اب کوئی سوچ نہیں سکتا کہ سب نے وہاں بیٹھ کر جھوٹ بولا ہوگا اور سارے جلال پور والے بھی 'ملتان والے بھی' انڈونیشیا والے بھی سارے جھوٹ معاذ اللہ بول رہے ہیں تو جتنا یقین خانہ کعبہ کو دیکھ کر ہوتا ہے اتنا ہی یقین خبر متواتر پر ہوتا ہے۔ اسی طرح محدثین کہ یہ حدیث متواترات میں سے ہے یہ کہ حضرت پاک ﷺ کی قبر مبارک مدینہ پاک میں ہے اس میں کسی کافر کو بھی شک نہیں اور یہ کہ وہاں جو حضرت پاک ﷺ کا جسد اطہر ہے وہ دنیا والا ہے خواب و خیال والا نہیں۔ تو جب حیات قبر اطہر میں ہوا تو یہی جسد اطہر فائز الحیات ہے تو دنیا والی حیات ہے اس کا اتنا ہی مقصد ہوتا ہے کہ دنیا والا جسد اطہر فائز الحیات ہے۔

ہر دور میں مسئلہ کی وضاحت کے مختلف انداز

دیکھو ایک زمانہ ہوتا ہے جب مخالفین کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہوتے۔ ایک زمانہ یہ ہوتا ہے کہ مخالفین کسی عقیدہ کا انکار کرتے ہیں اب پہلے کتابوں میں لکھا تھا کہ حضرت پاک ﷺ کو معراج ہوگا لیکن آج ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں معراج تو ہوا لیکن خواب میں جسم کو نہیں ہوا۔ اس لئے آج ہمیں وضاحت کرنی پڑتی ہے کہ جب تک کوئی یہ نہیں کہتا کہ حضرت اقدس ﷺ کو جسد اطہر کے ساتھ معراج ہوئی۔ ہم کہتے ہیں کہ پتہ نہیں اس کا عقیدہ صحیح ہے یا غلط، پہلی کتابوں میں ضرورت نہیں تھی لکھنے کی، لیکن اب بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی پھر پتہ چلتا ہے کہ اس کا عقیدہ صحیح ہے صرف معراج سے عقیدہ مشکوک ہوتا ہے تو یہ کیوں ضرورت پڑی۔ اب دیکھیے پہلے ہم کہتے تھے کہ ختم نبوت کا معنی ہے کہ حضرت پاک ﷺ سب سے آخر میں آئے۔ لیکن مرزا نے کئی اس میں فتنے ڈال دیے کبھی عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ ڈالا لہذا اس میں اب ہم یہ کہتے ہیں کہ ختم نبوت کا

معنی ہے آپ نبیوں میں سب سے آخر میں پیدا ہوئے دنیا میں۔ اب یہ جب ہم منہبوم بیان کرتے ہیں اس میں نہ عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ آتا ہے نہ کسی اور کا۔ تو اس لئے اب کچھ ایسی وضاحت اس مسئلہ کے لئے علماء کو کرنی پڑی وہ حیات دنیوی اس لئے ہے کہ دنیا والا جسد اطہر فائز الحیات ہے۔ اب برزخی اس لئے کہ وہ حیات پاک ہم سے پردہ میں ہے۔

حیات شہداء

اب دیکھو شہداء کی حیات کا قرآن میں صاف لفظوں میں ذکر ہے:

بل احياء ولكن لا تشعرون

”زندہ ہیں تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں“

یہاں شعر و ن نہیں ہے کہ انہیں اپنی زندگی کا شعور نہیں، انہیں تو اپنی زندگی کا پورا پورا شعور ہے ہاں ہمیں ان کی زندگی کا شعور نہیں (سبحان اللہ.... سامعین)

ہمیں شعور کیوں نہیں؟

اچھا ہمیں کیوں شعور نہیں؟ اس لئے کہ ہمارا یہ شعور فانی اور اس فانی زندگی کے لئے ہمیں ملا ہے۔ ہم نے مرنا ہے۔ اور وہ جو بعد میں حیات لی وہ باقی اور ہمیشہ کی حیات ہے۔ اس لئے اگر فانی شعور اس کا ادراک نہیں کرتا تو قصور اس شعور میں ہے اس حیات میں نہیں ہے۔ اگر کرنا کاتبین کی حیات میں کوئی کوتاہی اور کمی نہیں تو اس لئے وہ ہمارے شعور میں نہیں آتی۔ معاف اللہ روضہ پاک کھل جائے تو حضرت ہمیں آرام فرما نظر آئیں گے۔ کیونکہ پردہ میں ہے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ حضرت ﷺ رکوع میں ہوں اس وقت حضرت سجدہ میں ہوں جیسے خواب میں آدمی نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ سجدے میں بھی ہو تو ہمیں لینا دینا نظر آتا ہے وہ قیام میں بھی ہو تو ہمیں لینا دینا نظر آتا ہے۔ کیونکہ نیند والی زندگی آدمی کھلی تھی آدمی چھپی ہوئی ہے۔ اس لئے اسکو برزخی بھی کہتے ہیں اور اس کو روحانی بھی کہتے ہیں کیوں؟ اس لئے جس طرح یہ

زندگی جو بیداری والی ہے یہ جسمانی ہے اس میں جسم کو اولیت حاصل ہے اس لئے اگر کسی کو دکھ پہچانا ہو تو جسم پر ٹھنڈا مارینگے تو روح کو تکلیف پہنچے گی یا نہیں (پہنچے گی.... سامعین) لیکن خواب میں روح پر پہلے احوال آتے ہیں اور جسم پر بعد میں آتے ہیں اس طرح قبر میں تجلیات پہلے روح پر آ رہی ہیں اور روح کے واسطے سے جسم پر پہنچ رہی ہیں۔ اس لئے اس کو روحانی بھی کہتے ہیں اس لئے اگر کہیں روحانی لکھا ہو تو ہمارے خلاف نہیں اب ہم کہتے ہیں کہ آپ جسمانی طور پر یہاں آئے تو کوئی پاگل اسکا مطلب یہ لے گا کہ روح گھر چھوڑ آئے ہیں؟ کوئی پاگل یہ کہے گا کہ بھئی اسکو جسمانی کہہ رہے ہیں لہذا روح گھر رکھی ہوئی ہے۔ روح بھی ساتھ آئی ہے لیکن یہاں جسم کو اولیت حاصل ہے اور وہاں روح کو اولیت حاصل ہے اس لئے اس کو روحانی کہتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ جسم کے ساتھ روح کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

انبیاء کے جسد جنتی خواص رکھتے ہیں

تو اس لئے یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو حضور پاک ﷺ کو خاص طور پر ایسے اجساد مطہرہ عطا فرمائے ہیں جو دنیا میں ہی جنت کی خاصیت رکھتے ہیں تو جنت کی چیزیں گلاسز اکر تھی ہیں یا نہیں؟ (نہیں.... سامعین) اسی لئے حضرت ﷺ نے فرمایا یہ میرا جسد اطہر ہے یہ گلے سڑیگا ہی نہیں۔ کیونکہ یہ جنت کے خواص رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے زمین پر کہ نبیوں کے اجسام کو کچھ نقصان پہنچائیں۔

فنبی اللہ حی یرزق

(ابن ماجہ ص ۱۱۹)

اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

تو عقیدہ یہ ہے کہ اللہ پیدا بھی سب کو کرتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں بعض ایسی خصوصیات سے نوازتے ہیں جو دوسروں میں نہیں ہوتیں۔ انبیاء علیہم السلام میں سب سے اونچا مقام خدا کے بعد حضرت پاک ﷺ کا ہے۔ اس لئے یہ جو فرقہ اپنے آپ کو ”ممائی“ کہتا ہے یہ نبی کا دشمن ہے۔ یہ اس قبر کو قبر نہیں مانتے کہتے ہیں

عذاب قبر ہے قبر کہیں اور ہے اس کا پتہ کسی کو نہیں اور جسم بھی اور ہے حالانکہ قرآن نے اس قبر کو قبر کہا، احادیث متواترہ نے اس قبر کو قبر کہا ساری دنیا اس قبر کو قبر کہہ رہی ہے لیکن یہ نہ قرآن مانے نہ حدیث مانے، نہ فقہ مانے نہ کچھ مانے تو جب ہم کہتے ہیں کہ یا اللہ جو لوگ اس قبر کو قبر نہیں مانتے ان کو یہ قبر نصیب نہ کرنا۔ آمین کہہ دیں ایک دفعہ۔ (آمین..... سامعین)

پھر کہتے ہیں ہمارے لئے بددعا کیں کرتے ہیں۔ بھئی بددعا کون سی ہوئی مماتی تو قبر میں ہے ہی نہیں۔

تو یاد رکھیں اللہ نے انبیاء کو پیدا فرمایا وہ مخلوق ہی ہیں، خالق نہیں، لیکن ان کو ایسی خصوصیات سے نوازا جس سے باقی لوگ محروم ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

استغفر الله تعالى من كل ذنب واتوب اليه

خطبات اُمّیّت

مناظر اسلام، وکیل احناف، وحید العصر، حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کے خطبات پر مشتمل کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے میرے حضرت اقدسؒ کے وسعت مطالعہ، علم و عرفان اور علمی تبحر کا زندہ جاوید ثبوت ہے، ان خطبات کا ایک ایک لفظ اللہ اور اس کے رسول ﷺ صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہمؑ اولیائے امت اور خصوصاً سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کے ٹھانٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں غوطہ زن ہے، کے مطالعہ سے آپ کی روح کو بالیدگی، علم کو پختگی، عقائد کو درستگی، عمل کو وارفتگی، سوچ کو وسعت، نظر کو سرور، دل کو نور اور اذہان و عمل کو دینی سرشاری و بیداری کی دولت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ نصیب ہوگی۔ اس کے مطالعہ سے شکوک و شبہات کے داغ دھلیں گے، اور انشاء اللہ آپ عقائد و اعمال کی دنیا میں بیداری کا ثبوت دیں گے۔ ان خطبات میں جن فرق اور مذاہب پر کلام کیا گیا ہے، یہ ناکارہ ان سے انتہائی مودیانہ عرض گزار ہے کہ وہ ان دلائل واضحہ، حقہ، صریحہ کو ”نسخہ شفا“ و ”داروئے تلخ“ سمجھتے ہوئے نوش فرمائیں:

”شفا بایست داروئے تلخ نوش کن“

پہلی جلد حاضر خدمت دوسری جلد بہت جلد

مکتبہ الحبیب